آپ بیتی

صدام حسین

وہ سب کچھ جو مغربی میڈیا چھپاتا رہا

Saddam Hussain

Marfat.com

5432
~~5422~~

آپ بیتی

صدام حسین

وہ سب کچھ جو مغربی میڈیا چھپاتا رہا

مصنف : صدام حسین

مرتب : الاستاذ صلاح المختار

ترجمہ : محمد آصف

DAR - UL - SHAOR

Marfat.com

❁ بسلسلہ : آپ بیتی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	⇦	آپ بیتی، صدام حسین
مصنف	⇦	صدام حسین
مرتب	⇦	الاستاذ صلاح الختار
ترجمہ	⇦	محمد آصف
اشاعت	⇦	2007ء
کمپوزنگ	⇦	طاہر مقصود
مطبع	⇦	علی فرید پرنٹرز لاہور
برائے	⇩	
دارالشعور		37۔مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور
قیمت	⇦	-/400روپے

اہتمام۔ محمد عباس شاد

E-mail: m_d7868@yahoo.com
Ph: 042-7239138,8460196
Mob:0300-9426395,0321-9426395

Marfat.com

فہرست

- حرف آغاز (از ناشر) 13
- آپ بیتی اور حرف حقیقت (از مرتب) 27

ذاتی زندگی

- میرا گاؤں 34
- سوتیلے باپ کا سلوک 35
- فوجی بننے کا شوق 37
- میرے دوست اور تعلیم کا شوق 37
- میرے ماموں خیر اللہ 36
- سکول میں تقریریں 37
- میرے زمانہ طالب علمی کی عرب دنیا 37
- بعث پارٹی میں شمولیت 38
- میرے نظریات 39
- پہلی گرفتاری 45
- جیل کا ماحول 45
- جیل سے فرار کا منصوبہ 46
- عراق سے شام (ہجرت) 46
- راستے کی مشکلات 47
- عراق واپسی اور گرفتاری 47

Marfat.com

○ جیل سے فرار 48

○ شادی اور بچے 48

پارٹی اور جدوجہد

○ بعث پارٹی کی تاریخ 52

➤ پس منظر 52

➤ بعث پارٹی کا تاسیسی مرحلہ 60

➤ بعث پارٹی کی تاسیسی کانفرنس 72

○ قومی وحدت کے لیے بعث پارٹی کی سرفروشانہ جدوجہد 77

➤ اتحادِ عمل کی حکمتِ عملی 77

➤ قومی آزادی 80

➤ ترقی 81

➤ پہلا نقطہ 82

➤ دوسرا نقطہ 82

➤ شام اور مصر کا اتحاد 84

➤ تین ملکوں کا اتحاد 96

➤ سازشوں کو در گور کرنے کے لیے وحدت 97

➤ قومی تنظیم 98

○ بعث پارٹی کی امتیازی خصوصیات 101

➤ علمیت (شعور وادراک) 102

➤ واقعیت (حقیقت پسندی) 103

➤ ایجابیت (مثبت کردار) 104

➤ آزادی کا نظریہ (نظریاتی آزادی) 104

➤ نضالیت (سرفروشانہ جدوجہد) 105

Marfat.com

- اساسیت اور ہمہ گیریت 106
- انفرادیت، پامردی اور استقلال کی قدرت 107
- ہمہ جہتی اور انقلاب کی قدرت 107
- لغزشوں اور ناکامیوں سے درگزر کرنے کی قدرت 108
- مستقبل کا نظریہ 109

○ بعث پارٹی کے اصولی نظریات 110
- عربوں کی وحدت 112
  - » عربی وحدت کی مرکزیت 112
  - » وحدت کا انقلاب 113
  - » عربوں کی وحدت کے لیے ایک عمومی معاشرہ ... 113
  - » وحدت کی مرحلیت 115
- حریت 115
- اشتراکیت 123
- اشتراکیت کی طرف عربی راہ کے خدوخال اور اس کے نقوش . 123
- ان اہداف کے درمیان مدلل تعلق 133
- ہمارا آفاقی پیغام 137

○ بعث پارٹی کی اصولی بنیادیں 142
- پہلی بنیاد: عربی قومیت کی وحدت وحریت 142
- دوسری بنیاد: عربی قومیت کا تشخص 142
- تیسری بنیاد: عربی قومیت کا پیغام 143

○ بعث پارٹی کا دستور 144
- بعث پارٹی کی داخلی سیاست 146
- بعث پارٹی کی اقتصادی سیاست 147
- بعث پارٹی کی معاشرتی سیاست 149

Marfat.com

» خاندان، نسل اور شادی 149
» معاشرہ کی صحت وتندرستی 149
» محنت، کاروبار اور کام 149
» معاشرتی ثقافت 150
» طبقاتی امتیازات کو ختم کرنا 151
» ناخواندگی اور بے تمدنی 151
➤ بعث پارٹی کی تعلیم وتربیت کی سیاست 152

ہماری دولت، ہمارے خزانے

ہمارے خطے کی اقتصادی اہمیت 154
➤ تیل 154
» عربی تیل کی دریافت اور مغربی سامراج کی ریشہ دوانیاں. 156
» لیبیا اور الجزائر کے تیل کے ذخائر 159
» عرب خام تیل کی پیداوار 162
» وطنِ عربی کے تیل کے ذخائر 163
➤ خطۂ عرب کی معدنیات 164
» لوہا 164
» تانبا اور پیتل 164
» سیسہ 164
» زنک (یعنی جست) 164
» گندھک 165
» فاسفیٹ (Phosphate) یعنی فاسفوری نمک. 165
➤ خطۂ عرب کا زرعی انقلاب 166

Marfat.com

عراق کی انقلابی اور سیاسی تحریکیں

○ 1920ء کا انقلاب 70
➤ انقلاب کے اسباب 71
➤ انقلاب کا طریقہ کار 73
➤ 1920ء کے انقلاب کے نتائج 74
○ بکر صدقی کا انقلاب 77
○ 1941ء کا انقلاب 180
○ جنوری 1948ء کی تحریک بیداری 186
○ 1952ء کی عوامی تحریک 189
○ 1956ء کی عوامی تحریک 192
○ 14 جولائی 1958ء کا انقلاب 194
➤ 14 جولائی کے انقلاب کی حیثیت اور قدر و منزلت 198
○ 1963ء کا انقلاب 200
➤ انقلابی کامیابیاں 201

انقلابِ عراق 17 جولائی 1968ء

○ انقلابِ عراق کے چند اہم اقدامات 204
➤ انقلابِ عراق کا پہلا سال 207
➤ انقلابِ عراق کا دوسرا سال 207
➤ انقلابِ عراق کا تیسرا سال 208
➤ انقلابِ عراق کا چوتھا سال 208
➤ انقلابِ عراق کا پانچواں سال 210
➤ انقلابِ عراق کا چھٹا سال 210

Marfat.com

- انقلابِ عراق کا ساتواں سال 212
- انقلابِ عراق کا نواں سال 213
- انقلابِ عراق کا دسواں سال 214
- انقلابِ عراق کا گیارھواں سال 215
- انقلابِ عراق کا بارھواں سال 217

ملکی سطح کی کامیابیاں اور نتائج 218
- قومی اور وطنی وحدت 218
- کردوں کا مسئلہ 219
- کرد علاقوں کے لیے خود مختار حکومت کا قانون 220
- قومی اور ملکی پارٹیوں کو آزادی 221
- سب سے اہم کارنامہ قومی محاذ 222

انقلابِ عراق کی عربی سطح پر کامیابیاں 224

انقلابِ عراق کی عالمی سطح کی کامیابیاں 226
- ''الجزائر'' کا معاہدہ 227

بعث پارٹی کے عظیم کارنامے

اقتصادی تعمیر و ترقی 231

تیل کی نیشنلائزیشن 235

یکم مارچ 1973ء کا معاہدہ 280

قومی عمل 240

17 جولائی کی ''المغنی'' اسکیم 241

30 جولائی کا ''الداویہ'' منصوبہ 241

17 اپریل کا منصوبہ 241

ابوالفواس کا پانی کی صفائی کا منصوبہ 242

Marfat.com

- رے کے متعدد منصوبے جو عراق کے متعدد علاقوں میں پھیلے 242
- نینویٰ کے صوبے میں نمرود کی بستی کے ساتھ سلامیہ کی نہر کی کھدائی کا منصوبہ 242
- علمی اور ثقافتی میدانوں میں کامیابیاں اور سرگرمیاں.................. 242
- عراقی قوم کی قوت خرید کو بلند کرنے کی قراردادیں 244

انقلاب عراق 14 جولائی 1968ء کی قدر و اہمیت

- عراق کی تعمیر و ترقی میں انقلاب 1968ء کا کردار....... 248
- انقلاب عراق اور آج کے تقاضے 251
- خوف نہیں بلکہ محتاط منصوبہ سازی............................ 264
- انقلاب کی باقاعدہ منصوبہ بند پیش رفت 268
- مستحکم انقلاب کے تقاضے 275
- ہمیں سب کو مل کر انقلاب کو آگے بڑھانا چاہیے.................... 278
- انقلاب میں عورتوں کا تاریخی کردار (1)........................ 284
- انقلاب میں عورتوں کا تاریخی کردار (2)........................ 290

عرب، عراق، بعث پارٹی، مسلمان اور انسانیت کے دشمن

- موجودہ دور کا فرعون اور مسلمانوں کا دشمن 296
- بغداد کے دشمن آج اور کل 299
- شر کی قوتوں نے عراق پر حملہ کیوں کیا 303
- اہل عراق کے خلاف صف آراء لوگ کون تھے؟ 308
- بغداد پر قبضے کے خواب دیکھنے والے نامراد ٹھہریں گے 315
- اہل عراق کا اعزاز اور ان کی ذمہ داریاں 318
- اہل عراق کی عظمت اور ایران کی سازشیں 343

Marfat.com

○ عراق تا اَبد قائم رہے گا 357
○ عراق میں کہیں بھی کیمیائی ہتھیار نہیں تھے 365
○ ہمارے پاس نہ تو جوہری ہتھیار ہیں اور نہ ہی ہمارا القاعدہ سے کوئی تعلق ہے 368
○ مَیں عراق میں ہی رہوں گا، یہیں مروں گا، یہیں دفن ہوؤں گا اور اپنا وقار برقرار رکھوں گا 373

عربوں کے خلاف
سامراجی سازشیں اور اُن سے مقابلہ کی حکمت عملی

○ عربوں کو سامراجی ملکوں کا مقابلہ کس طرح کرنا چاہیے 388
○ مشرقِ وسطیٰ کو غلامی سے عربوں کا اتحاد ہی بچا سکتا ہے 393
○ عرب ریاستوں کے اتحاد کا دستور العمل 400
○ عرب تنظیموں اور قوموں کو میری صدا!! 403
○ عرب قیادت کے لیے ابھی سوچنے کا وقت ہے!! 408
○ خلیجی جنگ عربوں کے لیے سبق آموز واقعہ ہے 418
○ مَیں کویتی نوجوانوں کو حقائق بتانا چاہتا ہوں 427
○ عرب ملکوں کے لیے تیل کا بحران کیوں پیدا ہوا 434
○ مسئلہ فلسطین، امریکہ اور اسرائیل کا کردار 436
○ عراق پر یہ مصیبت صرف غداروں کی وجہ سے آئی ہے 447
○ امریکہ کے خلاف جنگ پوری انسانیت کی جنگ ہے 449

عراقی فوج کو سلام

○ اے عراقی جوانو اور فوجیو! تم سدا سلامت رہو 462
○ عراقی فوجو! خدا تمہارا محافظ ہے 646
○ عراقی فوجوں نے خدا کے بھروسے پر طاغوتی فوجوں کا مقابلہ کیا 468
○ عراقی فوج نشاۃِ ثانیہ کی بانی ٹھہرے گی 470

Marfat.com

قید سے چند اہم خطوط

- میں قید سے اپنی قوم سے مخاطب ہوں!......................... 474
- عالمی عدالت میں میرے وکیل دفاع کو اپنا موقف پیش نہیں کرنے دیا گیا 480
  - عالمی عدالت کے صدر اور اس کے ارکان کو خط 480
- امریکی حکمران جھوٹ بولتے ہیں 483
  - شہید صدام حسین کا قید سے امریکی قوم کو خط 483
- مجھے قید میں اپنی بات کہنے کی اجازت نہیں دی جاتی 500
  - شہید صدام حسین کا عراقی اور عالمی اقوام کو خط 500

عراق کے بیٹو! تحریک مزاحمت جاری رکھو

- عراقیو! پوری طاقت وقوت سے تحریک مزاحمت جاری رکھو! 506
- صدر صدام حسین کا اپنے دو شہید بیٹوں اور پوتے کی شہادت پر اظہار تعزیت 507
- عراقیو! تم سب ایک قوم ہو، دشمن کے خلاف متحد ہو جاؤ 508
- قومی تحریک مزاحمت میں شامل تمام جماعتیں مبارکباد کی مستحق ہیں 509
- امریکی پٹھوؤں کا بائیکاٹ کرو 511
- عراق کے خلاف کردار ادا کرنے والوں سے ہوشیار رہو!................512
- استعمار کے خلاف ایک ہو جانے کا پیغام 514
- بیداری اور مزاحمت دشمن کے خلاف ناگزیر ہے.......................514
- انسانیت کے دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہو 516
- عراق کے قبائل اپنا کردار ادا کریں...............................517
- اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے 519
- امریکیو! ہماری سرزمین خالی کردو..................................523
- میرے وطن کا پانی میٹھا اور اُس کی مٹی دوا ہے........................524

Marfat.com

- شہید صدام حسین کی شاعری کا نادر نمونہ 524
- عراق کا سورج کبھی غروب نہ ہوگا 531
- دشمن کے خلاف تیار رہو 532
- امریکیوں سے بلاشرط عراق سے نکل جانے کا مطالبہ 535
- دشمن کو عنقریب وطن سے نکال دیا جائے گا 538
- جناب علی سیستانی اور حوزۂ علمیہ سے گزارش 541
- عظیم وفادار عراقی قوم کے لیے بیان 543
- ایک غم ناک خبر 548
- مکمل وسائل سے مزاحمت کرو 551
- میں صدام حسین بول رہا ہوں 552
- عراقیو! اپنے مقدس مقامات کو آزاد کراؤ 555
- کٹھ پتلی حکومت کا بائیکاٹ کریں 558
- استعمار ہمارے ملک میں خوفزدہ، ہراساں اور مرعوب بن کر رہے گا 560
- ہم یقیناً فتح یاب ہوں گے 562
- میں نے خدا سے شہید ہو کر مرنے کا عہد کر رکھا ہے 563

جس دھج سے کوئی مقتل گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

- صدام حسین کی اَلم ناک شہادت کے آخری لمحات کی غم ناک تفصیلات 568

Marfat.com

حرفِ آغاز

تاریخ میں نہ جانے کتنے ایسے لوگ ہوں گے جنہیں سامراج نے اپنی مخالفت کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہوگا۔ شاید لوگ ان کا نام تک بھی بھول گئے ہوں، لیکن بعض راہنما ایسے بھی ہیں جنہوں نے استعماری حکومتوں کی مخالفت اور ان کے جنگی عزائم کے آگے بند باندھنے کی پاداش میں موت کو ایسے بہادرانہ انداز میں گلے لگایا کہ ان کی یہ ادا دنیا کو بھا گئی، اور وہ زندگی سے گزر جانے کے باوجود، لوگوں کے دلوں میں ایک ایسی زندگی جی رہے ہیں جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

ایسے عظیم شہیدوں میں عراق کے صدر صدام حسین کا نام بہت اونچا ہے۔ جب سے اتحادی ممالک شہید صدام حسین کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے تھے تو وہ پوری دنیا کے لیے مرکز نگاہ بنے رہے۔ قومی میڈیا سے عالمی میڈیا تک ان پر تبصرے، رپورٹیں اور فیچرز شائع ہوتے رہے، لیکن ان میں سچائی کم اور پراپیگنڈہ زیادہ ہوتا تھا کیونکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی خواہش یہی تھی۔ باشعور لوگ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ سامراج کو جس نظریے، جماعت یا شخصیت سے خطرہ ہوتا ہے اسے وہ اتنا بدنام کرتے ہیں کہ بعد میں انہیں اپنی لڑائی لڑنا آسان ہو جاتی ہے کیونکہ وہ پراپیگنڈے کے ذریعے ایک بہت بڑی آبادی کو اپنا ہمنوا بنا چکے ہوتے ہیں۔ اس سے ان کا کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اگر اختصار مقصود نہ ہوتا تو میں تاریخ سے ایسی بہت سی مثالیں پیش کر دیتا جس پر سامراجی حکمت عملی کارفرما رہی ہے۔

ایسے میں دارالشعور نے کوشش کی کہ کوئی ایسی کتاب ہاتھ لگے جس میں نہ صرف اتحادی فوجوں کے جنگی جرائم سے متعلق حقائق سامنے آئیں بلکہ صدام حسین کی شخصیت، بعث پارٹی کی تاریخ، اور مشرق وسطیٰ میں سامراجی سازشوں کے سلسلے کو سمجھا جا سکے اور انقلاب عراق 1968ء جسے صدام حسین کی بعث پارٹی نے جنم دیا تھا اس کی کوششوں اور انقلاب کے زیرِ اثر عراق کے حالات کو بھی جانا جا سکے۔

Marfat.com

اس سلسلے میں ہم نے صدام حسین کے انتہائی قریبی ساتھی طہٰ یٰسین کی صدام حسین پر لکھی ہوئی کتاب ''صدام حسین الرفیق والاخ''، ''صدام حسین ایک دوست اور بھائی'' کا ترجمہ شروع کروایا۔ تاکہ پاکستانی قارئین جو کبھی بھی عراق اور صدام کے بارے میں سچائی نہیں جان سکے، ان کی خدمت میں ایک حقیقی کتاب پیش کی جائے۔ ابھی اس کتاب کا ابتدائی حصہ ترجمہ ہوا تھا کہ ''قصة الحیاتی'' (صدام حسین کی آپ بیتی) تک رسائی ہوگئی جو ان کی پارٹی کے ایک معتبر نام الاستاذ صلاح المختار کی مرتب شدہ تھی۔ اس آپ بیتی میں وہ تمام معلومات تھیں جن کے بارے میں لوگ جاننا چاہتے ہیں۔ لہٰذا پہلی کتاب کو چھوڑ کر اس کا عربی سے اردو ترجمہ شروع کروایا گیا جو الحمدللہ سات ماہ کی شبانہ روز محنتوں کے بعد ادارہ آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا۔

اس دوران پاکستان میں شہید صدام حسین پر چند ایک کتابیں چھپیں لیکن وہ میڈیا کے زہریلے پراپیگنڈے سے ماخوذ تھیں بعض ناشرین نے تو bbc.com کے عنوانات کو من وعن کتاب کا حصہ بنا دیا۔ جن سے سچائی تلاش کرنے کو نہیں ملتی تھی البتہ جھوٹ کتاب سے تیر کر خود سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ اس دوران بعض قارئین نے خود صدام حسین کی کسی تصنیف شدہ کتاب کا دوکانداروں اور پبلشروں سے مطالبہ کیا تو جواب یہی ملا کہ صدام حسین نے کوئی کتاب نہیں لکھی حالانکہ صدام حسین تقریباً ستائیں (27) کتابوں کے مصنف ہیں جو علمی، ادبی، تاریخی اور دینی موضوعات پر مبنی ہیں۔

بلکہ ان کے دو ناول تو ان کی قید کے دوران میڈیا میں زیرِ بحث بھی رہے ان میں سے پہلا ناول ''شیطان کا رقص'' (Devil Dance) تھا اس ناول کا سکرپٹ صدام حسین کی بیٹی کے ذریعہ عراق سے باہر پہنچا تھا، اس کے بارے میں ان کی بیٹی کا کہنا تھا کہ یہ ناول امریکی حملے سے ایک روز پہلے مکمل ہوا تھا۔ اس ناول میں صدام حسین نے ایک ایسے قبیلے کو موضوع بحث بنایا ہے جو ایک دریا کے کنارے 1500 سال سے آباد تھا اس قبیلہ نے ایک حملہ آور فوج کو شکست دے دی تھی، یہ پورا قبیلہ حملہ آور فوج کے مدمقابل کھڑا ہوگیا تھا۔ جس کے نتیجے میں حملہ آور فوج کو شکست ہوگئی تھی۔ جس طرح کہ ذکر ہوا یہ ناول امریکی حملے سے ایک دن پہلے مکمل ہوا شاید صدام حسین اس ناول کے ذریعے قوم کو اتحادی فوجوں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنا چاہتے ہوں۔ ان کا دوسرا

Marfat.com

ناول جس کا نام ''زبیدہ اور بادشاہ'' *(Zubaida & The King)* ہے اس ناول میں ایک ایسے راہنما کی کہانی بیان کی گئی ہے جو اپنے عوام کی خاطر پرآسائش زندگی قربان کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ شہید صدام حسین کی چند تصنیفات یہ ہیں:

1۔ حول کتاب التاریخ
2۔ حول اقامۃ الاشتراکیہ
3۔ المملکۃ الخاصہ وسؤلہ الدولۃ
4۔ نظرۃ الدین والتراث
5۔ الحرکات السیاسیہ والدینیہ
6۔ نظریۃ البعث

اس کے علاوہ شہید صدام حسین کی بہت سی کتب ہیں جن کا اب ملنا انتہائی دشوار ہے۔ البتہ بعث پارٹی کی ویب سائٹ پر ان کی بعض تحریریں پڑھی جا سکتی ہیں۔ جس کا ایڈریس یہ ہے:

www.albaathalaarbi.com

خلیجی جنگ 1991ء اور شہید صدام حسین کی پھانسی کے بعد دنیا بھر میں بہت سی کتابیں منظر عام پر آئیں جنمیں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1) عراق صدام حسین ....صدام حسین کا عراق

یہ کتاب فرانس سے شائع ہوئی ہے اس کے مصنف دو فرانسیسی صحافی ہیں جن کے نام کریسٹان شتیوٹ اور جارج مالبرونو ہیں۔ انہوں نے عراق کے نظام حکومت کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی صدام حسین کی شخصیت اس کے خاندان اور کردار کے حوالے سے بعض حالات پر روشنی ڈالی ہے، لیکن ساتھ ہی انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ مغربی حکمت عملی کے نتیجہ میں ہم صدام کی شخصیت اور اس کے ملک کے بارے میں بہت زیادہ نہیں جانتے اور نہ ہی ہمارے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ ہم صدام حسین کے بارے میں حتمی رائے اور معلومات اپنے قارئین کو پیش کر سکیں۔ میرے خیال میں یہ کتاب بھی ایسی ہی ہے جس طرح پاکستان میں صدام حسین کے بارے میں اخبارات سے کتابیں مرتب کر لی گئی ہیں۔

2) حروب صدام حسین ....صدام حسین کی جنگیں

یہ کتاب بلغاریہ سے شائع ہوئی ہے اس کے مصنف بلغاری صحافی فالنٹین کوستوف ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں عراق کے تاریخی، ثقافتی، دینی اور معاشی وسائل پر ایک جاندار تجزیہ پیش کیا ہے۔

Marfat.com

چونکہ یہ کتاب بنیادی طور پر صدام حسین کی جنگوں سے متعلق ہے مصنف مذکورہ بالا تجزیہ پیش کرنے کے بعد عراق کے جنگی محاذوں کی تفصیلات پر روشنی ڈالتا ہے وہ بتاتا ہے کہ وہ کونسے حالات تھے کہ عراق ایران جنگ ہوئی اس طرح وہ کون سے اسباب تھے جس کے سبب عراق کویت جنگ شروع ہوئی اس طرح انہوں نے ان اسباب پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے جن کے باعث عراق پر اتحادی افواج نے حملہ کیا اور تاحال عراقی اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مصنف نے عراق کے اندر ظہور پذیر ہونے والے واقعات کا ایک انڈکس بھی دیا ہے جو انتہائی اہم معلومات فراہم کرتا ہے۔

3) بعث العراق .... سلطة صدام قیاماً و حطاماً

(عراقی انقلاب......... صدر صدام حسین کی حکومت کے قیام اور زوال کی داستان)

یہ کتاب بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے مؤلف ''حازم صاغیہ'' ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ صدر صدام حسین ایک ایسے خطے پر حکومت کرتے نظر آتے ہیں۔ جہاں ان سے پہلے بھی پارلیمانی نظام نہیں رہا اس خطے میں انہوں نے سب سے پہلے پارلیمانی نظام کو متعارف کروایا اور پورے خطے کو ایک زبان پر جمع کیا حالانکہ وہاں مختلف قبیلوں کی زبان مختلف تھی۔ مگر سب ایک ایسی زبان پر جمع ہو گئے جو ان کی دینی زبان بھی تھی۔ یعنی ''لغتِ عرب''۔ مصنف کا یہ خیال درست ہے کیونکہ صدر صدام حسین نے ایک ایسے ملک پر حکومت کی جو مختلف رسم و رواج کا حامل تھا۔ ان کی جدت پسندی، خیالات و آراء اور جنگ و جدال کے رجحانات مختلف تھے۔ اور جنگ کے معاملات میں وہ بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ملک ہمیشہ جنگوں کی زد میں رہا اور ان جنگوں کی وجہ سے عراق میں ایک قومی وحدت پیدا ہو گئی جس کا خلاصہ ''لا فارسیہ، لا کردیہ، لا شیعیہ اور لا سنیہ'' ہے۔ لیکن دوسری طرف بہت سے عراقیوں نے یہ بات محسوس کرنا شروع کر دی کہ شاید ان کا خاندانی یا اپنا مذہبی تشخص کہیں کھو گیا ہے۔ بعض حلقوں کے اسی احساس کو سامراج نے قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن بعث پارٹی کے جماعتی نظام نے ان سازشوں کو ناکام بنا دیا۔

آگے چل کر مصنف کہتا ہے کہ اس صورت حال نے تبصرہ نگاروں اور مصنفین کو اس

Marfat.com

بات پر ابھارا کہ وہ صدام حسین کو ''سٹالن'' کے ساتھ تشبیہ دیں کہ وہ اس کی پسندیدہ شخصیت ہے۔ اس تاثر نے حقائق کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔ کیونکہ پہلا صدام حسین وہ ہے جو اپنے خاندان اور قرابتی تعلقات کا سربراہ ہے جبکہ دوسرا تاثر رکھنے والا صدام ایسا نہیں۔ جس نے نہ تو صنعتی انقلاب برپا کیا تھا اور نہ ہی فاشزم کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تھا۔ اور نہ ہی اس نے ایسی کسی تحریک کو کچلنے کی کوشش کی تھی۔

اس کے بعد مصنف صدام حسین کے بارے میں تبصرہ نگاروں کے اس تأثر کو غلط ثابت کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ صدام حسین کے بارے میں یہ تأثر زمینی حقائق کے خلاف ہے۔ لیکن ان باتوں کا تجزیہ کر کے ان کے حقائق سے پردہ اٹھانا ممکن ہے اور ایسا فقط عراق کے موجودہ حالات کا بالغور مشاہدہ کرنے کے تناظر میں ہی ممکن ہے جو صدام حسین کے دورِ حکومت سے متعلق ہے۔ البتہ یہ بات نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ وہاں واقع ہونے والے تمام حالات و واقعات کا قرار واقعی تحلیل و تجزیہ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کام قدرے مشکل ہے۔ اور اس کی وجہ ان اسباب تک رسائی کا ناممکن ہونا ہے جنہوں نے صدام حسین کو چاروں طرف سے چھپا رکھا ہے اور اس کے نظام کی گہرائی پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

اس کتاب کی سب بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں انقلاب کے واقعات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ بعث پارٹی کو جن مشکلات سے گزرنا پڑا ان واقعات و حالات کو بھی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

اگر ہم عراقی انقلاب کی تاریخ کے نتائج کے خلاصہ کو بیان کرنا چاہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک تو اس میں بے جا طوالت اور زائد از ضرورت معلومات کا ڈھیر لگا دیا گیا ہے۔ دوسرے خاص طور پر معاصر سیاست پر تبصرے بے جا طوالت پر مبنی ہیں۔

بہر حال جو بھی ہوا اور جو ہو گا اس سے ہماری ذاتی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم ان تمام احوال و واقعات سے صحیح نتائج اخذ کریں اور یہ بات نظر انداز کر دینے کے قابل نہیں کہ جب داخلی طور پر صدر صدام کا تختہ الٹنا ممکن نہ ہوا تو اس نے خارجی سازشوں کے لیے ایک دروازہ کھول دیا جو صدر صدام حسین کا تختہ الٹنے کی سازشوں کے تانے بانے بننے لگے۔

Marfat.com

4) صدام حسین الحقیقی ....حقیقی صدام حسین

فرانس سے دو کتابیں شائع ہوئی ہیں جو صدر صدام حسین کے کردار اور اس کی زندگی کے حالات کو بیان کرتی ہیں۔ایک کتاب تو حال ہی میں مارکیٹ میں آ کر کتب خانوں پر فروخت ہو رہی ہے اس کو ایک فلسطینی ''سعید ابوریش'' نے تالیف کیا ہے اور دوسری فروری 2007ء کو مارکیٹ میں آئی تھی۔

''حقیقی صدام حسین'' سعید ابوریش کی یہ کتاب فرانس سے شائع ہوئی ہے اس کا مقدمہ خود ناشر نے لکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ۔''فرانس میں چھپنے والی یہ صدام حسین کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی سوانح حیات ہے۔''اس کا مؤلف ایک صحافی ہے جو ایک فلسطینی ہے لیکن اس کے پاس امریکن نیشنلٹی ہے۔وہ اس سے پہلے یاسر عرفات کی ایک تفصیلی سوانح حیات بھی لکھ چکا ہے۔ستر کی دہائی میں وہ عراقی حکومت کا سب سے قریبی مشیر بھی رہا ہے۔ابوسعید ریش اس کتاب میں صدام حسین کے عروج اور ان کے برسرِ اقتدار رہنے کے طریقہ کو واضح کرتے ہیں اور اپنی کتاب کو صدر صدام حسین کے اس جملے پر ختم کرتے ہیں کہ،''میری آنکھیں ہر شام عراق کے مظلوم و مسکین بچوں پر روتی ہیں۔''

5) دولة الاذاعة ....نشر واشاعت کی حکومت

اس کتاب میں صدام حسین کے حوالہ سے عراق میں ان کے کردار و مشاہدات کو بیان کیا گیا ہے۔کتاب صدر صدام حسین کی شخصیت کی نادر معلومات پر مبنی ہے۔اس کو بیان کرنے والے خود ان کے بچپن کے دوست، ان کے عراقی براڈ کاسٹنگ کی تعلیم کے کلاس فیلو جناب ''ابراہیم زبیدی تکریتی'' ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ صدر صدام حسین نے تیئس سال کی عمر سے سیاست میں قدم رکھا اور اس راہ کی شدید مشکلات اٹھاتے رہے اور اس وقت تک ان کو برداشت کیا لیکن یہ سب کچھ ایک دم نہیں ہوا۔وہ ''حزب البعث العربی الاشتراکی'' کو فتح یاب کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے بلکہ یہ اس وقت ہوا کہ جب صدر صدام نے اس خیال کے تحت اپنی تعلیم کو موقوف کر دیا کہ جاری اور مروجہ طریقوں سے مقصد کا حصول ممکن نہیں۔'' بلکہ اس کے لیے ایک انقلاب برپا کرنا ہوگا۔اسی مایوسی نے انہیں بعث پارٹی کی قیادت اور پھر اس کی کامیابی تک پہنچایا اور یہ ایک لمبا تدریجی عمل تھا۔

Marfat.com

اِسی طرح یہ بھی کوئی اتفاقی اور اچانک واقعہ نہ تھا کہ بعث پارٹی کی قیادت قبول کرنے کے چند ماہ بعد ہی بعث پارٹی نے اپنے دستور اور اپنی اقدار و منشور کو طے کرنے کے بعد اس وقت کے مطلق العنان بادشاہ عبدالکریم قاسم کو اغواء کرنے پر نہایت خطرناک پروگرام طے کیا اور ایسا کر بھی گزرے۔ پھر بعث پارٹی کے زعماء نے اپنے طریقۂ کار اور عراق کی حکومت کے چلانے کے طریقۂ کار کو متعین کیا۔ اور گزشتہ تیس سالوں میں بڑے اہم واقعات رونما ہوئے۔ ان گزشتہ سالوں نے صدر صدام حسین کے ماموں ''خیر اللہ طلفاح'' کی اس رائے کو غلط ثابت کر دیا کہ صدام حسین ایک ناکام اور بزدل آدمی ہے اور وہ اپنے ماموں کے گھر کو سنبھالنے کے علاوہ کسی بھی کام کی اہلیت نہیں رکھتا۔

جیسا کہ صدر صدام حسین کے اکثر دوستوں نے یہ بتلایا ہے کہ اپنی تیئس سالہ عمر میں اور اس کے بعد کے سالوں میں جب وہ بھرپور جوانی میں تھے، بڑے کم گو، صبر کرنے والے، سوچ بچار اور غور و فکر کے نہایت عادی تھے۔ لیکن اس نہایت سنجیدہ اور متین شخصیت کے بعد صدر صدام حسین کا ایک اور خاکہ ابھرتا ہے جو اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ جب وہ ایک سپاہی بننے کے خواہش مند تھے مگر ایک وقت وہ آیا کہ وہ اس بات کے خواب دیکھنے لگے کہ ان کی اپنی ایک جیپ ہو اور اس کے ساتھ ایک بندوق اور ایک دوربین بھی ہو۔''

6) صدام ،الحياة السرية..........صدام حسین کی خفیہ زندگی

350 صفحات پر مشتمل یہ انگریزی کتاب ہے جس کا نام *Saddam's Secret Life* ہے۔ اس کتاب کے مصنف کون کوگلین ہیں اور یہ 2003ء میں لندن سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب پر کامبرج بوک ریفیوز کے تبصرے کے بعض حصے نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہیں لہٰذا انہیں ملاحظہ کیجیے:

1991ء کی خلیجی جنگ کے بعد صدر صدام کے متعلق یورپ میں متعدد سوالات اٹھائے گئے اور ان کے برسرِ اقتدار آنے اور اقتدار پر باقی رہنے نے یہ بات ظاہر کی کہ عالمی نظام صدر صدام حسین کے عراق پر برسرِ اقتدار رہنے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دوسری طرف پوری شدت کے ساتھ وہ صدر صدام حسین کے ڈیموکریٹک طرزِ حکومت کو ایک نہایت ظالمانہ اور جابرانہ نظامِ حکومت بھی باور کرواتے ہیں اور ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر اس کا ایک لامحدود ظالمانہ دور

Marfat.com

حکومت دکھاتے ہیں۔ لیکن مغرب کی تمام معلومات محض قیاس آرائیاں تھیں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان باتوں کو نہ تو کسی کان نے سنا ہو اور نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہو۔ کیونکہ صدر صدام حسین کی زندگی کئی پردوں میں چھپی ہوئی تھی اور یہی اس کے دورِ حکومت کا ایک خاص امتیاز تھا۔

صدر صدام حسین کے خلاف طاقت کے استعمال کی بحث اس وقت چھڑی جب امریکہ میں نائن الیون کا دہشت گردانہ واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ کیونکہ اس وقت صدر صدام حسین اور عراق کے بارے میں ان دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث ہونے کی پیشین گوئیاں کی گئیں۔ پھر ان اعداد و شمار نے جو یہ بتلا رہے تھے کہ صدر صدام حسین بھی تباہ کن اسلحہ بنا رہا ہے۔

تلاش بسیار کے باوجود بش اور اس کے ساتھی عراق میں موجود تباہ کن اسلحہ کا کوئی نشان نہ پا سکے۔ کہ اس بات نے انہیں عراق کے خلاف اور بھڑکایا۔ یورپ اور خاص طور پر امریکہ کے لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عراق پر کیے جانے والا حملہ غلط معلومات اور اپنی مخصوص پروپیگنڈا اغراض کے حصول کے لیے کیا گیا ہے۔

بعد میں متعدد الزامات نے بھی اسی بات کی تائید کی کہ امریکی حکومت نے جان بوجھ کر لوگوں کی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کے لیے بعض اعلانات پر مبالغہ کی حد تک یقین کیا اور انہیں پھیلانے اور لوگوں میں عام کرنے کے لیے اپنا سارا زور خرچ کر دیا۔ اور عراق پر جنگ مسلط کرنے کے لیے ان میں من مانی تحریفات بھی کیں۔

یہ تو رہی امریکہ کی بات لیکن حکومتِ برطانیہ نے اسی نوع کے اس سے بھی زیادہ سنگین الزامات میں جھوٹی تقریریں کیں اور نہایت سرسری اور غیر مستند معلومات کا سہارا لے کر عراق پر حملہ کی قرارداد میں حصہ لے کر اور اس کی تائید میں واشنگٹن کے ساتھ اس جنگ میں بلا سوچ سمجھے چھلانگ مار دی۔

اس کتاب کے مصنف نے نہ صرف یہ کہ صدر صدام حسین کے تختہ الٹنے اور اس سے پہلے کے اس کے ان حالات کو بیان کیا ہے جو اس کی حکومت کے سیاسی اقدامات کی تعبیر کرتے ہیں بلکہ وہ اس عراقی بادشاہ کی پوری سوانح حیات کو بھی بتلاتے ہیں جو اس کے عراق پر حکومت کرنے کے زمانہ سمیت اس کے نہایت بچپن تک کے احوال و واقعات کی تفصیلات کو شامل ہیں۔ اس میں صدر صدام کے خاندان کے وہ تاریخی حالات بھی آ گئے ہیں جنہوں نے صدر صدام کے کردار

Marfat.com

کی تشکیل میں اوراس کی شخصیت سازی میں بنیادی کردارادا کیا ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے اس موضوع پر بھی ایک گرما گرم بحث کی ہے کہ کیسے ایک یتیم بچہ نہایت سخت اور شدت پسند انسان کا روپ دھار گیا۔ اس بارے میں جن کتابوں کی ضرورت تھی ان کے حصول کی مشکلات کی داستان بھی مصنف ساتھ ساتھ سناتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ مؤلف موصوف نے امریکی غاصبانہ حملہ کے دوران حقائق سے پردہ اٹھانے کے مواقع کو ضائع کردیا ہے وہ اس پر بات نہیں کرتا۔

پہلے اوراس کتاب کا مواد جمع کرنے کے دوران صدام حسین کی مکمل خفیہ زندگی نے ان سب معلومات تک پہنچنے کے تمام دروازوں کو بند کردیا تھا جنکا معمولی سا تعلق بھی صدر صدام حسین کی زندگی سے تھا۔

اب مصنف کے پاس معلومات کے ذرائع نا صرف یہ کہ محدود تھے بلکہ ناکافی بھی تھے۔ اورکولگین اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ جن کو بھی کسی درجے میں معلومات حاصل تھیں وہ ان کو بتلانے سے ڈرتے تھے جسے وہ بہت سے لوگ جو کسی نہ کسی طرح مصنف کی مدد کرسکتے تھے وہ اب اس دنیا کو داغِ مفارقت دے گئے تھے۔

یہ تو معلومات کی قلت کا حال تھا دوسری طرف اکثر لوگوں نے یہ شرط لگادی تھی کہ ہم اس شرط پر معلومات فراہم کریں گے کہ نہ تو ان کے نام کی طرف اشارہ ہی کیا جائے اور نہ ہی کسی بھی شکل میں ان کی نشاندہی کی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب کی اکثر معلومات پایۂ صحت کو نہیں پہنچتیں۔ کتاب میں بیان کردہ صدر صدام کا سوانحی خاکہ زبردست تعارض کا شکار نظر آتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رسمی طور پر کتاب میں پیش کردہ صدر صدام حسین کا خاکہ حقائق سے بہت دور ہے۔ حتیٰ کہ خود مؤلف بھی حقائق کی تلاش میں آڑے آنے والی رکاوٹوں کو ذکر کیے بغیر نہ رہ سکا آپ دیکھیں گے بیشتر مقامات پر خود مؤلف اپنی پیش کردہ معلومات پر آپ کو مطمئن نظر نہیں آئے گا بلکہ وہ ایک طرح کی تشویش کا شکار ہے۔ مجموعی طور پر اس کتاب کا قاری مزید پروپیگنڈوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

کتاب کی ابتدا سے ہی مولف نے اپنا نہج صحیح نہیں رکھا کہ وہ نائن الیون کے واقعات کو صدر صدام حسین کے ساتھ ٹانکنے کی کوشش کرتا ہے اوراس کے لیے ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

جواس سے پہلے کسی نے بھی پیش نہیں کی۔ وہ یہ کہ نائن الیون کے واقعہ سے تقریباً دو ہفتہ پہلے صدر صدام حسین نے اپنی فوجوں کو کسی بھی ممکنہ حملہ کے لیے الرٹ رہنے کا آرڈر جاری کیا تھا۔ اس کے بعد وہ عراقی ذمہ داروں اور چند ایسے اشخاص کے درمیان گفتگو کے ایک سلسلہ کو بیان کرتا ہے جو بظاہر ''القاعدہ'' کے منتظمین نظر آتے ہیں۔ کتاب کا مؤلف بظاہر ابتدائے کتاب سے قاری کو کتاب کے اصل موضوع تک پہنچنے سے پہلے ہی جو صدر صدام کا کردار اور پختہ تاثر دیتا ہوا نظر آتا ہے اور اس کی یہ کوشش ایک غیر ضروری سی کوشش نظر آتی ہے کہ وہ شروع سے ان منفی اور سلبی گھناونی باتوں کو صدر صدام کے سر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جن کی بظاہر کوئی ضرورت نہ تھی۔

کتاب پڑھ کر قاری صدر صدام حسین کی شخصیت پر بجائے مطلع اور مطمئن ہونے کے اور زیادہ الجھ جاتا ہے۔ مؤلف کا کہنا ہے کہ نائن الیون کے واقعہ سے پہلے صدر صدام کا ''القاعدہ'' سے کوئی خاص تعلق نہ تھا مگر بعد میں اس کی القاعدہ کی طرف خاص توجہ تھی اور اس میں صدر صدام نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ زمینی حقائق بتلاتے ہیں کہ یہ اس کتاب کا سب سے کمزور پہلو ہے۔ کیونکہ صدر صدام حسین القاعدہ کو مستحکم اور مضبوط کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے، خاص طور پر جب وہ امریکی انتقام کی زد میں آ گئی تھی اور خود امریکہ اس سلسلہ میں ہر اس تنظیم بلکہ ملک سے انتقام لے رہا تھا جن کا القاعدہ سے ذرا سا بھی تعلق تھا۔ کیونکہ عراق کے لیے اس سے پہلے کی اقوامِ متحدہ کی اقتصادی پابندیوں کی مشکل ہی کافی تھی۔

مؤلف موصوف نے صدر صدام حسین کے بچپن کے زمانہ کی دو بدنام زمانہ شخصیتوں کے ساتھ موازانہ و مقابلہ بھی کیا ہے اور وہ ہیں ''ہٹلر'' اور ''سٹالین''۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم دیکھ رہے ہیں امریکہ صدر صدام کو اقتدار سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اور یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ 1991ء کی خلیجی جنگوں میں بش سنئیر اس مقصد کو پانے میں بُری طرح ناکام رہا تھا۔

لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ اور برطانیہ مل کر عراق کو زبردست دھمکیاں دے رہے ہیں اور اس کے خلاف انتہائی زبردست اور خوفناک پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی آڑ میں روز بروز عراق پر الزامات کی کثرت کرتے جا رہے ہیں۔ اور ان سب کا مقصد فقط صدر صدام حسین کو اقتدار سے ہٹانا ہے۔

اب عراق پر مسلط کی جانے والی جنگ کی حقیقت کیا ہے اور اس کے پسِ پردہ حقائق کیا

Marfat.com

ہیں؟اوران حقائق سے پردہ کب اٹھے گا؟شاید اس میں کئی سال لگ جائیں۔

رہی کولکین کی یہ زیر تبصرہ کتاب کہ جس میں اس نے اپنی طرف سے جدید معلومات کا ایک انبار لگا کے ان کے سچے ہونے پر اصرار اور دعویٰ کیا ہے اور جبکہ ان معلومات کا زیادہ مدار امریکی خفیہ ایجنسیوں اور ایجنٹوں کی وہ معلومات ہیں جو اس جنگ کے جواز کو ثابت کرتی ہیں۔یہ بات اس کتاب کو حالات و واقعات کے دائرہ سے باہر نکال دیتی ہے۔اور جب تک صدر صدام حسین کو ہٹایا جا چکا ہوگا اور اس کے نظامِ حکومت کو ختم کر دیا گیا ہوگا تو اس وقت جو حالات و واقعات سامنے آئیں گے اس وقت کتاب (صدر صدام حسین کی خفیہ زندگی) اپنی آخری فصل کے حقائق کو کھو چکی ہوگی۔

اس کتاب پر ایک مغربی مبصر کا تبصرہ آپ نے ملاحظہ کیا جس میں انہوں نے صدام حسین کے خلاف سامراجی پراپیگنڈے کا کھل کر ذکر کیا ہے یہی اصل چیز ہے جس کی طرف ہم قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے تھے کہ مغرب میں بھی ایسے صاحب علم دانشور موجود ہیں جو پراپیگنڈے کے پیچھے حقائق کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔صدام حسین کے بارے میں مغربی حکومتوں کا عناد صرف ہمارا ہی مؤقف نہیں بلکہ وہاں بھی اس چیز کو محسوس کیا جاتا ہے۔یہ کتاب چونکہ صدام حسین کی شہادت سے پہلے کی ہے اس لیے تبصرہ نگار نے اس کا بھی برملا اظہار کر دیا کہ جب صدام حسین کو اقتدار سے الگ کیا جا چکا ہوگا اس سے بھی اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ صدام کے اقتدار کا خاتمہ ان کا اصل ہدف تھا۔مغرب میں اس طرح کی بہت سی کتابیں موجود ہیں لیکن ہم نے ایک کتاب کو نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے تاکہ ہمارے قارئین یہ جان سکیں کہ وہاں کس طرح سے حقائق کو چھپا کر محض پراپیگنڈے کی بنیاد پر کتابیں شائع کر کے عالمی سامراج کے مؤقف کو تقویت پہنچائی جاتی ہے۔یہاں پر اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ہمارے ہاں بھی بیشتر دانشور اور سیاسی و مذہبی جماعتیں صدام حسین اور بعث پارٹی کے بارے میں وہی رائے رکھتی ہیں جس کی مغرب میں پراپیگنڈے کے ذریعہ آبیاری کی جاتی ہے۔ہمارے دانشوروں اور جماعتوں کا اس مؤقف میں امریکہ کا ہمنوا ہونا کس چیز کی چغلی کھاتا ہے یہ باشعور قارئین سے مخفی نہیں ہے۔

عراق کے حالات و واقعات پر صدام حسین شہید کی آپ بیتی سے زیادہ مستند کوئی

Marfat.com

کتاب ہمارے پاس نہیں ہے اس کتاب میں تقریباً ہر اس سوال کا جواب ہے جو ہمارے ہاں زیرِ بحث ہیں۔ صفحات کی تنگ دامنی حائل ہے ورنہ کتاب کی معرکتہ الارا عبارات کے ذریعہ نہ صرف صدام حسین کے خیالات کو پیش کیا جاتا بلکہ آج کے حالات کے بارے میں جو کچھ صدام حسین مرحوم کہہ گئے ہیں وہ کس طرح پورا ہو رہا ہے اس کی نشاندہی بھی کی جاتی، تاہم اب یہ معاملہ قارئین پر چھوڑا جاتا ہے کہ وہ کتاب کو بغور پڑھیں اور حالات و واقعات کا از سرِ نو جائزہ لیں کہ سامراج نے اس خطے میں کتنی گہری چال چلی ہے۔ اور وہ اس خطہ کے بارے میں کیا سامراجی منصوبے رکھتا ہے۔ مَیں اپنے اس ''حرفِ آغاز'' کو صدام حسین شہید کے اِن خیالات کے ساتھ ختم کرتا ہوں:

- امریکہ نے ہمارے خلاف جوہری ہتھیاروں کے جو الزمات لگائے ان میں وہ جھوٹا ثابت ہوا تھا اور اس جھوٹ کو خود امریکی ایجنسیوں نے جنگ بھڑکانے کے لیے گھڑا تھا۔ اور اس جنگ کا حقیقی مقصد عراق میں دخل اندازی کر کے اس کو تین ملکوں میں تقسیم کرنا تھا۔ اسی دن سے اقوامِ متحدہ عراق کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ختم کر دینا چاہتی ہے۔ بغداد پر قبضہ کے بعد ان لوگوں نے بغداد میں لوٹ کھسوٹ ملکی املاک کو آگ میں جلانے اور تمام حکومتی اور سویلین اداروں کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اور امن فوجوں کے نام سے جو فوجی دستے عراق میں آئے خود انہوں نے چوریاں کرنے املاک جلانے، چھینا جھپٹی کرنے، اور تباہی و بربادی پھیلانے کے تمام گزشتہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ یہ عراق کو جنگل میں تبدیل کر کے اس میں جنگل کا قانون نافذ کرنا چاہتے تھے تاکہ یہاں لاقانونیت اور زور زبردستی کا راج ہو اور روزانہ عوام قتل ہوں۔ امریکہ، برطانیہ اور صیہونیوں، یہودیوں نے ملک کے سب نظاموں کو تہس نہس کر دیا جس سے ہر انسان ان استعماری سامراجی فوجوں کی پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔
- ہمارے ملکی وسائل، دولت و ثروت اور تیل پر قبضہ کر کے ہماری قوم کے سارے نوجوانوں کو قتل کر دینا چاہتا ہے اور اپنا وہ قانون نافذ کرنا چاہتا ہے جس کو ہماری قوم ماننے کے لیے تیار نہیں۔ بلکہ امریکہ نے ایسی خفیہ فورسز بھی داخل کی ہیں جو فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دے کر ملک میں قتل و غارت اور انارکی کو اور زیادہ ہوا دے رہی ہیں۔
- 80ء کی دہائیوں میں اسرائیل کے وزیرِ اعلیٰ کے مشیرِ خاص ''مناحسِم بجن'' نے اپنے

Marfat.com

وثائق میں اس بات کو واضح کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ ''عظیم تر اسرائیل'' کی بقا سارے خطۂ عرب کی تقسیم میں منحصر ہے خواہ وہ ممالک مشرق میں ہوں یا مغرب ہیں۔اس کی کتاب کا نام ''80ء کی دہائی میں اسرائیل کی حکمت عملی'' ہے۔

○ اس وقت عراق کی سرزمین پر کئی امریکی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں جوان کی قراردادوں اور اسٹریٹیجک پالیسیوں کو عراق کی تقسیم میں استعمال کر رہی ہیں۔ایک امریکی صحافی ''لیزلی گیلپ'' نے اس کو واضح کیا ہے کہ امریکہ اور صیہونیت اس عراق کو تین خطوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں تاکہ صیہونی یہودی سازشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

○ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جن سازشوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے یہ میرا وہم ہے تو وہ ضرور یہ بات جان لے کہ یہ صیہونی سازش بلا استثناء پورے خطۂ عرب کو گھیرے گی۔ پہلے عراق، شام، لبنان اور سوڈان کے ملکوں کو تقسیم کیا جائے گا، پھر اردن کی حکومت کے نظام کو درہم برہم کیا جائے گا اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو کہ اس کے بعد پھر سعودی عرب بھی نہ بچے گا۔اس کو بھی کئی حکومتوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔عربی مغرب کو ''بربری حکومت'' بنا دیں گے، ایک حکومت ''قبطیوں'' کی بن جائے گی اور تیسری حکومت ''عربوں'' کی ہوگی۔ پھر ان خلیجی ممالک کی آبادیوں کے اکثر حصوں کو عربوں سے خالی کرالیا جائے گا۔اور پھر ان کے تیل کی دولت کو غیروں کے ہاتھوں میں منتقل کر دیا جائے گا۔

○ اگر تو عراق نے امریکی سازشوں کے آگے بند باندھ دیا اور ان کی فتوحات کو روک دیا اور شخصی و اجتماعی ریشہ دوانیوں کی جڑ کاٹ دی تو ٹھیک ہے ورنہ اگر یہ عراق مقابلہ میں کمزور پڑ گیا تو ملک فہد مرحوم کا یہ قول عنقریب حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ کھڑا ہو گا۔ کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ اگر عراق میں امریکہ کو فتح ہوتی ہے تو تمہارے گھروں اور ہر قسم کے (تعلیمی، فوجی حکومتی) مراکز کو درہم برہم اور تہس نہس کر کے رکھ دیا جائے گا۔اور نہ صرف یہ کہ خلیجی ممالک کی تقسیم در تقسیم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا بلکہ ہم سب پر رب کی (ناراضگی اور ذلت و نکبت کی) لعنت برسے گی۔اس لیے مَیں نہایت اخلاص اور سچائی کے ساتھ تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم

Marfat.com

لوگ عراق میں کسی شخص کو بھی غلبہ حاصل کرنے کا موقع نہ دو بلکہ تم لوگ اپنی سرزمین کی حفاظت کے لیے ان لوگوں کی مدد کرو جو امریکہ کو ذلیل ورسواء کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں رب تعالیٰ کے کلمہ کی عظمت ہے اور وہ قومِ عرب کی حفاظت وحمایت پر کمر بستہ ہیں۔ خواہ کسی بھی طور پر اور اس ضمن میں تم لوگ اپنے باہمی اختلافات کو بھلا دو۔

○ مَیں تمہیں ایمانی حدود کی حفاظت کی اور تہذیبی شمع بن جانے کی دعوت دیتا ہوں، اور تم جانتے ہو کہ تمہاری یہ سرزمین ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور دوسرے انبیاء کرام کی جائے ولادت ہے۔ یہ باتیں تمہیں رسمی اور غیر رسمی طور پر اس پر آمادہ کرتی ہیں کہ تم لوگ ملک وقوم کے لیے اپنی زندگیوں کو قربان کردو بلکہ تم لوگ اپنے خاندانوں کے ہر چھوٹے بڑے کو اس عظیم وفادار اور امانت دار قوم پر قربان کردو۔ اور خدا کی مرضی اگر اس میں ہے کہ صدام حسین راہِ خدا میں شہید ہو جائے تو اس کی وجہ سے تم لوگ اس عراقی عوام کو پیش آنے والی مصیبتوں اور انقلاب سے پہلے اور بعد میں پیش آنے والے مشکل حالات سے گھبراؤ نہیں کیونکہ ان سب حالات میں اللہ تعالیٰ نے صدام حسین کو شہید کرنا نہیں چاہا۔ وہ ابھی تک زندہ ہے اور اگر اس مرتبہ خدا نے چاہا تو وہ اس کو شہادت کے مرتبہ سے سرفراز فرمائے گا۔ کیونکہ جب صدام حسین سے کم عمر والے شہادت کے رتبہ پر فائز ہو سکتے ہیں تو صدام حسین بھی ہو سکتا ہے۔ وہ خدا کے حضور اپنا نفس پاک کر کے لے جانا چاہتا ہے اور اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی خدا کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔ اے عراقیو! ہم ان مصائب پر صبر جمیل کریں گے۔ اور ظالم قوم پر خدا سے ہی مدد کے طلبگار رہوں گے۔

محمد عباس شاد

جولائی 2007ء

Marfat.com

آپ بیتی اورحرفِ حقیقت

(مرتب کانوٹ)

سامراج نہ صرف احمق ہے بلکہ بزدل بھی ہے باوجودیکہ اس کے جنگی اور عالمی وسائل اس وقت سب سے زیادہ اور ترقی یافتہ ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ سامراج ایک لیٹرے اور عالمی مجرم کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں، اور جو اس جرم کے مرتکب ہیں وہ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن یہ لوگ اپنے اس جرم پر ملمع سازی کے ذریعے پردہ ڈالتے رہتے ہیں۔اس کی ایک بڑی دلیل شہید صدام حسین پر چلایا جانے والا جھوٹا مقدمہ ہے۔شہید صدام حسین نے وہاں ججوں اور ان لوگوں کا سامنا کیا جو پسِ پردہ ان کو تحریک دے رہے تھے۔لیکن دوسری طرف ان ججوں کو بھی شدید قانونی مشکلات کا سامنا تھا کہ شہید صدام حسین پر مقدمہ چلانے کے لیے سرے سے ان کے پاس کوئی قانونی شق ہی نہ تھی۔ چنانچہ آخر کار انہوں نے حقائق کو مسخ کرنے کے لیے تکنیکی فریب کاریوں سے کام لیا، وہ یوں کہ جب شہید صدام حسین یا ان کے وکیلوں کے بات کرنے کی باری آتی تو ان کے مائیک میں خرابی پیدا کر دیتے جس سے ان کی آواز صاف سنائی نہ دیتی اور جو وہ کہنا چاہتے تھے وہ کسی کی سمجھ میں نہ آتا، اور بعض دفعہ آواز کا سلسلہ ہی منقطع ہو جاتا تھا تاکہ یہ بات یقینی ہو جائے کہ شہید صدام حسین کے خیالات اور جن سیاسی اور قانونی حقائق کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اور ان پر مطلع کیا ہے وہ دنیا تک نہ پہنچیں۔اب اس کے دوسرے پہلو کا بھی جائزہ لے لیجیے کہ ٹھیک اسی وقت اس عدالت کی آواز بے حد واضح اور صاف ہو جاتی جب نام نہاد اٹارنی جنرل شہید صدام حسین پر جرح شروع کرتا تھا۔اس کے اعداد و شمار مقدمے کی کارروائیوں یعنی برائے نام عدالتی کارروائیوں میں سب کے سامنے ہیں کہ جب امریکی طاقتوں کی طرف سے مقرر کیے ہوئے صیہونی کردی وکیل اور قاضی کی اس نوع کی ایسی گھناؤنی ٹریننگ سامنے آتی ہے اور اس کے بعد جج "رائد جوحی" کی جو خامیاں سامنے آئیں وہ سب کو معلوم ہیں۔

Marfat.com

جس وقت شہید صدام حسین سے ان عدالتی فیصلوں کو مان لینے کو اور ان کی پابندی کرنے کو طلب کیا گیا اس وقت شہید صدام حسین نے اپنے وکیل اور مدعی اور اٹارنی جنرل کے درمیان ایک غیر جانبدارانہ کردار ادا کیا۔ اور اس میں بڑی نرمی اور فراخ دلی کا رویہ اپنایا۔ لیکن اس کامیڈی مقدمہ کی جملہ کارروائی کے پسِ پردہ سیاسی اغراض نے عدالتی جج کے شہید صدام حسین اور اس کے رفقاء کے خلاف ایک جانبدرانہ رویہ پر سے حقائق کا پردہ اٹھا دیا اور یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ یہ عدالتی کارروائی اس مقدمہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے نہیں ہے۔ کیونکہ جج نے آبرو باختہ ایرانی نام نہاد اٹارنی جنرل کو کھلی چھٹی دے دی تھی کہ وہ جتنے چاہے جھوٹ گھڑے اور جو افسانے بھی تراش تراش کر عدالت میں بیان کرتا رہے مگر اس کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔ لیکن ایک طے شدہ منصوبہ سے جو اس سے کہلوانا تھا وہ کہلوا کر پھر اس کو یہ کہا گیا کہ، ''آپ اِدھر اُدھر کی باتیں چھوڑیں اور موضوع کی طرف آئیں۔''

مقدمہ کی اس جملہ کارروائی کے دوران شہید صدام حسین نے ایک ہیبت ناک شیر اور اس دور کے ایک مردِ آہن کا کردار پیش کیا، جو انسانی شرافت کی علامت اور عربی عزو شرف کا عنوان تھا، جس نے شہید صدام حسین کو عربی عزت و وقار کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ جبکہ دوسری طرف دوسرے عرب حُکام اپنے رویوں اور پالیسیوں کے باعث پوری ذلت سے اقتدار کی کرسی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ زمانہ کے اس عبقری انسان نے عربی شرافت و کرامت کا اعتبار بلکہ کھویا اعتبار از سرِ نو قائم کیا اور قومِ عرب کی رخشندہ جبین کو اس میل کچیل سے دھو کر دوبارہ تابندہ و درخشندہ کیا، جس نے اس کو ذلتوں اور شکستوں میں جکڑ کر رکھ دیا تھا۔

یاد رہے کہ عراقی قوم اپنے تمام تر تاریخی عہد میں اس بدترین سامراج کو چیلنج کرتی رہی ہے اور اس کے سامنے ختم ٹھونک کر کھڑی رہی ہے۔ جب سے شہید صدام حسین نے اپنی تاریخ کے سب سے خطرناک دشمن سے مقابلہ کیا ہے۔ اس وقت سے وہ دنیا کی مظلوم اقوام کی آنکھ کا تارا بنے ہوئے ہیں۔ شہید صدام حسین جو قومِ عرب اور مسلمانوں کے دشمن اور پوری انسانیت کا گلا کاٹنے کے بھیانک جرم کے مرتکب انسانیت کے قاتل امریکہ کے مقابلہ میں ہمیشہ ڈٹے رہے ہیں، اور ان کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ شہید صدام حسین نے اس ''بش'' کا

Marfat.com

مقدمہ میں بھی بھر پور مقابلہ کیا جس نے شہید صدام حسین کے خلاف عالمی فوجی عدالت کے مقدمہ میں ایک کردی صیہونی جج کو مقرر کیا تھا۔ شہید صدام حسین نے دنیا بھر کی آزاد اور بہادر قوموں کے دروازوں پر دستک دی اور بہادری کے نقارے کو پیٹا جس کی گونج دنیا کے کونے کونے میں سنائی دینے لگی تھی تاکہ ہر شخص امریکی جارحیت پر بند باندھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔

عراقی قوم نے امریکہ، ایران اور ان کے ایجنٹوں کے کردار کا پردہ چاک کر دیا ہے ا۔ عراقی قوم نے سامراج کو سرزمینِ عرب اور خاص طور پر فلسطین اور عراق سے نکالنے کے لیے زبردست وحدت، جمعیت اور بھر پور احتجاج کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کا مقابلہ کرنے پر زور دیا ہے۔

اتحادی فوجیں عراق میں اپنی تاریخ کے بدترین بحران اور مشکل ترین حالات سے گزر رہی ہیں اور وہ اس بحران اور اس بھنور سے نکلنے اور اس سے جان چھڑانے کا باعزت حل تلاش کرنے میں سرگرداں ہیں۔ اس کے لیے اس نے شہید صدام حسین پر جھوٹے مقدمہ کا بھی بھر پور سہارا لیا ہے۔ شہید صدام حسین نے شہادت قبول کر لی لیکن غیر ملکی دشمن کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ ان کی شہادت عراقی قوم کے لیے سرمایۂ افتخار ہے اور وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ امریکہ عراق کے قاتل پھندے میں پھنسنے سے بچنے کے لیے چاہتا ہے کہ عراقی قوم امریکہ کا مقابلہ کرنے سے باز آجائے مگر ایسا کیونکر ہو۔ لہٰذا گزشتہ چند سالوں میں امریکہ نے عراق سے نکلنے کے لیے جس نامردی اور بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ باوجودیکہ اس نے عراقی عوام اور مظلوم شہریوں کے قتلِ عام کے لیے ہر طرح کا طریقہ آزما ڈالا ہے۔ اور تو اور اس نے کئی شہروں کو اس کے باشندوں سمیت بالکل صفحۂ ہستی تک سے مٹا ڈالا ہے مگر عراقی عوام امریکہ کے سامنے ابھی تک ڈٹی ہوئی ہے جس سے امریکی فوجیں شدید بحرانوں کا شکار ہیں۔

شہید صدام حسین اعلیٰ پائے کے مفکر اور دانشور تھے، انہوں نے ملک کی قومی سیاست میں بھر پور کردار کے ساتھ ساتھ عرب قوم کی راہنمائی کے لیے ایک بھر پور فکری کردار بھی ادا کیا۔ عرب دنیا میں ان کے افکار کو لازوال سرمائے کی حیثیت حاصل رہے گی۔ وہ انتہائی زود نفیس تھے۔ ان کے خیالات تقاریر و بیانات کے علاوہ ہزاروں خود نوشت مضامین، کتب اور خطوط میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے عراق پر امریکی، برطانوی، صیہونی قبضہ کے بعد اس عرصہ کے دوران بہت سے

Marfat.com

خطوط، پیغامات اور بیانات دیئے۔ حتیٰ کہ ان غارت گر فوجوں کی قید کے دوران جب 13 دسمبر 2003ء کو ان کو صدارت سے بَرطرف کر دیا گیا اس وقت بھی انہوں نے اپنے پیغامات عراقی عوام کے نام بھیجے۔

شہید صدام حسین نے یہ خطوط پیغامات اور بیانات اپنے دوستوں، عراقی نوجوانوں، عراقی خواتین، قومِ عرب، عراقی قوم اور مسلمانوں، اپنے بیٹوں، عراقی جنگجو بہادروں کو اور ان بہادر عربوں کو روانہ کیے جنہوں نے ان سب کی مدد کی۔ یہ خطوط، پیغامات اور بیانات پاک ارضِ عراق کی مختلف جگہوں سے بھیجے گئے تھے۔ شہید صدام حسین عراق میں مجاہدین کی صفوں کو منظم کرنے کے لیے اپنی قوم کے نوجوانوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے تھے اور ان کی کارروائیوں اور مبارک سرگرمیوں کا رُخ متعین کرتے تھے۔

ان کی اس آپ بیتی میں بڑے اہم واقعات درج ہیں جو عرب اور دریائے دجلہ و فرات کی قوموں کی تنہا خصوصیت ہیں۔ ان کی یہ آپ بیتی ان کے خودنوشت مضامین، تالیفات، پیغامات اور غیر مطبوعہ تحریروں سے مرتب کی گئی ہے۔ جس میں ان کی دوران قید کی بے شمار انتہائی اہم تحریریں ہیں، جو عراق کے حالات سے پردہ اٹھاتی ہیں اور پہلی دفعہ منصۂ شہود پر آ رہی ہیں۔

شہید صدام حسین (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے) کی اپنی قوم کو ہدایات عراقی مجاہدین اور عربوں اور عراقی فوجیوں کی قیادت کو بہادری کی تاکید کرتی ہیں (یعنی ان کو سراہتی ہیں) اور فضائی جنگ اور دشمن کی فوجوں کے حجم، اور دشمن اور جنگ کو مسلط کرنے میں جاسوسوں اور ایجنٹوں کی سازشوں کے اعمال سے پردہ اٹھاتی ہیں۔

یہ آپ بیتی عراقی فوجوں کی قیادت کی گرفتاری کے سلسلے میں اردنی نظام کے بعض مبنی بر خیانت کردار کو واضح اور رسواء کرتی ہے۔ نیز عراق کی پڑوسی اور غیر پڑوسی دوسری تنظیمیں جو ممالک عربیہ میں ہیں ان کے کردار کی گرہیں کھولتی ہے۔ یہ آپ بیتی ترکی اور ایران کے لائحہ عمل کے کردار سے بھی پردہ اٹھاتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنے ممالک میں ان اتحادی افواج اور ان کے ایجنٹوں کو گھسنے دیا اور جو وہ کرنا چاہتے تھے وہ کرنے دیا۔ شہید صدام حسین کی آپ بیتی نے عراقی حکومت کے ذمہ داروں اور ہونے والے واقعات کے بارے میں نہایت قیمتی معلومات فراہم کی ہیں۔

Marfat.com

شہید صدام حسین (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے) کی آپ بیتی استعماری ایجنٹوں کے کردار تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے کہ ان لوگوں نے کس طرح خیانت کی، اور اس تاریخ کو دہرایا ہے جو ان کے جدامجد ابنِ علقمی نے اپنائی تھی کہ ان لوگوں نے امریکی ہلاکو بش کو اس سرزمین عراق میں داخل ہونے کے لیے سہولت دی جو اسلامی عربی (شہنشاہیت) کا سب سے بڑا مرکز اور تاریخ میں انسانی تہذیب کا سب سے قدیم اور سب سے روشن منبع اور قوموں اور امتوں میں تہذیبی ماحول تک پہنچنے کا سے سب سے بڑا ذریعہ تھا۔

اس میں شک نہیں کہ یہ آپ بیتی عراقی نوجوانوں اور قومِ عرب کے ان لوگوں کے لیے جو شہید صدام حسین کی حکمت عملیوں کا گہرائی تک جائزہ لینا چاہتے ہیں، ایک نہایت قیمتی ذریعہ ثابت ہوگی۔ شہید صدام حسین تاریخی قیادت کا وہ نادر مسلم اور عربی نمونہ تھے جنہوں نے تخت سے بے رغبتی اختیار کی اور وطنی عزت وکرامت، عرب قومیت اور قوم کی جان مال کے لیے اولاد کی عزت وآبرو کے ساتھ ساتھ امارت وحکومت کی آسائشوں کو بھی قربان کر دیا۔

اِسی طرح ان کی یہ آپ بیتی ان لوگوں کے لیے نہایت قیمتی دستاویزیں مہیا کرے گی جو عراقی قوم کے لیے اس دیومالائی بہادر مرد کے بھیدوں کو تلاش کرنا چاہتے ہیں اور اس کی امریکی صیہونی ہلاکو کے ساتھ مسلح جنگ اور مقابلہ کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں اور جو لوگ ان جماعتوں کے کردار کو جاننا چاہتے ہیں جنہوں نے شہید صدام حسین کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہوں نے اپنی جماعتوں کا ''عربیہ'' اور ''اسلامیہ'' جھوٹا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ آپ بیتی ان کے چہرہ سے بھی نقاب اتارتی ہے۔

اس آپ بیتی میں شہید صدام حسین نے (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے) ان غارت گروں اور دم چھلے ایجنٹوں اور صیہونی امریکی اور انگریزی جاسوسوں کے ان الزامات کا بھی رڈ کیا ہے جو ان کی پاکدامنی کو نشانہ بنا رہے تھے۔ اور ان الزامات کی تہہ میں عراقی قوم پر بھی الزامات لگاتے ہیں اور ابھی تک لگا رہے ہیں کہ تاریخ میں اتنے زیادہ الزامات لگائے جانے کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ جس میں کسی دشمن نے اس قدر ملمع سازیاں، جعل سازیاں، غلط بیانیاں، فریب کاریاں، دھوکہ دہیاں اور راہِ حق سے بھٹکانا ہو۔

Marfat.com

اسی طرح اس آپ بیتی میں عراقی آزادی کی انقلابی تحریکوں کی رفتار اور ان غارت گروں، ان کی فوجوں اور ان کے ایجنٹوں کو پیش آنے والے نہایت سخت حالات پر بڑا باریک تجزیہ ہے۔ مزید برآں یہ کہ عراقیوں نے ان کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے ان کے خلاف بڑی کامیابی جرأت و بہادری کے ساتھ مقابلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔

یہ آپ بیتی اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ عراقی قوم اور ان کا مقابلہ فتح پائے گا اور وہ خدا کی مدد سے ان غارت گروں کی فوجوں اور ان کے ایجنٹوں کو سرزمین عراق سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اپنی قومی دولت اور حکومت کو ان سے واپس لے لیں گے۔

مزید براں اس میں عراق کی تاریخ، بغداد کی عظمت، بعث پارٹی کی تاریخ، خطۂ عرب کے وسائل، انقلاب عراق 1968ء کی تفصیلات کے علاوہ مجاہد اعظم صدام حسین نے اپنی ذاتی زندگی کے احوال کو بھی بیان کیا ہے جو ہم سب کے لیے انتہائی دلچسپی کا باعث ہیں۔

اسی طرح اس آپ بیتی میں عراق پر استعماری صیہونی فوجوں اور غارت گروں کے حملہ کے طبعی تجزیے بھی ہیں اور اس میں یہ بھی مل جائے گا کہ ان استعماری فوجوں کا فلسطینی صیہونیوں سے کس طرح تعلق ہے اور قارئین یہ بھی جان لیں گے کہ امریکہ اور اتحادی فوجوں کے ساتھ اسرائیل کے صیہونی اور ایرانی حکمران کیوں شہید صدام حسین کی پھانسی میں دلچسپی رکھتے تھے۔

الاستاذ صلاح المختار

Marfat.com

ذاتی زندگی

Marfat.com

میرا گاؤں

مَیں 28 اپریل 1937ء کو بغداد سے شمال کی جانب دریائے دجلہ کے پاس تکریتی قصبہ کے ایک گاؤں ''العوجہ'' میں پیدا ہوا۔ میرا شجرۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ، سے جا ملتا ہے یوں مَیں نسب کے اعتبار سے علوی ہوں۔ اعلیٰ نسب سے تعلق میرا ایک اعزاز ہے لیکن مَیں اس بات کا قائل ہوں کہ انسان کا اصل اعزاز اس کا کردار ہے۔ 19ویں صدی میں یہ قصبہ ایک خوشحال قصبہ تھا، جہاں مویشیوں کی کھالوں سے مشکیزے تیار کیے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ کشتیوں میں کام آنے والے چمڑے کے سامان بھی یہاں تیار ہوتے تھے۔ ان کی خاصی مانگ ہوتی تھی جس سے اس قصبے کے لوگ اپنے وسائل معاش مہیا کرتے تھے۔

لیکن آہستہ آہستہ اس علاقے میں بننے والی اشیاء کی مانگ کم ہوتی گئی اور لوگوں کا روزگار ختم ہوتا چلا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ علاقہ غربت، افلاس اور ناداری کا ایک عبرت انگیز نمونہ بن گیا۔

جب میں شعور کی عمر کو پہنچا تو قصبے سے باہر کی دنیا کے ساتھ مواصلاتی رابطے بہت دشوار اور مشکل تھے۔ وہ سڑک جو اس علاقے میں بنوائی گئی تھی وہ ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ راستے خستہ اور کچے تھے، لوگ جن گھروں میں رہتے تھے وہ گھاس پھوس کے جھونپڑے تھے، میرے باپ نے جو گھر ہمارے لیے چھوڑا تھا وہ بھی کچی دیواروں اور سرکنڈوں کی چھت والا تھا۔ مَیں نے اپنا بچپن اس گھر کے صحن میں گزارا تھا۔ ہمارے گاؤں میں کھانا پکانے کے لیے جانوروں کے گوبر سے تیار ہوئی پاتھیاں استعمال ہوتی تھیں۔ ہمارے گاؤں العوجہ اور قریبی قصبے تکریت میں بجلی اور صاف پانی کا نل تک نہ تھا۔ لیکن ہم بچے ان تمام سہولیات سے بے خبر گاؤں کے بڑے بڑے احاطوں میں کھیلا کرتے تھے، جن میں کھجور کے اونچے پیڑ ہوتے تھے۔ کھجور کے پیڑوں سے کھجوریں اتارتے ہوئے اکثر بچوں میں مٹھ بھیڑ بھی ہوتی تھی لیکن یہ لڑائیاں بہت معصوم تھیں جن کی مدت ایک دن سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ ہم دوسرے دن گھروں سے نکلتے ہوئے کل کا سب کچھ بھول چکے

Marfat.com

ہوتے تھے اور پھر سے سب بچے گھل مل جاتے تھے۔ میری ماں بتایا کرتی تھی کہ تم بچپن میں بہت شرارتیں کرتے تھے۔ محلے کے بچوں کے ساتھ جلوس اور ٹولیوں کی شکل میں سارا دن شور وشرابہ میں گزرتا میرے بھائی کو ادہام کہتے ہیں کہ جب گلی میں شور ہوتا تو ہم سمجھتے صدام بچوں کی ٹولی کے ساتھ گھوم رہا ہے۔☆

بغداد کی مرکزی حکومت دور افتادہ تھی ہمارے علاقے میں حکومت کے نمائندے چند سپاہی گشت کیا کرتے تھے لیکن غربت کے مارے حالات ان کے بھی مقامی آبادی جیسے ہوتے تھے لیکن ان کے اختیارات کی وجہ سے لوگ ان کو حسرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بچوں کو شوق ہوتا تھا کہ وہ بڑے ہو کر سپاہی بنیں گے اور لوگوں کو اپنی مرضی سے چلائیں گے۔

مَیں نے ایک ایسے کسان گھرانے میں جنم لیا تھا جن کے پاس اپنی کوئی زمین نہ تھی بلکہ وہ دوسروں کی زمین پر کاشت کرتے تھے۔ میں اپنے چچا کے ساتھ زمینوں پر کام بھی کرتا رہا ہوں مجھے پودے اُگانے کا بے حد شوق ہے اور مجھے جب بھی کبھی موقع ملتا ہے تو مَیں باغبانی بہت شوق سے کرتا ہوں اور ایک کسان کا بیٹا ہونے پر فخر بھی محسوس کرتا ہوں۔ باغبانی کے بعد میرا دوسرا شوق گھوڑے کی سواری کرنا تھا میں کھیتوں میں کئی کئی گھنٹے گھڑ سواری کیا کرتا تھا۔ اچھی نسل کے گھوڑوں سے پیار میری مجبوری تھی بعض اوقات کئی میل کی مسافت طے کر کے میں صرف اچھی نسل کا گھوڑا دیکھنے جاتا تھا۔

سوتیلے باپ کا سلوک

میرے والد کا انتقال میری پیدائش سے پہلے ہی ہو چکا تھا، جب مَیں نے آنکھ کھولی تو میری ماں مجھے میرے مرحوم باپ کے بارے میں بتایا کرتی تھی۔ میرے رشتہ دار بتایا کرتے تھے

☆ ادہام نے اپنے بھائی صدام حسین کے بچپن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: ''صدام شریر ہونے کے باوجود بدتمیز نہیں تھا۔ وہ بڑوں کا بڑا ادب و احترام کرتا اور جب وہ بڑوں کی محفل میں بیٹھتا تو بڑی سنجیدگی اختیار کر لیتا اور کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی صدام ہے جو بچوں کے جلوس کے ساتھ گلیوں میں غل غپاڑہ کرتا رہتا ہے۔ وہ بڑوں کی محفل میں بڑے معصومانہ انداز میں بیٹھتا اور یوں محسوس ہوتا کہ نہایت خاموش طبع ہے۔ لیکن جونہی ہم عمروں میں پہنچتا وہ طفلانہ حرکتوں پر اتر آتا اور شوخ و شریر بن جاتا۔'' (المختار)

Marfat.com

کہ میرا باپ ایک بہادر اور نڈر آدمی تھا۔

میرے باپ کے انتقال کے بعد میری ماں نے دوسری شادی میرے چچا ابراہیم حسین سے کر لی تھی جو مجھ پر بہت سختی کیا کرتے تھے۔ میرے چچا اور سوتیلے والد ابراہیم حسین ایک سخت طبیعت کے آدمی تھے۔ جو مجھے ہمیشہ کوستے تھے شاید انہیں میری ذات سے زیادہ کام اہم معلوم ہوتا تھا۔ جس کے لیے ہمیشہ میری جان پر آئی رہتی تھی۔

میرے دوست اور تعلیم کا شوق

لیکن میرا سوتیلا بھائی ادہام نہ صرف میرا چھوٹا بھائی تھا بلکہ بہت اچھا دوست بھی تھا میری پہلی دوستی اپنے اس بھائی ہی سے تھی میرا دوسرا دوست میرا ماموں زاد عدنان خیراللہ تھا جو سکول پڑھنے جاتا تھا۔ اس سے سکول کی باتیں سن کر مجھے بہت اشتیاق ہوتا اور سکول جانے کے لیے تحریک ہوتی۔ لیکن میرے سوتیلے والد کو اس چیز کی بالکل پرواہ نہیں تھی کہ مَیں پڑھوں! شاید وہ میری تعلیم کے حق میں نہ تھے۔ مَیں ماں سے ضد کرتا اور سکول جانے پر اصرار کرتا لیکن ماں خاموش ہو جاتی۔ وہ تعلیم کی اہمیت سے واقف نہیں تھی یا اپنے خاوند کے منشا کے خلاف چلنا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ لیکن میرا اصرار ان کے انکار پر غالب آ گیا اور وہ بادل نخواستہ اجازت دینے پر آمادہ نظر آئیں۔ تو مَیں نے اپنے ماموں خیراللہ کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا انہوں نے مجھے تکریت کے ایک سکول میں داخل کروا دیا۔ اس وقت میری عمر 10 سے 11 سال کے درمیان تھی اور جب وہ بغداد منتقل ہوئے تو مَیں بھی ان کے ساتھ بغداد چلا گیا۔

میرے ماموں خیراللہ

میرے ماموں خیراللہ بغداد کے ایک سکول میں ٹیچر ہو گئے تھے مَیں نے انہی کے گھر پر رہائش اختیار کی اور تعلیم حاصل کرنے لگا۔ میرے ماموں خیراللہ برطانوی استعمار کے سخت مخالف تھے۔ میرے ماموں ہمارے خاندان میں واحد پڑھے لکھے آدمی تھے۔ وہ ملکی سیاست کے نشیب و فراز پر گہری نظر رکھتے تھے انہیں معاشرتی مسائل کا حد درجہ شعور حاصل تھا۔ وہ ملک کے کئی ایک سیاسی تبدیلیوں میں شریک رہ چکے تھے وہ اپنے سیاسی نظریات کے باعث پانچ برس تک جیل میں بھی رہے میرے ماموں کے اندر بغاوت اور تبدیلی کے اثرات ہمارے اباؤ اجداد سے منتقل

Marfat.com

ہوئے تھے کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد نے ترکوں کی بالادستی کے خلاف جدوجہد کی تھی ہمارا خاندان ایک عرصہ تک ترکوں کے زیرِ عتاب رہا تھا۔

فوجی بننے کا شوق

مَیں نے سولہ سال کی عمر میں ثانوی درجے کی تعلیم مکمل کر لی، میرے اندر فوجی بننے کا ایک غیر معمولی جذبہ جوش مارتا رہتا تھا اس لیے میری خواہش تھی کہ مَیں بغداد ملٹری اکیڈمی میں داخلہ لوں لیکن امتحان میں ملٹری اکیڈمی کے میرٹ کے مطابق مَیں نمبر نہ لے سکا۔ اس لیے مجھے ملٹری اکیڈمی میں داخلہ نہ مل سکا اور میری دی ہوئی درخواست ملٹری اکیڈمی کی طرف سے رد کر دی گئی۔ بعدازاں ایک حادثہ کے بعد جب مجھے مصر میں پناہ لینا پڑی تو مَیں نے قاہرہ یونیورسٹی کے شعبہ قانون میں داخلہ لیا اور چار سال تک مصر میں ٹھہرا رہا لیکن قانون کا امتحان نہ دے سکا۔ بعدازاں 1970ء میں بغداد یونیورسٹی نے مجھے قانون کی اعزازی ڈگری دی تھی۔

سکول میں تقریریں

بغداد کے ہائی سکول کا ماحول بڑا انقلابی تھا۔ سکول میں ہم بزم طلباء میں تقریریں کرتے تھے، مَیں نے سامراجی قوتوں کے خلاف ذہن اپنے ماحول سے ورثہ میں پایا تھا۔ لیکن اسے جلا سکول میں ملی تھی۔ ہمارے اساتذہ طلباء کو استعمار کے خلاف تقریریں سکھاتے، سامراجی قوتوں کے خلاف جذبات ابھارتے، آزادی کا درس دیتے اور غلامی سے نفرت سکھاتے تھے۔ مَیں جب گھر لوٹتا تو ماموں خیر اللہ کی لائبریری سے چُن کر کتابیں نکالتا اور انہیں بہت جلد ختم کر لیتا تھا۔ ماموں کی لائبریری میں عرب قوم کی تاریخ، نیشنلزم اور سامراج مخالف لٹریچر کا بہت بڑا حصہ تھا جو مَیں نے زمانہ طالب علمی ہی میں پڑھ ڈالا، اسی لیے میری دلچسپی نصابی کتابوں سے زیادہ غیر نصابی کتابوں میں رہی، جنہوں نے مجھے بعد میں باقاعدہ جدوجہد پر ابھارا اور مَیں بعث پارٹی میں شامل ہو گیا۔ ساجدہ جو بعد میں میری رفیقہ حیات بنی زمانہ طالب علمی میں، میری بہت اچھی دوست تھی ہم دونوں ماموں کی لائبریری سے کتابیں ایک دوسرے کو پڑھنے کے لیے دیتے تھے۔

میرے زمانۂ طالب علمی کی عرب دنیا

میرے زمانہ طالب علمی میں عرب دنیا بڑی تبدیلیوں سے دوچار ہوئی سامراجی

Marfat.com

کہ میرا باپ ایک بہادر اور نڈر آدمی تھا۔

میرے باپ کے انتقال کے بعد میری ماں نے دوسری شادی میرے چچا ابراہیم حسین سے کر لی تھی جو مجھ پر بہت سختی کیا کرتے تھے۔ میرے چچا اور سوتیلے والد ابراہیم حسین ایک سخت طبیعت کے آدمی تھے۔ جو مجھے ہمیشہ کوستے تھے شاید انہیں میری ذات سے زیادہ کام اہم معلوم ہوتا تھا۔ جس کے لیے ہمیشہ میری جان پر آئی رہتی تھی۔

میرے دوست اور تعلیم کا شوق

لیکن میرا سوتیلا بھائی ادہام نہ صرف میرا چھوٹا بھائی تھا بلکہ بہت اچھا دوست بھی تھا میری پہلی دوستی اپنے اس بھائی ہی سے تھی میرا دوسرا دوست میرا ماموں زاد عدنان خیر اللہ تھا جو سکول پڑھنے جاتا تھا۔ اس سے سکول کی باتیں سن کر مجھے بہت اشتیاق ہوتا اور سکول جانے کے لیے تحریک ہوتی۔ لیکن میرے سوتیلے والد کو اس چیز کی بالکل پرواہ نہیں تھی کہ مَیں پڑھوں! شاید وہ میری تعلیم کے حق میں نہ تھے۔ مَیں ماں سے ضد کرتا اور سکول جانے پر اصرار کرتا لیکن ماں خاموش ہو جاتی۔ وہ تعلیم کی اہمیت سے واقف نہیں تھی یا اپنے خاوند کے منشا کے خلاف چلنا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ لیکن میرا اصرار ان کے انکار پر غالب آ گیا اور وہ بادل نخواستہ اجازت دینے پر آمادہ نظر آئیں۔ تو مَیں نے اپنے ماموں خیر اللہ کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا انہوں نے مجھے تکریت کے ایک سکول میں داخل کروا دیا۔ اس وقت میری عمر 10 سے 11 سال کے درمیان تھی اور جب وہ بغداد منتقل ہوئے تو مَیں بھی ان کے ساتھ بغداد چلا گیا۔

میرے ماموں خیر اللہ

میرے ماموں خیر اللہ بغداد کے ایک سکول میں ٹیچر ہو گئے تھے مَیں نے انہی کے گھر پر رہائش اختیار کی اور تعلیم حاصل کرنے لگا۔ میرے ماموں خیر اللہ برطانوی استعمار کے سخت مخالف تھے۔ میرے ماموں ہمارے خاندان میں واحد پڑھے لکھے آدمی تھے۔ وہ ملکی سیاست کے نشیب و فراز پر گہری نظر رکھتے تھے انہیں معاشرتی مسائل کا حد درجہ شعور حاصل تھا۔ وہ ملک کے کئی ایک سیاسی تبدیلیوں میں شریک رہ چکے تھے وہ اپنے سیاسی نظریات کے باعث پانچ برس تک جیل میں بھی رہے میرے ماموں کے اندر بغاوت اور تبدیلی کے اثرات ہمارے آباؤ اجداد سے منتقل

Marfat.com

ہوئے تھے کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد نے ترکوں کی بالادستی کے خلاف جدوجہد کی تھی ہمارا خاندان ایک عرصہ تک ترکوں کے زیرِ عتاب رہا تھا۔

فوجی بننے کا شوق

مَیں نے سولہ سال کی عمر میں ثانوی درجے کی تعلیم مکمل کر لی، میرے اندر فوجی بننے کا ایک غیر معمولی جذبہ جوش مارتا رہتا تھا اس لیے میری خواہش تھی کہ مَیں بغداد ملٹری اکیڈمی میں داخلہ لوں لیکن امتحان میں ملٹری اکیڈمی کے میرٹ کے مطابق مَیں نمبر نہ لے سکا۔ اس لیے مجھے ملٹری اکیڈمی میں داخلہ نہ مل سکا اور میری دی ہوئی درخواست ملٹری اکیڈمی کی طرف سے رد کر دی گئی۔ بعدازاں ایک حادثہ کے بعد جب مجھے مصر میں پناہ لینا پڑی تو مَیں نے قاہرہ یونیورسٹی کے شعبہ قانون میں داخلہ لیا اور چار سال تک مصر میں ٹھہرا رہا لیکن قانون کا امتحان نہ دے سکا۔ بعدازاں 1970ء میں بغداد یونیورسٹی نے مجھے قانون کی اعزازی ڈگری دی تھی۔

سکول میں تقریریں

بغداد کے ہائی سکول کا ماحول بڑا انقلابی تھا۔ سکول میں ہم بزم طلباء میں تقریریں کرتے تھے، مَیں نے سامراجی قوتوں کے خلاف ذہن اپنے ماحول سے ورثہ میں پایا تھا۔ لیکن اسے جلا سکول میں ملی تھی۔ ہمارے اساتذہ طلباء کو استعمار کے خلاف تقریریں سکھاتے، سامراجی قوتوں کے خلاف جذبات ابھارتے، آزادی کا درس دیتے اور غلامی سے نفرت سکھاتے تھے۔ مَیں جب گھر لوٹتا تو ماموں خیر اللہ کی لائبریری سے چُن کر کتابیں نکالتا اور انہیں بہت جلد ختم کر لیتا تھا۔ ماموں کی لائبریری میں عرب قوم کی تاریخ، نیشنلزم اور سامراج مخالف لٹریچر کا بہت بڑا حصہ تھا جو مَیں نے زمانہ طالب علمی ہی میں پڑھ ڈالا، اسی لیے میری دلچسپی نصابی کتابوں سے زیادہ غیر نصابی کتابوں میں رہی، جنہوں نے مجھے بعد میں باقاعدہ جدوجہد پر ابھارا اور مَیں بعث پارٹی میں شامل ہو گیا۔ ساجدہ جو بعد میں میری رفیقہ حیات بنی زمانہ طالب علمی میں، میری بہت اچھی دوست تھی ہم دونوں ماموں کی لائبریری سے کتابیں ایک دوسرے کو پڑھنے کے لیے دیتے تھے۔

میرے زمانۂ طالب علمی کی عرب دنیا

میرے زمانہ طالب علمی میں عرب دنیا بڑی تبدیلیوں سے دوچار ہوئی سامراجی

Marfat.com

طاقتوں نے عربوں میں اسرائیل کا ناسور کاشت کیا۔ فلسطینی دربدر ہو گئے۔ 1952ء میں جمال عبدالناصر نے مصر میں شاہ فاروق کے خلاف انقلاب برپا کیا۔ 1956ء میں نہر سویز کو قومیا لیا گیا، استعمار کی نمائندہ طاقتوں فرانس، برطانیہ اور اسرائیل نے مصر پر حملہ کر دیا لیکن ناصر نے بہادری اور قوم پرستی کے جذبے سے سرشار ہو کر مقابلہ کیا اور سرخرو رہا۔ جمال عبدالناصر کی کامیابی نے میرے جیسے نوجوانوں کے دلوں پر عرب قوم پرستی کا نقش ثبت کر دیا۔

بعث پارٹی میں شمولیت

عراق میں بادشاہت کے خلاف جب بھی کوئی مظاہرہ ہوتا تھا میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس میں حصہ لوں لیکن 1957ء میں جب میں ثانوی درجہ کا طالب علم تھا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ملک میں اکیلے کوئی کردار ادا کرنا ممکن نہیں جب تک کسی پارٹی میں شمولیت اختیار نہ کی جائے۔ اس وقت عراق میں جو چند ایک نمایاں پارٹیاں تھیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) بعث پارٹی
(2) کمیونسٹ پارٹی
(3) آزاد پارٹی
(4) نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی
(5) کردستان ڈیموکریٹک پارٹی۔

آزاد پارٹی، نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی اور کردستان ڈیموکریٹک پارٹی کے منشور اور نصب العین سے مجھے اتفاق نہ تھا کیونکہ یہ کوئی نظریاتی پارٹیاں نہ تھیں۔ کمیونسٹ پارٹی عراق میں کمیونسٹ انقلاب کی داعی تھی اور عرب نیشنلزم پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ ان کے خیال میں عرب حکومت کے نعرہ کا اب وقت نہیں رہا اور متحدہ عرب جمہوریہ کا قیام ایک خواب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، عربوں کو الگ الگ اپنی معیشت اور سیاست کرنی چاہیے۔ میں نے عرب نیشنلزم کے زیرِ سایہ تربیت پائی تھی۔ عرب نیشنلزم سے انکار میرے لیے ممکن نہ تھا لہٰذا کمیونسٹ پارٹی میں شرکت میرے دلی جذبات کی ترجمانی کے خلاف تھا۔ بعث پارٹی میرے نظریات سے ہم آہنگ تھی کیونکہ یہ پارٹی عرب اتحاد کی داعی آزادی اور جمہوریت پر یقین رکھتی تھی اور آمریت کی شدید مخالف تھی، میں نے اس پارٹی کے نصب العین کو سمجھا اور علی وجہ البصیرت اس میں شامل ہو گیا۔ میری عمر اس وقت بیس برس تھی۔ بعث پارٹی عرب دنیا میں بڑی تیزی سے مقبول ہو رہی تھی لیکن عراق میں اس کے اس وقت صرف تین سو ارکان تھے۔

Marfat.com

میرے نظریات

مسلمان ملکوں میں یہ بڑا نازک موضوع رہا ہے کہ جب کسی نے ظلم، استحصال، معاشی ناہمواریوں، غربت، افلاس، جہالت اور پسماندہ طبقات کے حقوق کی آواز اٹھائی تو اسے اپنے نظریات کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ استحصالی قوتوں نے سادہ لوح مسلم معاشروں میں مذہب کی راہ سے ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی اور انہیں کافر، ملحد، منکر، دائرہ اسلام سے خارج، کمیونسٹ اور بے دین قرار دیا۔

حالانکہ دنیا میں غریب اور پسماندہ طبقات کی ہمدردی اور خیر خواہی کرنے والا ہر فرد اور جماعت نہ تو کمیونسٹ ہے اور نہ ہی غریبوں کی حمایت اور سرمایہ داروں کی مخالفت کرنے والا دینِ اسلام کا منکر ہو سکتا ہے۔

مَیں نے ملک میں کام کرنے والی پارٹیوں پر نظر ڈالی تو بعث پارٹی مجھے طبقاتی امتیاز اور برتری کے خلاف جدوجہد کرتی نظر آئی اس چیز نے مجھے بعث پارٹی میں شرکت کے لیے تیار کر دیا کیونکہ مجھے خود بالائی طبقوں کی لوٹ کھسوٹ سے نفرت تھی اس لیے مَیں نے بعث پارٹی میں شرکت اختیار کر لی۔☆

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ بعث پارٹی کے تمام نظریات کی راہنمائی اسلام میں موجود ہے۔ اسلام ہر قسم کے استحصال کے خلاف ہے، اسی لیے اس نے سود و قمار اور جوا کو حرام

☆ صدام حسین کے بھائی ادہام لکھتے ہیں:

''صدام حسین بے حد نرم دل انسان تھا۔ وہ اپنے بچپن میں بھی بہت نرم دل اور غریبوں کے حالات سے فوری طور پر متاثر ہو جاتا تھا۔ اکثر ایسے ہوتا وہ کسی غریب اور مفلس بچے کے کپڑے دیکھتا تو اپنے کپڑے اتار کر اسے دے دیتا، اس حال میں گھر واپس آتا تو ڈانٹ ڈپٹ اور سوتیلے باپ کی مار کے لیے تیار ہو کر آتا حتیٰ کہ گھر والوں نے اس سے پوچھنا ہی چھوڑ دیا تھا کہ اسکے کپڑے کہاں گئے؟ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یقیناً صاحب زادے کا کسی غریب لڑکے کو دیکھ کر دل پسیج گیا ہوا اور کپڑے اس کے نذر کر آئے ہوں گے۔ وہ اپنی عادت اور فطرت کے ہاتھوں مجبور تھا۔ وہ تو ماں کے پیٹ ہی سے دلیر پیدا ہوا تھا۔ گھر والوں کی مار پیٹ اس کی فطرت تبدیل نہیں کر سکتی تھی۔'' (المختار)

Marfat.com

قرار دیا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اشرف المخلوق محنت کرے اور جدوجہد سے اپنا رزق حاصل کرے۔ محنت اور جدوجہد کے بغیر کمائی ہوئی دولت اسلام میں ناجائز تصور ہوتی ہے۔ اسلام ذاتی ملکیت کو سرے سے ختم نہیں کرتا، لیکن تجدید اور تطہیر ضرور کرتا ہے کہ کوئی فرد اپنی ذاتی ملکیت کو اجتماعی مفاد کے خلاف استعمال نہ کرے۔ مَیں نے اقتصادی اور معاشی مشکلات کا حل اپنی دو کتابوں ''حول اقامۃ الاشتراکیہ'' اور ''المملکۃ الخاصہ ومسئولۃ الدولۃ'' میں پیش کیا ہے۔ ایک حدیث مبارک ہے:

''کاد الفقر ان یکون کفراً''

ترجمہ: ''غربت انسان کو کفر کے قریب کردیتی تھی۔''

ہم معاشرے سے غربت وافلاس کو ختم کر کے ایمان کی بنیادیں مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔ یہ میری پارٹی کا اقتصادی نظریہ ہے۔ اس کا یہ مفہوم قطعاً نہیں کہ مَیں مادے اور روح کے درمیان جو تعلق ہے اس کی نفی کر رہا ہوں۔ لیکن میری پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ انسان کے اقتصادی مسئلے کو حل کیے بغیر اس کی اخلاقیات اور روحانی تقاضے پورے نہیں کیے جاسکتے۔ ہم ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکیٹنگ اور سرمایہ داری کے خلاف ہیں، سرمایہ داری کے خلاف جدوجہد ہماری قومی ذمہ داری بنتی ہے۔ ہم غیر جمہوری سوشلزم کے شدید مخالفت ہیں۔ ہم غیر محدود ملکیت کے قائل نہیں ہیں۔ طبقاتی، استحصالی نظاموں کی مخالفت ہمارا نصب العین ہے۔ عوام جب غربت وافلاس کی چکی میں پس رہے ہوں تو ہم کچھ افراد کو غیر محدود ملکیت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس اعتبار سے ہم اشتراکی ہیں، لیکن ہماری اشتراکیت دین کے انکار پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے اشتراکی تصورات اسلام کے نظام عدل کے نمائندہ ہیں۔ ہمارے ہاں جہاں بھی اشتراکیت کی اصطلاح استعمال ہوگی اس سے یہی مراد ہوگا۔ یہ ہمارا اقتصادی نظریہ ہے۔ اسے ہم اپنے ایمان کے خلاف نہیں سمجھتے۔ ہم الحاد ولادینیت اور مارکسی شیوعیت کی تائید نہیں کرتے اسی لیے میں کہتا ہوں

''لااشتراکیۃ بدون الاسلام''

(یعنی دین کے بغیر اشتراکیت کا کوئی تصور قابلِ قبول نہیں)

مَیں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں عالمی سطح کے تجربات کا جائزہ لینا چاہیے اور ان میں جو مفید پہلو نظر آئیں ان کو اختیار کرنے میں بخل سے کام نہ لیں اور یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ہم

Marfat.com

دوسروں کے تجربات پر ہی مکمل انحصار کرنے لگ جائیں اور اسلامی اصولوں اور تعلیمات کو فراموش کر بیٹھیں بلکہ ہمیں دولت کی پیدائش، افزائش اور تقسیم کے بارے میں اسلام کی دعوت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس کی روشنی اور اپنے تجربات کو دیگر اقوام تک پہنچانا چاہیے تاکہ وہ بھی استفادہ کر سکیں۔ ہمیں اپنی دانش مندی اور فراست سے ان کو اس پر مائل کرنا چاہیے۔ اسلام کے نظام عدل و انصاف پر عمل کرتے وقت ہمیں اپنے ماحول اور اس کے تقاضوں کو بھی پیشِ نظر رکھنا ہوگا۔ ان کا ادراک کیے بغیر ہم اقتصادی اور معاشی ناہمواریوں پر قابو نہیں پا سکتے اور نہ ہی استحصالی نظاموں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

ہم یہ نہ سمجھیں کہ کسی ملک کے اقتصادی تجربات سے آگے کوئی دوسرا ملک نہیں جا سکتا اور نہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ ہمارے تجربات پر کوئی دوسرا فوقیت حاصل نہیں کر سکتا، ہم بغیر کسی کمزوری اور فقدان کے قدم اٹھائیں اور فخر و مباح سے اس کا اظہار کریں۔ جو حضرات کسی خاص معاشرے اور بالخصوص اشتراکی روس کے تجربات کو حرفِ آخر اور مشعلِ راہ خیال کرتے ہیں، مَیں ان کو درست خیال نہیں کرتا اور ان سے اتفاق نہیں کرتا۔ ہمیں صرف روس کے تجربات پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے تجربات کو 72 برس سے زائد عرصہ ہو چکا ہے اس عرصہ میں اسے کئی کامیابیاں بھی حاصل ہوئی ہیں اور ہمیں اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اسے کئی ناکامیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ روس میں مارکس اور لینن کی تعلیمات کا اپنے ماحول کے مطابق تجربہ کیا گیا ہے، ہمیں بھی اپنے ماحول کو پیش نظر رکھنا پڑے گا اور اس کے مقامی تقاضوں کا جائزہ لینا پڑے گا۔ اگر ہم ان حقائق کو پیشِ نظر نہیں رکھیں گے اور فراموش کر دیں گے اور ہم اندھی تقلید میں لگ جائیں گے اور سوویت یونین کے تجربات کو اپنے اوپر ٹھونسنا شروع کر دیں گے تو اس سے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس سے الجھنوں میں اضافہ ہوگا اور ہم بھٹک جائیں گے اور منزل مقصود پر نہ پہنچیں گے۔

انسانی زندگی دنیاوی ضروریات کے ساتھ ساتھ روحانی تقاضوں کی بھی متقاضی ہے مَیں نے اس کی وضاحت اپنی کتاب ''نظرۃ فی الدین والتراث'' میں اس طرح کی ہے کہ جو لوگ انسان کی محض مادی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس کی روحانی ضروریات بھی ہیں، اور معاشرہ آزادی سے سانس لینے کا بھی خواہش مند ہے۔ وہ اپنی روحانی خوشیوں کا حصول

Marfat.com

بھی چاہتا ہے۔ وہ لوگ انسانیت کے دشمن ہیں۔

مارکس کا یہ نظریہ کہ انسان کی مادی ضروریات روٹی اور کپڑا وغیرہ پوری کر دی جائیں اور اس سے آزادی اور ذاتی ملکیت کا حق چھین لیا جائے یہ بالکل غلط ہے اور انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ ان اصولوں پر چل کر کسی معاشرہ کو پروان چڑھانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور ایک جمہوری ملک میں یہ تجربات بالکل کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر ملک اور معاشرہ کے اپنے مخصوص حالات ہوتے ہیں۔ ہر قوم کی اپنی تاریخ، روایات، کلچر اور تمدن ہوتا ہے۔ جب تک اس سارے پس منظر کو سامنے رکھ کر گہرا تجزیہ نہ کیا جائے اس وقت تک اس سوسائٹی اور قوم کے مسائل کا مکمل حل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جب تک کسی معاشرے کے مشاہیر اور اکابرین کے عوامی افکار و نظریات کو عوامی مفادات کے مطابق پیش نہیں کیا جاتا اس وقت تک کسی بھی طرح کی توقع کرنا عبث ہوتا ہے، کیونکہ عام آدمی کی فکری سطح سے بلند و بالا اقدامات کبھی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتے۔ لہٰذا ذاتی ملکیت پر جو پابندی سوویت یونین کا تجربہ ہے ہم اپنے ہاں ضروری خیال نہیں کرتے اور نہ وہ ہمارے اقتصادی مسائل کا حل ہے، ہم حدود اور دوائر کے اندر رہتے ہوئے ہر شخص کو ذاتی ملکیت کا حق دیتے ہیں۔ مگر جب دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی دولت کی بناء پر دوسروں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے تو ہم تحدید کے قائل ہو جاتے ہیں۔ ہم ایسی ذاتی ملکیت کے شدید مخالف ہیں جس کے ذریعے غریبوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور انہیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ہم ایسی جاگیروں اور زمینداریوں کے خلاف ہیں جن کے بڑے بڑے رقبے ہیں اور ان کے مزارعین نان شبینہ تک کو ترستے ہیں اور مالکان بغیر محنت کے عیش و نشاط کی زندگی گزارتے ہیں ان کے مزارع معاشی طور پر بدحال اور فاقہ کشی پر مجبور ہیں ان کی حریت و آزادی چھین لی گئی ہے، ہم ایسی مساوات کے حامی نہیں ہیں جس میں سب لوگ غربت و افلاس میں تو برابر ہوں لیکن ذرائع پیداوار میں ان کا حصہ نہ ہو، ہم پیداوار میں اضافے کے حامی ہیں ہماری معاشی مساوات سرمائے کی تخلیق اور اس کی نشو و نما میں ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار کے حصول کی منصوبہ بندی کرے اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ عوام کو پہنچے اور پورے معاشرے سے افلاس و غربت ختم ہو۔

Marfat.com

اسی لیے بعث پارٹی نے معاشرے سے غربت ختم کرنے کے لیے عوام کی ایسی تربیت کی کہ اُس نے ملک کی زرعی ترقی کو عروج پر پہنچایا، اس میں بلند و بالا عمارتیں تعمیر کیں۔ میرے ملک کی سرزمین کھیتیوں سے لہلہانے لگی، سرسبزی و ہریالی نے زمین کا منہ ڈھانپ دیا حتیٰ کہ زراعت کی کثرت کی وجہ سے اس سرزمین کو ''ارضِ سواد'' (کھیتوں سے اٹی زمین) کہا جانے لگا۔ جبکہ اس سے قبل شہروں اور دیہاتوں کا منظر ایک چٹیل اور ویران میدان کا سا تھا۔

اب جب کہ چاروں طرف پرشکوہ عمارتیں بلند و بالا مینارے، مضبوط آثار، خوبصورت قبے گنبد اور نہایت دل آویز مساجد ہیں۔ عجیب منظر ہے کہ ادھر میدانِ جنگ میں تکبیر کے نعرے گونجتے ہیں تو اِدھر مساجد و مدارس اور یونیورسٹیوں اور جامعات میں تکبیر کے آوازے بلند ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ دین کے طریقہ اور دستور کے موافق ہے۔ آنے والا پہچان جاتا ہے کہ ہاں میں ''بغداد'' میں آیا ہوں۔ اور اگر کسی کی آنکھ پر تعصب کی پٹی بھی چڑھی ہو تو پھر بھی وہ کوشش کے باوجود بھی بغداد کے نقشہ میں کوئی عیب نہیں تلاش کر پاتا۔ کیونکہ یہاں مذہبی، دینی، فکری و نظری ہر طرح کی آزادی ہے۔ اس نشاۃِ ثانیہ نے بغداد کی روح اس کو لوٹا دی۔ بغداد قلم، تلوار اور جھنڈے کا ایک نیا مؤقف لے کر کھڑا ہوا ٹھیک اسی وقت ''اللہ اکبر'' کی صدا بلند ہوئی جس نے اس میں برکت ڈال دی۔

اس طرح سے ہمیں جمہوری نظام کے ساتھ جینا ہے دنیا اس تجربے پر پہنچی ہے کہ جمہوریت اور شورائیت سے بہتر کوئی نظام حکومت نہیں ہے اس سلسلے میں ہمیں حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ سے مدد لینی ہے۔ ہمارے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مثال ہے جنہوں نے اپنی قوم سے استفسار کیا تھا کہ اگر مَیں سیدھی راہ سے ہٹ جاؤں تو تم کیا کرو گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر قوم نے بیک زبان ہو کر جواب دیا تھا:

''ہم آپ کو اپنی تلواروں سے سیدھے راستے پر لے آئیں گے۔''

قوم کا جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناراضگی یا برہمی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ قوم کی راست فکری اور بیدار مغزی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا۔ جمہوری اقدار کی پاسداری اور علمبرداری کے لیے یہ ہماری تاریخ کی روشن مثالیں ہیں جس سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے اور یہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں، ہم عراق میں اسی قسم کے جمہوریت نافذ کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے

Marfat.com

کوشاں ہیں۔ اگر چہ عراق کو دیگر عرب ممالک کی نسبت زیادہ مشکلات اور دشواریوں کا سامنا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد اور عوام کے پُرخلوص تعاون کی بدولت ان پر قابو پانے میں کامیابی ہوئی ہے اور یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کی نصرت خلوصِ نیت اور سنجیدگی کے باعث ہوئی ہے۔

میرے نزدیک عربی قومیت اور اسلام مترادف ہیں اس لیے ہمارا عربی قومیت کا دفاع کرنا اسلام کا دفاع کرنا ہے۔ عرب اور اسلام ایک ہی حالت کے دو نام ہیں۔ اگر عرب کمزور ہوں گے تو اسلام کمزور ہوگا۔ اگر عرب اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں تو پوری دنیا کے مسلمان مضبوط ہوں گے، عرب قوم انسانیت کی نجات دہندہ ہے جو استحصال اور ظلم کو دنیا سے مٹانا چاہتی ہے۔ جو لوگ عربوں اور اسلام کے درمیان تناقض کی بات کرتے ہیں وہ دین اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

بعض لوگ بعث پارٹی کے نظریۂ قومیت اور اسلام میں تعارض پیدا کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نظریہ عربی قومیت اور اسلام میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ مَیں نے اپنی کتاب ''الحرکات السیاسیۃ والدینیۃ'' میں اس موضوع کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ بعث پارٹی نے اپنی نویں سالانہ کانفرنس کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ بعث پارٹی دین وایمان کو لازمی قرار دیتی ہے اور الحاد پر یقین نہیں رکھتی، اس کانفرنس کے بعد کمیونسٹوں نے بعث پارٹی پر رجعت پسندی کا الزام لگایا تھا۔

ہم ایمان والحاد کی درمیانی کیفیت پر یقین نہیں رکھتے بلکہ ہم سچے مومن ہیں۔ بغیر دین کے قومیت کا تصور، یہ مغرب کا نظریہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی اقوام میں دین کا تصور باہر سے آیا تھا ان کا دین ان کی اپنی زبان میں نہ تھا جبکہ عربوں کا دین ان کے اندر سے پھوٹا ہے اور وہ اس کی لغت اور مبادی سے ناواقف نہیں تھے اس لیے مغرب کے نزدیک دین اور سیاست جدا جدا ہیں جبکہ عربوں کے نزدیک دین اور سیاست کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے نزدیک کوئی بھی نہج و سلوک کسی بھی عنوان کے تحت یا قومیت کا مفہوم جہاں بھی اسلامی مفاہیم سے متعارض ہو تو اسے ختم کر دیا جائے گا۔ عراق میں وطنیت اور قومیت کا مفہوم اسلام کی عظیم مبادیات سے ٹکرائے تو اس اسلام مخالف مفہوم کا انکار کر دیا جائے گا اور اسلام کے صحیح مفہوم اور اسلامی اقدار کو برتری حاصل ہو گی۔ اسی طرح جو بھی قانون یا مفہوم اسلام کی بنیادی اصطلاحات اور مبادیات سے موافقت نہ

Marfat.com

رکھے تو اسے بدل دیا جائے گا یا سرے سے ختم کر دیا جائے گا اسی لیے مَیں کہتا ہوں:

"لا عروبة بدون الاسلام"

(اسلام کے بغیر عربی قومیت کا کوئی وجود نہیں ہے)

پہلی گرفتاری

جولائی 1959ء کو ایک واقعہ کے بعد حکومت نے کرکوک شہر میں جور و ستم کے تمام حربے استعمال کر ڈالے، ملک پر عبدالکریم قاسم کی حکومت تھی اور سوشلسٹ پارٹی عبدالکریم قاسم کی پشت پر تھی وہ بعث پارٹی کو کچلنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی کیونکہ اسے اس بات کا خطرہ تھا کہ اب عوام بعث پارٹی کو اپنا نجات دہندہ تصور کرنے لگے ہیں اور بہت جلد عوام بعث پارٹی کی قیادت میں انقلاب برپا کرنے والے ہیں۔ اس لیے وہ کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے جس میں کسی بعثی کو پھنسایا جا سکتا ہو۔

حکومت کرکوک میں جور و استبداد ڈھا رہی تھی ادھر تکریت میں ایک کمیونسٹ لیڈر سعدون ناصری قتل ہو گیا، جو عبدالکریم قاسم کا قریبی ساتھی بھی تھا۔ مَیں ان دنوں اپنی سرگرمیاں تکریت میں ہی جاری رکھے ہوئے تھا۔ حکومت کو میری سرگرمیوں کو معطل کرنے اور مجھے پابند سلاسل کرنے کا ایک بہترین موقع ہاتھ آ گیا اور سعدون ناصری کے قتل کا الزام مجھ پر دھر دیا گیا۔ مجھے اور میرے خاندان کے بعض دیگر سرکردہ لوگوں کو خصوصاً میرے ماموں خیر اللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

جیل کا ماحول

میری یہ پہلی جیل یاترا تھی۔ ایک سیاسی کارکن اور جیل کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے کسی سیاسی کارکن کو جیل سے نہیں گھبرانا چاہیے کیونکہ اگر کسی ورکر کی جدوجہد سے جیل نکال دی جائے تو اس کی جدوجہد شک کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ نظریات پر غور و فکر کرنے کا موقع جیل کی قید سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں کیونکہ زندگی کے ہنگامے ایک سیاسی آدمی کے ذہن سے چمٹے رہتے ہیں ان سے رہائی اسے اسی وقت ملتی ہے جب وہ گرفتار ہوتا ہے۔ جیل میں جا کر اندازہ ہو

Marfat.com

اکہ ملک بھر میں بدامنی اور حکومتی تشدد کا اثر یہ ہوا کہ تمام بعثی کارکنوں کو حکومت دھڑا دھڑ گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس رہی ہے اور بعثی کارکن بھی باہر کے بجائے جیل میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ جیل میں بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی، نظریاتی بحثیں ہوئیں۔ جیل کے کمرے پارٹی کا تربیتی کیمپ محسوس ہونے لگے۔

جیل سے فرار کا منصوبہ

مجھے جیل جا کر اندازہ ہوا کہ حکومت مجھے کسی صورت زندہ رہا نہیں کرنا چاہتی اور وہ میری پھانسی کے لیے ہر حربہ استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

حکومت نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے میرا مقدمہ ایک خصوصی عدالت میں منتقل کر دیا تو مَیں نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کیوں نہ جیل سے فرار کے راستے زندگی بچائی جائے۔ ہم نے منصوبے کو حتمی شکل دے لی لیکن جیل میں ہمارے ساتھ قید بزرگ اس منصوبے سے متفق نہ ہوئے اور ہم نے ارادہ ترک کر دیا کیونکہ ہمارے فرار کی صورت میں ان بزرگوں پر تشدد یقینی تھا بعدازاں حکومت کوئی الزام ثابت نہ کر سکی تو ہمیں رہا کر دیا گیا۔

عراق سے شام (ہجرت)

مجھے 2 اکتوبر 1959ء کے ایک حادثے کے نتیجے میں عراق چھوڑنا پڑا۔ تاریخ میں شاید مؤرخ اسے میرا عراق سے فرار لکھے لیکن مَیں اسے ہجرت کہتا ہوں کام کرنے والے کارکنوں پر جب استبدادی حکومتیں ان کے اپنے ملک کی زمین تنگ کر دیتی ہیں تو وہ عارضی طور پر اپنے ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں میرے خیال میں یہ فرار نہیں ہوتا بلکہ اسے ہجرت کہنا چاہیے کیونکہ ایک عظیم مقصد کے لیے اپنی مٹی سے دور ہونا ہجرت ہے، جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو بھی کرنا پڑی۔ جب مکہ کے ظالموں نے آپ اور آپ کے ساتھیوں پر زمین تنگ کر دی تو آپ کو اپنا پیارا وطن مکہ چھوڑنا پڑا۔ ہمارے قائد اور نبی کی یہ سنت جاری رہے گی اور انسان عظیم مقاصد کے لیے ہجرتیں کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

راستے کی مشکلات

مَیں سکول سے چھٹی کے بعد گیٹ پر پہنچا تو ایک دوست کے ذریعہ معلوم ہوا کہ پولیس میرے تعاقب میں ہے۔ میں نے ماموں کے گھر جانے کے بجائے ایک دوست کے گھر جانے کا فیصلہ کیا اور ماموں کو بتا دیا کہ پولیس میری تلاش میں گھر پر ضرور آئے گی۔ جب پولیس میری رہائش یعنی ماموں خیراللہ کے گھر پر چھاپے مار رہی تھی اس وقت مَیں بغداد چھوڑ کر تکریت کی طرف محوِ سفر تھا۔ اپنے گاؤں پہنچ کر سیدھا اپنے گھر جانے کی بجائے بھائی ادہام کے گھر یعنی سکول گیا کیونکہ وہ گاؤں سے باہر ایک پرائمری سکول میں چوکیدار تھے ان کو سارا ماجرہ کہہ سنایا، رات سو کر گزاری۔ صبح دونوں بھائی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں بتایا کہ پولیس میری تلاش میں ہے۔ مَیں ابھی اپنے گاؤں ہی میں تھا کہ پولیس پیچھا کرتی ہوئی تکریت تک آ پہنچی لیکن چھاپے کے بعد مجھے گرفتار نہ کر سکی اور ناکام واپس لوٹ گئی۔ اس کے بعد میرے چچا نے ایک جیپ کا انتظام کیا جس کے ذریعہ میں تکریت سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

جیپ نے ہمیں ایک صحرائے کے کنارے اتار دیا، ہم نے دو اونٹ خریدے، کھانے پینے کا سامان لیا، سات دن اور سات راتیں صحرا میں سفر کرتے رہے۔ سات دنوں کے بعد شام میں داخل ہو گئے۔

یہ صحرا کا سات دن اور سات راتوں کا سفر میری زندگی کا ایک یادگار واقعہ ہے جس میں انسانی زندگی کی بہت سی مشکلات پر مَیں نے قابو پانا سیکھا ہے۔ ایک انقلابی کو ہر طرح کے حالات کے لیے تیار رہنا چاہیے جہاں وہ ایوانِ اقتدار میں بیٹھ کر فیصلے کرتا ہے وہاں اسے جیل اور صحرا نوردی بھی کرنا پڑتی ہے۔

شام کے سرحدی گاؤں ''بوکمال'' تک پہنچنے میں ہم کامیاب ہو گئے یہاں ایک قلیل عرصہ قیام کے بعد دمشق چلے گئے پھر قاہرہ پہنچ کر مَیں نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور چار سال تک مَیں مصر میں رہا اور 1963ء کو عراق واپس آ گیا۔

عراق واپسی اور گرفتاری

مَیں مصر میں زیرِ تعلیم تھا ایک دن میرے کمرے میں فون آیا میرے ساتھی کریم شنتلی

Marfat.com

نے فون اٹھایا تو اسے اطلاع ملی کہ عراق میں عبدالکریم قاسم کی حکومت ختم کر دی گئی ہے، تو مَیں نے فوراً عراق واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ عراق واپس آ کر بعث پارٹی کے اندرونی اختلافات کے باعث بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ عبدالسلام عارف کی حکومت نے مجھے گرفتار کر لیا اور جیل بھیج دیا گیا۔ پارٹی کے بعض اہم عہدیداروں نے گرفتاری سے قبل عراق چھوڑ کر شام آنے کا مشورہ دیا تھا اور عراق میں انقلاب کو مؤخر کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔

لیکن مَیں نے فیصلہ کیا کہ عراق میں ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہوں گا اور انقلاب کی جدوجہد کو آگے بڑھاؤں گا۔

جیل سے فرار

گرفتاری کے بعد میرے اوپر بغاوت کا مقدمہ شروع ہوا جس میں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ مجھے راستے سے ہٹانے کے لیے پھانسی دے دیں گے۔ مَیں نے جیل سے فرار کا پروگرام بنایا لیکن اس کے لیے جیل سے باہر کسی بااعتماد شخص سے رابطہ ضروری تھا جو باہر کے پروگرام میں معاونت کر سکے اور باہر کا سارا پروگرام بنا سکے۔ اس کے لیے میری نظر احمد حسن البکر پر تھی لیکن اس سے رابطہ آسان نہ تھا۔ میرے بیٹے عدی کی عمر اس وقت تقریباً چھ ماہ تھی وہ اپنی ماں کے ساتھ مجھے جیل میں ملنے آیا۔ مَیں نے بکر کے نام پیغام لکھ کر اس کی جیب میں رکھ دیا کم عمر ہونے کی وجہ سے پولیس نے اس کی تلاشی نہ لی یوں پیغام احمد حسن البکر تک پہنچا اسی ذریعے سے ان کا پیغام مجھ تک پہنچا اور ہم منصوبہ تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے اور مَیں جیل سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

شادی اور بچے

جب مَیں چھوٹا سا تھا تو میری بیوی ساجدہ کو میرے ساتھ منسوب کر دیا گیا تھا۔ میری والدہ نے مجھے یہ بتا بھی دیا تھا۔ 10 برس کی عمر میں مَیں نے پہلی دفعہ اپنی منگیتر کو دیکھا تھا۔ مَیں نے باضابطہ طور پر پہلی دفعہ ساجدہ سے شادی کی رغبت کا اظہار اس وقت کیا جب میں قاہرہ میں طالب علم تھا۔ یہ 1961ء کی بات ہے۔ قاہرہ سے بغداد واپس آنے کے بعد ہم باقاعدہ طور پر شادی کے بندھن میں بندھ گئے۔ ہماری شادی کی تاریخ 5 مئی 1963ء ہے۔

میری 5 بچے ہیں۔ 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے مجھے بیٹیوں سے زیادہ پیار ہے۔ سب سے

Marfat.com

چھوٹی بچی سے تو مجھے شدید لگاؤ ہے حتیٰ کہ مَیں بعض اوقات اسے اپنے دفتر میں بھی ساتھ ہی لے آتا ہوں۔

میری بیوی اپنے گھر کے مسائل میں خود مختار ہے۔ کچن، فرنیچر کی ترتیب ڈیکوریشن وغیرہ میں، مَیں اس کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔ البتہ جب کسی معاملے میں مشورے کی ضرورت ہو تو ہم آپس میں مشورہ کر لیتے ہیں۔ وہ مجھے مشورے دیتی ہے اور مَیں خود بھی اپنے بچوں کے ساتھ ملکی معاملات میں مشورہ کرتا رہتا ہوں تا کہ ان کی فکری صلاحتیں اُجاگر ہوں۔ مَیں انہیں یہ احساس نہیں ہونے دیتا کہ وہ کسی حکمران کے بیٹے ہیں بلکہ میرا رویہ ان کے ساتھ ہمیشہ باپ والا ہوتا ہے۔

اِسی طرح مَیں اس امر کا بھی خیال رکھتا ہوں کہ ان کے اندر شاہانہ غرور و تکبر پیدا نہ ہونے پائے اور وہ بھی خود کو عوام کا ایک حصہ سمجھیں۔ اگر انہیں گاڑی، ڈرائیور اور ملازموں کی سہولت حاصل ہے تو اس لیے نہیں کہ وہ عام لوگوں سے ممتاز ہیں بلکہ جس طرح میری عوام میں سے دوسرے لوگوں کو یہ سہولتیں حاصل ہیں۔ اِسی طرح وہ بھی ان سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مَیں اس بات کا پوری طرح خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ممتاز اور عوام سے اعلیٰ و برتر نہ سمجھنا شروع کر دیں بلکہ عوام کا ایک حصہ ہی سمجھیں۔

Marfat.com

Marfat.com

پارٹی اور جدوجہد

Marfat.com

بعث پارٹی کی تاریخ

پس منظر

پہلی جنگِ عظیم ابھی جاری تھی کہ عربوں نے خود کو اس حال میں پایا کہ وہ عثمانی حکومت کے سرکش استبدادی پنجے سے چھٹکارہ پا کر خوفناک استعماری پنجے کی گرفت میں آ گئے ہیں۔ جو انہیں نئے اور بڑے شاطرانہ طریقوں سے تباہ و برباد کرنے اور ان پر ظلم و استبداد کے پہاڑ توڑنے کی راہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ میرے خیال میں وہ اتحادی جن کے ہاتھوں میں آخری آخری سالوں میں عثمانی حکومت کی چابیاں آ گئیں تھیں وہ اپنے ان بنیادی مقاصد کے خلاف سیاست اختیار کر رہے تھے جس کا شروع میں انہوں نے اعلان کیا تھا اور یہ سیاست سلطان کے ظلم و استبداد کو بے بس کرنے کی دعوت دے رہی تھی۔ نیز اس میں مساوات اور عدل و انصاف کی اشاعت، اور حکومت میں جمہوریت کی روح کو زندہ کرنے، اور سلطنت عثمانیہ جن ریاستوں پر مشتمل تھی انہیں خود مختار حکومتوں میں تبدیل کرنے کی دعوت دے رہی تھی۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جب اتحادیوں کے ہاتھ میں اقتدار آیا تو ان لوگوں نے اپنے وعدوں کو پورا نہ کیا۔ اور انہوں نے غیر ترکی عناصر کے ساتھ دوستی کے بعد دشمنی کرنا شروع کر دی اور عثمانی ریاستوں اور خاص طور پر عرب علاقوں پر ترکوں کی سیاست کو لازم کر دیا جو ان علاقوں پر ترکی طرز کی چھاپ مسلط کرنا چاہتی تھی اور وہ بھی خاص طور پر تعلیم اور زبان کے میدان میں۔

یہ سب باتیں عرب قوم کی بیداری کا سبب بن گئیں، شروع میں یہ تحریکِ بیداری بڑی کمزور تھی، پھر کچھ عرصہ بعد ہی یہ ایک زبردست قوت، انقلاب کی ایک لہر اور ایک تباہ کن تحریک میں تبدیل ہو گئی، جو کسی پہلی چنگاری کے انتظار میں تھی جو کہ ایک زبردست آگ کی شکل اختیار کر لے۔ چنانچہ فوجیں، انجمنیں مل بیٹھیں جن میں سے بعض مستقل آزادی کی اور بعض خود مختار حکومت کی دعوت دیتی تھیں۔ عثمانی اتحادیوں نے انقلاب کی اس لہر کا مقابلہ کیا اور انہیں یا تو بالکل ختم کر دینے کی کوشش کی یا انہیں منتشر کر دیا۔ انہوں نے عقل کی اس آواز کو نہ سمجھا جو انہیں اس نتیجہ

Marfat.com

سے ڈرا رہی تھی جس کو وہ خود نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے قتل و غارت اور ظلم و استبداد کو اور زیادہ کر دیا۔ اور انہوں نے ترکوں کی قابلِ نفرت سیاست میں بڑی انتہا پسندی سے کام لیا اور ہم نے دیکھا کہ ان اتحادیوں نے اس کمزور پوائنٹ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ جبکہ عرب کا خفیہ انقلاب اسی سیاست کے خلاف ہے۔ ان کے عربی مشرق اور خاص طور پر عراق اور شام میں پھیلے ہوئے کارکن تھے۔ ان لوگوں نے بعض عرب سرداروں سے تعلقات پیدا کر لیے۔ اور انہیں عثمانی حکومت کے خلاف انقلاب برپا کرنے پر ابھارا۔ ان لوگوں نے انہیں آزادی دینے کا بھی وعدہ کیا حالانکہ ٹھیک اسی وقت یہ لوگ سلطنت عثمانیہ کے ختم ہونے کے بعد عرب علاقوں کے تقسیم در تقسیم کے تانے بانے بن رہے تھے۔ چنانچہ ان حالات میں عربوں کو شدید ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کے خلاف لگاتار انقلابی تحریکیں اٹھیں جیسے شام اور فلسطین کی انقلابی تحریکیں وغیرہ۔

سامراج نے ان تحریکوں اور بیداریوں کو فوجی طاقت سے کچلنا چاہا۔ لیکن بعض اوقات انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ صرف کچلنے کی سیاست بسا اوقات ان کے مفادات کے لیے بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ طرح طرح کی نئی نئی سازشیں اور چالیں چلنے لگے، ان کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ:

وطنی پلیٹ فارم کو توڑنا اور جوڑ توڑ کی سازشیں کرنا مثلاً مختلف جماعتوں اور تنظیموں کے ذریعے لوگوں کو خریدنا اور ضمیر فروشی کے لیے مستعد لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا اور ڈٹ جانے والے لوگوں اور جماعتوں سے علیحدگی اختیار کرنا۔ انہوں نے استعمار کے مقاصد کے حصول کے لیے بنیادی سکیمیں بنائیں۔ لیکن درحقیقت یہ لوگ قوم کو دھوکہ دینے کی وجہ سے کسی بھی بنیادی مقصد کی حقیقت اور روح سے خالی تھے۔ چونکہ ان لوگوں نے قومی تحریکوں کو اٹھنے اور بیدار ہونے سے روک دیا تھا۔

ان تمام انقلابی اور بیداری کی تحریکات میں چند اختلافات کے باوجود ان میں دو ظاہری بنیادی باتیں مشترک اور اساسی تھیں۔

- ان تحریکوں کی قیادت زیادہ جاگیرداروں اور متمول طبقہ پر مشتمل تھی۔ جو تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ جبکہ ٹھیک اس وقت اس تحریک میں حصہ لینے والے عوام زیادہ تر مزدور پیشہ اور

Marfat.com

خاص طور پر کسان تھے۔ مثلاً عراق میں بھی یہ تحریک کسانوں نے اٹھائی جب وہ لوگ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ پرامن طریقے سے ان کے حقوق کے پورا کرنے کی کوئی ضمانت نہیں۔ جبکہ شہروں کی قیادت اور دین دار لوگ پرامن حل پر ہی زور دے رہے تھے۔ تحریک کے اس مرحلے میں کہ جب عراق میں طبقاتی کشمکش عروج پر تھی۔ عراق نے تمام جماعتوں اور قومی تحریکوں کو آزادی اور استعمار کو جلاوطن کر دینے کے جھنڈے تلے جمع کیا اور یہ آواز لگائی کہ شہروں کے تعلیم یافتہ اس سیاسی بیداری کی تحریک کو سنبھالیں۔ کیونکہ کسانوں کی اس آزادی کی زبردست تحریک سے جس کو ''بنیادی انقلاب'' نے متشکل کیا تھا، ممکن تھا کہ یہ ایک دوسری غلطی کرتی، وہ یہ کہ آزادی کے حصول اور حکومت کے اقتدار کے حوالہ کرنے میں کسی عرب حکمران پر اعتماد نہ کرتی اور وہ کسی ایسے نتیجہ پر راضی نہ ہوتی جو انگریزوں اور انقلابیوں کے مطالبات پر راضی نہ ہوتی۔ کیونکہ قیادت اور محنت کش عوام جو عوام کے حقیقی مفادات کی ترجمان تھی کی فکر کے درمیان یہ ایک زبردست خندق تھی جو عراقی انقلاب کے مزاج کے بالکل ناموافق تھی۔ بلکہ یہ دونوں عالمی جنگوں کے درمیان دوسرے عرب خطوں میں اٹھنے والی دوسری انقلابی تحریکوں کے مزاج سے میل کھاتی تھی۔

○ دوسرے ان قیادتوں پر یہ بھی گمان تھا کہ وہ انقلابیوں کی صفوں کو چھوڑ کر ان طبقوں کی صفوں میں جا ملیں جو استعمار کے مفادات کی نگران اور محافظ تھیں۔ چنانچہ ان تحریکوں نے مزدور پیشہ محنت کشوں کے لیے ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے لیے وسیع میدان تیار کیے۔ اگرچہ ان انقلابیوں نے خطہ کے مختلف حصوں میں جاگیرداروں کے طبقوں کو مضبوط کیا لیکن دوسری طرف انہوں نے مختلف طبقات میں بحث و مباحثہ کے میدان کو بھی گرم کر دیا اور ایسا اس نے اپنے امتیاز و خصوصیت کو تشکیل دینے کے بعد کیا۔

یوں وطن عربی ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گیا کہ ملک کے اکثر علاقے بالواسطہ یا بلا واسطہ استعمار کے حکم کے تحت آ گئے اور ان طبقات نے نظام حکومت سنبھال لیا، جو بالواسطہ یا بلاواسطہ سامراجیوں کے مفادات کو ملک میں نافذ کر رہا تھا۔

Marfat.com

ان طبقوں اور جماعتوں کا وطنی بیداری کی تحریکوں سے کٹ کر ان استعماریوں کا حلیف بن جانا اور اس کا جدید استعماری شکلوں کو قبول کر لینا، یہ تجربہ کے نفس کا نتیجہ یا اپنی سیاسی صلاحیتوں کی کمی کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ اپنے ظاہری عام تاریخی اعتبار سے ان انقلابات اور تحریکوں کے مفادات، طبقاتی تعلقات سیاسی معاشرتی اور ثقافتی احوال کا طبعی نتیجہ تھا۔ بے شک ان طبقات، جماعتوں اور عناصر کا نئے استعماریوں کے ساتھ مقابلہ یہ ان کے اس شعور کا نتیجہ تھا کہ سلطنت عثمانیہ کا سر سے سایہ اٹھ جانے کے بعد سیاسی اور معاشرتی مرکز اور اقتصادی مفادات کا خواب پورا نہیں ہوسکتا جب تک کہ ان سب کے لیے انقلاب برپا نہ کر دیا جائے۔

جس وقت ان استعماریوں نے اس بات کو جان لیا کہ وہ دستوری شکلوں، اور سیاسی اور اقتصادی صورتوں سے عوام الناس کے مفادات اور ان کی امنگوں اور اپنی اسٹریٹیجک مصلحتوں کے درمیان کس طرح تطبیق بٹھائیں۔

چنانچہ طرفین میں باہمی تعاون کا ایک پختہ معاہدہ طے ہوا جو عرصہ دراز تک مختلف شکلوں میں چلتا رہا اور وہ معاہدہ آج تک باقی ہے۔

اس مرحلہ میں اس قومی تحریک نے آزادی حاصل کرنے کے لیے اپنی جدوجہد میں بڑی گہرائی کے ساتھ چند نئے طریقوں کو آزمایا۔ چنانچہ اب ان نئے استعماریوں اور عوامی آزادی کی تحریکوں کے درمیان اس جنگ کو آزادی کے حصول اور سامراجیت اور تسلط سے گلوخلاصی مشکل نظر نہیں آئی تھی بلکہ اس استعمار اور سامراج کے خلاف اس جدوجہد کو ایک معاشرتی اور طبقاتی کوشش سمجھا جانے لگا۔

چنانچہ قوم نے اس بات کو جان لیا کہ وہ جماعتیں جو ان سے الگ ہوگئیں ہیں وہ ان استعماریوں کا ستون اور ان کی حفاظتی ڈھال بن چکی ہیں جس کو انہوں نے انقلابیوں کی جدوجہد اور وہ بھی جدوجہد کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا۔ ان جماعتوں نے عوامی تحریکوں کو کمزور کرنے اور ان کی راہ میں روڑے اٹکانے میں کئی کوششیں کیں۔ آزادی کی یہ تحریکیں عرب کی فاسد حالت کو بدلنے اور ان کی رجعت پسندانہ کانفرنسوں کو ناکام کرنے کی کوششیں کر رہی تھیں۔ اسی لیے ان عوامی تحریکوں نے اپنا رُخ ان حکومتی طبقوں کی طرف پھیر دیا تا کہ ان کا بھرپور مقابلہ اور ان کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ تحریک روز بروز ترقی کرتی گئی اور اس کی جڑیں مضبوط ہوتی گئیں اگرچہ

Marfat.com

مختلف عرب علاقوں میں اس تحریک کی تیاری کے درجات مختلف تھے۔

اس مرحلہ کی ظاہری صورت کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

- استعمار کی مخالفت اور اس کے مقابلہ میں قدیم سیاسی قیادت کو ختم کرنا۔
- جدید معاشرتی طبقات اور جماعتوں کی ترقی اور ان کے کردار کی توسیع، جس کی تفصیل یہ ہے:

1۔ وہ مزدور پیشہ طبقہ جس کے مفادات استعماری تسلّط سے ٹکراتے تھے اسی طرح جاگیردار طبقہ اور قبیلوں کے سرداروں کے مفادات بھی اس طبقہ کے خلاف تھے۔ اسی طرح حکومتی صلاحیتوں پر سربرآوردہ طبقہ بھی اس مزدور و پیشہ طبقہ کے مفادات کے خلاف تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تبدیلی اور اپنے لیے محنت کے میدانوں کی توسیع کا مطالبہ کیا تا کہ وہ اپنے طبقاتی مفادات کے حصول اور ان کی یقین دہانی وحفاظت کے لیے سیاسی اقتدار میں زیادہ اہمیت کا کردار ادا کریں۔

2۔ چھوٹا مزدور طبقہ جن کے مفادات بھی محدود سطح کے تھے، ملازم پیشہ لوگ، محنت کش لوگ، چھوٹے افسران اپنی ثقافت اور بالواسطہ یا بلاواسطہ جدید تہذیب سے واقفیت اور اس سے ہم آہنگی، اور معاشرہ میں حکومتی مشینری کے لیے اس کی زبردست اہمیت یہ سب باتیں استعماری تسلّط اور رجعت پسندانہ سیاست کے خلاف آواز اٹھانے پر اُبھار رہی تھیں کیونکہ ان لوگوں نے عہدوں اور خزانوں کو (یعنی ملکی سرمایہ کو) اپنے لیے، اپنے خاندانوں کے لیے خاص کر لیا تھا۔ اس طرح یہ طبقہ جانتا تھا کہ وہ نہایت پس ماندہ زندگی گزار رہے ہیں۔ سیاست، ثقافت اور اقتصادیات غرض ہر سطح میں ان کی حیثیت ذلیل لوگوں کی سی ہے۔ یہ مزدور طبقہ جانتا تھا کہ وہ ملک کے حالات بدلنے کی زبردست اہلیت رکھتا ہے۔ اور وہ اپنے لیے محنت کا وسیع میدان بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ تا کہ یہ لوگ حکومت، ملک، اور دوسرے علاقوں میں اپنا اہم کردار ادا کر سکیں۔

3۔ ملک کا وہ مزدور طبقہ جو قومی صنعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کر رہا تھا۔ اس طرح غیر ملکی مفادات کی وسعت سے اس کو بھی ترقی مل رہی تھی مثلاً پٹرول کی پیداوار کے

Marfat.com

علاقوں میں غیر ملکی آئل کمپنیوں کے کام میں ان مزدوروں کی شرکت وغیرہ۔ کہ اس طبقہ کے لیے مشکل سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی حالات نے اور خاص طور پر ہمارے ان علاقوں کے حالات نے انہیں تحریکیں چلانے پر مجبور کیا۔ ان لوگوں نے پھر استعماریوں، ان کے حلیفوں اور استحصال اور پس ماندگی کی تمام صورتوں کے خلاف تحریکیں چلائیں۔

- تعلیمی مقدار بڑھانا، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا جال پھیلانا، چنانچہ ہر سال سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان فارغ ہونے لگے جو انقلابی تحریک میں اور زیادہ جوش وخروش سے حصہ لینے لگے۔ یہ نوجوان استعمار اور سامراج کے غلبہ اور پس ماندگی کے خلاف آواز اٹھاتے اور ان کی رجعت پسندانہ سیاست، افکار اور پرانے بوسیدہ طریقوں کو جبری نافذ کرنے کے خلاف تحریک اٹھاتے۔
- ماضی کی عرب بعث پارٹی اور قدیم عرب ثقافت کی مہم کو پھیلانا اور غلامی، پس ماندگی اور نااتفاقی کے حالات کے خلاف اسباب ووسائل کو مہیا کرنا۔
- معاصر فکری لہروں کو چلانا مثلاً قومی، لبرل اور اشتراکی نظریات کو پھیلانا، چنانچہ عوام کی صفوں میں قومی فکر اور عربی وحدت کی دعوت آہستہ آہستہ پھیلنے لگی۔ البتہ قومی وسائل پر قابض عناصر اور بعض ان سیاسی شخصیات کی طرف سے اس کی بنیاد رکھے جانے کی وجہ سے جو مفاد پرست ٹولے کی طرف ان کے سوفسطائی رجحان والے قومی نظریہ کی وجہ سے مائل تھا کہ جس نظریہ نے درحقیقت یورپ کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا تھا۔ دو بنیادی علامتوں والی بن گئی:

1۔ یہ ایک انسان دشمن نظریہ بن کر ابھرا، جو دوسری قوموں پر تکبر کرتا اور ان کی انسانی صفات اور وراثت کا مذاق اڑاتا، اس بات نے انہیں عوام سے الگ کر دیا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نظریہ فاشزم (Fascism) (آمرانہ اور جارحانہ رویہ) اور نازی ازم (ہٹلر کا فسطائیت سے مشابہ نظام حکومت جس کے ذریعے وہ 1933ء میں جرمنی میں برسر اقتدار آیا متاثر تھا۔)

2۔ اس نظریہ نے اشتراکی نظریہ اور ان تمام جماعتوں اور عناصر کا انکار کر دیا جو معاشرتی

Marfat.com

مساوات کی دعوت دیتی تھیں جو صنعتی اور زرعی دونوں میدانوں میں اشتراکی قوانین کی تطبیق کی دعوت دیتی تھیں۔

اس بات نے اشتراکیت کی دعوت دینے والی جماعتوں کو منفی مؤقف اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے قومیت کا انکار کر کے اس کو بھی فاشزم اور نازی ازم کا ایک رجحان باور کروایا جس کے خلاف چلنا اور اس کو ختم کرنا ضروری تھا۔ اس نظریہ نے اس صحیح قومی نظریہ جو ایک انسانی نظریہ تھا کے درمیان اور اس قومی نظریہ کے درمیان کوئی فرق نہ کیا جو یورپی نازی قومی نظریہ سے متاثر تھا۔

اِسی لیے اس دور نے دو طرح کی سیاسی تنظیمیں اور تحریکیں دیکھیں:

- قومی غیر اشتراکی تحریکیں اور تنظیمیں
- اشتراکی غیر قومی تحریکیں اور تنظیمیں

عربی وحدت کی جدوجہد جاری رہی۔ اس کے صحیح خدوخال بن گئے۔ اس دور میں روایتی قومی عربی مفہوم کی سیادت رہی اور عربی قومی وحدت کی دعوت سیاسی روایات کے نظاموں کے لیے اکثر اوقات ڈیماکریسی کا آلہ بن گئی۔ جس سے عوام کو گمراہ کیا جاتا تھا تاکہ ایک ہی وقت میں نا اتفاقی اور پس ماندگی دونوں جاری رہیں۔

اور وہ جماعتیں اور تحریکیں جو اپنی دعوت و تنظیم میں ملکی وحدت کی دعوت دیتی تھیں کہ اس دور میں کسی جماعت کے بارے میں یہ نہیں جانا گیا کہ وہ اپنی تنظیموں کے ذریعے اپنے خطہ سے باہر پھیل سکی ہوں۔ اور اس بات نے ان تنظیموں کو ایک تو اختلافات کا شکار کر دیا دوسرے وہ خود اس توڑ پھوڑ اور خطۂ عرب کی تقسیم میں مبتلا ہو گئیں جس کو ان سامراجیوں اور استعماریوں نے عربی قوم پر مسلّط کیا تھا۔

دوسرے یہ استعماری نظریات قومی اور اتحادی نظریات کو واضح کر کے پیش نہ کرتے اور نہ ہی مملکت کی وحدت اور اس کی بنیادوں کا کوئی واضح تصور ہی پیش کرتے تاکہ یہ جدوجہد اس نکتہ پر جمع ہو کر اپنے مقاصد کو حاصل کر لے اور محنت کش عوام کے مفادات کو اس کے ساتھ جوڑ دے۔ جبکہ جدوجہدوں کی شدید خواہش تھی کہ وہ خطۂ عرب کی عوام کو سامراج اور استعمار سے گلوخلاصی بخشیں اور انہیں ایک آزاد اور شریفانہ زندگی گزارنے والے بنائیں۔ چنانچہ عرب وحدت یہ بات

Marfat.com

جان گئی کہ یہ دوسری فکریں اور نظریات ساری قومی تحریکوں اور انقلابیوں کو ختم کرنے والی ہیں اور متعدد دعوتیں چلیں جو عرب قوموں اور ان کے قبائل سے وحدت کا مطالبہ کرتیں تھیں۔ یا وہ اشترا کی یا سیاسی ڈیموکریٹک کوششوں کو روک دیتیں یا انہیں بے کار کر دیتی تھیں اور اکثر ایسا ہوتا کہ ان جماعتوں پر آمریت کا الزام لگ جاتا۔

بعد میں ان تحریکیوں نے اس بات کو جان لیا کہ سیاسی شعور کی تنظیموں کا ختم ہونا جو عوام کے محنت کش طبقہ کی تحریک میں سیاسی اسباب کو الگ کر سکتی تھیں اس نے مزدور پیشہ طبقہ کو اور قبائل کے سرداروں کے غلبہ اور استعماریوں کے دست برداری کو پیش کرنے اور انقلابیوں کے نتائج کو قبول کرنے کی طرف پہنچایا۔ چونکہ یہ ان کی اغراض کو پورا کرتی تھیں۔ جبکہ استعماری اور سامراجی بعض باتوں سے دست بردار ہونے پر مجبور ہو چکے تھے۔ یہ باتیں انقلاب کی مددگار اور انقلابیوں کی رضا کا سبب بنیں۔

چنانچہ یوں بعض سیاسی تنظیمیں اور تحریکیں اور قومی پارٹیاں ابھریں جنہوں نے جدید استعمار کے خلاف جھنڈا کھڑا کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا تھا۔ چنانچہ عراق، شام اور مصر میں کئی انقلاب برپا ہوئے جن میں سے بعض کا قومی تحریکوں کو پروان چڑھانے میں زبردست کردار تھا۔ انہوں نے عوام کے سامنے اپنی کوششوں کی روح کو پیش کیا۔ ان کے نتیجہ میں خطہ کے طول وعرض میں بیداری کی فوجی تحریکیں بھی اٹھیں۔

Marfat.com

بعث پارٹی کا تاسیسی مرحلہ

اس صدی کی پانچویں دہائی کے گزشتہ سالوں میں عرب انقلابی تحریک نئے مرحلے میں داخل ہوگئی۔ جو اپنے وسائل اور مقاصد میں کافی مختلف تھی۔ اس کی نظروں میں حال اور مستقبل گزشتہ سے بہتر تھا۔ اب کی بار اس انقلابی جدوجہد کی ابتداء نوجوانوں سے ہوئی۔ اب کی باریہ انقلاب ہر سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی پس ماندگی کی شکل کے خلاف تھا اور یہ اپنے اہداف کو تکمیل کے لیے ''اٹلانٹک اوشن'' کے پار اپنے راستے تلاش کر رہا تھا۔ ان اہداف کے واضح ہونے سے ان مفاسد کے منہ سے نقاب اتر گیا جن میں عربی قوم زندگی گزار رہی تھی اور جن کے طوقوں کے نیچے یہ قوم دبی جارہی تھی۔

نوجوانوں کی اس ہراول جماعت نے جس کو ''حزب الثورة المعاصرة'' اور ''بعث پارٹی'' بھی کہتے ہیں کے بعد بنایا گیا تھا، یہ بات جان لی تھی کہ اس وقت عربی قوم جن مفاسد میں گھری ہوئی ہے ان کا خلاصہ تین باتیں ہیں۔

- استعماری ممالک کی، کی ہوئی ملکی تقسیم جس کی بناء پر خطۂ عرب چھوٹے چھوٹے کئی ملکوں اور ریاستوں میں بٹ گیا تھا۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کی آبادی چند ہزار سے بھی زیادہ نہ تھی۔ اور سامراج نے ان میں سے ہر ایک ملک پر ایک حاکم بنا دیا جو ان کے ہاتھ کی کٹھ پتلی سے زیادہ کی حیثیت نہ رکھتا تھا جو سب کے سب ان حاکموں جاگیرداروں اور رجعت پسندوں کے ماتحت تھے جو استعمار کے مفادات کے ایجنٹ تھے۔
- خطۂ عرب کا بلاواسطہ استعمار کی حکومت کے ماتحت آجانا یا ان لوگوں کے قبضہ میں ہونا جو استعمار کے حکم کو نافذ کرتے تھے اور پوری قوم کو رجعت پسند اور مفاد پرست طبقات کا غلام بنالیا جاتا۔

اس طبقہ نے قوم کو جھوٹی جمہوریت کے پردوں میں لپیٹ کر دھوکہ دے رکھا تھا اور عام لوگوں کی آزادی کو چھین رکھا تھا۔

Marfat.com

○ اقتصادی پس ماندگی جس نے عرب قوم کو پس ماندہ قوموں کی صف میں کھڑا کر رکھا تھا۔ دوسری طرف غیر ملکی کمپنیوں نے ملکی وسائل پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور جاگیردار، مالدار، مفاد پرست طبقے نے مزدوروں اور کسانوں کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ اوران لوگوں نے ملکی نظم ونسق کو ایک ایسے ہی طبقہ کی خدمت کا غلام بنا رکھا تھا۔

اسی لیے اس انقلاب نے شروع دن سے قوم کو ان مفاسد سے نکالنے کی صورتیں بنانا شروع کیں اور اس نے اس بات پر زور دیا کہ امت عربیہ کے لیے اس مشکل سے نکلنا اور اس سے خلاصی پانا اور ایک ایسے روشن مستقبل کی طرف بڑھنا جو اس کی شخصیت کو دوسری قوموں میں ممتاز اور اجاگر کر دے اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ وحدت، حریت اور اشتراکیت کی طرف نہ آئے۔ اسی لیے اس انقلاب نے عربوں کی زندگیوں کی سب سے بڑی مشکلات پر ہاتھ رکھا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں بلکہ اس کو چاروں طرف سے مصائب و مشکلات نے گھیر رکھا تھا اور اس راہ میں شدید رکاوٹیں اور کٹھن مراحل ہیں۔ چنانچہ ان اہداف کو حاصل کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ عربی قوم سیاسی جدوجہد، صحیح فکر، اور ان مفاسد کے خلاف انقلاب کے مرحلہ سے گزرے۔ چنانچہ اس طرح وہ پس ماندگی اور باہمی انتشار نا اتفاقی اور پھوٹ اور معاشرتی تقسیم سے بچے۔

جن آفات میں ہمارا یہ معاشرہ مبتلا تھا وہ کوئی معمولی مشکلات و آفات نہ تھیں۔ ہماری سوچ اور فکر مقید، غلام، فقیر، کمزور اور دوسروں کے تابع تھی۔ ہماری شخصیت سطحی اور بے اعتبار تھی وہ مصائب کا سامنے کرنے اور آزادی کی آواز لگانے کے قابل نہ تھی۔ ہماری روح مفلس، بے نتیجہ تھی جس کے آفاق محدود تھے اور وہ سرد اور پست تھی۔ یہ انقلاب دراصل اسی روح کو بیدار کرنے کے لیے تھا جو مشکل حالات کے بوجھ تلے دبی ہوئی تھی۔ ایک زمانہ گزر گیا کہ یہ روح بے جان مردہ اور غنودگی میں پڑی تھی۔ اس میں زندگی کی کوئی چمک دمک نہ تھی۔ بالآخر اس روح نے ایک شدید خطرے کو بھانپ لیا اور وہ زبردست طریقہ سے بیدار ہونے لگی، اس کی یہ بیداری اور روش ضرور بالضرور ان حالات کے برعکس ایک لہر تھی۔ جنہوں نے اس کی بیداری کو مشکل بنا رکھا تھا اور اس پر طرح طرح کے بوجھ لاد رکھے تھے اور اس کی راہ کو مسخ کر کے بگاڑ دیا تھا۔ ان موجودہ خراب اور مریض حالات کے برعکس روش نے ان برباد حالات کو زیر کرنے کے لیے ہر جگہ کی غیرت مند

Marfat.com

روح کو بیدار کیا انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور ان کا ایک بلاک تشکیل دیا۔ اس لیے انقلاب کے اس ہراول دستے نے یہ بات محسوس کر لی کہ مطلوبہ انقلاب اور عربی قوم کے اہداف ''وحدت، حریت اور اشتراکیت'' اور ان کے لیے مسائل و مشکلات میں گھرے تمام وسائل کے ساتھ جدوجہد کرے اور یہ سب کچھ اسی وقت ہی حاصل ہو سکتا تھا کہ جب یہ ہراول دستہ خود کو منظم کر لے۔ لیکن تنظیمی شکل جدید ہو جو دوسری سیاسی تنظیموں اور جماعتوں سے مختلف ہو۔ کیونکہ اب ایک بلاک میں ایسے لوگوں کا ہونا مناسب نہیں جو اپنے طبیعت، وسائل، فکر اور اہداف میں ایک دوسرے کے متناقض ہوں اور ان کا ہدف فقط حکومت کی کرسیاں ہی حاصل کرنا نہ ہو یا شخصی، عائلی یا قبائلی مقاصد کا ہی حصول نہ ہو۔

چنانچہ بعث پارٹی نے اسی بنیاد پر قومی اور اشتراکی تحریکوں کو ایک کر دیا۔ جو تنظیمیں نسل پرستانہ تقسیم کے حق میں تھیں ان کے مقابلے میں قومی وحدت کا نظریہ پیش کیا اور جو تنظیمیں رجعت پسند اور مفاد پرست تھیں ان کے مقابلے میں اشتراکی تنظیم کا نظریہ پیش کیا۔ اور اس تنظیم سے مقصود فقط ملک کے نظام کی اصلاح اور اس کی تقویت ہی نہ تھا جیسا کہ مغربی حکومتوں کا حال ہے۔ بلکہ اس کا ہدف قوم تھی کہ اس کی مشکلات کو دُور کیا جائے اور اس کے مفادات و مقاصد کا حصول یقینی بنایا جائے۔

جب یہ فکری نظریہ درست ہے تو بعث پارٹی پر یہ بات واجب اور لازم ہے اور اس کے مشن اور پیغام کا یہ حصہ ہے کہ جہاں جہاں بھی لوگوں نے اپنی بنیادی مسائل کے حل کے لیے اس پارٹی کو لبیک کہا ہے، وہ پہلے لوگوں کے مسائل حل کرے اور ملک کے نظام کو درست کرے یا بدلے۔

دوسرے بعث پارٹی کا یہ پیغام ہوگا کہ یہ قوم اپنی اصلی تخلیقی صورت اور بعثت کے مقصد والی ہوگی نہ کہ حکومتی خدوخال والی۔ جبکہ بلاد مغرب کا یہ حال ہے کہ وہاں کی قومیں بلا روح کے جسم ہیں اور ہمیں ایک ایسی پارٹی اور جماعت کی ضرورت ہے جو بدرجۂ اولیٰ اس قوم میں مقصدیت کی روح پھونکے تاکہ بعد میں یہ قوم مجموعی طور پر دورِ حاضر کے ہر میدان میں عرب قوم کا روحِ حیات سے لبریز پیغام پہنچائے۔ اس قوم کی تخلیق اور بعثت کا یہی مقصد اور ہدف ہے۔ کہ سب سے پہلے وہ خود کو اس وصف سے آراستہ کرے۔ اور یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ شروع میں اس تنظیم میں نوجوانوں

Marfat.com

کی کثرت ہوتی۔

جب کوئی انقلاب اس لیے اٹھتا ہے کہ ملک کے خراب نظام کو بدلا جائے اور فاسد عادات اور رسوم ورواج سے قوم کونجات دلائی جائے اور اس کو اپنے حقیقی مقصد سے جاملایا جائے۔ جبکہ وہ نہ تو ماضی سے جڑا ہو اور نہ ہی مستقبل کی ضروریات سے وابستہ ہو۔ اور جب یہ انقلاب موجودہ سب حالات کے خلاف ہو تو اس کی جڑیں معاشرے کے ہر پہلو تک پھیلی ہونی چاہیے۔

اور جب انقلاب کی حقیقی تعبیر وہ زبردست سرفروشانہ جدوجہد اور پستی وپس ماندگی سے موجودہ صورتِ حال کو نکالنے سے ہو، تو یہ ایک بدیہی بات ہے کہ شروع میں اس انقلاب کا ساتھ دینے والے اور اس کے مقاصد کو سمجھنے والے کم ہوں گے جو اس کی منزل اور امت کی منزل کا شعور رکھتے ہوں اور وہ اس کے حال اور مستقبل کو بھی اتنا ہی سمجھتے ہوں جتنا کہ اس کے ماضی کو سمجھتے ہوں۔

پھر یہی تھوڑے سے لوگ قوم کی نمائندگی کے لیے آگے بڑھتے ہیں اور قوم نے اس سے پہلے ان کو اپنی نمائندگی کے لیے نہیں چنا ہوتا ہے۔ پھر یہ تحریک اور انقلاب قوم کو موجودہ صورتِ حال پر بیدار کرتی ہے اور ان کی تنظیم کر کے انہیں انقلاب کی قیادت مہیا کرتی ہے۔

اس تھوڑی سی جماعت نے اس مرحلہ میں حکومت کے ساتھ کئی معرکے لڑے۔ اس کے علاوہ اس وقت شام پر فرانسیسی استعمار کا غلبہ تھا اس سے بھی انہیں لڑنا پڑا اور جب 1941ء میں ''جیش عراقی'' نے فوجی انقلاب برپا کیا اور پہلے پہلے ''بعثیوں'' (بعث پارٹی کے ارکان) نے عراق کو فتح کرنے کے لیے ایک جماعت بنائی جس میں سب سے اہم نوجوانوں کی فوجی بھرتی اور انہیں ''جیش'' اور ''قوم'' کی مدد کے لیے بھیجنا تھا کہ ''جیش'' اور ''قوم'' نے انگریزوں اور ان کے دم چھلوں کے خلاف زبردست لڑائیاں لڑیں تھیں۔

ابتدائی بعثیوں نے جن میں زیادہ تعداد سٹوڈنٹس کی تھی فقط اپنی فکر کو ہی نہیں پھیلایا اور اس کے بارے میں محض بحث بحثی ہی نہیں کی تھی بلکہ جلوس نکال کر اور قومی تقریبات کر کے اس میں عملی شرکت بھی کی تھی۔ چنانچہ اپنی تعداد کے کم ہونے کے باوجود بعث پارٹی نے اپنی جداگانہ مباحث، اخلاص، سچائی، سرفروشی اور ایمان کی حرارت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں کو اپنے وجود اور اپنی دعوت کی طرف مائل کر لیا۔ ان میں سے جب کوئی اپنے مقصد کا تعارف کروا رہا ہوتا تھا اور اپنے اس انقلاب اور تحریک کی تفصیلات بتا رہا ہوتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ایک صوفی درویش

Marfat.com

منش شخص ہے جسے اپنی دعوت کی سچائی کا یقین ہے اور اس کا دل امید اور ایمان سے لبریز ہے اور اس کے نفس کو مستحکم یقین حاصل ہے۔

وہ مسلمانوں کی حمایت میں بات کرتا اور وہ انقلابیوں کے مستقبل کی حفاظت کے لیے متحرک رہتا اس میں وہ طویل محنت کرتا اور پرامید رہتا کہ اس کو اپنے مقصد کے حصول میں عجلت نہ ہوتی اور خود کو اس طرح پیش کرتا کہ گویا وہی ایک ہی ان مقاصد و اہداف کے حصول کا ذمہ دار ہے۔ وہ کسی کی تنقید اور تمسخر کو خاطر میں نہ لاتا۔ بلکہ ان باتوں سے اس کی ہمت و عزیمت میں اور زیادہ اضافہ ہوتا۔

ان سرفروشانہ مصائب و تکالیف میں اس کا عقیدہ اور زیادہ مضبوط ہوتا۔ گویا کہ یہ عقیدہ اس کے گوشت پوست، اور خون بلکہ وجود کا ایک حصہ بن جاتا جو اس کے کردار، مشن اور زندگی کی دوڑ کو متاثر کرتا۔

اس کا اپنے آپ پر اور امت پر زبردست اعتماد و یقین ہوتا اور اس قیادت کے اصولوں اور قیادت پر اس کا گہرا ایمان ہوتا۔

ان لوگوں نے یعنی بعثیوں نے ان لوگوں کے ساتھ زبردست معرکے سر کیے جو ان کی افکار، نظریات اہداف اور اصولوں کے خلاف ہوتے۔ اس طرح ان لوگوں نے اپنے خلاف طاقتوں سے بھی جنگ کی مثلاً وہ ملکی تنظیمیں جیسے فرعونیہ، اور فینیقیہ دعوت والی جماعتیں، اور وہ بین الاقوامی جماعتیں جو قومیت کے اصولوں کو نہیں مانتی تھیں مگر عملی طور پر فقط علاقائی سرگرمیوں تک محدود رہتی تھیں اور نا اتفاقی اور پس ماندگی کے طور طریقے اپناتی تھیں۔ غرض بعث پارٹی نے ان سب نام نہاد جماعتوں کے ساتھ جنگ کی۔

جب خطۂ عرب سارے کا سارا استعمار کے زیرِ نگیں یا بالواسطہ ان کے حکم کے نفوذ کے زیرِ اثر تھا اور اس پر رجعت پسند طبقہ حکمران تھا جو درحقیقت استعمار کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اور ان لوگوں نے قوم کو اسلحہ کے زور پر غلام بنا رکھا تھا۔ اور انہوں نے اپنی مرضی کے ادارے اور سوسائٹیاں بنا کر لوگوں کو یہ دھوکہ دیا کہ یہ جمہوری ادارے ہیں۔ چنانچہ اس دور میں بعث پارٹی کے استعمار کے ساتھ کئی معرکے ہوئے۔ اس میں کئی استعماری حکومتی ایجنٹ رسواء ہوئے اور استعمار کے معاون رجعت پسند طبقے ذلیل ہوئے۔ اس دور میں بعث پارٹی کی آزادی کے معرکے استعمار

Marfat.com

پر غالب رہے اس دور میں بعث پارٹی نے متعدد قومی اور وطنی تقریبات منعقد کرنے کا موقع پایا تا کہ اپنے اہداف و مقاصد کو لوگوں کے سامنے پیش کر سکے۔ مَیں ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کرتا ہوں:

1941ء میں جیسا کہ ہم نے بتلایا کہ بعث پارٹی نے اور نوجوانوں کے لشکر نے عراق میں ملکی سطح پر اس انقلاب کی مدد کرنے کی طرف جلدی کی۔ تا کہ زبردست قومی مظاہروں کی قیادت کرے جن کا استعماری حکومت پر دباؤ تھا کہ وہ کھل کر بتلائے کہ اس کے قوم کے خلاف کیا منصوبے ہیں۔ چنانچہ یہ تحریک اس تقریب سے اس بیداری کی تحریک میں بدل گئی جو فرانس کے خلاف تھی اور جس کا منشور جیش اور حکومتی صلاحیتوں پر اپنا قبضہ جاری رکھنا تھا تا کہ شام اور لبنان پر ان کا تسلط رہے باوجودیکہ فرانس کو جرمنی کے ہاتھوں شرمناک شکست کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا۔
پھر جب فرانسیسیوں نے لبنانی قومی حکومت کے بعض ارکان کو قید کر لیا (اور ان کو پھانسی دینا چاہی) تو بعث پارٹی ان کی نصرت وحمایت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور شام اور عام عرب کے مسئلہ کی طرح لبنان کے مسئلہ کو بھی اہمیت دینے کا مطالبہ کیا۔ اور شامی حکومت کی ٹال مٹول کی پالیسی، ا(استعمار کے لیے) ثالثی کردار ادا کرنے، اور ''الجامعۃ العربیۃ'' کے معاہدے کو خطۂ عرب کی تقسیم کا اقرار قرار دینے اور دوسرے عربوں کو اس میں دھوکہ سے کام لینے سے ڈرانے کی شدید مذمت کی۔

اب بعث پارٹی کے رائے میں خطۂ عرب کی تقسیم کی سازش میں حصہ لینے والے حکمرانوں کے ساتھ ربط کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی جو عرب وحدت پر یقین نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ بعث پارٹی نے ''جامعۃ عربیہ قومیہ'' کی تاسیس اور عرب خطوں کی وحدت کا مطالبہ کر دیا اور اس نے حُکام کے اور ان کے نمائندوں کے فقط اجلاسوں اور کانفرنسوں میں مل بیٹھنے کو کافی نہ سمجھا۔
اب بعث پارٹی کی توجہ عوامی اور قومی مسائل کی طرف اور بھی زیادہ ہوگئی اور اس نے ملک کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے اہم واقعات کی طرف عوام کی توجہ مبذول کروانا شروع کی۔ چنانچہ مارچ 1946ء کو بے دخلی کے خلاف معرکہ میں مصر کی تائید میں ایک بیان جاری کیا۔

اور اسی سال ماہ اپریل میں اس اردنی اور برطانوی معاہدہ پر شدید احتجاج کیا جو عربی

Marfat.com

قوم کے مفادات کے خلاف تھا اور جو فلسطین میں عالمی صیہونی سازشوں کو کامیاب کرتا تھا اوران عرب حکمرانوں کی شدید مذمت کی جنہوں نے اس اردنی معاہدے کی تائید کی اور اس سال ماہِ ستمبر میں حکومت فرانس نے تیونس اور مغرب میں جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان پر شدید احتجاج کیا۔

بعث پارٹی نے فلسطین کے مسئلہ کو زبردست اہمیت دی کیونکہ ان کی نظر میں یہ ایک علاقائی نہیں بلکہ قومی مسئلہ تھا جس میں استعماری اپنی ناپاک خواہشات کی تکمیل کے لیے سازشیں کر رہے تھے۔ چنانچہ بعث پارٹی نے ایسی تقریبات کا اہتمام کیا جس میں قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرے جو وطن عربی اور خاص طور پر فلسطین کو لاحق ہونے والے تھے۔

بعث پارٹی کے (ملکی مسائل کے حل کرنے سے) حکومت کو پیچھے ہٹ جانے اور قومی قیادتوں کے کمزور پڑ جانے کی طرف متنبہ کیا اور لوگوں کی نظروں کو ان صیہونی خطرات کی طرف پھیرا جو صرف ارض فلسطین کو ہی لاحق نہیں بلکہ ان کے اثرات دوسرے عرب خطوں تک بھی پہنچیں گے۔ بعث پارٹی نے صیہونیت کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے لیے مسلح جدوجہد کی طرف لوگوں کو بلایا اور عرب حکمرانوں کے عرب قوم کو گمراہ کرنے اور صیہونی سازشوں کے کامیاب ہونے کے لیے ان کی فوجی قوت کو کم کرنے کی پُرزور مذمت کی۔ اور اس کے لیے انہوں نے سلامتی کونسل اور عالمی عدالت میں اس مسئلہ کو پیش کرنے کے لیے عوام میں رجائیت کی فضا پیدا کی تھی یا عوام کو وہم میں ڈالا یا انہیں گمراہ کیا کہ امریکہ اپنی ملکی تقسیم کی سازش پر پشیمان ہے اور عنقریب اس تقسیم کو ختم کر دیا جائے گا۔

اور شام میں داخلی سطح پر بعث پارٹی نے عوام کی قیادت کی اور حکومت کے خلاف کئی معرکے سر کیے اور کبھی ایک اور قومی ہدف حاصل کرنے کے لیے حکومت سے صلح بھی کر لیتے۔

1943ء میں حکومت فرانس عوام کے دباؤ پر اور ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے شام میں پارلیمنٹری انتخابات کروانے پر مجبور ہوگئی۔ بعث پارٹی نے اس میں بنیادی فرد کی حیثیت سے حصہ لیا۔ اور اپنے مؤقف کو اور زیادہ مستحکم کرنے کے لیے فرانس کی گورنمنٹ سے بات چیت کی راہ ہموار کرنے کے لیے قومی حکومت کے ساتھ عارضی صلح کر لی۔ بعث پارٹی نے حکومت کے ساتھ اس اشتراک کو اپنے افکار پیش کرنے اور اپنے بنیادی اصولوں کو منظرِ عام پر لانے اور عوام کے ساتھ دہرا تعلق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ بنالیا۔ لیکن انتخابات کے بعد بعث پارٹی حکومتی جماعت

Marfat.com

کی مخالفت پر اتر آئی۔ کیونکہ حکومت ابھی تک مذاکرات اور تر دد و تشکیک کی سیاست کو اپنائے ہوئے تھی۔

1945ء میں حکومت کے خلاف زبردست عوامی مظاہروں کی قیادت کی اور حکومت کے عوام کو بے وقوف بنانے کی پالیسی کو رسواء کیا اور جیش کی سلامتی اور فرانس کے ساتھ معاہدہ کے خطرناک ہونے میں ناکام مذاکرات کو طشت از بام کیا اور نظامِ حکومت کی خرابی و بربادی کو واضح کیا اور قوم کو یہ باور کروایا کہ حکومت آزادی کی تحریکوں کا گلا گھونٹنا چاہتی ہے اور ملکی دستور کے ساتھ کھیل رہی ہے۔

البتہ جب فرانسیسیوں کی دشمنانہ نیتیں کھل کر سامنے آ گئیں تو اسی سال مئی میں حکومت کے ساتھ عارضی صلح کر لی۔ اور اس بات کا مطالبہ کیا کہ فرانسیسیوں کو ہمارے علاقوں سے نکال دو اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام قومی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرو۔ اس پر فرانس نے دمشق اور شام کے علاقوں پر بمباری شروع کر دی، ٹھیک اس وقت بعث پارٹی نے صوبے میں امن قائم کرنے میں مدد دینے، تعاون کرنے اور فرانسیسیوں کے ساتھ مسلح مقابلہ کرنے کے لیے فوجی دستے تشکیل دیئے۔ لیکن جب دشمن کی انتہا ہو گئی تو بعث پارٹی حکومت کے مقابلے پر کھڑی ہو گئی۔ کیونکہ شامی حکومت نے بعث پارٹی کو جلاوطن کرنے کے لیے فرانسیسی گورنمنٹ کے ساتھ مذاکرات جاری رکھے ہوئے تھے اور وہ جیش کی تشکیل اور اس کو مسلح کرنے سے بھی دست کش ہو چکی تھی مزید یہ کہ وہ آزادی کی تحریکوں کو بھی کچلنے میں اور ملکی دستور کے ساتھ کھیلنے میں لگی ہوئی تھی۔

اس مرحلہ پر بعث پارٹی کی سب سے نمایاں سرگرمی دستور کی حفاظت اور ڈیموکریٹک لائف کو اور زیادہ گہرا کرنے کی جدوجہد تھی۔ اس مرحلہ میں سب سے اہم معرکہ دستور کی شق نمبر (50) کو بے اثر کرنا تھا جس کو حکومتی پارٹی ملک پر لاگو کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ شامی خطوں میں صحافت پر بندش لگا دے اور آزادی کی تحریکوں کے پاؤں میں زنجیر ڈال دے۔

اور بعث پارٹی نے پارلیمانی انتخابات کے قانون کی ترمیم کا معرکہ بھی لڑا کہ بالآخر حکومت اس ترمیم پر مجبور ہو گئی۔ اب حکومت کو انتخابات کے ساتھ مذاق بہت زیادہ مشکل ہو گیا تھا۔ اسی صدر جمہوریہ شکری قوتلی نے نئے انتخابات کے ذریعے جو قانون میں ترمیم کرنا چاہتی تھی۔

Marfat.com

بعث پارٹی نے اس کے خلاف بھی سخت معرکہ لڑا کیونکہ وہ حکومت کے سہارے حکومتی جماعت کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔

اشتراکی فکر کے میدان میں بھی اس مرحلہ میں بعث پارٹی نے زبردست ترقی دیکھی۔ بعث پارٹی پہلی جماعت تھی جس نے وحدت وحریت کو اشتراکیت کے ساتھ ملایا تھا اور اس نے ایک کے وجود کو دوسرے کے وجود کے ساتھ مشروط کیا۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات بھی دوسری سے جدا نہیں ہوسکتی یعنی ان کے درمیان مدلل تعلق ہے۔

اس سے پہلے عربی انقلاب کی آئیڈیالوجی نے یہ دو باتیں ثابت کیں تھیں کہ یہ دو قسم کی ہیں۔ ایک خالص غیر اشتراکی قومی آئیڈیالوجی اور دوسری غیر قومی اشتراکی آئیڈیالوجی۔ اب اس عربی انقلابی تحریک نے صرف اس بات پر اکتفاء نہیں کیا کہ وہ تقسیم کے جاری عمل کے حالات میں زندگی گزارے بلکہ اس نے اس قومی اجتماعی پس ماندہ مضمون اور متناقض طبقاتی صورت حال کو بھی کھولا۔ چنانچہ بعث پارٹی نے محنت کش عوام میں وحدت اور ربط پیدا کیا۔ جیسا کہ اس نے اشتراکیت اور قومی عربی ڈھانچے میں ربط پیدا کیا تھا۔ اور عربی انقلاب کو اس کے عالمی سیاق سے جدا نہ کیا بلکہ قومی قضیہ کو اس کی آزادی کے باوجود عالمی انقلاب کے دل میں رکھا اور اس کو اس کا ایک جز گردانا۔

بعث پارٹی نے ان دو نظریوں کے درمیان فرق پر تنبیہ کی۔

- وہ سرفروشانہ نظریہ جو حالات کا مقابلہ کرنے اور ان کے ساتھ ملنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور جو ان سخت مقابلوں کے سلسلہ میں پیدا ہوتا ہے جو عوام اور ان کے دشمنوں اور اس کی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکائے والوں کے درمیان ہوتے ہیں اور اس کا محرک تاریخ کی حرکت کے درپے ہونا اور اس کو مستقبل کے حوالہ کرنا ہوتا ہے۔
- دوسرا نظریہ وہ ہے جو تنگ دیواروں کے درمیان پیدا ہوتا ہے اور اس کا محرک فکری آسودگی یا صورۃً عقلی جھگڑا ہوتا ہے اور ذہنوں سے اس فرق کا غائب ہو جانا اکثر اوقات پوری طرح سے دیکھنے سے عاجز ہونے اور پھسلنے اور اشیاء کو ان کے ان تاریخی احوال سے اکھاڑ پھینکنے کی طرف لے جاتا ہے جس میں وہ اشیاء پنپتی ہیں۔

اور یہ بات اشتراکی جماعت کے نظریہ پر خوب منطبق ہوتی ہے۔ چنانچہ بعث پارٹی

Marfat.com

نے اپنی جدوجہد کے سالوں میں زبردست ترقیاں اور کئی مرحلے دیکھے۔ میں بعث پارٹی کی اہم ترقیات کے تاسیسی مراحل کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ اس تاسیسی مرحلہ نے سب سے پہلے اس بات پر زور دیا کہ انسانیت کا یہ معنی اشتراکیت کے لیے ضروری ہے، اور یہ محنت کش عوام کے حقوق کی تعبیر ہے اور یہ کوئی جذباتیت یا مثالی فطری قانون نہیں۔ بعث پارٹی کی اشتراکی فکر نے سوسائٹی کی صورتِ حال پر تنقید کی تاکہ صورتِ حال کا صحیح تجزیہ کیا جا سکے جس کا اعتماد متعدد احوال کے درمیان اندازہ وموازنہ پر تھا، جو مختلف اساسی اور تاریخی احوال میں اساسی اختلاف رکھتے تھے۔ اسی طرح بعث پارٹی نے معاشرتی بیماریوں کی ایک ہی وجہ بتائی اور وہ تھی اقتصادی پس ماندگی۔ لہٰذا بعث پارٹی نے ہمیشہ اس بات کی دعوت دی کہ اقتصادی اور دینی پستی کو دور کیا جائے۔

یہ مرحلہ اصلاحی خیالات کے انکار اور انقلابی صفت پر مرتکز ہونے کا مرحلہ تھا۔ جیسے کہ وطن عربی کے تناقضات سے پیدا ہونے والی ضرورت۔

2۔ اس مرحلہ نے مقامی کمیونزم کی تحریک کا ردّ دیکھا جو اپنے عملی اور نظری مؤقف میں تمام قومی تصورات کے خلاف تھا۔ یہ ردِّعمل مارکس ازم پر اثر انداز ہوا۔ اگرچہ ملکی کمیونسٹ اور سٹالن ازم کا نظریہ رکھنے والی جماعتوں نے بعث پارٹی کے اشتراکی نظریات کو اس مرحلہ میں کمیونزم کے منفی مؤقف کی طرف پھیرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اس نظریہ کے آثار اپنے سلبی کردار کے ساتھ اشتراکی فکر کے عربی انقلاب کے ساتھ تعلقات پر اثر انداز ہوئے جس کی وراثت عالمی اشتراکیت تھی۔ کیونکہ اس سے قبل اشتراکی نظریہ قومی ترقی پسندوں کے نظریہ اور مارکس ازم کے درمیان رکاوٹ بن چکا تھا۔ اور یہ نظریہ معاشرتی اور سیاسی تجزیہ میں جدلی منہج سے استفادہ کرنے میں بھی رکاوٹ بن چکا تھا۔ اسی طرح یہ مؤقف بعث پارٹی اور روسی اتحاد کے درمیان ایک خندق کا کردار بھی ادا کر چکا تھا۔ اس مرحلہ میں عربی انقلابی فکر نے ''عربی اشتراکیت'' کا نظریہ پیش کیا اور اس نے اس اشتراکیت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

> ''یہ وہ اشتراکیت ہے جو عربی سوسائٹی کی ضروریات اور جدید (موجودہ)
> عربی بیداری سے مدد لیتی ہے، یہ قومیت کی خدمت کرتی ہے اور اس کی جو
> قومیت کی بعث وتحقیق میں ایک اہم عنصر کو تشکیل دیتی ہے۔''

Marfat.com

اورقومی نظریہ اوراس کو پہلے درجہ میں رکھنااوراس مرحلہ میں اشتراکیت کوکم درجہ دینے کی ضرورت کے بالمقابل کیمونسٹ لوگ اتنی ہی اہمیت اشتراکی فکر،کودے رہے تھےاورقومی فکر کی نہ صرف اہمیت کوگھٹارہے تھے بلکہ اس کاانکاراور بلکہ اس کے ساتھ عداوت کررہے تھے۔

لیکن اس حالت میں کیمونسٹوں کے سلبی مؤقف اورقومی فکر کے ساتھ ان کی عداوت نے بعث پارٹی کے اشتراکی نظریہ کوانقلابی ترقی کی چھاپ اوراثر کونہ چھوڑا۔اورنہ ہی انہیں دائیں بازو کے مورچوں کی طرف پھسلایااورنہ ہی انہیں غیراشتراکی قومی مزدوری کے مفہوم کی طرف دھکیلاجوکیمونسٹوں کےقومی خط سے انحراف سے لیا گیا تھاجواشتراکیت کے ساتھ جنگ تھا۔

دوسالوں کے دوران ہی کیمونسٹ پارٹی میں زبردست انقلاب آیاان کاانفعالی اقدام بدل گیا جس کوانہوں نے اپنے رسالہ''ہمارے کیمونسٹ نظریہ'' میں واضح کیا ہے۔اور یہ تبدیلی عرب قوم پرکیمونزم کے اس ظالمانہ حملہ کانتیجہ تھی۔اب یہ تنقیدی مؤقف نہایت باریک پیچیدہ اور انفعالیت سے خالی تھا۔اور یہ بات ان کے رسالہ''عرب اشتراکیت کے نشانات'' سے خوب واضح ہوتی ہے۔یہ رسالہ 1946ء میں لکھا گیا تھا۔

3۔ جس طرح بعث پارٹی کی اشتراکی فکر دوفکروں کی تاریخ کے سیاق میں یورپی اشتراکیت اورعربی اشتراکیت کے درمیان فرق کرتی ہےتوعربی اشتراکیت مختلف حالات اورپس ماندہ ماحول اوراس سوسائٹی کی آواز تھاجس پراستعمارزبردستی حکومت کررہا تھا۔للہٰذاضروری تھا کہ ان کی اشتراکیت قومی اورآزادی کے اہداف کے ساتھ ملی ہوئی ہو بلکہ ضروری ہےاس کو لبیک کہے اوراس تک پھیلے۔کیونکہ اشتراکیت کے لیےضروری ہے کہ وہ عربوں کی حیات کے لیے ایک سکہ بند تھیوری اور پہلا فلسفہ ہو۔کیونکہ یہ قومی فکر جواصل ہے اور ہماری قومی حالت اورقومیت کی ضروریات کانتیجہ ہے۔

4۔ اس دوران بعث پارٹی نے اعلان کردیا کہ عربی قومیت اشتراکیت کے مترادف ہے جس کوعربی قومیت سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح بعث پارٹی نے طبقاتی جنگ اورعربی قومی جدوجہد کے ساتھ اس کے تعلق کے مسئلہ کوپیش کیا یعنی خطۂ عرب کی تقسیم کے خلاف جدوجہد اور طبقاتی استحصال کے خلاف کوشش کے درمیان اوراس کے یقینی فوری نتائج کے درمیان تعلق کے مسئلہ کوپیش کیا۔

Marfat.com

بعث پارٹی نے اپنی اشتراکی جدوجہد کو مفاد پرست طبقہ کے خلاف شروع کیا اور ایک ایسی سیاسی جماعت کی تشکیل اور تاسیس کی طرف توجہ دی جو اس جدوجہد کی قیادت سنبھالے۔ اشتراکی جدوجہد کی اس ضرورت کی تاکید و تائید اور موافقت اس موجودہ مرحلہ میں عربی قوم کی تاریخ اور اشتراکیت کی تاریخ کے درمیان امتیاز کی ضرورت نے کی۔ یہ سب اس نظریہ کی بنیاد پر تھا جو اس جدید تاریخی تسلسل کو واضح کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس میں عربی قوم عالمِ جدید کی قوموں میں ایک قوم بن کر جی رہی تھی۔ یعنی محنت کش (اور ترقی پذیر) ان قوموں کے عالم میں جن میں طبقاتی جنگ استعماری اور تقسیم کرنے والی جنگ کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور یہ ساری کشمکش اس قوم میں مجموعی طور پر ایک ایسی وحدت کو تشکیل دے رہی تھیں جو بٹ نہ سکے۔ بعث پارٹی آج اس وقت جو سیاسی جدوجہد کر رہی ہے وہ اسی نظریہ کی تعبیر ہے۔

چنانچہ بعث پارٹی حکمران طبقوں سے لڑ رہی تھی اس لیے نہیں کہ وہ استعمار کے غلام ہیں اور بس، بلکہ اس لیے بھی کہ وہ رجعت پسند استحصالی طبقہ کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اِسی طرح ''جامعہ عربیہ'' کی تاسیس سے بعث پارٹی کا مؤقف وہ تھا جس کی طرف ابھی ہم نے اشارہ کیا کیونکہ یہ درحقیقت ان عربی حکومتوں کا مؤقف تھا جو ان کے ''طبقاتی تعلقات'' کے منافی تھا۔ ''مثلاً بڑے بڑے جاگیردار اور نوکر شاہی گھرانوں کے اتحادی اشتراکی جدوجہد کے ساتھ تعلقات۔ گزشتہ مرحلے میں بعث پارٹی کی تاسیسی کانفرنس میں اشتراکیت کے اسی مفہوم کو لایا گیا تھا کہ قوم کے اکثر طبقے یعنی امت اور عربی قوم کے محنت کش طبقے کے مفادات کے لیے کوشش کی جائے۔ البتہ اس میں اس جابرانہ قلت نے شرکت نہ کی جو تقسیم کے حالات کے ساتھ اپنے مفادات کو وابستہ کیے ہوئے تھے۔ یہ کانفرنس 4-6 اپریل 1948ء کو منعقد ہوئی تھی۔ اس کے بعد بعث پارٹی نے اپنا خاکہ پیش کیا کہ یہ ایک قومی اشتراکی اور عوامی انقلابی پارٹی ہے اور اس کو عرب قومیت اور اشتراکیت کے درمیان ربط میں عربی انقلاب کی آئیڈیالوجی کے نقطۂ نظر کا بنیادی پتھر کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ قومیت اور اشتراکیت کے درمیان یہ داخلی ربط عرب کے گہرے حالات کے انقلاب کے تناظر میں پیدا ہوا ہے۔

Marfat.com

بعث پارٹی کی تاسیسی کانفرنس

بعث پارٹی نے شروع دن سے اپنے بیانات، بلیٹن، منشور اور قائدین کی باتوں میں تنظیم کے مسئلہ کو پیش کیا ہے اور اس کو انقلاب کا بنیادی عمل اور کارروائی قرار دیا ہے کہ اس کے بغیر جدوجہد کرنے والی قلیل جماعت عوام میں کام نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان سے وسیع پیمانے پر تعلقات قائم کر سکتی ہے۔ پھر یہ مختصر جماعت قوم کو اپنے معینہ اہداف، ''وحدت، حریت اور اشتراکیت'' کی طرف لے جا سکتی ہے۔ بعث پارٹی نے قومی تنظیم کو بنیادی شرط قرار دیا تا کہ یہ ایک قومی جماعت بن سکے۔ اور دوسری تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں کے بارے میں بتایا کہ وہ فقط داخلی ڈھانچہ میں بند ہیں اور ان کی دعوت خطہ سے باہر سے آئی ہے۔ اس مرحلہ میں بعث پارٹی کی امتیازی خصوصیت جو دوسری سیاسی یا غیر سیاسی جماعتوں میں نہ تھی وہ ''عربی اشتراکیت'' تھی۔ اوّل دن سے اس کا ہدف تھا کہ اس کی تنظیمات خطۂ عرب کے تمام علاقوں میں پھیلیں۔ بلکہ ہر صوبے، شہر اور گاؤں میں پھیلے۔ بہر حال اس کی ابتداء ''شام'' سے ہوئی۔ اس وقت مختلف صوبوں میں اس کے کارکنان، اعوان و انصار اور تائید کرنے والے لوگ تھے۔ اب اس نے چاہا کہ دمشق یونیورسٹی کے طلباء کی ایک عمدہ جماعت کو اپنی صفوں میں شامل کرے تا کہ بعد میں وہ سٹوڈنٹس کی جماعت ملک کے دوسرے حصوں میں اس کے اصولوں کی دعوت کو پھیلانے والی اور اس کی فروعی و ذیلی یونٹس کو قائم کرنے والی بنے۔

4-6 اپریل 1948ء کو پارٹی کے نمائندے دمشق میں رشید صفی کے قہوے خانے (کیفے ٹیریا) میں جمع ہوئے۔ اور اس کانفرنس کو بعث پارٹی کی ''تاسیسی کانفرنس'' شمار کیا گیا۔ بعد میں اس کانفرنس کو ''پہلی قومی کانفرنس'' کے نام سے شہرت ملی۔ اس میں شرکاء نے کانفرنس کی سیاسی رپورٹ اور قانونی دستور پیش کیا اور اس کانفرنس میں پارٹی کے دستور کے یہ بنیادی قواعد پیش کیے گئے:

1۔ قومی فکر کا پورا یقین اور اس کو حقیقی ابدی زندگی سمجھنا اور پارٹی اپنے قومی نظریے میں

Marfat.com

رائج خیالات سے گریز کرے گی۔ چنانچہ پارٹی نے نسل پرستانہ اور خاندانی برتری کے خیالات کی مذمت اور تعصب ورجعت پسندی کی مذمت کی جوان رائج نظریات کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔

پارٹی نے قومیت کو انسانی اصولوں کے ساتھ جوڑنے پر زور دیا اور بتلایا کہ یہ پارٹی عربوں کی وحدت آزادی اور دوسری تمام قوموں کے ساتھ تعاون پر زور دیتی ہے اور ہر اس بات کی تائید کرتی ہے جو انسانیت کی بھلائی اور فلاح کی طرف چلنے کی ضمانت دے اور لازوال ترقی کی راہ میں ایک آزاد پُر امن اور باہمی یکجا عالمِ انسانیت کو وجود دے۔

2۔ اس بات پر یقین ہے کہ وطن عربی کی یہ موجودہ تقسیم ایک عارضی اور مصنوعی حالت ہے اور امتِ عرب کے نوجوانوں میں یہ نا اتفاقی ایک دھوکہ ہے۔ پارٹی ان سب باتوں کو عربیت کے وجدان اور شعور کو بیدار کر کے ختم کرے گی۔ اسی لیے یہ پارٹی سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی وحدت کو تشکیل دیتی ہے اور اس بات پر زور دیتی ہے کہ سارے عرب متحدہ کوشش کے ذریعے اس وحدت کو زندہ کریں۔ پارٹی نے نہ صرف یہ کہ وحدت کا نظریہ پیش کیا اور اس کو صرف ایک جذباتی دعوت تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اس کو ایک زندہ اشتراکی جمہوریت بھی دی کہ اس کو حریت واشتراکیت کے ساتھ وابستہ کیا۔ اور اپنی تنظیم کو قومی اساس پر قائم کیا جو خطۂ عرب کی تقسیم کے عمل کی روکاوٹوں کو پار کر کے چل رہی تھی۔

3۔ حریت کی اور قومی بیداری جو قومی مقصود کو شامل ہو کو ثابت کرنے کے لیے ایک مرکز کے ہونے کی ضرورت پر شدید زور دینا اور زبردست اہتمام کرنا۔ بعث پارٹی کی نظر میں اس سے مراد عربوں کو غربت اور بے چارگی کی ان قیود سے آزادی دلوانا تھی جس نے ان کے قدرتی وسائل کو بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور ہر قسم کے سیاسی اور اقتصادی ملکی اور غیر ملکی تسلط سے آزادی دلوانا تھی۔ جس نے ان کے قدرتی وسائل کو بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور ہر قسم کی سیاسی اور اقتصادی تسلط سے آزادی دلوانا۔ اس طرح اس کے نزدیک آزادی کا مطلب فقط ایک عربی یا عربی قوم کی آزادی نہ تھی بلکہ ہر اس قوم کی مدد کرنا ہے جو آزادی حاصل کرنے کے لیے شدید مشکلات اور مصائب کا شکار ہے۔

پارٹی کا اعتقاد تھا کہ اظہار رائے، سوسائٹی، اعتقاد اور فن کی آزادی ایک مقدس نظریہ ہے کسی کو اس کے ختم کرنے یا کم کرنے کا حق نہیں۔ اِسی طرح دستور میں دوسرے مقامات پر بھی

Marfat.com

پارٹی نے فرد کی آزادی اور قومی مفاد کے درمیان ربط کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ پارٹی نے کہا کہ حکومت خیالات، اشاعت اور جلسوں اور عربی مفادات کی صحافت کی آزادی کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ البتہ پارٹی کے نزدیک حریت سے مراد دو باتیں ہیں:

- ایک یہ کہ پارٹی نے آزادی کو عوام کے مفاد کے ساتھ جوڑا ہے اور حکومت آزادی کے نظریہ سے وجود میں آئے۔ پارٹی نے زور دیا کہ قوم ہر قسم کی حکومت، قیادت اور مشترکہ قیادت کا سرچشمہ صرف اور صرف عوام ہیں۔

دوسری بات حریت اور اشتراکیت کے درمیان ربط تھی۔ یعنی مزدوروں کی ڈیموکریسی کا انکار جو آزادی کے جوہر کے ساتھ ایک دھوکہ تھا جو پوری گہرائی کے ساتھ حقیقی آزادی پر حملہ تھا۔ البتہ ہم ایک بات کو خاص طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ''قومی ڈیموکریسی کا مفہوم دن بدن اس جدوجہدوں کے دوران اور زیادہ واضح ہوتا جا رہا تھا۔''

4۔ اس بات پر یقین کہ اشتراکیت عربی قومیت کی جڑوں سے ابھری ہے۔ اور یہ وہ نظام ہے جو عرب قوم کے لیے اپنے وسائل سے فائدہ اٹھانے کی راہ ہموار کرتا ہے اور اس کی عبقریت کو علی وجہ الکمال کھولتا ہے اور یہ قوم کے لیے روحانی اور مادی ترقی کا ضامن ہے اور امت کے افراد کے درمیان یک جہتی اور بھائی چارے کا ضامن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعث پارٹی کے 1948ء کے دستور کی وہ دفعات جو اشتراکیت کے بارے میں ہیں وہ اس مرحلہ کا انقلاب شمار ہوتی ہیں اور اجمالی طور پر اشتراکیت کی جوہری بنیادوں اور قوانین کی تعبیر سمجھی جاتی ہیں۔

ان دفعات کی رو سے وطنِ عربی کے اقتصادی وسائل اس قوم کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں اور غیروں کو ان کے ہتھیا لینے سے منع کیا جاتا ہے۔

اور اقتصادی تجربات اور نظریات کے واقعات کی روشنی میں قومی اور وطنِ عربی کی ترقی کی تعبیر ہے۔

5۔ بعث پارٹی کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ خطۂ عرب میں سب سے پہلے اس نے اشتراکیت کے ساتھ ساتھ قومیت کے مسئلہ کو پیش کیا۔ اور حریت، وحدت اور اشتراکیت کو ایسے بنیادی اہداف قرار دیا جو ایک دوسرے کے ساتھ یوں باہم پیوست تھے کہ ایک کو دوسرے سے جدا

Marfat.com

کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذا ایک کا اہتمام اور دوسرے کو چھوڑنا پارٹی کے نزدیک درست نہ تھا۔ اور یہ ایک مدلل ربط تھا جو ان تین باتوں کی بابت بعث پارٹی کی آئیڈیالوجی اور نظریہ تھا۔

اب ایسے حالات پیش آئے جو وحدت کے تجربات، ڈیموکریٹک ایکسرسائز اور ان اقتصادی تدابیر سے متعلق تھے۔ جو اشتراکیت کی راہ میں ہدف تھے تاکہ اس باہمی ربط اور اس کی ضرورت کی صحت کو مزید پختہ کیا جائے۔

6۔ پارٹی کو اس بات کی خواہش تھی کہ وہ دوسری روایتی جماعتوں سے ممتاز ہو جو چالیس کے دہائی میں وجود میں آئیں تھیں۔ چنانچہ پارٹی نے چاہا کہ اس کا عقیدہ علمی انقلابی اور جدید سیکولر ہو جس میں امت عربیہ کی تاریخی روح اور اس کی تہذیبی وراثت کا انکار نہ ہو۔ اسی طرح یہ پارٹی ترقی اور جدت کو قبول کرنے والی اور اس کے لیے اپنے دروازے کھولنے والی ہو۔ جس کا سہارا ایک مستحکم تنظیم اور وسیع جمہوری فارمولا پر ہو۔ البتہ اس جماعت میں ابھی اتنی سکت نہ تھی کہ وہ اپنی امنگوں اور عقیدت کی سطح کو بلند کر سکے۔ کیونکہ وسائل و ذرائع ان کے اہداف سے کمزور تھے۔

7۔ پارٹی جانتی تھی اس کو اپنے حریت، وحدت اور اشتراکیت کے عظیم مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے انقلاب کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اور سست رفتار ترقی اور جزئی سطحی اصلاح پر اکتفاء کر لینا اس کے اہداف کو کمزور بلکہ ضائع کر دیں گے۔

یہاں وہ انقلاب مراد تھا جو فکری، معاشرتی اور اقتصادی سب پہلوؤں پر حاوی ہو۔ اور وہ یقینی طور پر زندگی کی راہ کو بدل دے۔ اور زمانہ کو وسائل پر قبضہ نہ کرنے دے اور اس انقلاب کی ابتداء اپنی ذات سے ہو۔ اور ہر شخص اس میں سچا، پختہ یقین و ایمان صحیح شعور اور ذمہ داری کا درست احساس رکھتا ہو۔

8۔ پارٹی نے ابتداء سے ہی اخلاقیات پر بڑا زور دیا اور حق، حقیقت اور قومیت کو واضح کرنے کو لازم قرار دیا اور میکیاولی کے قوانین کا انکار کیا جس کے نزدیک مقصد کے حصول کے لیے ہر واسطہ جائز ہے (خواہ وہ ناجائز ہی ہو) اور روایتی سیاستدانوں کا اسی نظام پر بھروسہ ہے، اور وہ اس پر چلتے ہیں۔

جبکہ بعث پارٹی نے عوام سے تعلق پیدا کیا اور مستحکم تعلق پیدا کیا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے سلوک اور موقف میں دوسری برسرِ اقتدار جماعتوں اور پارٹیوں سے اس بات میں

Marfat.com

مختلف ہو کہ وہ اپنے سیاسی عمل میں دھوکہ فراڈ اور فریب کے طریقوں کو اپنانے میں ہچکچاتے نہ تھے

چنانچہ اسی بات کو واضح کرنے کے لیے پارٹی کے بانی اور قائد نے کہا:

''اس معرکہ میں داخل ہونے کے لیے جو نئی نسل تیار ہو رہی ہے وہ سچی اور صاف ہے۔ اس کے ظاہر و باطن اور صبح اور شام میں کوئی فرق اور تناقض نہیں۔ اس مرحلہ میں بعث پارٹی نے اپنا جو دستور بنایا اور اس کو دہرایا وہ بالکل واضح ہے۔ اور اس کی اشتراکیت کے ساتھ تطبیق کی اہم دفعات یہ ہیں:

- زرعی اصلاحات کو نافذ کرنے کی ضرورت اور زرعی زمینوں کو کسانوں کی ملکیت میں دینے کی تحدید۔
- صنعتی ملکیت کی تحدید اور بڑے قومی وسائل کی نیشنلائزیشن اور غیر ملکی کمپنیوں کو قومیانا۔

جائیدادوں کی (یعنی ناقابل کاشت رہائشی املاک کی) ملکیت کی تحدید۔

- داخلی اور خارجی تجارتوں کی نیشنلائزیشن۔
- صنعتی اور انڈسٹریل یونٹس میں اور ان کے منافع میں کاریگروں اور ورکروں کی شرکت۔
- ملکی صنعتکاری کے لیے عملی پروگرام تشکیل دینا۔
- ملکیت اور وراثت کے حق کو معاشرتی ذمہ داریوں کے ساتھ ملانا۔

یہ تھا بعث پارٹی کا سب سے اہم مرحلہ یعنی تاسیسی مرحلہ جو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کہ پارٹی کی امتیازی خصوصیات آزادی کے لیے جدوجہد کرنا اور اس استعمار کے ساتھ جنگ کرنا۔ اس کا اثر پورے وطنِ عربی پر بلاواسطہ مرتب ہو رہا تھا اور اس کا حکم بلاواسطہ نافذ ہو رہا تھا۔ اس طرح بعث پارٹی کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس نے اشتراکیت کی تنفیذ کے لیے بنیادی خطوط وضع کیے، جن کو بعث پارٹی نے حالات کے مطابق اپنی تعلیم سے خوب واضح کیا۔

Marfat.com

قومی وحدت کے لیے بعث پارٹی کی سرفروشانہ جدوجہد

ا۔ اتحادِ عمل کی حکمتِ عملی:

جیسا کہ مَیں نے عرض کیا ہے کہ بعث پارٹی اپنے تاسیسی مرحلے میں دو میدانوں تک محدود تھی، ملکی اور قومی میدان'' کہ ان دونوں میدانوں میں آزادی اور عوام میں گہرا قومی شعور بیدار کرنے کی کوشش ہی اس کا دائرۂ عمل تھا اور عربی انقلابی تحریک جو وحدت، حریت اور اشتراکیت کے تین اہداف میں مدلل ربط پیدا کر رہی تھی اس کی بھرپور تائید و تاکید کی۔ اپریل 1948ء کے تاسیسی مرحلے کے بعد سے لے کر پچاس کی دہائی کے اخیر تک خطۂ عرب نے ایک طرف تو سیاسی میدانوں میں زبردست انقلابات دیکھے تو دوسری طرف جمہوری عمل میں بھی زبردست تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

اس کو مَیں مندرجہ ذیل نکات میں پیش کرتا ہوں:

1۔ صیہونیت عالمی استعمار کی پشت پناہی کی بدولت امتِ عربیہ کے قلب میں ایک یہودی اور صیہونی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

2۔ استعمار و سامراج کے بلادِ عربیہ اور ان کے پڑوسی ممالک پر حملے بڑھ گئے اور اس میں آزادی کی تحریکوں کو زندہ درگور کرنے کی کوششیں تیز ہو گئیں۔ انھیں آزاد دنیا سے کاٹ دیا گیا تاکہ دور کئی معاہدے کیے جا سکیں۔ ایک طرف تو خطۂ عرب کے ممالک میں معاہدے کیے جائیں تو دوسری طرف ان کے امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ معاہدے کیے جائیں۔ بغداد کا معاہدہ اس کی تاج پوشی کے لیے تھا۔

3۔ کئی فوجی انقلابات، اور بعض قومی بیداری کی تحریکیں اور بعض قومی انقلابی تحریکیں اٹھیں جیسے مصر میں 23 جولائی 1952ء اور عراق میں 14 جولائی 1958ء کا انقلاب۔

Marfat.com

4۔ بعض اتحادی منصوبے ظہور میں آئے، جن میں سے بعض تو رجعت پسند تنظیموں کی طرف سے تھے۔ جیسے 1950ء میں عراق اور شام کی وحدت کا منصوبہ۔ اور بعض عوامی جدوجہد کا نتیجہ تھے۔ جیسے 1958ء کا مصر اور شام کے اتحاد کا منصوبہ۔

اب بعث پارٹی پر لازم تھا کہ وہ اپنے مؤقف کی تعیین وتحدید کرتی اور اپنے اتحادی منصوبے سے لوگوں کو آگاہ کرتی جس طرح اس پر یہ بھی الزام تھا کہ وہ اب اپنے اتحادی عمل کی حکمتِ عملی ظاہر اور واضح کرے۔ کیونکہ اب اس مسئلہ کو محض ایک نظریاتی آراء پر مشتمل مسئلہ نہیں شمار کیا جارہا تھا جس کا مقصد ایک فکری خلاء کو پُر کرنا تھا جس کا مطالبہ آئیڈیالوجیکل کشمکش اور بحث کی ضرورت کر رہی تھی۔ جن کی اس زمانہ میں خوب گرما گرمی تھی مثلاً ''قومیت غیر اشتراکیت'' اور ''اشتراکیت غیر قومیت'' کے رجحانات کے درمیان بحثا بحثی، اسی طرح، ان فکروں اور ''جدید اشتراکی قومی انقلابی عربی فکر'' کے درمیان کشاکشی وغیرہ۔

چنانچہ بعث پارٹی نے عربی وحدت کو زبردست اہمیت دی، اور اس نے اپنے شروع کے سالوں میں آزادی اور اشتراکیت پر وحدت کو ترجیح دی۔ کیونکہ اس دور میں عربوں کی وحدت کو دو اساسی قوتوں کی طرف سے نشانہ بنایا جارہا تھا، ایک استعمار جس کو عربوں کی وحدت میں خطۂ عرب میں اپنی موت نظر آرہی تھی دوسری وہ کمیونسٹ تحریک جس کو عربی قومیت کی دعوت میں انسانی جوہر کا شعور تک نہ تھا۔

بعث پارٹی نے اپنے بنیادی دستوری ڈھانچے میں ان باتوں کو ترجیحی بنیادوں پر لیا۔ کیونکہ اس کی دستوری دستاویزات میں سرِفہرست یہ لکھا ہے:

''امتِ عربیہ کی وحدت اور اس کی حریت وآزادی''

عرب ایک امت ہے اور اس کا طبعی حق ہے کہ وہ ایک مملکت بن کر جئیں اور وہ اپنے قدرتی وسائل کے استعمال میں آزاد ہوں۔ اسی لیے بعث پارٹی یہ کہتی ہے کہ:

1۔ وطنِ عربی کی ایک سیاسی وحدت ہو جس میں نااتفاقی نہ ہو اور کوئی ایک خطۂ عرب دوسرے کو چھوڑ کر اپنی زندگی کی شرائط اور وسائل کو حاصل نہ کرسکے۔

2۔ امتِ عربیہ کی ثقافت ایک ہے۔ اور اس کے افراد میں امتیازات عارضی اور بے بنیاد ہیں، وہ سب اس وقت ختم ہو جائیں گے جب ان میں عربی شعور پیدا ہوگا۔

Marfat.com

3۔ وطنِ عربی عربوں کا ہے اس کے تمام وسائل پر تصرف کا حق صرف اور صرف انہیں ہی حاصل ہے۔

بعث پارٹی کو 1950ء میں اس وقت پہلے حقیقی چیلنج کا سامنا کرنا پڑا جب اس نے عراق اور شام کی وحدت کا ''ماٹو'' پیش کیا۔ اور اس کے ذمے تھا کہ وہ اس ''ماٹو'' کے بارے میں اپنے مؤقف کو واضح اور متعین کرے جو بظاہر دو مختلف مؤقف تھے۔

1۔ نوکر شاہی اور جاگیر دار طبقے کا مؤقف، جو اس میں اپنے مؤقف کے استحکام کا موقع پاتے تھے اور اس میں انہیں اپنے مفادات و منافع کی توسیع نظر آئی تھی۔ اس جماعت کو برطانوی استعمار کی پشت پناہی حاصل تھی کیونکہ اس وقت عراق پر دراصل برطانیہ کی ہی حکومت تھی۔

2۔ بعض ترقی پسند غیر اتحادی جماعتوں سے انکار کا مؤقف، جو اس میں عراقی خاندانوں کے لیے جائیدادوں کے حقِ ملکیت کے استحکام کا مفاد دیکھتا تھا اور اس میں اس برطانوی استعمار کی بقا اور اس کا تسلسل تھا جو شام پر اپنے اثرات کو پھیلانے کی کوشش کر رہا تھا اور اس میں اس نے رجعت پسند طبقے کو استعمال کیا۔

بعث پارٹی نے اتحادی عمل میں اپنی اسٹریٹیجی (حکمتِ عملی) کو واضح کیا جو ان کے بعض قائدین خاص طور پر استاذ میسیل عفلق کی ڈائری میں لکھی ہوئی تھی۔ پھر اس کو 9 جنوری 1950ء کو بعث پارٹی کے مجلہ میں طبع کیا گیا۔

بے شک یہ بیان عربی انقلابی تحریک میں قومی وحدت کے مفہوم کی ترقی میں ایک زبردست وثیقہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس بیان نے عربی انقلابی تحریک کے اتحادی عمل کی حدود کو متعین کیا اور ٹھیک اسی میں دائیں بازو کے وحدت کے مؤقف اور بائیں بازو کے غیر وحدت کے مؤقف کی غلطیوں اور اس کے خطرات سے بھی آگاہ کیا۔

اور فکری و عملی صورتوں کی تعیین و تحدید کی، جو قومی وحدت کی سرفروشانہ جدوجہد کی ترقی اور اس کی آزادی کی ضمانت مہیا کرتی تھیں۔ اور 1948ء میں فلسطین کی ناکامی کے بعد امتِ عربیہ کے حالات کا عمومی تجزیہ کرتے ہوئے اور ہمارے موضوع سے متعلقہ دو ملکوں عراق اور شام کے خصوصی احوال کی رعایت کرتے ہوئے پارٹی نے ان شرائط کی تحدید کی اور نئے سرے سے ان نقاط کو بیان کیا:

Marfat.com

- عربوں کی وحدت سب سے اعلیٰ قانون اور نہایت اونچا ہدف ہے۔
- یہ وحدت اس وقت تک سلامت اور محفوظ نہیں رہ سکتی۔ جب تک کہ عربی قوم کی حریت اور اشتراکیت کی طرف ترقی اس کی موافقت نہیں کرتی۔
- فلسطین کے معرکہ نے عربوں پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ ان کی شکست کا اساسی سبب ان کا فرسودہ، جاگیردارانہ اور رجعت پسندانہ معاشرتی نظام ہے۔
- فرسودہ، جاگیردارانہ اور رجعت پسندانہ نظام

وحدت کے راستے میں اپنا معاندانہ اور روکاوٹیں ڈالنے والا کردار ادا کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ نظام پہلے تقسیم کے عمل کو وجود میں لا کر اپنے مفادات حاصل کرتا ہے پھر اس تقسیم کو (افرادی و نظریاتی قوت اور) غذا دیتا ہے۔

- عربوں کے موجودہ حالات کے مناسب فقط جمہوری نظام ہی انہیں حیاتِ نو بخش سکتا ہے لہٰذا وحدت کو حاصل کرنے کے لیے جمہوری نظام کو مستحکم کرنا اور اس کو کھوٹ اور دھوکہ سے پاک کرنا اور کمزور ہونے سے بچانا نہایت ضروری ہے۔
- عربی قوم فلسطین کے دلخراش واقعہ اور ''جامعہ عربیہ'' کے کمزور پڑ جانے کے بعد شام اور عراق کے اتحاد کی مخالف تھی جو شام کی آزادی، اس کی جمہوریت اور اس کی آزادی کی تحریکوں کے خلاف تھا اور انہیں برباد کر دینا چاہتا تھا۔ بعث پارٹی نے سب جماعتوں کو اس پر امن حل کی جدوجہد کی طرف دعوت دی جو قومی جدوجہد کے پھیلنے کے لیے مثبت شرائط پیش کرتی تھیں۔
- شام اور عراق کا اتحاد عربی وحدت کی طرف پہلا عملی قدم تھا اور ضروری تھا کہ اس میں دو باتوں کی ضمانت دی جاتی۔

قومی آزادی

اس کے تحت تین باتیں ہیں:

i) سیاسی، اقتصادی اور فوجی غلبہ کا کوئی شعبہ غیر ملکی طاقتوں کی خدمت سرانجام نہ دے۔

ii) برطانوی معاہدہ میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے عراق کی آزادی یقینی ہوتی ہو۔

Marfat.com

iii) کوئی فوجی تعاون شامی لشکر کی آزادی اور اس کی سلامتی کو برباد نہ کرے۔

ترقی

اس کے تحت دو باتیں آتی ہیں:

i) اتحادی وسائل رجعت پسند اور جاگیردارانہ طبقات کے ہاتھوں میں نہ ہونے چاہئیں۔

ii) جمہوری نظام اپنی ترقی پسند اشتراکی صورت میں بڑھتا اور چلتا رہے اور اپنی آخری منزل تک پہنچے۔

چنانچہ بعث پارٹی نے سلطنتِ برطانیہ کے سائے تلے عراق اور شام کے اتحاد کی صورت کا انکار کر دیا کیونکہ اس قسم کے اتحاد میں انہیں خطۂ عرب میں برطانوی رجعت پسند استعمار کی حکومت اور غلبہ کی توسیع نظر آتی تھی۔ جس میں یہ خطہ اس کے اقتدار اور نظام کے آگے سرنگوں ہوتا نظر آ رہا تھا۔ بعث پارٹی نے اس بات پر اصرار کیا کہ یہ اتحاد شام میں جمہوری نظام کے تحت ہو۔ اور ان فضاؤں اور احوال کی حفاظت کی جائے جو جمہوریت کے مشابہ ہیں جن میں اب شام اپنی زندگی گزار رہا ہے اور اس بات پر زور دیا کہ شام میں ان تمام مثبت شروعات کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے جو اس کو آزادی تک لے جائیں۔

عراق کا ملکی نظام یہ سب کچھ نہ چاہتا تھا بلکہ وہ اس کے برعکس چاہتا تھا۔ 1951ء میں بعث پارٹی نے عربی جدوجہد کے مختلف احوال میں اپنا موقف بیان کرنے کے سلسلہ میں اپنی عملی اسٹریٹجی (حکمتِ عملی) واضح کی۔ اسی سال 27 جنوری کو بعث پارٹی نے "جامعہ عربیہ" کو مغربی فوجوں کے جال میں پھنسنے سے متنبہ کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان بائیں بازو کے حلقے میں شامل ہو کر غیر جانبدار رہے اور اس بات پر بھی زور دیا کہ وہ عربی عوام پر اعتماد کرے جس کی ذہن سازی ضروری ہے۔ اور اسی سال 6 مارچ کو مراکش کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بعث پارٹی نے ایک بیان جاری کیا جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ عرب وحدت اختیار کریں اور عربوں کو اس خطہ کی قومی تحریکوں کی مدد کرنے کی دعوت دی۔ جولائی 1951ء کے اجلاس میں بعث پارٹی نے دو بنیادی نقطوں پر ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ:

Marfat.com

پہلا نقطہ

سب علاقوں کے عرب اپنی جدوجہد میں متحد ہو جائیں اور خطۂ عرب کی تمام اشتراکی جماعتیں اپنی صفیں متحد کرلیں اور ایک مشترک قومی معاہدہ کریں۔

دوسرا نقطہ

جس پر بعث پارٹی نے اپنے بیان میں بہت زور دیا تھا کہ جب تک فلسطین کا مسئلہ حل نہیں ہوتا پناہ گزینوں کی آبادکاری ختم نہ کی جائے اور صیہونی حکومت کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ اس قضیہ کو ختم کرنے کے مترادف ہوگا کہ اس میں ایک صیہونیت کو مستحکم کرنا ہوگا اور دوسرے اس استعمار کو مضبوط کرنا ہوگا جس نے یہودیت کو جنم دیا ہے اور عربوں کے خلاف اس کو بطور ایک مضبوط ہتھیار کے استعمال کیا ہے۔ اسی سال بعث پارٹی نے مصر میں برطانوی استعمار کے خلاف عربوں کے مظاہروں، احتجاجوں، ٹیلی گراموں اور بیانات کی بھرپور تائید کی۔ اور شرق اوسط کے دفاع کے خلاف سازش اور استعمار کے منصوبوں کو زندہ درگور کردینے کی دعوت دی۔

اور عربی جدوجہد کی وحدت، اور استعماری حلیفوں کا انکار ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری تھا جس طرح کہ آزادی کی تحریک کا قومی تحریک کے ساتھ ربط ضروری تھا جو تفریق کی تحریک کے خلاف تھی کہ یہ ربط ان مقاصد کے موافق تمام تجزیوں اور تدبیروں کے لیے بنیادی و اساسی حیثیت رکھتا تھا۔

اس کے بعد بعث پارٹی نے اپنے مقاصد اور بیانات کے سلسلہ میں عربی وحدت کی آئیڈیالوجی کو اختیار کرلیا۔ اس کے لیے پارٹی نے تمام قومی تقریبات کو اپنایا۔ ان کٹھن سالوں میں عربی وحدت کو صحیح قومی مفہوم کے طور پر نہ لیا گیا۔ اس کی دعوت دینے والے افراد اور تنظیمیں اس کو فقط علاقائی تناظر میں دیکھتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ وحدت تمام علاقوں میں اس وقت پیدا ہوگی جب وہ ترقی اور آزادی کی سطح پر پہنچ جائیں گے۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ:

''پہلے ہم ہر علاقے کی اصلاح کی کوشش کریں پھر اصلاحِ احوال کے بعد یہ علاقے خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گے۔''

بعث پارٹی کو وحدت کے اس نظریہ کا بھی سامنا تھا جو علاقوں کی تقسیم کا نتیجہ تھا۔ ان کا

Marfat.com

اس بات پر زور تھا کہ:

''کوئی نظریہ اور تدبیر عربی قوم کے مسائل کو حل نہیں کر سکتی سوائے اس مسلمہ اصول کے ''وحدتِ قومِ عربیہ'' لہٰذا اس کے علاوہ ہر نظریہ اپنے اجزاء و ترکیب میں خطا کا شکار ہے۔ چنانچہ وہ آزادی جس کے حصول کے لیے ہر عرب خطہ الگ الگ کوشش کر رہا ہے اس کی گہرائی گہری اور ایجابی معنی تک اس وقت تک پہنچنا ممکن نہیں جب تک کہ قومِ عربیہ کے آزادی کے مفہوم تک نہ پہنچے۔ جس طرح اشتراکیت جب تک ایک علاقے کی حدود میں ہو اور جزوی اصلاحات پر انحصار کرلے تو وہ کم ہو جائے گی اور بگڑ جائے گی چنانچہ یہ وطن عربی کے میدان اپنے نظری اور تطبیق اختیارات اور دائروں کو استعمال کرے۔ یہی صورتِ حال اقتصادی اور قومی جدوجہد کی وحدت کا ہے۔

اور باوجودیکہ عربوں کی ایک مرکز کی طرف وحدت کا نظریہ اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی نیا نظریہ نہیں چنانچہ بعث پارٹی نے شروع دن سے اپنے تین اہداف ''وحدت، حریت اور اشتراکیت'' میں مدلل ربط پیدا کیا۔ البتہ اس عرصہ میں اس کی وحدت اپنے وجود کے لیے بنیادی وجہ اور محور ہے، جس کے گرد اس کے باقی اصول گھومتے ہیں۔

لہٰذا جب 1940ء میں عالم عربی میں پہلی مرتبہ بعث پارٹی کی تاسیس کی گئی تھی اور اس وقت اس نے اپنے لیے ''اشتراکی جماعت'' کے نام کو اختیار نہ کیا تھا۔ اس کی فکر تو اگرچہ حرّیت کی تھی لیکن اس کا زبردست فعل امت عربیہ کی بیداری کا تھا۔ اور یہ وہ نظریہ تھا جس کی طرف اس سے پہلے کسی جماعت کا ذہن نہ گیا تھا۔ اور نہ ہی اتنی گہرائی، وضاحت اور پختگی سے یہ نظریہ پہلے کسی نے بیان کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اپنا نام ایک ''ڈیموکریٹک پارٹی'' کے نام سے نہ رکھا تھا۔ اس بنیاد پر ''عربی وحدت'' وہ کسوٹی ہے جس پر افراد اور امت کے انقلاب کو پہچانا جا سکتا ہے۔ اسی لیے بعث پارٹی نے اس وحدت تک اپنے آپ کو اور اس کو اپنے آپ تک محدود کر لیا۔

جب وحدتِ عربیت کی ایک یقینی تاریخ ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور ثابت ہو کر رہے گی، خاص طور پر ہمارے اس زمانہ میں ضرور وجود میں آئے گی جو بڑے سیاسی ڈھانچوں اور زبردست اقتصادی بلاکوں کا دور ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کے حصول کی خاطر جدوجہد

Marfat.com

ترک کر کے بیٹھ جائیں۔

خطۂ عرب کی یہ تقسیم موجودہ حالات کی نہ اولاد ہے اور نہ بیٹی بلکہ یہ متعدد سیاسی احوال و حوادث کا نتیجہ ہے جو عرصۂ دراز سے واقع ہو رہے ہیں۔ اس لیے ان حالات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اور اس وحدت کے مناسب فضا کو پیدا کرنے کے لیے ایک زبردست اور مستحکم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے سب سے پہلا راستہ عربی جدوجہد کی وحدت کا راستہ ہے کہ سارے عرب عوام مل کر اس ہدف کے حصول کو یقینی بنائیں اور اس میں وہ اس وقت ہی کامیاب ہوں گے جب اپنے پیروں سے تقسیم کی زنجیریں کاٹ دیں گے اور یہی بات ان کے سب اداروں اور تنظیموں کی جڑیں مضبوط کرے گی اس کا نام بعث پارٹی نے ''تقسیم کی وحدت'' رکھا۔

بہرحال وحدتِ عربیہ کا پہلا راستہ جدوجہد کی وحدت ہے۔ بعث پارٹی نے ان لوگوں پر بھی رد کیا جو وحدت کی یقینی صورت حال کی یہ تفسیر بیان کرتے تھے کہ یہ ''خود بخود یا فطری طور پر'' وجود میں آ جائے گی کہ جب بلادِ عربیہ ایک کالج یا ادارے کی طرح ہو جائیں گے جن کے مختلف درجات ہوں گے یا جب وہ وحدت کی موضوعی شرائط کو پوری کرے گی تو وہ خود بخود وجود میں آ جائے گی اور انہی شرائط کو وحدت کے قیام میں تاخیر کی وجہ قرار دیا جاتا تھا۔ چنانچہ بعث پارٹی نے وحدت اور اس کی جدوجہد کے ارادے میں اس بات پر زور دیا کہ ''تاریخی ترقی مفت کی تو آٹو میٹک وحدت سے پیدا نہ ہو گی بلکہ اس کے لیے روزانہ کی محنت، تہذیب و تربیت اور تنظیم کی اشد ضرورت ہے۔ یہی قومیت کے اکثر اہداف ہیں جن کی ضرورت ہے اور یہ اس بات کو دیکھتے ہوئے ہے کہ یہ عمل اس بلا واسطہ سطح کے علاوہ ایک دوسری سطح پر ہے جس کا عرب قوم اپنے بٹے ہوئے علاقوں میں سامنا کر رہے تھے اور یہ عمل حدود اور مقامی بلا واسطہ مشکلات سے ماوراء ہے۔

لہٰذا بعث پارٹی کی نظروں میں عربی وحدت فقط دو باتوں سے ہی پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے ایک عربی جدوجہد کی وحدت اور دوسری وحدت کی راہ میں آج کی جدوجہد کی وحدت۔

2۔ شام اور مصر کا اتحاد

1956ء کے سال میں وحدت کی فکر اس کی عملی شکل کی طرف منتقل ہوئی۔ بعث پارٹی نے اس سال شام سے (استعماری افواج کے) انخلاء کی خوشی کی مناسبت سے ''شام اور مصر کے

Marfat.com

اتحاد' کے ماٹو کا اعلان کیا۔ پارٹی نے دونوں خطوں کی وحدت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک میثاق کے منصوبہ کا آغاز کر دیا۔ البتہ رجعت پسند پارٹیوں کے نمائندے اس کی مخالفت کرنے لگے۔ بعث پارٹی کے اس اعلان میں مصر اور شام کے اتحاد کے منصوبے کے ساتھ ساتھ دوسرے عرب خطوں کو بھی اس اتحاد میں شریک کرنے کی کوشش تھی۔ کیونکہ یہ اتحاد ''عربی وحدت'' کا بیج ہے اور یہی اس کو ثابت کرنے کا عملی طریقہ ہے۔

بعث پارٹی کو اسی دن سے رجعت پسند اور استعماری طبقہ سے اپنے خلاف اور اس اتحاد کو ختم کرنے کے لیے سازشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری طرف اس نے عوامی جمہوری انقلاب کی قیادت شروع کی۔ شام کی رجعت پسند سیاست بڑی چالاک اور مکار تھی، وہ اپنے لیے ایک ایسی سیاست تیار کر سکتی تھی جو عوام کو دھوکہ دینے اور اپنی سازشوں کو کامیاب کرنے کے لیے ترقی پسندانہ چھاپ رکھتی تھی۔ پھر دونوں ملکوں کے اتحاد کی بابت حکمران طبقہ کے منہ سے عداوت ظاہر ہوگئی اور رجعت پسند طبقے نے اس اتفاق و اتحاد کو ختم کرنے کے لیے ایک بلاک بنایا، تو بعث پارٹی نے اس کوشش کو ناکام بنانے کے لیے عوام کی قیادت کرنا شروع کی اور پارٹی کی قیادت میں عوام اپنا ارادہ نافذ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ پھر یہ عوامی ضرورت، ''وحدت'' کی بجائے ایک سیاسی قرارداد کی شکل میں تبدیل ہوگئی جس کو وزارتِ شام نے اپنے اعلامیہ میں واضح کیا اور پارٹی کے نمائندے اس قرارداد میں شریک تھے۔ اور اس کو ایک قومی میثاق قرار دیا گیا اور 5 جولائی 1975ء کو ''پارلیمنٹ آف سوریا'' نے بھی اس کی موافقت کا اعلان کر دیا، اور حکومت شام نے حکومتِ مصر کے ساتھ سفارتی سطح پر مذاکرات کی ابتداء کر دی۔

اس فتح کی خوشی میں بھی بعث پارٹی نے اپنے اس صحیح طریقہ کو نہ بھلایا جس کو اس نے اپنے یومِ تاسیس سے اختیار کیا ہوا تھا۔ کہ وحدت حاصل کرنے اور انقلابی مفہوم کے اس صحیح طرز کو نہ چھوڑا جس پر ہونا اس کے لیے لازمی تھا تا کہ وہ ایک ایسا بنیادی بیج بنے جو سارے خطۂ عرب کو اپنی طرف کھینچ لے۔

اس دن پارلیمنٹ میں بعث پارٹی نے ایک بیان جاری کیا، اس میں پہلے تو اس بات پر زور دیا کہ یہ قدم ہر جگہ کی عربی قوم کا جذبہ اور خواہش ہے اور یہ صرف مصر اور شام کا ہی اتحاد نہیں بلکہ ہمارا مقصد اس سے بھی آگے کا ہے کہ سارا ہی خطۂ عرب متحد ہو۔ کیونکہ وحدت یہ قومی مقاصد

Marfat.com

اور ترقی پذیر انقلاب کے اہداف کا سب سے اونچا مقصد ہے۔

دوسرے اس بات پر زور دیا کہ وحدت کی حقیقت اس وقت ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ جب آزادی اور ترقی دونوں حاصل ہوں کیونکہ وحدت کو دوسرے قومی اہداف سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں۔

تیسرے اس بات پر زور دیا کہ یہ ہماری غلطی ہوگی کہ ہم اس بات کو تسلیم کیے بغیر مان لیں کہ یہ بے حد ضروری تھا۔ کیونکہ یہ فقط آگے بڑھنے کے لیے ایک قدم ہی نہیں بلکہ ہمارے حاصل شدہ مقاصد کو ضائع ہونے سے بچانے کی ایک ضمانت بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحدت ہی عربوں کو نہایت گھمبیر خطرات میں قوت فراہم کر سکتی ہے۔

عربی انقلابی نظریہ نے اس کامیاب قدم کی شرائط پر تنبیہ کرنا نہ چھوڑی جس کو اس نے ابتداء میں ہی حاصل کر لیا تھا کہ یہ جدید عربی تاریخ میں ایک نہایت اہم قدم ہے۔ چنانچہ بعث پارٹی نے اپنے اخبارات، رسائل، جرائد وغیرہ میں اس بات کو خوب شائع کیا کہ ہمارے مستقبل کو کیا کیا خطرات اور احتمالات لاحق ہو سکتے ہیں، جو ہماری وحدت کی دولت کو گھیر کر برباد کر سکتے ہیں۔ اس میں استعمار اور رجعت پسند طبقے کے وہ سازشی کردار بھی ہیں جو داخلی طور پر ہماری وحدت کو ختم کر سکتے ہیں کیونکہ عربوں کی وحدت کے ہوتے ہوئے نہ تو استعمار مستحکم ہوگا اور نہ ہی وہ ہم پر فتح پا سکے گا۔

بعث پارٹی نے اپنے اس بیان میں اس بات پر زور دیا کہ اب ہمارا یہ ابتدائی قدم پورے خطۂ عرب کی وحدت پر جا کر ختم ہوگا اور باہمی علیحدگی، وحدت کو برباد کر دے گی اور وحدت کو ان خطرات اور سازشوں سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس وحدت کو عرب عوام کی وحدت کے حوالہ کر دیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری وحدت کو اگر خطرہ ہے تو وہ فقط منافقوں، دھوکہ بازوں اور کھوٹے لوگوں سے ہے۔ لہٰذا اس مرحلہ کے خطرہ کو دیکھتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی جدوجہد کا معیار بلند کریں ہماری اس تحریک میں کمیاں واقع ہوتی رہیں گی لیکن ہم ان کو اجتماعی فکری انقلاب سے دور کرتے رہیں گے اور ہماری یہ کامیابی ہمیں قومی زندگی کی کمزوریوں سے غافل نہ کرے گی۔

بعث پارٹی کا عرب قوم سے اصل مطالبہ اس بات کا نہیں کہ وہ اسرائیل اور استعمار کے

Marfat.com

سامنے نفع یا نقصان کو پہنچانے بلکہ ان سے اصل مطالبہ یہ ہے کہ وہ اپنی وحدت کو کامیاب بنائے، اس کو نافذ کرے اور ایک فعال متحرک اتحاد کو ثابت کرنے کے لیے اس وحدت کو حقیقی صورت دے اور اس جدوجہد کو حقیقی عربیت کا روپ دے۔

اور جتنی ہماری خارجی آزادی بڑھتی جائے گی اتنی ہی ہم اپنی داخلی آزادی کو بھی بڑھائیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم داخلی اقتصادی اختلافات، طبقاتی تفاوت اور طبقاتی استحصال کو بالکل ختم کر دیں اور معاشرتی اختلافات مثلاً نسل پرستی، قوم پرستی، قبیلہ پرستی اور جہالت وغیرہ کو بالکل ختم کر دیں۔

اب 1958ء میں وحدت کا قیام ایک ارتجالی (برجستہ) اقدام نہ تھا بلکہ اس کے پس منظر میں بعث پارٹی کی مسلسل کوششیں، طاقتیں اور ہمتیں تھیں جو اس نے وحدت کے حصول کے لیے خرچ کی تھیں۔

''بعث پارٹی اس بات کی کے لیے فکر مند تھی اور وہ اس کو صاف بیان کرتی تھی کہ، ''وحدت'' کے اس پہلے قدم کے پیچھے اس کا مقصد سارے عربوں کو وحدت پر لانا ہے اور انہیں اس کے وجود میں لانے کے قابل بنانا ہے اور بعث پارٹی عرب کے ہر ہر خطے میں وحدت کی اس مملکت اور سلطنت کو عربی جدوجہد کی چھاؤنی اور سند بنانا چاہتی ہے۔ اور خاص طور پر الجزائر اور فلسطین کے قضیہ کو حل کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم بنانا چاہتی ہے۔ پارٹی نے مصر اور شام کے حالات میں وحدت کے عمل کے لیے اکثر شرائط کو موجود پایا۔''

البتہ بعث پارٹی نے وحدت کے حصول کے لیے جو خطوط متعین کیے تھے اور اس کی خاطر جدوجہد کے لیے عوام کی قیادت کی تھی اور قانونی طور پر اس کی موافقت کرنے کے لیے حکومت پر زور دیا تھا اور اس کا ایک مذاکراتی ڈیلیگیشن بھی تشکیل دیا تھا۔ پارٹی نے اس وقت اس میں شدید حرج محسوس کیا، جب سابقہ صدر جمال عبدالناصر نے ان مذاکرات کے درمیان اس بات کی شرط لگائی تھی کہ شام میں تمام سیاسی تنظیمیں اور جماعتیں ختم کر دی جائیں اور جب تک یہ نہیں کیا جاتا اس وقت تک مذاکرات کو ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن بعث پارٹی اس بات پر راضی نہ ہوئی کیونکہ وحدت کی راہ میں یہ ایک رکاوٹ ثابت ہو رہی تھی۔

شام میں جن لوگوں نے وحدت کو ایک نظریے کے طور پر اختیار کیا تھا اور اس کے ماٹو کو

Marfat.com

ثابت بھی کیا تھا ان کے ذمے دو میں سے ایک بات تھی۔

پہلی بات۔ وحدت کو جمال عبدالناصر کی شرط کے ساتھ قبول کر لیں اور ان کے کہنے پر بعث پارٹی کو توڑنے پر تیار ہو جائیں۔

دوسری بات۔ جمال عبدالناصر کی شرائط ماننے سے انکار کر دیں جس سے وحدت کمزور پڑ جائے اور بعث پارٹی عوام کی رائے کے سامنے وحدت کی راہ میں ایک رکاوٹ بن کر ابھرے۔''

خطہ شام میں حزب البعث کے توڑنے کی قرارداد کے باوجود، اس قرارداد نے بعث پارٹی کو اپنی تاریخ کے سب سے بڑے بحران میں مبتلا کر دیا۔ لیکن بہر حال اس سے بعث پارٹی ختم نہ ہوئی اور وہ وعدے محض لم ترانیاں تھیں جن میں قومی اتحاد کو از سر نو وجود میں لانے کے وعدے کیے گئے وہ درحقیقت عذر خواہیاں تھیں کہ ہم ایک ایسی جماعت تشکیل دیں گے جس میں حزب البعث کے اراکین بھی شریک ہوں گے۔

بہر حال جن لوگوں نے بعث پارٹی توڑنے کی قرارداد پیش کی تھی ان کا خیال تھا کہ وحدت کبھی ارتجاءً بھی پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں ایجابی پہلو احتیاطوں سے زیادہ ہوتے ہیں اور وحدت کو وجود میں لانا قومی فکر کو ایک یقینی اور قرار واقعی دنیا لانے کے مترادف ہے اور یہی یقین ہے جو عرب قوم میں انقلابی طاقتوں کے ابھرنے کا سبب بنے گا۔

بہر حال اس وقت شام اور مصر میں وحدت و اتحاد معروضی تھا اور یہ دونوں ملک اس وقت تمام خطۂ عرب میں سب سے زیادہ ترقی پذیر ملک تھے۔

ان لوگوں کی یہ رائے بھی تھی کہ جمہوریہ عربیہ متحدہ سے باہر بعث پارٹی کی شاخوں کا وجود ایک پریشر گروپ کے وجود کی ضمانت ہے جو ایک جدید وحدت والی مملکت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور یہ عوام کی بڑی سے بڑی تعداد کا جمال عبدالناصر کی شخصیت کی تائید کرنا یہ مصر میں انقلاب کی کامیابیوں کا نتیجہ ہے جو امت عربیہ کے دشمنوں کے خلاف مؤقف رکھتا ہے۔ یہ تائید اس کو جمہور عوام کا قیدی بنا دے گی اور بعد میں اس کو صحیح صحیح ڈیموکریٹک نہج پر لے جائے گی۔

بعد کے حالات ان متحد ممالک میں اس نہج پر نہ رہے، جو بعث پارٹی چاہتی تھی کہ اس اتحاد کی طرف دوسرے عرب ممالک کو بھی لایا جائے۔ پارٹی چاہتی تھی کہ وہ وحدت کے راستے

Marfat.com

سے ایسی ترقی ثابت کرے جو حکومتی اقدامات سے ہٹ کر ہو۔ لیکن ہوا یہ کہ حکومت نے عقل و شعور اور بعث پارٹی سمیت قومی تنظیموں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بجائے خود کو پیش کیا۔

مصر اور شام کے اس اتحاد کے کچھ عرصہ بعد ہی رجعت پسند اور موقعہ پرست عناصر نے اس اتحاد کو اندر سے کھوکھلا کر دیا، تاکہ اس سے اپنے مفادات و مقاصد کو حاصل کریں اور جب بھی یہ اتحاد ان کے مقاصد و مفادات کے ساتھ ٹکراتا یہ اس کا گلا گھونٹتے رہے۔ اب بعث پارٹی نے بآواز بلند ان خطرات کو محسوس کر لیا جنھوں نے ان اتحادی ملکوں کو گھیرنا شروع کیا تھا اور یہ نتیجہ تھا غیر انقلابی حکومت کے اقدامات اور طور طریقوں کا۔

چنانچہ مارچ 1960ء کے اپنے اعلامیہ میں بعث پارٹی نے صاف صاف ان خطرات کا اعلان کر دیا اور اس وقت تک کے انحرافات سے بھی آگاہ کر دیا۔ میں اس اعلامیہ کا خلاصہ مندرجہ ذیل نقاط میں پیش کرتا ہوں:

1۔ وحدت: یہ ایک انقلابی عمل ہے جو حکومت کے علاقائی مفاہیم و اسالیب سے خلاصی چاہتا ہے اور دونوں اتحادی ممالک کے وسائل کے لیے استعدادوں اور قوائے عملیہ کے سامنے میدان کی وسعت چاہتا ہے۔ جمہوریہ عربیہ متحدہ میں اب تک حکومت نے عوام کو ایک بگڑے ہوئے نظریہ تک پہنچایا ہے جس میں داخلی جمہوریت کا عوام کے لیے کوئی تصور نہیں۔ اور اس نے خطۂ عرب میں جمہوریت کے لیے قومی سیاست کو بھی خراب کر دیا ہے۔ اس کے لیے کہ اس نے مصر کے پروپیگنڈوں اور ان کی جاسوسی کی اطلاعات پر اعتماد کیا ہے۔ اس طرز نے باقی عرب علاقوں میں انقلابی جدوجہد کو متاثر کیا ہے۔ اس نے اردنی انقلاب کو الٹنے، عراقی انقلاب کو کمزور کرنے اور لبنان کی تحریک بیداری کی جان نکالنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے نظریۂ وحدت کی فکری روح نکال دی ہے۔

2۔ اشتراکی انقلابی عناصر کو قومی اتحاد سے دور کرنے، مزدوروں اور کسانوں کی تنظیموں کی ترقی کی راہ تنگ کرنے، اور حکومتی سیاست میں غیر فعال کردار ادا کرنے اور حکومت کی نگرانی اور اس کی غلطیوں کی اصلاح نہ کرنے کی ان سب باتوں نے اب تک صرف

Marfat.com

اور صرف قومی اتحاد کے تجربہ کو ناکام بنایا ہے۔ اور قومی اشترا کی حکومت کو پیدا کرنے میں یہ قدامت پسند سیاست ناکام رہی ہے۔ اب تک موجودہ حالات میں وحدت کے اسباب اور اس کی توسیع کے لیے صوبوں میں جمہوریت کی طرف ترقی کی راہیں مسدود ہیں۔

3- جاسوسیوں اور سراغ رسانیوں کے طرز نے باصلاحیت اور وحدت کو پیدا کرنے والے انقلابی عناصر کو دُور کر دیا تھا۔ جبکہ یہ انقلابی نہ صرف یہ کہ وحدت پیدا کر سکتے تھے بلکہ انہوں نے اب تک اس کی خاطر لگاتار قربانیاں بھی دی ہیں۔ پھر جنہوں نے اس طرز پر چلنے سے انکار کر دیا یا جنہیں اس طرف کی خطرناک صورتِ حال سے آگاہی حاصل ہوگئی انہیں ملک کے بنیادی اداروں سے نکال دیا گیا۔

4- اپنی کمزوری چھپانے کے لیے اس سیاست کا سب سے بڑا ہتھیار پروپیگنڈا تھا تاکہ عوام کی نظروں کو اپنی کوتاہیوں سے پھیر دیا جائے اور اخبارات اور ریڈیو کے پروپیگنڈے فتح کے نشانات اور لیبلز کے ذریعے عوام کا ملک کے ساتھ جذباتی تعلق پیدا کیا جائے اور ہر بات کے مناسب اعمال اختیار کیے جائیں اور ایسی غلطیوں اور کوتاہیوں اور بحرانوں سے چپ سادھ لی جائے جو ان کے منہ سے نقاب اتارے اور ان پر تنقید کا باعث ہو۔

5- اور یہ باتیں اس کے علاوہ تھیں جو حکومت نے اختیار کر رکھی تھیں مثلاً قتل و غارت جبرو استعداد، دہشت پسندی، سخت سزائیں، عدالتی فیصلوں سے بے پرواہی، اس کے علاوہ فتنہ انگیزی، دھوکہ دہی اور ایک دوسرے کے خلاف لگائی بجھائی کے ہتھکنڈے وغیرہ۔

6- حکومت میں اشترا کی اساس کا عدمِ وجود بلکہ حکومتی ذمہ داروں کا اشترا کیت کے خلاف چلنا جو سوسائٹی میں طبقاتی کشمکش اور استحصالیت کو ختم کرتی ہے، اور اربابِ حکومت کا لوگوں کو طبقاتی تعاون کی دعوت دینا، اور ان کا قومی اور مزدور تنظیموں اور یونٹس سے لڑنے ان سب باتوں نے حکومت کو ایک طبقاتی تنظیم اور اس کا حامی بنا لیا تھا اور شخصی نظام کے سایہ میں اس کو اور زیادہ مضبوط کیا جا رہا تھا۔

Marfat.com

7۔ بعث پارٹی نے علاقائی متحدہ عربیہ جمہوریہ کے قیام اور حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی اور اس میں اپنا مضبوط کردار ادا کیا یہ اس کی زبردست تاریخی ذمہ داری اور اس کا جمہوری مؤقف تھا۔ اور قومی قیادت نے اپنے سیاسی بیان میں جو اعلان کیا تھا اس پر قائم رہی۔ جب پارٹی کے سابقہ اراکین و وزراء نے حکومتی عہدوں سے استعفاء دے دیا تو انہوں نے ایسا اس لیے کیا کہ وہ جان گئے تھے کہ جمہوری حالات اور پُرامن طریقے سے اس کی اصلاح و ترقی ناممکن ہے۔ وہ لوگ جان گئے تھے کہ حکومت سے علیحدہ ہونا کسی مناسب وقت میں حکومتی غلطیوں کو خوب واضح کرے گا کیونکہ ترقی پذیر اصولوں کے ساتھ وحدت پر ایمان رکھنے والے اب ان غلطیوں کے استعفاء دینے کے بعد ذمہ دار نہ رہے تھے۔ جو حکومت کی سیاست اور اس کا طریقہ تھیں۔ اور جیسا کہ رجعت پسند اور قوم پرست استعمار کا ایجنٹ ٹولہ اس بات کا پروپیگنڈا کر رہا تھا کہ قوم کے لیے بڑا خطرہ بعث پارٹی کا نظریۂ وحدت ہے حالانکہ بڑا خطرہ وہ وحدت کے دشمنوں کو چھوڑ دینا ہے۔ جو حکومتی غلطیوں سے فائدہ اٹھا کر علاقائی جمہوری وحدت کو توڑ پھوڑ دیں اور قوم پر اپنا بگڑا ہوا فلسفہ مسلط کریں۔ اس کے ساتھ ہی اندرونی طور پر قومی جماعتوں کو ختم کر دیں اور عربوں کے اندر سے، اپنے اردگرد اور اپنی نظریاتی و عملی بنیادوں کی حفاظت کے خیال کو ختم کر دیں۔

8۔ بعث پارٹی اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے اپنا سنجیدہ مثبت تنقیدی رویہ جاری رکھے گی اور قومی رجحانات اور جدوجہد کی طاقتوں کی تائید جاری جار رکھے گی قومی جماعتوں اور طاقتوں جن میں سرفہرست بعث پارٹی تھی نے ان خطرات کا بھرپور اعلان کیا لیکن اس کے باوجود بھی 28 ستمبر 1961ء کو رجعت پسند اور مفاد پرست عناصر کے ہاتھوں جن کو خود شامی حکومت نے پروان چڑھایا تھا، دونوں ملکوں کا اتحاد ختم ہو گیا۔

باوجودیکہ بعث پارٹی وہ واحد جماعت ہے جس نے وحدت قائم رکھنے کے لیے حکومتی مظالم کو برداشت کیا اور اس کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا گیا، یہ واحد پارٹی تھی جو اس اتحاد کے

Marfat.com

ٹوٹنے کے جرم کے آگے عوامی آواز بن کرڈٹی ہوئی تھی اوراس کے خلاف سینہ سپر تھی اوراس جرم کے نقصانات پر تنبیہ کررہی تھی اوراس کا مقصدان اتحادی ممالک کادفاع نہ تھا بلکہ نظریۂ وحدت کا دفاع تھااورعوام کواس بات پرابھارنا تھا کہ وہ اس وحدت کے حصول کے لیے اس تجربہ کودوبارہ نہ دہرائیں۔ پارٹی نے اس بات کا اعلان کیا کہ وحدت کے تجربہ کی تصحیح اس تجربہ کوختم کرکے نہ ہوگی بلکہ ان خطاؤں کواندرونی سطح پردرست کرنے سے ہوگی۔

وحدت کا تجربہ، اور جدوجہد کے مذاکرات تجزیہ وتحلیل کے دور سے گزرتے رہے بلکہ بعد کے سالوں میں عربی انقلابی تحریک گہرے تاثرات لیے ہوئے تھی بلکہ اس سے عربی انقلابی تحریک میں داخلی طور پر کئی رجحانات پیدا ہوئے جنہوں نے بالآخرایسے متعددعناصرکوختم کردیا جنہیں مایوسی اور انفعالیتہ حزب البعث الاشتراکی العربی کے مقررہ قواعد وضوابط سے نکلنے کی دعوت دی تھی۔ اس بات نے مختلف جماعتوں کی قیادت کوجن میں سرِفہرست قومی قیادت تھی اس تجربہ سے حاصل ہونے والے نتائج پر تنقید کے سلسلہ پر تیار کیا۔ پھر پانچویں کانفرنس کواس لیے منعقد کیا گیا تا کہ اس میں اس تجربہ اس کے ردعمل اور داخلی اثرات کی روشنی میں اتحادی عمل کی اسٹریٹیجی (حکمتِ عملی) متعین کرنے کے لیے بنیادی خطوط وضع کیے جائیں اس پانچویں کانفرنس میں جوقراردادیں پاس کی گئیں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ ''وحدتِ عربیہ'' کا ہدف ترقی پذیر انقلابی قومی تحریک بعث پارٹی کے وجود کا نہایت قوی اور گہرا محرک اور سبب ہے۔ بعث پارٹی شروع دن سے انقلابی نظریہ سے وحدت کی طرف چلتی رہی ہے اور یہ اس کا وہ امتیازی وصف ہے جو اس کو دوسری عرب جماعتوں اور تحریکوں سے ممتاز کرتا ہے۔

2۔ اس وقت سب سے زیادہ سازشیں عربی وحدت کے خلاف ہورہی ہیں استعمار اور عالمی صیہونیت اس کے خلاف برسرِ پیکار ہیں جس نے استعمار کی مدد سے ''اسرائیل'' کی ناجائز ریاست بنالی ہے۔ تا کہ عربوں کی وحدت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور گھاٹی ثابت ہو۔ اس کے علاوہ رجعت پسند عربیت بھی اس وحدت کے خلاف میدان میں اتری ہوئی ہے اور یہ سب باتیں علاقائی اور طبقاتی فکری پس ماندگی اور

Marfat.com

تعصب کی ناکامیوں کا نتیجہ ہیں۔ اور اس وحدت کے خلاف مفاد پرست ترقی پسند وں نے بھی سر اٹھا رکھا ہے جن سے کمیونسٹ پارٹیاں نبرد آزما ہیں۔

3۔ ''عربی وحدت'' یہ عربوں کے وجود کے مترادف ہے گویا کہ ایک تہذیب والی ایک ہی قوم ہے اور یہ وحدت فقط انقلاب سے پیدا ہوگی اور یہ انقلاب حریت اور اشتراکیت کے لیے قومی انقلاب سے جدا نہیں ہوسکتا۔ البتہ وحدت کا انقلاب یہ اساسی ہے جو حریت اور اشتراکیت کو بھی وجود عطا کرے گا۔ کیونکہ وحدت کے بغیر حقیقی آزادی (حریت) اور اشتراکیت وجود میں نہیں آسکتی۔

4۔ وحدت اور جدید قومی عربی جدوجہد کی راہ میں تاریخی قطعی تبدیلی اس وقت آئی تھی جب بعث پارٹی نے اپنی تاسیس کے وقت وحدت و اشتراکیت اور عوامی وحدت کے درمیان ربط پیدا کیا اور اس نظریہ سے پیدا ہونے والا مؤقف یہ ہے کہ بعث پارٹی وحدت کو اپنا بنیادی آلہ بنائے گی۔

5۔ بعث پارٹی اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ وحدت کی بیداری کو ناکام ہونے سے بچائے۔ اور اس کو حقیقی شکل دے، اور کامیابی کے ساتھ نافذ کرے اور ناکامی کے زیرِ اثر زیادہ دیر تک اس کو ملتوی نہ رکھے تاکہ عربی قوم کے دشمن اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر علاقائی اور قومی جماعتیں نعروں کو بلند کرنیکا موقع نہ پائیں اور وحدت کے نظریہ میں شکوک وشبہات کے بیج نہ بوئیں اور عوام کے ایمانوں کو متزلزل نہ کریں اور وحدت کے جذبہ میں کمی کو اور زیادہ نہ کریں اور امتِ عربیہ کو پرامن حل کی بجائے کوئی اور حل نہ تلاش کرنا پڑے۔

6۔ اپنے پیغام کا شعور رکھنے والی بعث پارٹی کے لیے یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ ایسے اقدامات پر خاموشی اختیار کرے جو وحدت کو پارہ پارہ کرتے ہوں اور وحدت کے خلاف ہر سازش دراصل دھوکہ ہے اور وحدت ہی درحقیقت تمام ترقیاتی کامیابیوں اور سلامتیوں کی ضمانت ہے۔

7۔ آج وحدت کے نام پر کچھ اور جماعتیں بھی میدان میں اتر آئی ہیں۔ جنہوں نے اپنا

Marfat.com

نام ''وحدتِ بعیدہ شاملہ'' رکھا اسی لیے آج ''جمہوریہ عربیہ متحدہ'' کے قیام سے پہلے وحدت کا معرکہ زیادہ سخت اور زبردست ہے۔ لہٰذا جب مختلف خطوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا تو وحدت کے یہ دشمن خود بخود مر جائیں گے۔

8۔ اگر وحدت کی تنفیذ و تطبیق میں کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں تو کسی جماعت، حکومت یا علاقہ کو حق نہیں کہ وہ وحدت کو رد کر دے کیونکہ یہ وحدت پوری عربی قوم کی ملک اور ان کے ارادوں اور جذبات کا پیکر ہے۔

9۔ وحدت صرف شام کے مصری انقلاب کے ساتھ متحد ہو جانے کا ہی نام نہیں بلکہ یہ پورے عرب کے انقلاب کا نام ہے اور یہ بات یقیناً غلطی ہوگی کہ وحدت کے عمل کو دو خطوں میں سے کسی ایک کے خساروں یا منافع پر قیاس کر کے دیکھا جائے لہٰذا وحدت کے وجود کے لیے واحد آفاقی اور پر امن ضمانت اور اس کو انحرافات سے بچانے والی واحد تدبیر صرف اور صرف ''منظم قومی جدوجہد'' ہے۔

10۔ وحدت کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے وطنِ عربی کی تمام انقلابی طاقتوں کی ذہن سازی نہایت ضروری ہے اور اس کے لیے ہمیں ترقی پذیر عربی میدان تشکیل دینا ہوگا۔

11۔ اور چاہیے کہ تمام مزدور، کاشتکار، ملازم پیشہ لوگ اور ترقی پسند طبقہ اپنی صفوں کو متحد کر کے رجعت پسند استعماریوں اور سازشیوں کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں اور نئے سرے سے مصر اور شام کے اتحاد کا جھنڈا کھڑا کریں جو پوری عربی قوم کے اتحاد کے لیے ایک راسخ اور مضبوط قدم ہو۔

خطۂ عرب کی تقسیم کی سازش اور اس کے بدترین نتائج کے خلاف سب سے بہتر بات جو بعث پارٹی کی طرف سے کہی گئی وہ استاذ میشیل عفلق نے کہی تھی، انہوں نے کہا کہ، ''علیحدگی کا خطرہ اپنی جدید وضع میں اپنی طبیعت اور وسائل کے ساتھ وحدت کے تجربہ کی ناکامی سے مدد لے رہا ہے۔ اب یہ خطرہ فقط اس بات کا نہیں کہ خطۂ عرب تقسیم ہو جائے گا جس طرح کہ وحدت سے قبل تقسیم تھا۔ جیسا کہ گمان کیا جا رہا ہے بلکہ اس وقت یہ مریض اس صورت حال کی طرح ہے جو

Marfat.com

قومی شعور کی بیداری کے آگے دن بدن پیچھے ہٹ رہی ہے۔ یہ فکری بیداری نظریۂ وحدت اور وحدت کی لہر کا دفاع کر رہی تھی جو ایک فعال، سرگرم مرتبط متحد اور زبردست حملہ آور لہر اور رجحان تھی۔ اور آج یہ نااتفاقی تقسیم کے عملِ جدید کی نمائندگی کر رہی ہے یہ فقط ان بنیادوں، باتوں، خیالات، نظریات اور عملی قوتوں کو مضبوط و مرتکز کر رہی ہے جو رجعت پسند عربی استعماری قوتیں ہیں ان کا مقصد از سرنو وحدت کو قائم کرنا نہیں بلکہ یہ وحدت کی فکر اور کوششوں کو برباد کرتی پھر رہی ہیں۔

یہ نااتفاقی خطۂ عرب کو واقعۂ تقسیم کر رہی ہے یہ آہستہ آہستہ وحدت کو کمزور کر کے اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتی ہے اور یہ "خطۂ عرب کی تقسیم" کو اصل قرار دینے کی عملی دلیل مہیا کر رہی ہے۔ اور یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ مختلف جگہوں میں الگ الگ عرب ریاستوں کا وجود ہی ان کے آفاقی وجود کی ضمانت ہے۔

Marfat.com

”تین ملکوں کا اتحاد“

(تکونی وحدت یعنی مصر، شام اور عراق کے درمیان وحدت)

1963ء میں بعث پارٹی نے عراق اور شام کی حکومت کو تسلیم کرلیا کہ جب عراق میں عبدالکریم قاسم کی جابرانہ حکومت اپنے منطقی انجام کو پہنچی اور شام میں رجعت وعلیحدگی پسند حکومت کا سورج غروب ہوا۔ اب یہ طبعی بات تھی کہ پارٹی دونوں ملکوں کو ایک کرنے کی کوشش کرتی تا کہ ”وحدتِ عربیت“ کا بلند اور عظیم الشان ہدف حاصل کر سکے جس کا عوام اور خود پارٹی مدتِ مدید سے انتظار کر رہی تھی۔ خاص طور پر ان موافق حالات میں کہ جب بعث پارٹی اپنے گرد بہت سے عرب علاقوں کو جمع کر سکتی تھی۔ اب شام اور مصر کے اتحاد کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک محفوظ طریقہ نکالا جا سکتا تھا۔ پارٹی نے عراق، مصر اور شام تین ملکوں کے اتحاد کو ترجیح دی۔ اب اس نے مصمم ارادہ کیا کہ اب کی بار یہ وحدت مضبوط ہو جو عوام کی تائید اور ان کی توجہ سے ہو کہ رجعت پسند اور مفاد پرست ٹولہ اس کی راہ نہ پا سکے۔ اور نہ ہی اس پر اپنا حکم مسلّط کر کے اس اتحاد پر قابض ہو سکے۔ اسی لیے بعث پارٹی نے ان پر کمر توڑ حملہ کیا اور ان کو تتر بتر کر دیا۔

ان تینوں ملکوں نے وحدت کی ایک عملی شکل قائم کی اور طویل مذاکرات ومباحثات کے بعد اپریل 1963ء میں ایک معاہدہ طے پایا کہ وحدت اپنی قابلِ غور شکل اور ضمانتوں کے ساتھ حکومتی تسلّط واستبداد کے درمیان حائل ہوگی۔

مصری حکومت نے اب تک اس پر رضا مندی کا اظہار نہ کیا تھا اور یہ کہہ کر اس اتحاد سے علیحدہ ہوگئی کہ عنقریب بعثی اس حکومت پر (جو اتحاد کی شکل میں وجود میں آئی ہے) مسلط ہو جائیں گے۔

جب 17 اپریل کے معاہدہ سے جمال عبدالناصر علیحدہ ہو گئے تو بعث پارٹی شام اور عراق کے اتحاد کی اکیلی ذمہ دار رہ گئی۔ اکتوبر 1963ء میں منعقد ہونے والی چھٹی کانفرنس میں یہ قرارداد پاس ہوئی کہ:

Marfat.com

''یہ وحدت دونوں ملکوں کے موضوعی حالات کے مطابق ہوگی۔اس قرارداد نے اس متحدہ حکومت کو خطۂ عرب کے اتحاد کی طرف پہلا قدم باور کیا اور اس کو دوسرے خطوں میں وحدت کے جدید ایجاد کے حالات کی تمہید قرار دیا۔اس کانفرنس نے نئی متحدہ حکومت کو وحدت کی جدوجہد کا ایک مرحلہ قرار دیا کہ یہ نئی متحدہ حکومت دوسروں کے لیے اتحاد کے دروازے کھولے گی۔اس کانفرنس نے یہ قرارداد بھی پاس کی کہ مصر کو اس اتحاد کے ساتھ ڈیموکریٹک بنیادوں پر ساتھ ملنے پر مجبور کیا جائے گا کہ جس میں علاقائی برابری اور جماعتی قیادت ہوگی۔''

اس کے لیے پارٹی نے دونوں ملکوں کے درمیان فوجی وحدت کا بھی اعلان کیا ہے اور یہ اتحاد بھی کوئی زیادہ دن قائم نہ رہ سکا۔ کہ جلد ہی اس اکتوبر کی حکومت نے جو 18 اکتوبر کو عراق میں قائم ہوئی تھی اس اتحاد کو ختم کر دیا۔اگرچہ اکتوبر کے کانفرنس کے شرکاء نے اتحاد کو یقینی بنانے کے وعدے کیے تھے مگر چار سال گزرنے کے بعد انہوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے تمام وعدے جھوٹے تھے اور ان کے دعوے باطل تھے۔''

4۔سازشوں کو درگور کرنے کے لیے وحدت

بعث پارٹی نے وحدت پیدا کرنے کے کسی موقع کو ضائع نہ کیا اور اس کی طرف لپکی۔ اور باوجودیکہ عراق میں اس کی شہرت کو خراب کرنے کے لیے خوب خوب فریب کاریاں اور سازشیں ہوئیں پھر بھی مارچ 1972ء میں تینوں ملکوں کے اتحاد کے لیے بعث پارٹی نے ایک منصوبہ پیش کیا۔اس وقت شاہ حسین نے ایک متحدہ گورنمنٹ بنانے کا اپنا منصوبہ پیش کیا اور بے شک وہ فلسطینی مجاہدین کو ختم کرنے کی ایک سازش اور منصوبہ تھا۔اس منصوبے میں شاہ حسین کا کردار ''کرنل روجرز'' کے کردار جیسا تھا جو بلاشبہ 1970ء کی ٹریجڈی سے پیدا ہونے والے خون ریز فسادات کا واحد ذمہ دار تھا۔جواردنی حکومت نے اردن میں فلسطینی عوام کے حق میں اٹھنے والی قومی تحریک کو کچلنے کے لیے برپا کیے تھے۔جس دن شاہ حسین نے اپنے اس منصوبے کا اعلان کیا اس دن بعث پارٹی کی قومی قیادت اور انقلابی مجلس کی قیادت اور علاقائی قیادت عراق میں جمع ہوئی تاکہ اس گھمبیر صورتِ حال کا جائزہ لیا جا سکے اور مہلک منصوبوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔اس کانفرنس میں عراق، مصر اور شام میں فوری اتحاد قائم کرنے کے منصوبے کو پیش کیا گیا۔اس اجتماع کے بعد

Marfat.com

بیان میں ان نکات کو شائع کیا گیا:

اردن کی ایجنٹ حکومت کے علیحدگی پسند مؤقف کا مقابلہ اور مذمت اور تمام شکست پسند اور شکست خوردہ منصوبوں کی مذمت اور مقابلہ۔

امت عربیہ کو درپیش عظیم ذمہ داریوں کو قبول کرنا اور ہم پر یہ لازم ہے کہ نہایت پامردی کے ساتھ اس ذمہ داری کے کردار کو ادا کریں اور شکست وزوال اور انہدام و خاتمہ کی پالیسیوں کو ختم کیا جائے اور انہیں روکا جائے۔ اور اس بات کو طے کیا کہ ہم مصر اور شام میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں گے اور ان کے سامنے فوری اتحاد کا ایسا منصوبہ پیش کریں گے۔ جو مضبوطی کی تائید اور شکستگی کی تردید کرے اور سازشوں کو ناکام کرنے اور پسپائی کے تمام منصوبوں کو ناکام بنائے۔

جب ضروری تھا کہ ہم وحدت کی جدوجہد کے لیے اس طویل بحث ومباحثہ کے بعد ایک اعلامیہ کا اعلان کریں تو ہم کہنے والوں کے ساتھ مل کر کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں وحدت کے حصول کے لیے جدوجہد وہ صرف اور صرف بعث پارٹی کی ہے۔

5۔قومی تنظیم

بعث پارٹی ہی اکیلی یا پہلی جماعت نہیں جس نے اپنا مبداء اور مقصود وحدتِ عربیہ کو بنایا تھا۔ البتہ یہ پہلی جماعت ضرور تھی جس نے عربی وحدت کو ثابت کیا تھا۔ اور اس وقت ثابت کیا جب اس نے اس قومی تنظیم کی اہمیت پر زور دیا جس نے حالات کے مطابق مطلوبہ انقلاب برپا کیا تھا۔ اسی لیے بعث پارٹی نے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم نے بیان کیا، اس بات پر زور دیا کہ بعث پارٹی قوم کے سامنے ایک مثال بنے جس میں تمام خصوصیات، علامات اور صفات ہوں اور یہ انقلاب بحرِ محیط سے لے کر خلیج تک کی محنت کش عرب عوام کی تربیت کے لیے قادر انقلابی تحریک کے وجود کا مدار ہو اور یہ تربیت محض ایک انتساب اور اعداد وشمار نہ ہو۔ بعث پارٹی داخلی طور پر اس کو ایک عملی جسم کا وجود دے اور آزاد انسانی عربی قوم کے لیے یہ عمل ثابت کرے اور ایک ایسی انسانی سوسائٹی بنانے کے لیے منصوبہ پیش کرے جس میں ایک انسان دوسرے انسان کا ناجائز انتفاع نہ کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بعث پارٹی نے شروع دن سے اپنے قومی اجلاس میں

Marfat.com

عوام کے اندر اپنے مقاصد کو واضح کرتے ہوئے بتلا دیا تھا اور یہ کہ وہ تمام عربوں کو اپنی اس دعوت میں شامل کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے اس نے دمشق کے زیرِ تعلیم طلبہ سے رابطہ کیا اور شام سے باہر پہلی ذیلی جماعت اردن میں بنائی۔ یہ بعث پارٹی کی تاسیسی کانفرنس کے چند ماہ بعد بنائی گئی۔ پھر 1949ء اور 1950ء کے دوران لبنان اور عراق میں بھی ذیلی جماعتیں بنائیں۔ اوّل امر میں بعث پارٹی کو قومی قیادت حاصل نہ تھی اور شام میں اس کی قیادت ساری بعث پارٹی کی قیادت تھی اور دمشق اس کا مرکزِ عمل تھا اور جس کانفرنس میں شام کے لیے ذیلی جماعت بنائی گئی تھی وہ 1954ء میں منعقد ہونے والی دوسری قومی کانفرنس تھی۔ اس سال جون میں شام، عراق، اردن اور لبنان کے ارکان اور نمائندے ایک کانفرنس میں شریک ہوئے جس میں پہلی قومی قیادت کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد لگاتار قومی کانفرنسیں ہوتی رہیں اس سلسلہ کی آخری دسویں کانفرنس بغداد میں یکم تا 10 مارچ 1970ء میں منعقد ہوئی۔ بعث پارٹی کی جدوجہد میں ان کانفرنسوں کو تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ ان کانفرنسوں نے انقلابی مقاصد کے تاریخی سیاق میں فکری اور نضالی (جدوجہدانہ) مرتکزات کو تشکیل دیا اور واقعہ یہ ہے کہ یہ قومی کانفرنس بعث پارٹی کے بمنزلہ پارلیمنٹ کے تھی اور اس کے ارکان سب خطوں میں اس کی تنظیموں کے نمائندے تھے۔ اس کے بعد اس قیادت کی مکمل اور تفصیلی تشکیلی شکل بنائی گئی۔ مختلف خطوں میں اس کی ذیلی تنظیمیں قائم کی گئیں ایک جریدہ کا اجراء کیا گیا۔ قومی قیادت کے دستور کی شق نمبر 60 بعث پارٹی کے داخلی نظام اور قومی کانفرنس کی ذمہ داریوں اور صلاحیتوں کو بتلاتی ہے۔

قانون کی دفعہ 60 ان نکات پر مشتمل ہے:

1۔ پوری بعث پارٹی کے احوال سننے اور ان کے بارے میں بحث طلب امور پر گفت وشنید کرنے کے لیے قومی قیادت اور اس کی کمیٹیوں کا تقرر اور اس کی متعلقہ قراردادوں اور سفارشات کو پیش کرنا۔

2۔ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کا انتخاب جملہ ارکان کے براہِ راست انتخاب سے ہوگا۔

3۔ قومی قیادت کے توازن اور بیلنس کے لیے گفت وشنید کی جائے گی اور اس کے متعلقہ سفارشوں اور قراردادوں کو پیش کیا جائے گا۔

4۔ بعث پارٹی کی قومی قیادت کا الیکشن ہوگا، اور قومی قیادت کے ریزرو اراکین کا بھی

Marfat.com

الیکشن ہوگا۔

5۔ ارکان کے لیے ایک قومی عدالت کے اراکین کا بھی انتخاب ہوگا۔

6۔ اور اراکین کے مالی احتساب کے دفتر کے کارکنان کا بھی الیکشن ہوگا۔

ستمبر 1959ء میں منعقد ہونے والی تیسری قومی کانفرنس کی بعث پارٹی کی قومی تنظیم، اور اس کی داخلی وحدت کو مضبوط کرنے کے اعتبار سے بڑی اہمیت تھی۔ یہ کانفرنس اس وقت منعقد ہوئی جب اردن میں عربی انقلابی تحریک شکست سے دوچار تھی اور عراق کا 14 جولائی کا انقلاب بھی انحراف کا شکار ہو گیا تھا اور مصر و شام میں وحدت قائم کرنے کا تجربہ ناکامی کا شکار ہو رہا تھا۔ اس کا بعث پارٹی کے عمل پر اثر ہوا۔ چنانچہ داخلی بحران ظاہر ہونے لگے۔ اسی لیے اس کانفرنس میں اپنی قراردادوں میں ان داخلی شرائط پر زور دیا:

1۔ مرکزی جمہوریت (ڈیموکریسی) کو لازم پکڑا جائے، جیسے انقلابی تنظیم میں موضوعی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے پختہ انقلابی شکل تیار کرنا وغیرہ۔

2۔ مختلف سطحوں پر عمل کرتے وقت جماعتی قیادت کی پوری تحقیق اور چھان بین سے کام لیا جائے۔

3۔ بعث پارٹی کی قومی وحدت اور اس کی نضالی (مجاہدانہ) فعالیت کو مضبوط کیا جائے۔

چنانچہ بعد میں منعقد ہونے والی قومی کانفرنسوں میں بعث پارٹی نے اس بات پر زور دیا اور مارچ 1968ء میں منعقد ہونے والی نویں قومی کانفرنس میں قومی قیادت کو عملی شکل دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ جس سے پارٹی کی ایک عملی قیادت وجود میں آئے نہ کہ محض ایک خیالی نظریہ ہی سامنے رہے۔

Marfat.com

بعث پارٹی کی امتیازی خصوصیات

تین دہائیوں سے کچھ زیادہ سالوں میں اس سرفروشانہ جدوجہد نے پس ماندگی، سیاسی خلفشار، معاشرتی واقتصادی بگاڑ کے تمام اسباب اور تمام فکری واعتقادی کمیوں کے خلاف آواز اٹھائی اور تمام نظریاتی ونضالی عقائد ونظریات تک راہ ڈھونڈ لی۔ چنانچہ بعث پارٹی نے عربی قوم کی وحدت، حریت اور اشتراکیت کے اہداف کو پس ماندگی اور بے کاری کے مظاہر کے خلاف ایک راستہ بنا کر چلنا شروع کیا۔لیکن پارٹی کو جارحانہ حل اور غیر عربوں کے تیار کردہ نظریات پر اعتماد نہ تھا جو کلی یا جزئی طور پر عربوں کے نظریات سے مختلف ہوں۔ بعث پارٹی کا کہنا تھا کہ:

"کسی بھی جدوجہد کے نظریہ کو ان معاشرتی قوانین کے آسان ہونے کی وجہ سے قبول نہ کیا جائے جو کسی معین زمانہ یا جگہ میں بنیں ہوں۔ کیونکہ سوسائٹی کی صورت حال بدلتی رہتی ہے اور وہ علمی قانون جس کی بنیاد اور اس کا اعتماد بنیادی جوہری اصولوں پر ہو کہ جب وہ حالات بدل جائیں جن کے تجربات کی روشنی میں ان قوانین کو بنایا گیا تھا تو یہی علمی قوانین وہی نتائج نہیں دیتے۔

دوسرے یہ کہ انقلابی فکر کی تعمیر ایک ایک اینٹ کر کے ہوتی ہے اور یہ خالی الذھن یا عالمی انسانی ورثہ سے الگ نہیں ہوتی۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ عربی انقلابی فکر محض تجرباتی ڈھانچے کے آگے جھک جائے یا کلی یا جزوی طور پر کوشش اور خطا پر اعتماد کر لے بلکہ اس کے لیے تجربہ اور نظریہ کے درمیان موازنہ کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے بعث پارٹی نے اپنی کارکردگی میں احتساب، تنقید، تجزیہ وتحلیل وغیرہ کے طرز کو اپنائے رکھا تا کہ اپنے نظریات کو درست کر کے، ان کا احتساب کر کے اپنی فکری اور عملی روش کو تجربات اور پریکٹس کی روشنی میں درست کر لے اور اپنے ان اساسی اصولوں اور نظریات کا موازانہ کرتا رہے جس کو اس نے اپنے تاسیسی دن سے اپنا رکھا ہے۔

شروع دن سے بعث پارٹی کے اصول دوسری تمام جماعتوں سے جدا رہے ہیں خواہ وہ

Marfat.com

گزشتہ جماعتیں تھیں یا پارٹی کی معاصر جماعتیں تھیں۔

ذیل میں اس کی سب سے روشن اور امتیازی علامات کو بیان کرتا ہوں:

1۔ علمیّت (شعور و ادراک)

اس تحریک کی علمیت اس تحریک کے عرب قوم کے احوال کی تحقیق اور اس میں غور و خوض کرنے سے واضح ہو جاتی ہے اور جن اسباب نے قوم کو یہاں تک پہنچایا ہے ان کے کھولنے اور واضح کرنے کے لیے تحریک کے موضوعی غور و فکر کرنے، اور معاشرتی و اقتصادی تعلقات میں جو قوانین اثر انداز ہوتے ہیں ان کا استنباط کرنے سے واضح ہوتی ہے۔ یہاں سے وہ طریقہ واضح ہو جاتا ہے جو نجات، اور حقیقی اہداف کی تحقیق تک راہ نمائی کرتا ہے جو اس مرحلہ میں جمہور عوام کی ضروریات کی نمائندگی کرتا ہے اور ان اہداف تک پہنچنے کے اسلوب کو واضح کرتا ہے۔

پس ہماری آئیڈیالوجی یہ ہے ''قومیت و اشتراکیت یہ علمی آئیڈیالوجی ہے، اور علمی عقل اپنی طبیعت کے لحاظ سے ہمیشہ حالات کے مطابق کھلتی ہے اور ہمہ قسم کے تجربات سے غذا حاصل کرتی ہے اور گزشتہ فریم ورکس کا انکار کرتی ہے۔''

اس علمیت کے ساتھ ہم دو طرح کے تعارض اور کشمکش میں تمیز کر سکتے ہیں:

ایک وہ کشمکش جو یورپ میں صنعتی انقلاب کے کچھ عرصہ بعد ہی برپا ہوگئی تھی یہ کشمکش دو طبقوں کے درمیان تھی ایک مزدور طبقہ جو جاگیردارانہ نظام کے خلاف اقتصادی و ثقافتی انقلاب کو میں برپا کر سکتا تھا چنانچہ اشتراکیت نے اس سے روشن ثقافتی و فکری نتیجہ نکالا۔

دوسری وہ کشمکش ہے جو ہمارے وطن عرب میں جاری ہے یہ جاگیرداری، مفاد پرستی، فکری اور معاشرتی پس ماندگی کے خلاف ہے۔ لیکن یہ استعماریت و سامراجیت کا نتیجہ ہے اس کو قومی کشمکش بھی کہتے ہیں۔

یہ کشمکش خطۂ عرب میں تین انقلاب برپا کر سکتی ہے:

1۔ فکری سطح پر علمی انقلاب۔

2۔ اقتصادی سطح پر انقلاب جو جاگیردارانہ نظام اور نیم سرمایہ دارانہ نظام کے نتائج اور اس کے تعلقات کو بدل کر اشتراکی تعلقات کے ساتھ ملا سکتا ہے تاکہ اقتصادی ترقی کو جاری رکھنے کے

Marfat.com

لیے مادی فارمولے کو مرتکز کیا جا سکے۔

3۔ وہ انقلاب جو علیحدگی پسندوں کے خلاف ہو جو خطۂ عرب کو تقسیم در تقسیم کے عمل سے گزار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں۔ اور تقسیم کے اس عمل سے ہر سطح پر جو ناکامیاں وجود میں آئیں ان کے خلاف انقلاب لازم تھا کہ یہ انقلاب پہلو بہ پہلو برپا کیے جاتے۔

بعث پارٹی کی اس آئیڈیالوجی کے لیے اس علمی امتیاز نے عربی ثقافت و معاشرت و اقتصادیات کی حیات میں ہمہ پہلو پس ماندگی کے لیے ایک کامل اور بنیادی پلیٹ فارم مہیا کیا کہ ثقافتی و معاشرتی آئیڈیالوجی کے پہلوؤں سے اجنبی بن جانے کی یہ کوشش کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں لایا جائے جو نہایت کمینہ اور مسخ شدہ معاشرہ ہو اگر اس میں ایک جانب اقتصادی ترقی ہو گی تو دوسری جانب ہر قسم کی ترقی رُک جائے گی۔

چنانچہ علمی عقل ہی اس بات کی کفیل ہے کہ وہ معاصر عربی انقلاب کو ایسا جامع اور ہمہ گیر انقلاب بنائے جس میں عربی حیات کے تمام پہلو دوش بدوش انقلابی ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔

2۔ واقعیت (حقیقت پسندی)

پارٹی کی حقیقت پسندی اس کے جمہور عوام پر یقین مطلق رکھنے سے ہی واضح ہوتی ہے اور اس کے عوام کی طرف یہ نگاہ ڈالنے سے واضح ہو جاتی ہے کہ حتیٰ الامکان عوام ہی عربی قوم کے اہداف و مقاصد کو حاصل کرنے کا واحد وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

پارٹی کے اہداف و مقاصد شروع میں بڑے اوپرے اور اجنبی لگتے تھے کہ پہلے بعثیوں کو ایک ماڈل نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس وقت جدوجہد کے میدان میں وہ سیاسی لوگ تھے جنہیں عوامی امنگوں اور ان کی مشکلات سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ وہ لوگ عربی قوم کے مستقبل پر نگاہ ڈال بھی نہ سکتے تھے۔ اس پہلو پر سب سے پہلے نیک اور صاف نگاہ بعثیوں (بعث پارٹی کے اراکین) نے ڈالی۔

یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے ان اہداف و مقاصد اور اصولوں کو ایک قسم کی ناممکن بات سمجھ لیا تھا اور گویا کہ یہ ایک قسم کا خواب تھے جو عربی قوم کے احوال و واقعات کے مناسب اور لائق نہ تھے۔

بعث پارٹی کے عرف میں واقعیت و حقیقت پسندی حالات کے آگے جھکنا نہ تھی بلکہ یہ

Marfat.com

ان پر قابو پانے کے لیے ان کو سمجھنا تھا اور ان شر انگیز اسباب کو جڑ سے اکھاڑنا تھا جس میں یہ قوم ڈوب چکی تھی۔

3۔ایجابیت (مثبت کردار)

پارٹی کا یہ مثبت کردار کیا کم ہے کہ اس نے اپنے خلاف کسی فعل کے ردعمل کے طور پر کوئی اقدام نہیں کیا۔ بلکہ یہ ایک تاریخی تحریک ہے جس کو عربی قوم کے احوال نے لکھا اور ہمارے موجودہ طریقہ پر قوم کے احوال کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لینے کا نتیجہ تھا۔

بعث پارٹی اپنے ابتدائی سالوں میں اسی مثبت کردار پر قائم رہی اور اپنے قومی ترقی پسند مؤقف کے اعتبار سے عربی انقلاب کے نظریہ اور مؤقف سے نہ ہٹی۔ بعث پارٹی نے زندہ انقلاب کے تجربات کے سب راستوں کو کھول دیا اور کوئی معاندانہ اور بیمار مؤقف اختیار نہ کیا اور نہ ہی کوئی ضعیف بچگانہ مؤقف اپنایا۔

اس تحریک نے عربوں کو عربیت کا جدید مفہوم دیا اور انہیں ان کا ایجابی انقلابی مضمون سمجھایا جبکہ اس سے قبل یہ لفظ خالی، بے معنیٰ بے روح اور بے مغز تھا۔ اب عرب قومیت عربی قوم کی حیات اور ان کی سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی وفکری مشکلات کی حیات کے مترادف تھی۔ یہ ایک ہی وقت میں معاشرتی ناانصافی اور پس ماندگی کے خلاف بھی انقلاب تھا اور وطن عربی کو تقسیم کرنے کے خلاف بھی۔ اور وطن عرب کو متحد کرنے کے لیے بھی ایک انقلاب تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ معاشرتی بیماریوں اور مصیبتوں کے خلاف بھی انقلاب تھا۔ اس انقلاب کا مقصد افراد اور معاشرے کو بے آبرو ہونے سے بچانا تھا۔ یہ انقلاب ایک جمہوری معاشرہ قائم کرکے انسانی اقدار کو زندہ کرنے کا انقلاب تھا۔

4۔آزادی کا نظریہ (یعنی نظریاتی آزادی)

جب بعث پارٹی بنی ملک میں شوفینی نظریات اور قبائل پرستی اور جماعت پرستی کے نظریات راج کر رہے تھے۔ بعث پارٹی نے آکر معاشرے کو ان سب نظریات کی قید سے آزاد کرایا۔ اس نے قومیت کو ان بیمار نظریات سے خلاصی دے کر اسے انسانی آزادی کا نظریہ دیا۔ اس کے علاوہ اس نے وطنی آزادی اور ہر جگہ سے استعمار سے آزادی کے نظریات کے درمیان ربط پیدا

Marfat.com

کیا۔ آزادی کے اس نظریے نے کمزور قوم کی ہر طرف سے حفاظت کرنے کے لیے کھڑا کیا۔ اور اس کی طرف مدد اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا اور صرف وطنِ عربی کی طرف ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف علاقوں کی طرف بھی مدد کا ہاتھ بڑھایا۔

آزادی کے اس نظریہ یعنی نظریاتی آزادی نے تمام بوسیدہ رسموں اور روایتوں سے جان چھڑانے کا حوصلہ دیا اور یہی بوسیدہ نظریات و روایات ہی ہر قسم کی پس ماندگی اور پستی کا سبب تھے۔

5۔ نضالیت (سرفروشانہ جدوجہد)

بعث پارٹی کا اس بات پر ایمان تھا کہ عربی قوم کے اہداف کی تحصیل اور موجودہ خراب حالات کو بدلنے کے لیے مطلوبہ انقلاب کا حصول آسانی کے ساتھ نہ ہوگا بلکہ اس کے لیے زبردست قربانیاں دینی پڑیں گیں، اور بڑے شدائد و مصائب برداشت کرنے پڑیں گے، اور نہ ہی یہ کسی معجزہ سے ہوگا۔ بلکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ان خراب حالات کو جن میں قوم زندگی گزار رہی تھی بدلنے، ان پر غلبہ پانے سے اور اس کے لیے شدید پریشانیاں اٹھانے کی راہ اپنانی پڑے گی۔ اور سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی پس ماندگی کو ختم کرنا ہوگا۔ اور پس ماندگی کے محرکات و اسباب سے زبردست مقابلہ کرنا ہوگا اور ان طبقات کے ساتھ بھی معرکہ آرائی ہوگی جن کا مفاد ان حالات کو باقی رکھنے اور ان کا دفاع کرنے میں ہے۔

عربی قوم کی یہ جدوجہد ایک بڑی طویل داستان ہے جو نہ تو بعث پارٹی سے شروع ہوتی ہے اور نہ ہی اس پر ختم ہوتی ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ تحریک قوم کی ضرورت نے پیدا کی ہے۔ اس نے گزشتہ طویل تجربات سے خوب فائدہ اٹھایا تاکہ اپنی جدوجہد کی سطح کو اس حد تک بلند کرے جتنا کہ یہ مقصد، یہ ہدف اور اس کے محیط خطرات عظیم اور بلند ہیں اور یہ ساری جدوجہد عصرِ حاضر کی روح کے ہم آہنگ ہو، غرض اس جدوجہد نے زبردست نتائج دیے جو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔

بعث پارٹی کو اپنی تاسیس کے شروع سالوں میں حکومت کے جبر واستبداد، رجعت پسندوں اور مفاد پرستوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ البتہ پارٹی اپنے گرد عوام کی ایک باڑ بنانے

Marfat.com

میں کامیاب ہوگئی کیونکہ یہ ایک جمہوری جماعت تھی۔اس نے زبردست تباہ کن اور خطرناک حملے برداشت کیے، خاص طور پر قریب زمانہ میں ان علاقوں میں جہاں یہ اپنی ذیلی شاخیں قائم کرنا چاہتی تھی۔

یہ شدید حملے جوارا کین بعث نے برداشت کیے جو کبھی تو سخت روحانی وجسمانی عذاب دیتے تھے اور کبھی ان کا بالکل صفایا ہی کر دینے کی حد تک پہنچ جاتے تھے۔ مثلاً رجعت پسند اور ڈکٹیٹرانہ جماعتوں کے ہاتھوں ان کو پھانسیاں دی گئیں، زندہ جلایا گیا، ایک طرف تو ان گھمبیر حالات میں یہ عوامی حفاظت میں رہے تو دوسری طرف انہوں نے ایک ایسی سرفروشانہ جدوجہد کی جس میں یہ اپنی مثال آپ تھے اور یہی ان کی بنیادی واضح اور ظاہر خصوصیت بن گئی۔

6۔اساسیت اور ہمہ گیریت

بعث پارٹی نے قوم کے مسائل کے جزوی یا اصلاحی حل کا ہمیشہ انکار کیا اور اس کو ضیاع وقت شمار کیا اور اس وقت قوم جن مسائل کا شکار ہے جو احوال اس پر طاری ہیں وہ وقتی نہیں بلکہ یہ عربی قوم کے اپنی تہذیب اور اپنی بیداری کے اسباب سے جدا ہونے کا نتیجہ ہیں۔اور یہ قوم خود اپنے بوجھ تلے دب کے رہ گئی ہے۔ چنانچہ ایک زمانہ بیت گیا کہ عربی قوم نے اپنا تشخص بھلا دیا اسی لیے کوئی تحریک اس وقت تک ان حالات کا نہ تو مقابلہ کرسکتی ہے اور نہ ہی ان حالات کو ختم کرسکتی ہے جب تک کہ یہ اپنے تشخص کو نہ پہچانے۔

عربوں کے لیے مشکل یہ تھا کہ وہ ان کے سامنے ایک ایسی تحریک کو پیش کرے جو ان میں زندگی کا اشتیاق اور ان حالات سے خلاصی کی صورت پیدا کردے اور اس کے لیے اس تحریک کا ان حالات پر غالب آنا نہایت ضروری تھا جو ان میں تحریکوں اور جدوجہدوں کو کمزور بنا دیتے ہیں اور وہ معاشرتی بگاڑ کو مضبوط و مستحکم کر دیتے ہیں۔

البتہ یہ بات ہے کہ یہ حالات سارے کے سارے نہ تو فاسد تھے اور نہ فساد میں رغبت رکھتے تھے۔ البتہ ان میں سے بعض حالات اور حل ان صورتوں پر پوری طرح قابو پانے کے لیے کافی نہ تھے۔ یہ فساد اور کمزور اسباب خطۂ عرب میں تھے لہٰذا ضروری تھا کہ ایک بنیادی اور ہمہ گیر تبدیلی لائی جائے۔ کیونکہ معاشرتی و اقتصادی تجزیہ میں علمی، اشتراکی، قومی، فکری اصول، قومی

Marfat.com

معاشرہ میں متناقض وجود اور طبقاتی کشمکش کے وجود کے ساتھ موجود تھے۔

اسی لیے بعث پارٹی ایک ہی وقت میں دو باتوں اور دو اہداف کی طرف متوجہ ہوئی۔ قومی وحدت، اور مفاد پرستی اور عوام کے حقوق کے استحصال کا خاتمہ۔ لہٰذا ایک نظام سے دوسرے معاشرتی نظام کی طرف منتقل ہونا تدریجی طور پر نہ ہو بلکہ ایک فوری انقلاب کے طور پر ہو جو فرسودہ اقتصادی نظام کی بنیادوں کو ختم کر دے۔

7۔ انفرادیت، پامردی اور استقلال کی قدرت

وہ انقلابی تحریکیں جو حالات سے متاثر ہو کر پیدا ہوتی ہیں اور ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ان انقلابی تحریکوں کی ایک امتیازی اور انفرادی خصوصیت ان تمام خارجی و داخلی حملوں، انحرافات اور رجحانات کے آگے سینہ سپر ہو جانا اور نہایت پامردی سے ڈٹ جانا ہوتا ہے جو ان تحریکوں کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ بعث پارٹی کی بھی ایک امتیازی خصوصیت تھی۔

باوجودیکہ مشکل حالات نے کئی بار پارٹی کو کمزوری اور ضائع ہونے تک پہنچا دیا اور اس کو مسائل کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا لیکن پھر بھی ابتدائی سالوں میں یہ تحریک دوسری کئی ان تحریکوں سے ممتاز رہی جو قومیت کا نعرہ لگا رہی تھیں یا اشتراکیت پر یقین رکھتی تھیں۔

یہ واحد جماعت تھی جو قومیت و اشتراکیت دونوں پر یقین رکھتی تھی۔ پچاس کی دہائی میں بعث پارٹی اور ناصریہ کے درمیان تفریق کی زبردست کوششیں کی گئیں جو جمہوری اتحاد کی بیداری کے وقت ایک ہو گئی تھیں۔ باوجودیکہ نہ صرف اس جماعت کے امتیازات اور نعرے بعث پارٹی والے ہی تھے لیکن پھر بھی بعث پارٹی نے اپنی امتیازی شان برقرار رکھی۔ اور اپنی انقلابی روایات اور آئیڈیالوجی کی اچھی طرح حفاظت کی۔ باوجودیکہ اس کو اس کی بڑی بھاری قیمت چکانی پڑی۔

8۔ ہمہ جہتی اور انقلاب کی قدرت

بعث پارٹی اپنی امتیازی خصوصیات کے باوجود ہمیشہ ترقی اور دوسرے انقلابی تجربات کا احاطہ کرنے کی خواہش رکھتی تھی مثلاً:

- اس وقت بعث پارٹی کی تاسیس ان حالات کی ہمہ جہتی کی عظیم قدرت . . بی

Marfat.com

جدوجہد کی تحریکی قوانین کی تشخیص پر دلالت کرتی ہے۔

- بعث پارٹی نے قومی مفہوم کو شوفینی خیالات اور نسل پرستانہ نظریات اور آمیزشوں سے آزاد کروایا۔ یہی آمیزشیں بعد میں اس وقت قومی رجحانات کہلائے۔
- اس نے شروع دن سے علمی مؤقف کو برقرار رکھا، اور تمام ہلاکت آفریں ڈھانچوں کو ختم کر دیا۔ باوجودیکہ شروع میں اس کو قومی مفہوم پر زور دینے کی مجبوری تھی چنانچہ اشتراکیت کا نام ''عربیت'' رکھا۔
- اپنی اس سرفروشانہ جدوجہد کے دوران ان تمام عناصر سے آزادی حاصل کر لی جو طبقاتی رجحانات رکھتے تھے اور انہیں انقلاب سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا اور نہ ہی انہیں اشتراکی جدوجہد سے کوئی سروکار تھا۔
- بعث پارٹی نے جان لیا کہ بوسیدہ سیاست کے فریم کی دھجیاں اڑانے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ''عوام'' کہ وہ ہی اتحاد، آزادی اور ڈیموکریٹک اشتراکیت پیدا کرے گی۔ اسی لیے اپنے ابتدائی سالوں میں اس نے عربی جدوجہد کی وحدت اور ترقی پذیر سیاسی طاقتوں کے اتحاد کی اور قومی ترقی پذیر میدان قائم کرنے کی دعوت دی۔ باوجودیکہ بعض سیاسی جماعتوں نے ان کی بھرپور مخالفت کی اور انہیں ہر طرح کی سزا اور عذاب دیا۔
- اسی طرح بعث پارٹی نے اپنے آپ کو غرور، گمراہ کن عقل پرستی اور نفس پرستی سے بھی خلاصی دی تاکہ ہمہ جہت دوسرے انقلابی تجربات سے فائدہ اٹھا سکے۔

9۔ لغزشوں اور ناکامیوں سے درگزر کرنے کی قدرت

بعث پارٹی کو خطۂ عرب کے مختلف حصوں میں شروع دن سے اپنی ان سرفروشانہ جدوجہد میں ٹھوکروں اور لغزشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اس کے اور تمام قومی تحریکوں کے خلاف مختلف عربی حکومتوں کی طرف سے نہایت شدید مخالفانہ رویے اختیار کیے گئے، جن میں انہیں بالکل ختم کر دینے اور ہلاک کر دینے کے خطرناک اقدامات تھے۔

ان سخت ترین مخالفتوں، سزاؤں، قید و بند کی صعوبتوں، ذہنی و جسمانی اذیتوں اور قتل و غارت گریوں اور پھانسیوں اور خاص طور پر اکتوبر 1963ء میں عراق میں اور 23 فروری 1968ء

Marfat.com

میں شام میں معاہدوں کے ٹوٹنے کے باوجود اور اس شدید جھٹکے کے باوجود جو بعث پارٹی کو مصر اور شام کے اتحاد کے ٹوٹنے کے نتیجہ میں جھیلنے پڑے، بعث پارٹی نہایت پامردی کے ساتھ جمی رہی اور ان تمام تجربات سے فائدہ اٹھاتی رہی اور جمہور عوام کی قیادت سنبھالتی رہی اور اپنے اصول و اہداف کا جھنڈا بلند کرتی رہی۔

ان تمام حالات کے تناظر میں خاص طور پر عراق کے اکتوبر کے واقعہ اور 5 ستمبر 1964ء کے واقعہ کے بعد کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ بعث پارٹی چند سالوں بعد ہی اس حکومت پر ایک کاری ضرب لگانے میں کامیاب ہو جائے گی اور 17 اکتوبر کا انقلاب برپا کر سکے گی اور رفتہ رفتہ وہ کامیابیاں حاصل کر لی گئیں جو کبھی خواب سمجھے جاتے تھے۔

10۔ مستقبل کا نظریہ

بعث پارٹی کو شروع دن سے دو متضاد و متناقض تہمتوں کا سامنا تھا:

- ایک یہ کہ "بعث العربی الاشتراکی" وہ انقلابی تحریک ہے جو قوت اور سختی کے ساتھ مستقبل کی طرف متوجہ ہے جس کا ماضی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مستقبل کی تعمیر میں اپنی یہ تمام کوششیں ضائع کر رہی ہے۔
- یہ ایک رجعت پسندانہ تحریک ہے جس کا رخ (مستقبل نہیں بلکہ) ماضی ہے۔ البتہ بعث پارٹی عوام کو ان قومی جذباتی لہروں کے اثرات سے دور کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ بعث پارٹی کی اجمالی خصوصیات اور امتیازات یا ان کا خلاصہ اور اجمال ہیں۔ اس کی چند دوسری خصوصیات بھی ہیں جس نے پارٹی کو دوسری جماعتوں اور تحریکوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ اس کے تربیت یافتہ ارکان نے نہایت اعلیٰ درجہ کی قربانیاں دیں۔ اس نے اپنے تین اہداف جو عربی قومیت کے بھی اہداف ہیں۔ حریت، وحدت اور اشتراکیت کو ثابت کر دیا اور میدانِ محنت میں ان کے جھنڈے بلند کیے۔ اگرچہ یہ جھنڈے اور نعرے دوسری جماعتوں اور تحریکوں کے بھی تھے لیکن بعث پارٹی وہ واحد اور منفرد جماعت تھی جس نے اس عربی انقلاب کو جمہوری طرز پر منعقد کیا۔ اس جماعت نے قومی اور بین الاقوامی مؤقف کے درمیان تعلق اور ربط پیدا کیا۔

Marfat.com

بعث پارٹی کے اصولی نظریات

بعث پارٹی نے اپنی پوری جدوجہد کے دوران اپنے اصولوں کی پاسداری کی ہے۔ ان میں اور زیادہ گہرائی پیدا کی ہے۔ وہ کبھی اپنے ان اصولوں سے نہیں ہٹی۔ یہ محض عارضی حالات نہ تھے بلکہ یہ ماضی کے اسباق کا خلاصہ اور مستقبل کے اہداف تھے۔

جس طرح کہ پہلے کئی بار پارٹی نے اپنے تین بنیادی اصول وضع کیے، ''وحدت، حریت اور اشتراکیت'' اور اپنی جدوجہد میں انہیں دن بدن ترقی دی۔ اگرچہ ان میں سے بعض اصولوں میں کچھ پیچیدگی اور اُلجھن تھی جو محتاجِ وضاحت تھے۔ لیکن پارٹی نے ان پر مسلسل خوب روشنی ڈالی۔ اور دن بدن ان کی آئیڈیالوجی کو واضح کیا۔

یہ بات معروف ہے کہ بعث پارٹی کی فکری وحدت نے اس کی اشتراکی فکر پر قدرے اثر ڈالا۔ لیکن جلد ہی قومی کانفرنسوں میں اس نقص کی بعث پارٹی نے تلافی کر دی۔

ان تینوں اصولوں کی وضاحت سے پہلے میں بعث پارٹی کے قومی وانسانی نقطہ نظر پر بھی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

بعث پارٹی نے مسئلہ قومیت پر نظر ڈالی اور اس کو ''عربی فکر'' کا نام دیا۔ کیونکہ یہ سب کے نزدیک پسندیدہ تھا اور اس قومیت کی تعبیر ''ترقی کے شعور'' سے کی اور اس نظریے کا دوسرے قومی نظریات کے ساتھ تقابل کیا۔

بعث پارٹی کے نزدیک ''عربی قومیت'' ایک بدیہی صورت ہے جو کسی بحث ونظر کی محتاج نہیں البتہ اختلاف کی گنجائش اور جدوجہد کی ضرورت دونوں اس قومیت میں شامل ہیں۔ لہٰذا اس بحث کی ضرورت ہی نہیں کہ ہم عرب ہیں یا نہیں۔ البتہ اس موجودہ مرحلہ میں ہمیں عربیت کے مضمون کو اختیار کرنے اور اس کی تحدید کرنے کی ضرورت ہے اور یہ جاننے کی کہ یہ نظریہ رجعت پسندانہ ہے یا ترقی پسندانہ ہے؟

اور کیا یہ استعمار اور استبداد کے ساتھ قائم رہ سکتا ہے یا اس کو حریت کی ضرورت ہے؟

Marfat.com

اور کیا تقسیم ہو کر ہم عرب رہ سکتے ہیں یا نہیں اور یہ عربیت باقی رہ سکتی ہے یا وحدت اس عربیت کی بنیادی شرط رہ سکتی ہے؟

بعث پارٹی نے اس بات پر زور دیا کہ قومیت اور انسانیت باہم مربوط ہیں، ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور یہ ایک دوسرے کے بغیر پائی نہیں جا سکتیں۔ تعصب اور برتری کا جذبہ قومیت کو خراب کر دیتا ہے۔ پھر ان میں لوٹ کھسوٹ، استعماریت اور قبضہ کرنا یعنی چھینا جھپٹی مل جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں قومیت انسانیت سے الگ ہو جاتی ہے۔

بعث پارٹی نے اپنے علمی نہج سے خطۂ عرب، ایشیا اور افریقہ میں حقیقی قومیت کے مفہوم کو اجاگر کیا اور اعلان کیا کہ استعمار اور ہر داخلی استحصال سے چھٹکارہ پانے کی یہ فقط ایک ہی راہ ہے۔ اور عرب بھی ان دونوں عناصر سے نجات پانا چاہتے ہیں تو عربی قومیت کا ایجابی مفہوم ہی دنیا میں آزادی کی تحریکوں کے جاری رہنے کا ضامن ہے۔ یہ انسانیت کے لیے ہر قسم کے سیاسی اور معاشرتی استحصال و استعمار کے خلاف جدوجہد کا بنیادی رابطہ ہے۔ یہ ایک جہت کا تعلق اور رابطہ ہے جو انسانیت کو استعمار کے خلاف جدوجہد پر آمادہ کرتا ہے۔

اس معنی و مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے بعث پارٹی نے کہا کہ ''جس قومیت کی ہم آواز اٹھا رہے ہیں، یہ ہر شے سے محبت کرنے کا نام ہے اور یہ وہ جذبہ ہے جو آدمی کو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ جوڑتا ہے کیونکہ وطن بڑا گھر ہے اور قوم بڑا خاندان ہے۔''

خلاصہ یہ کہ عربی قومیت کے تصور سے عربوں کا وجود ہے۔ یہی جذبہ ان سب کو ایک کرے گا اور یہی احساسات اور شعور عربوں کو قوم کے ساتھ باندھ دیں گے اور اس کو قوم کے درد و غم اور مصائب و آلام کا احساس دلائیں گے اور یہ تعلق اور احساس ان لوگوں سے قومی تعلق کو ختم کر دیں گے جو رہتے تو ہیں وطنِ عربی میں مگر صرف اپنی خواہشات کی تکمیل اور اپنے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔

اس اساس کی بنیاد پر قومی اور طبقاتی جدوجہد میں کوئی فرق نہیں کیونکہ طبقاتی جدوجہد سے معاشرے کے پسے ہوئے مزدور اور کسان طبقے ہی اوپر آئیں گے اور دوسرا طبقہ بلاشبہ پیسے والا ہے جو جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہیں قوم کے نفع و نقصان سے کوئی غرض نہیں اور ان کے مفادات قوم کے دشمنوں سے ملتے جلتے ہیں یہ استعمار اور سرمایہ داروں

Marfat.com

کے خادم لوگ ہیں۔

''پس اس صورت حال میں ''عربی قومیت'' پوری انسانیت اور عربوں کو خیر کی دعوت دینے والا ہی ایک جذبہ نہیں بلکہ یہ ایک آزادی اور قومی اشتراکیت کا نظریہ ہے جو تمام قوموں کی وحدت پر یقین رکھتا ہے اور عربی قومیت آزاد غیر دشمنانہ سیاست اپناتی ہے، سامراجیت، استعماریت، نسل پرستی، استحصال اور دست نگری وغلامی کا انکار کرتی ہے۔''

اب ذیل میں وحدت، حریت اور اشتراکیت کی علیحدہ علیحدہ قدرے تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

(1) عربوں کی وحدت

بعث پارٹی کے تاسیسی مرحلہ اور اس کی وحدت کی جدوجہد میں غور کرنے سے ہمیں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ

''یہ ایک تاریخی تحریک تھی جو عربیت کے صحیح مفہوم کو لے کر چلی، اس کو عربی قومیت کی جامعیت کا گہرائی کے ساتھ ادراک تھا اور اس نے علاقائیت کا انکار کیا۔ اس کی تنظیم ''قومی تنظیم'' تھی۔ اس نے قومی مصلحت کو تمام علاقائی مصلحتوں پر ترجیح دی۔ بعث پارٹی کی وحدت کی خاطر جدوجہد، اور ان معرکوں کے تجربات کے خلاصہ کا جو معرکے پارٹی اور عوام نے سر کیے وہ پارٹی کے نظریۂ وحدت کے خطوط کی تشکیل پر گہرا اثر تھے۔ ان ناکامیوں اور انحرافات کا واحد سبب کسی واضح نظریہ کا نہ ہونا تھا جو عوام اور قوم کو بھٹکنے اور پھسلنے سے بچائے۔ چنانچہ بعث پارٹی نے وحدت کے اس نظریہ کی درج ذیل علامات کی تحدید وتعیین کی:

i) عربی وحدت کی مرکزیت

اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی اہداف اس کے گرد گھومتے ہیں۔ لہٰذا حریت اور اشتراکیت کو کامل طور پر اس وقت ہی ثابت کیا جاسکتا ہے جب تک کہ وہ عمومی وحدت کے فریم کے ضمن میں نہ ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے دو اہداف حریت اور اشتراکیت کی اہمیت کو گھٹا دیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ وحدتِ عربیت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس کے بغیر ان بدتر

Marfat.com

حالات کے خلاف مطلوبہ انقلاب برپا نہیں کیا جا سکتا اور اس کے بغیر ہمارا مقابلہ پس ماندگی کے اسباب اور قوم کے دشمنوں استعمار اور صیہونیت کے خلاف بہت کمزور ہو جائے گا۔ اسی لیے بعث پارٹی نے زور دیا کہ وحدت ہی انقلاب لائے گی اور انقلاب وحدت تک لے جائے گا۔ اس لیے بعث پارٹی نے "عربی وحدت" کو وہ کسوٹی ٹھہرایا جس پر افراد و تنظیموں کے انقلابات کو پرکھا جا سکتا ہے۔

ii) وحدت کا انقلاب

پارٹی نے زور دے کر بیان کیا کہ وحدت عربیہ کا مطلب سب عرب علاقوں کو ملا کر ایک سٹیٹ بنا دینا نہیں بلکہ یہ اپنے سب وسائل و طاقتوں کو ایک کرنا ہے اور علیحدگی پسندی کے سب اسباب کو ختم کرنا ہے۔ اسی لیے یہ انقلاب "اپنے سب پہلوؤں، معانی اور سطحوں کا انقلاب ہے اور یہ علاقائی مفادات کو ختم کرنے کے انقلابات ہیں جو صدیوں سے پلتے بڑھتے اور جڑ پکڑتے چلے آ رہے تھے اور یہ انقلاب ان طبقات کی مصلحتوں کے خلاف ہے جو وحدت کے خلاف ہی نہیں بلکہ اس کے مدمقابل ہیں۔

استعمار کو اب اکثر عرب علاقوں میں اپنے مقاصد کے حصول اور مفادات کے لیے براہ راست مداخلت کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ کیونکہ ان علاقوں کا سیاسی و معاشرتی نظام خود ان مفادات کا ضامن بن چکا تھا۔ اب عرب وحدت تحریک دراصل اس نظم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ایک جنگ تھی۔ تاکہ خطۂ عرب رجعت پسند مفاد پرست ٹولے کے زیر نگران چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بٹنے کی بجائے جس میں وہ بدترین حالات میں زندگی گزار رہا تھا، ایک متحدہ حکومت بن جائے، جو پوری عرب عوام کی خدمت کرے اور مزدوروں کے حقوق کی نگرانی کرے اور ملک کو تقسیم ہونے سے بچائے اور اس کی طاقتوں کو باہم مربوط کر دے۔ اب یہ عددی وحدت نہ ہوگی بلکہ نوعی وحدت ہوگی۔ جس میں سب فرسودہ نظام بدلیں گے اور تقسیم کے عمل سے نکل کر علاقائی طاقتیں ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گی۔

iii) عربوں کی وحدت کے لیے ایک عمومی معاشرہ

وحدت کے جن تجربات سے بعث پارٹی گزری خواہ اس وحدت کو اس نے نافذ کیا جیسے 1958ء کا مصر اور شام کا معاہدہ یا اس کو نافذ نہ کر سکی، اسی طرح اس کی آج کی جدوجہد ان

Marfat.com

سب باتوں نے ثابت کیا کہ وحدتِ عربیہ کی کامیابی، اس کا دوام اور ہر ممانعت کے سامنے اس کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مضبوط بنیادوں پر ہو جن کو خواہشات اور آرزوئیں متزلزل نہ کر سکیں، اس طرح اس کے حصول کے لیے عوام کو اس کا حقیقی آلہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح علاقائی تعصب بھی وحدت کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ چنانچہ ''عربی وحدت'' یہ اپنی مطلوبہ ترقی میں ایک ہی وقت میں قومی، اشتراکی اور ڈیموکریٹک انقلاب ہے۔ اور اس قسم کا انقلاب مزدوروں اور کسانوں سے ہی وجود میں آئے گا جن کے سائے تلے اس کے وسیع طبقاتی قانونی مفادات اور اہداف حاصل ہوں گے اور علیحدگی کے نتیجہ میں اس کے نقصان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

رہے مفاد پرست طبقات، مثلاً جاگیردار اور بڑے مزدوروں کی انجمنیں سرحدوں کے ختم ہونے سے اسی ایک طبقہ کو نقصان ہوگا جیسا کہ مطلوبہ وحدت کے سائے تلے انہیں اپنے حقیقی مفادات بھی نظر آتے تھے۔ اسی لیے ان طبقات نے ہر اس وحدت کی مخالفت کی جو ان کے مفادات کے خلاف تھی۔ چنانچہ یہ لوگ جب بھی اپنے مفادات کو خطروں میں گھرا پاتے ہیں تو وحدت کو ختم کر کے تقسیم کے عمل کو وجود میں لانے کے لیے تحریکیں چلانے لگتے ہیں۔ شام کی رجعت پسند جماعتوں نے ایسا ہی کیا کہ وحدت کو ختم کرنے اور تقسیم کے عمل کو وجود میں لانے کے لیے خوب سازشیں کیں۔

اسی لیے ''عربی وحدت'' اپنے علمی انقلابی مفہوم پر مشتمل ہونے کے بعد ایک نظریہ میں تبدیل ہوگئی اور عوام کی سیاسی اور معاشرتی آزادی کو حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کو چلانے لگی اور اس تحریک میں وحدتِ قومیت کا قضیہ معاشرتی انقلاب کے ساتھ مل گیا تاکہ بعث پارٹی کا شعار اور ماٹو ثابت ہو جو ''وحدت، حریت، اور اشتراکیت'' ہے۔

اسی لیے بعث پارٹی نے اس بات پر زور دیا کہ ''جمہور عوامی طاقتیں'' منظم انقلاب لائیں اور وہ موضوعی آلات بنیں جو وحدت کو تخلیق بھی کرتے ہیں اور اس کی حفاظت وحمایت بھی۔

''اسی لیے وحدت کی سب سے اعلیٰ اور مضبوط شکل وہ ہے جو عوامی انقلابی جدوجہد کا نتیجہ ہو جس کو متحد قومی عناصر چلا رہے ہوں۔ کیونکہ یہ عناصر علیحدگی پسند عناصر کے اقتدار اور قبضہ کو ختم کر دیں گے۔

Marfat.com

iv) وحدت کی مرحلیت

عرب علاقوں میں سیاسی احوال کے اختلاف، عوام کی جدوجہد کی مختلف سطحوں کے نتیجہ میں بعث پارٹی نے یہ قرارداد پیش کی کہ عربی وحدت مرحلہ وار ہوگی اور اس میں عربی وحدت کو کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ یہ انہی موضوعی احوال سے پیدا ہوئی ہے اور یہ مذاکراتی سیاست کا نتیجہ نہیں ہوتی، کیونکہ پارٹی کے نزدیک یہ سیاست تقسیم کے عمل کو برقرار رکھتی ہے اور نہ ہی یہ وحدت علاقائی یا علیحدگی پسند نظریات سے پیدا ہوتی ہے۔

دوسرے یہ کہ جب ''جزوی وحدت'' کو ''پوری قومی وحدت'' کا بدل سمجھ جائے گا تو قومی قبضہ خطرے میں آجائے گا۔

(2) حریت

بعث پارٹی کی تاسیس کے وقت خطۂ عرب استعمار کے آگے سرنگوں تھا اور اس کی حکومت قائم تھی۔ جبکہ بعض علاقوں پر رجعت پسندوں کی حکمرانی تھی۔ وہاں نام نہاد آزادی تھی۔ اور عوام ان کی حکومت کے آگے مجبور تھے اور انہیں جھوٹی پُرفریب پارلیمنٹرین ڈیموکریٹک گورنمنٹ میں پھنسا ہوا تھا۔ ان طبقوں نے استعمار کے ساتھ گٹھ جوڑ کر رکھا تھا تاکہ دونوں ایک دوسرے کی حمایت کریں۔ اسی لیے ان جماعتوں نے معاہدوں اور قراردادوں کے ذریعے عوام کو بھی استعمار کے ساتھ جوڑا ہوا تھا، باوجودیکہ عوام ان کی سخت مخالف تھی۔ اور جو ذرا سر اٹھاتا جیلوں اور پھانسیوں سے ان کی آواز کو دبا دیا جاتا۔ انہوں نے آزادی کو ہر طرح سے پابند سلاسل کر رکھا تھا۔ ڈیموکریٹک ادارے محض نام کو تھے۔ انتخابات بھی برائے نام ہوتے جس سے یہی لوگ برسرِ اقتدار آتے اور ظلم و ستم، جبر و استبداد، دہشت انگیزی اور زبان بندیوں کے سب طریقے استعمال کیے جاتے۔ اسی لیے بعث پارٹی کو اپنی تاسیس کے وقت بھی اور کچھ عرصہ بعد بھی قومی اور وطنی دونوں سطحوں پر سخت معرکوں سے گزرنا پڑا۔ اور اشتراکیت کے تجربات اس وقت ان حالات سے گزر رہے تھے جن میں بیورکریسی کے خطرات بڑھ رہے تھے۔ اشتراکیت کی اسکیم کو پامال کر دیا گیا تو بعث پارٹی نے حریت کا جھنڈا بلند کیا۔ پارٹی کا اس بات پر پختہ یقین تھا کہ

Marfat.com

اشترا کیت عربوں کی کلی اور بنیادی آزادی کا ذریعہ ہے۔

بعث پارٹی کے نزدیک حریت کا مفہوم استعماری شکلوں سے کامل سیاسی اور اقتصادی آزادی تھا۔اس اعتبار سے یہ پہلی عربی انقلابی تحریک تھی۔اس نے انقلابی سطح پر استعمار کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا اور بغیر کسی سستی کے استعمار کی سب شکلوں کے خلاف مسلسل جدوجہد جاری رکھی۔جن عرب علاقوں میں پارٹی کی جڑیں مضبوط ہوگئی تھیں اور اس کے قومی اور جمہوری رابطے پختہ ہوگئے تھے۔وہاں تمام استعماری شکلوں کے لیے خواہ وہ سیاسی تھیں یا اقتصادی بالواسطہ تھیں یا بلاواسطہ غرض ان سب کو جڑ سے اکھاڑنے اور انہیں بری طرح سے جھنجوڑنے کے لیے بعث پارٹی کی جدوجہد ایک بنیادی عامل ثابت ہوئی۔

پھر ٹھیک اس وقت بعث پارٹی کے اشترا کی رجحانات نے اسے صحیح معنوں میں ایک قومی انقلابی تحریک بنا دیا تھا۔چنانچہ اس نے معاشرے کی تمام سطحوں سے استعماری اثرات کی جڑوں کو اکھیڑنا شروع کر دیا۔

بہر حال بعث پارٹی نے پوری قوت اور حزم واحتیاط سے ان سب طبقوں کے خلاف جنگ کا آغاز کیا جو عوام دشمنی پر کامزن تھے اور آزادی کی خاطر درج ذیل اقدامات کیے۔

1۔ انسانی طبیعت کے اشترا کی تقاضے کے بعد بعث پارٹی نے انسانیت کی آزادی کی آواز لگائی نہ کہ انسانیت کی غلامی کی۔اور مفاد پرست جماعتیں انسانی آزادی کے لیے سب سے زیادہ خطرناک تھیں۔

2۔ بعث پارٹی نے عالمی انسانی فریم کے تحت استعمار کے خلاف جدوجہد کے مسئلے کو اٹھایا اور اس بابت فوجی قوت کو ایک مثبت قوت کے طور پر لیا۔

3۔ بعث پارٹی نے سب سے پہلے ایجابی اور غیر جانبداری کے اصول کا اعلان کیا۔اور یہ پارٹی ہمیشہ بین الاقوامی سطح پر انقلابی اور بنیادی سیاست کا التزام کرتی ہے۔اور استعمار کے خلاف قومی جدوجہد کی استحکام کی سیاست کی راہ پر چلتی رہی ہے۔اور یہ پارٹی کسی ایک فوجی ونگ کی سیاسیات کی مطلق دست نگری کا انکار کرتی رہی ہے۔چنانچہ تیس کی دہائی میں بعث پارٹی نے سرفروشانہ جدوجہد میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔اور حریت واشترا کیت کے کسی بھی موقع کو ضائع نہیں جانے دیا۔خواہ وہ استعمار کے خلاف تھا یا رجعت پسند طبقے کے خلاف۔

Marfat.com

اگرچہ ابتدائی سالوں میں جماعت کا نظریہ زیادہ واضح نہ تھا، خاص طور پر اس کا مزدوروں کا ڈیموکریٹک نظریہ اور لبرل نظریہ غیر واضح تھا۔ لیکن یہ اپنے نظریہ کے اساسی خطوط متعین کرنے میں کامیاب ہوگئی اور 1963ء کی چھٹی قومی کانفرنس میں اِن نظریات کا بنیادی نقشہ یوں سامنے آیا۔

- انقلاب عوامی جدوجہد سے پیدا ہوگا جو محنت کش طبقہ کے مفادات کا نمائندہ ہوگا۔ جو داخلی و خارجی آزادی کے استحکام کو ثابت کرے گا۔
- یہ انقلاب جدید استعماری قوتوں سے مقابلہ کرے گا اس کو ختم کرے گا اور اس کی مفاد پرستانہ بنیادوں کو اکھیڑے گا۔ خاص طور پر تیل کی دولت پر قبضہ کے مفاد کو ختم کرے گا۔ یہ جدید استعمار جو اقتصادی بنیادوں کی مشکلات کا بانی تھا اور مفاد پرست طفیلی طبقہ کا حلیف تھا اور اقتصادیات پہان کے غلبہ کو مستحکم کر رہا تھا۔

اس انقلاب کی بنیادیں اس بات پر تھیں کہ:

''یہ عوامی انقلاب جب اشتراکیت کی طرف بڑھے گا تو اس کا بنیادہ ہدف استعمار کو ختم کرنا ہوگا۔''

2۔ عربی قومی طاقتوں کی صف بندی اور اشتراکیت کی تشکیل کے لیے علمی اسلوب ہی عربی اقتصادیات کو ترقی کے ساتھ جوڑے گا۔

3۔ خارجی سطح پر انقلابی سیاست اشتراکی مفہوم سے پیدا ہوتی ہے جو مفاد پرستی کی تمام شکلوں کا انکار کرتی ہے۔ خواہ وہ وطنِ عربی کے اندر ہوں یا باہر۔ یہ سیاست عرب عوام کی قوت پر قائم ہوگی اور بعث پارٹی نے عرب قوم کو بین الاقوامی سطح پر استعمار کے خلاف لڑنے والے حلیفوں کی صف میں کھڑا کیا اور تیسری دنیا کے لوگوں کی حفاظت کی ضمانت دی اور ایجابی و غیر جانبدارانہ سیاست کو وجود بخشا اور اس کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کیا۔ اقتصادی آزادی کو مرحلہ وار ثابت کیا اور استعمار کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا۔ اسی طرح پوری دنیا میں آزادی کی تحریکات کو استحکام بخشا۔

پارٹی کو یقین تھا کہ آزادی کے میدان میں، عرب آزادی کی تحریکوں کو اور خاص طور پر صیہونیت کے خلاف تحریک کو استحکام دیں گے اور عنقریب فلسطین کے مسئلہ کو جو تیسری دنیا کا ایک مسئلہ ہے حل کریں گے۔

Marfat.com

○ عوام کو سیاسی آزادی حاصل ہونی چاہیے جو ایک پوری سوسائٹی کے لیے ہوگی کیونکہ مغرب میں جب مزدوروں نے جاگیرداروں کے خلاف انقلاب برپا کیا تھا تو شروع میں انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ انقلاب ساری قوم کے لیے ہے۔ مگر وہ انقلاب زیادہ دیر اس نظریہ سے متاثر نہ رہ سکا۔

○ مغرب کی پارلیمانی ڈیموکریسی متوسط طبقہ کے ساتھ پروان چڑھی اسی لیے شروع میں انہوں نے صرف مالدار طبقوں کی نمائندگی کی۔ پھر جب مزدوروں کی تحریک بڑھی تو پوری قوم کو انتخابات کا حق ملا اور یہ ان کی طویل سیاسی جدوجہد کا نتیجہ تھی۔ لیکن ووٹوں کی بنیاد پر قائم انتخابات نے فقط انتظامی، اقتصادی فوجی اداروں تک ہی حکومت کو محدود کر دیا۔ یہ پارلیمانی نظام روبہ زوال ہونے لگا۔ دوسری طرف اشتراکی انقلاب کے روسی اتحاد میں فتح مند ہونے سے اس کے بحران میں مزید اضافہ ہوا۔ کیونکہ اس دوران دونوں عالمی جنگوں کے درمیانی عرصہ میں (روس میں) اشتراکی نظام حکومت ہو گیا تھا۔ اور ایشیا میں قومی انقلابات کو کامیابی حاصل ہو رہی تھی اور سرمایہ دار صنعتی شہروں میں جدید صنعتی انقلاب کے عہد میں یہ اشتراکی انقلاب ان میں بھی داخل ہو رہا تھا۔

○ بلادِ عرب میں اس پارلیمانی ڈیموکریسی کے کمزور ہونے کی وجہ صرف یہ نہیں تھی کہ اس کو ایک بری جماعت برے طریقے سے پیش کر رہی تھی اور اس کو بلادِ عرب پر ٹھونسنا چاہ رہی تھی بلکہ یہ کمزوری سیاسی و معاشرتی نظام سے منطقی طور پر پیدا ہو رہی تھی۔ کیونکہ یہ یورپی ممالک کے نظام کی محض نقالی تھی جس کو بلادِ عربیہ پر ٹھونسنے کی فضول اور بے کار کوشش کی جا رہی تھی۔ اسی لیے یہ نظام اپنی اس اصل جڑ سے کٹا ہوا تھا جس کی بنیاد پر اس نے بلادِ مغربیہ میں نشوونما پائی تھی۔ اس نظام کو فقط حکومتی طبقات کی حمایت حاصل تھی جو متوسط طبقہ کے لوگ نہ تھے بلکہ جاگیردار لوگ تھے۔ اسی لیے ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام ایک کمزور اور مزاحیہ کارٹون اور ایک غلط اور جعلی نسخہ کی حیثیت سے باقی تھا جو یورپی نظام کی نمائندگی کر رہا تھا۔ یہ کسی بھی اعتبار سے قومی اشتراکی جدوجہد کے مشن کا سامنا نہیں کر سکتا تھا۔ اِسی طرح یہ نظام سیاسی زندگی میں بھی اپنی جڑیں مضبوط نہیں کر سکتا تھا۔ اب انقلابات کی ناکامیوں اور بعض عرب علاقوں میں شخصی حکومتوں کی پیچیدگیوں نے اس بات پر زور دیا کہ ڈیموکریٹک انقلاب اپنے تمام مقاصد اس وقت ہی پورے کر سکتا ہے جب یہ شروع سے ہی قومی تنظیم کی بنیادوں پر قائم ہو، جو جمہوری ڈیموکریسی کی نہایت وسیع اور گہری شکل

Marfat.com

کی ضمانت دیتا ہو۔ اور خاص طور پر مزدوروں اور کسانوں کو اور عمومی طور پر محنت کش عوام کو ایک فعال کردار ادا کرنے کا وسیع اور ابتدائی میدان مہیا کرے۔

○ ہمارے علاقوں میں ڈیموکریٹک نظامِ انقلاب ان جاگیردارانہ اور متوسطہ طبقہ کے حُکام کے ہاتھوں سے نظامِ حکومت کو نکال کر جمہورِ عوام کے ہاتھوں میں دے دے گا۔ البتہ یہ نظام اور انقلاب یہ نہیں چاہتا کہ یہ ڈیموکریٹک انقلاب ڈکٹیٹر شپ یا شخصی حکومت یا بیورکریٹ گورنمنٹ یا کسی فوجی حکومت کی شکل میں تبدیل ہو جائے۔

○ محنت کش عوام کی مصلحتوں اور ان کے مفادات کے لیے برپا کیا جانے والا یہ جمہوری انقلاب، رجعت پسند سیاسی طاقتوں کو بھی ختم کرے گا۔ البتہ ضروری ہے کہ انہیں قانونی بنیادوں پر ختم کیا جائے جیسا کہ یہ ضروری ہے کہ یہ انقلاب بھی قانونی اور قومی بنیادوں پر قائم ہو۔ اس رجعت پسند طبقے نے گزشتہ ہزاروں سالوں میں کبھی بھی عوام پر ترس نہیں کھایا۔ اسی لیے اس رجعت پسند نظام کو دوبارہ طاقت ور بننے کا ہرگز موقع فراہم نہ کیا جائے۔ اسی لیے عوام پر ضروری ہے کہ وہ ان کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور خوب ڈٹ جائیں۔ کہ یا تو نظام رہے گا یا عوام رہے گی (دونوں میں سے ایک دوسرے کو ضرور ختم کردے اور دوسرا ختم ہونے کو بھی تیار رہے) اور کوئی درمیانی راستہ جھوٹ کے سوا اور کچھ نہ ہوگا جو اسی رجعت پسند نظام کو دوبارہ لے کر آجائے گا۔

○ یہ انقلابی تنظیم اپنے بنیادی ڈھانچے میں ہمیشہ عوام کے ساتھ ایک زندہ رابطہ رکھے گی۔ وہ اس میں ایک ہی وقت میں ترقی بھی کرے گا اور اس کو اور زیادہ مضبوط بھی کرے گا۔ وہ عوام سے سیکھے گا بھی اور اس کے ساتھ مل کر زندگی بھی گزارے گا۔ اور اس کے ساتھ ایک فعال تعلق رکھے نہ کہ نرا ہمدردانہ تعلق۔ صرف اسی نظام کے لیے یہ بات ممکن ہے کہ وہ عوامی جمہوریت کے لیے جمہوری اور مرکزی رنگ کو باقی رکھے۔ کیونکہ جس حکومت میں یہ شرائط پائی جاتی ہیں وہ حکومت ہی اقتصادی نشوونما اور اشترا کی تبدیلی کو ثابت اور قائم کرنے کے لیے جمہور عوام کو تمام بشری اور مادی طاقتوں کو جمع کرنے کی تحریک دینے کے لیے ایک لائحہ عمل دے، انہیں اس کے لیے یکجا کرے اور ان کی صف بندی کرے۔

○ وہ انقلابی تنظیمی خدوخال جن میں ڈیموکریٹ عوامی حکومت کو مرکزیت حاصل نہ ہو وہ قوم کا متبادل نہیں بلکہ وہ انقلاب تو قومی اعتماد کے ذریعہ آتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس منتخبہ

Marfat.com

فاشسٹ نظام کے مفہوم میں جو قوم کو اس طرح دیکھتی کہ اس نے ہی اس کو یہ کامیابی دلوائی ہے اور ان کے ووٹوں سے ہی وہ منتخب ہوئی ہے اور اس اشتراکی مفہوم میں فرق کرنا چاہیے جو سارا دارومدار ہی اپنی سرفروش مجاہد قوم پر رکھتی ہے (نہ کہ اس میں وہ عوام بھی داخل ہے جس نے اس ڈیموکریٹک انقلاب کے برپا کرنے میں کوئی کوشش بھی نہیں کی)۔

اسی لیے بعث پارٹی نے شروع دن سے آزادانہ انتخابات کے ذریعے قومی جمہوری اور انقلابی اداروں کو قائم کرنے پر زور دیا۔ کہ شہری سطح سے لے کر ملکی پھر قومی سطح تک اسی طرز کے ادارے قائم کیے جائیں۔

قومی اشتراکیت کا مشن یہ ہے کہ اس انقلاب میں جس کا سرچشمہ قومی انتخابات اور عوامی ووٹ ہیں اور اس حریت میں جوڑ پیدا کیا جائے جو قومی اداروں اور نمائندہ تنظیموں میں پائی جائے۔ یہ مشن اسی وقت ہی سر ہو سکتا تھا کہ جب بعث پارٹی اپنے گرد پھیلی ہوئی عوام کو جمع کرے جس کی بنیاد یہ ہو کہ عوام ہی انقلاب کا پلیٹ فارم ہیں۔

○ مرکزی ڈیموکریسی کی سیاسی تنظیم میں پس ماندہ شہروں کی رعایت ضروری ہے کیونکہ قیادت کی وحدت، اس کی قومیت اور اس کی ڈیموکریسی ضروری ہے اور اس کو حاصل کرنے کا فقط ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے چھوٹے بورڈ کا بڑے بورڈ کو آزادانہ انتخابات کے ذریعے منتخب کرنا اور اس کا مطلب ذمہ داری کو گھٹانا یا موجودہ انقلابی اقدامات کو روکنا یا اس قیادت کی تربیت یافتہ تحریک کو روکنا ہے جس کا اجتماعی قیادت ہونا ضروری ہے اور وہ اکثریت کی رائے کے سامنے اقلیت کی رائے کو سیاسی قیادت کی مرکزیت کے آگے جھکنے کے لیے تیار کرے۔

○ بعث پارٹی کے لیے ممکن یہ نہ تھا کہ وہ اپنی تنظیم میں ساری قوم کو شامل کر لے البتہ ان کی نمائندہ جماعتوں کی حمایت حاصل کرنا ضروری تھا۔ اس لیے عوام کو کسی تنظیم کے بغیر چھوڑنا مناسب نہ تھا کیونکہ اس صورت میں وہ ایک بے رخی دھند میں بدل جائے گی۔ عوام کا اپنی تنظیمیں بنانا گویا ان کے مطالبات کو پورا کرنے اور ان کی امید کو بر لانے کا ایک قومی ذریعہ ہیں۔ چنانچہ مزدور یونین، کسان یونین، سٹوڈنٹس فیڈریشن، ینگ فیڈریشن، ملازمین کی تنظیم، پیشہ وروں کی تنظیم، وومن فیڈریشن .... وغیرہ تنظیموں اور جماعتوں کو بنایا جائے۔ اور ان تنظیموں کے قائم کرنے سے بعث پارٹی کی غرض فقط تحریک اٹھانا تھا کہ یہ عوام کی فکری اور جمہوری امنگوں کو بڑی گہرائی سے

Marfat.com

اجاگر کریں گے۔ یہی طرز آگے چل کر ڈیموکریٹک انقلاب کی ضمانت بنے گا۔

○ بعث پارٹی بنیادی طور پر ان سیاسی طاقتوں کے محاذ کی قیادت کر رہی تھی جو انقلابی اختیارات کو استعمال کرتی ہیں اور اس سے یہ ضروری نہیں کہ یہ عمل ڈیموکریسی سے دور ہو جاتا۔ اور بعث پارٹی کا اساسی نظریہ یہ تھا کہ مرکزی اقتدار کو حاصل کرنے کے لیے مرحلہ وار اجتماعی عمل کو اختیار کرنا ہوگا۔ کیونکہ دنیا کے اجتماعی تجربات ہمیں یہی سبق دیتے ہیں اور خاص طور پر ترقی پذیر شہروں اور علاقوں کے حالات تو اسی کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ قوم کی ''جمہوری نظام'' کے لیے کوششیں اجتماعی عمل کی کامیابی کی ضمانت ہیں۔ مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔

1۔ بعث پارٹی کچلی ہوئی اور پسی ہوئی عوام کی اکثریت کی قیادت حاصل کرے۔

2۔ بعث پارٹی کی قیادت میں داخلی طور پر ڈیموکریسی کو اختیار کرنا۔

○ سرمایہ دارانہ نظام اور عددی و تنظیمی طبقہ کی عددی کمزوری بیوروکریسی کے موضوعی احوال پیدا کرتی ہے۔ اسی لیے پیداواری وسائل، مزدوروں کی تنظیم اور حکومت کے تسلط سے اس کی آزادی کے لیے ڈیموکریسی کا ادارہ قومی ڈیموکریسی کی ترقی کی راہیں کھولے گا۔ اور سرمایہ دارانہ نظام کو کمزور کرنے میں اپنا کردار ادا کرے گا

○ حکومتی مشینری کی اجتماعی اور قومی ترقی کا نقطۂ آغاز وہ زبردست قومی نگرانی ہے جس کے ذریعے ترقی کا عمل تیز ہوگا کیونکہ یہ نگرانی ان اداروں کی ذہنیت، ان کے اسلوب اور طریقۂ عمل کی تجدید کرے گی اور یہ نگرانی ان اداروں کو ایک روٹین (کے کام جس میں کوئی روح نہ ہو)، لاپرواہی، اور بیوروکریٹک جمود سے نکالے گی اور یہ ملازموں کو حکومت کے ساتھ تجارتی تعلقات سے آزاد کرے گی اور ان ملازمین کو ایسا پکا شہری بنائی گی جو عوام کے اہداف کو حاصل کرنے کا ضامن ہو۔

○ شہری اور فوجی انقلابی دستوں اور مختلف طبقوں کا باہمی ایک دوسرے میں گھل مل جانا باہمی عملی آئیڈیالوجی کو وجود میں لانے کے لیے ضروری تھا۔ یہ عمل فکری سطح پر اور عملی سطح پر اشتراکی تعمیر کے لیے ایک کامل عمل اور متحدہ مشترکہ کوشش کے لیے ضروری تھا اور یہ عمل فوجی کاوشوں اور جماعتی کوششوں کو ضائع ہونے سے بچاتا تھا۔

بعث پارٹی نے اس بات پر زور دیا کہ فوج کو سیاست سے دور رکھنے کا نظریہ بنیادی طور پر

Marfat.com

ایک رجعت پسندانہ اور مڈل طبقہ کی سوچ کا نظریہ ہے۔ کیونکہ یہ نظریہ فوج کو عوام سے دور کر دیتا تھا اور فوج محض حکومت کو (آزادی اور اجتماعی عمل کو) ختم کرنے والا ایک آلہ بن کر رہ جاتی تھی۔

پارٹی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ جیش کی سیاسی تربیت اور تعلیم اور اس کی آئیڈیالوجی فوجی تربیت سے کسی بھی حال میں کم اہمیت کی حامل نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ایک جدید انقلابی مفہوم کے لیے ایک عمدہ پلیٹ فارم مہیا کرتی تھی۔ جس کی بنیاد بلند مثالوں پر قائم تھی نہ کہ جبر و استبداد کے خوف پر۔

○ انقلابی سیکٹرز اور انقلابی حکومت ہمیشہ سے اس بات کا مطالبہ کرتی رہی ہے کہ عوام کے تمام سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی مسائل کو واشگاف بیان کیا جائے انہوں نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ سب خطاؤں اور غلطیوں کو کھولا جائے خواہ جان بوجھ کر کی ہوں یا بھولے سے، چھوٹی ہوں یا بڑی۔

اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی کمزوریوں کو واضح کیا جائے۔

اور اشتراکی عمل کی تعمیر کی راہ میں درپیش دقتوں اور مشکلات کو واضح کیا جائے۔ خواہ یہ مشکلات ان جانے میں پیش آئی تھیں یا موقع پرستی، تخریب کاری یا لاپرواہی کا نتیجہ تھیں، بہر حال ان سب باتوں کو واضح کیا جائے۔

اور یہ اعلان درحقیقت عوام کے انقلاب کے پائے استقامت کو متزلزل نہ کر سکتا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس ان باتوں کے سامنے آنے سے ان تمام مشکلات کو کسی مناسب وقت میں ختم کرنا آسان ہو جاتا۔

○ سب سے ضروری یہ تھا کہ پورے خطہ سے ناخواندگی کو نہایت تیزی کے ساتھ بالکل ختم کر دیا جائے اور ملک کے اَن پڑھ باشندوں کی تعلیم فقط لکھنے پڑھنے کی حد تک نہ ہو بلکہ انہیں ایک حد تک علوم و معارف کا جاننے والا بنا دیا جائے۔ جو انہیں ان کے جمہوری حقوق کا شعور بھی دے۔

لہٰذا حکومت، بعث پارٹی اور تقریباً ساری عوام پر سب سے زیادہ لازمی بات یہ تھی کہ وہ ناخواندگی کو بالکل ختم کر دیں۔

○ مکمل قومی جمہوریت کا عمل اس وقت تک نامکمل اور ادھورا رہے گا جب تک عورت

Marfat.com

عام معاشرتی زندگی سے دور رہے گی۔ اسی لیے ڈیموکریسی کے لیے ضروری تھا کہ عرب عورت آزاد ہو۔ مزید یہ کہ یہ ایک انسانی لازمہ بھی ہے کہ جہاں مرد آزاد ہے وہاں عورت بھی آزاد ہو۔ اس لیے حکومت اور بعث پارٹی کا انقلاب دونوں مل کر عورت کے بارے میں منفی نقطۂ نظر کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور دونوں مل کر عورت کے بارے میں رجعت پسندانہ افکار کو ختم کریں گے اور وہ اپنی اس کوشش میں اس منفی فکر کو ختم کر کے عورت کے لیے عام زندگی میں ایک فعال کردار کی راہ ہموار کریں۔

اسی وقت یہ انقلاب ان سطحی فکروں کو ختم کرنے کا بھی مطالبہ کر رہا تھا جو عربوں کے رسوم ورواج کے منافی عورت کی آزادی کا تصور رکھتا تھا اور سماجی انصاف کی تعمیر میں زبردست رکاوٹ تھا۔

عورت کو حقیقی آزادی دو میدانوں میں محنت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

1۔ ایک تو مختلف عادات اور رسوم ورواج کے خاتمے جدوجہد کے ذریعے۔

2۔ اور دوسرے بظاہری آزادی کے متوسط طبقے کے تصور کے خلاف جدوجہد سے۔

لہٰذا ضروری تھا کہ عورت کی آزادی کے اس جدید مفہوم کو عربی معاشرہ کی اجتماعی تعمیر کے قضیہ کے ساتھ ملا دیا جائے۔

(3) اشتراکیت

اشتراکیت کی طرف عربی راہ کے خدوخال اور اس کے نقوش

بعث پارٹی کی تاسیس کے وقت قومی مسئلہ مختلف خیالات، نظریات اور آراء وافکار کا ایک بے منزل مجموعہ تھا، جس کو عوامی جدوجہد کی راہ نظر نہ آتی تھی اور اس کو مزدور، محنت کش اور بے بس عوام کے طبقہ بلکہ ان کے سوادِ اعظم کے مفادات کی کوئی تدبیر نہ سوجھتی تھی۔ ان محنت کشوں اور بے بس عوام کے مسئلہ کی تعمیر کا دعویٰ ایک طرح سے قومی مصلحت کے انکار پر مبنی تھا۔ سب سے پہلے بعث پارٹی نے قومی مسئلہ کے پہلو بہ پہلو اشتراکی مسئلہ کو پیش کیا۔ اس نے دورِ جدید کی روح کو پیش کیا، وہ یوں کہ بعث پارٹی نے قومی اور اشتراکی جدوجہد کے درمیان اس ربط اور جوڑ کو پیش کیا جو

Marfat.com

کبھی نہ ٹوٹے۔

جس وقت فاشزم اور نازی ازم کے خلاف عالمی جنگ چھڑی ہوئی تھی ٹھیک اسی وقت بعث پارٹی نے جمہوری مسئلہ کو نظر انداز نہیں کیا۔ اور ان مقامی نعروں کو بلند نہیں کیا جو اشتراکی مسئلہ کو ایک کونے میں رکھ رہے تھے۔ بلکہ اس نے مفاد پرست جماعتوں کے خلاف جدوجہد کا علم بلند کیا اور اس کو ان خطوں میں بلند کیا جہاں جاگیردارانہ اور مفاد پرستانہ نظام اپنی جڑیں مضبوط کر چکا تھا اور سرمایہ دارانہ نظام خوب مضبوط ہو چکا تھا۔

ان علاقوں میں بعث پارٹی نے عربوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ کر دکھایا کہ عوام کو طبقاتی اور سیاسی کشمکش کے میدان میں اتارا۔ یوں بعث پارٹی نے سرفروشانہ قومی جدوجہد کی جڑوں کو اور زیادہ گہرا کیا اور اس کو اپنا قومی واشتراکی مفہوم دیا۔

اور باوجودیکہ بعث پارٹی کی اشتراکی فکر نے اپنے تاسیسی مرحلے میں اور گزشتہ سالوں میں کسی منفی رویہ کو اختیار نہ کیا اور قومی وحدت کی جدوجہد میں اس کو جو مشکلات اور مصائب سوشلسٹوں کی طرف سے پیش آئے اس پر بھی اشتراکیت کے بارے میں کوئی منفی رویہ اختیار نہ کیا۔

ہاں البتہ اپنے شروع کے مراحل میں اور اپنی اشتراکی وعالمی فکر میں بعث پارٹی کی یہ اشتراکی فکر عربوں کو اشتراکیت کے خدوخال کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئی۔ اور 1963ء کی چھٹی قومی کانفرنس میں اور اس کی بعد والی کانفرنسوں میں پارٹی نے ان نظریات کے واضح خطوط متعین کیے اور ان میں کوئی شبہ اور وہم باقی نہ رہنے دیا۔ اور اس نے ان خدوخال کے لیے روشن مستقبل کے تمام دروازے وا کر دیئے۔ ان تمام کانفرنسوں میں بعث پارٹی اس کے واضح نقوش پیش کرتی رہی۔

ان بعض اشتراکی تبدیلیوں کی غلطی اور مختلف خطوں میں اس کی کامیابیوں کے تناظر میں بعث پارٹی نے اپنے اہم وثیقہ (اشتراکی نظریہ کے بعض اہم اصول اور ان کا دائرۂ عمل) میں اپنے اساسی اشتراکی ہدف کو بیان [illegible] اور متعین [illegible] کی قرارداد کو چھٹی قومی کانفرنس نے منظور کر لیا اور وہ وثیقہ درج ذیل تھا:

''جدید معاشرتی نظام ایسے موضوعی اقتصادی، معاشرتی، فکری اور جدید سیاسی حالات

Marfat.com

پیدا کرتا ہے جن کی بناء پر ایک انسان تسلط و جمود اور سامراجیت کی سب قسموں کے چنگل سے آزاد ہو جاتا ہے اور اس کو ایسے مواقع میسر آتے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ ایک کامل آزاد انسان بن جاتا ہے۔"

اِن بلند مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اور عرب معاشرے کو ان مشکلات سے نکلنے کے لیے درج ذیل شرائط و احوال کی ضرورت ہے۔

- ان مادی مفاد پرست حالات کو جو ایک شہری کی آزادی کے جوہر کو سلب کر لیتے ہیں ختم کیا جائے۔
- اشتراکیت کے ڈیموکریٹک تصور کو گہرا کیا جائے کیونکہ حریت ہی وہ گہری اور مضبوط بنیاد ہے جس کی دیواروں پر اجتماعیت کی عمارت بنے گی۔
- شہریوں کی عملی اور اجتماعی تربیت کی جائے جو ان کو تمام فرسودہ، بوسیدہ رسموں اور موروثی معاشرتی پستیوں سے نکال کر آزاد کروائے گی۔ جس سے ایک جدید عرب معاشرے کی ذہنیت وسیع اور علمی بنے اور وہ جدید اشتراکی اخلاق سے متمتع ہو۔ اور وہ اجتماعی قدروں پر ایمان رکھتا ہو۔

اب مَیں ذیل میں بعث پارٹی کی وطنِ عربی میں اشتراکی کامیابیوں کا خلاصہ درج کرتا ہوں۔ جو ان کے وثیقہ میں مذکور ہیں:

- پس ماندہ علاقوں میں خاص طور پر خطۂ عرب میں ایک ہی وقت میں دو اہداف کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا حاصل ہونا بھی اشتراکیت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ وہ یہ ہیں:

1۔ استحصال کا بالکلیہ خاتمہ

2۔ ان علاقوں کی موروثی ناخواندگی اور پسماندگی ختم کرنا اور انہیں ترقی پذیر صنعتی شہروں کے ساتھ ملانا۔

- دوسری جنگِ عظیم کے بعد بعض عرب علاقوں میں جو اقتصادی ترقی ہوئی وہ دوسرے اکثر علاقوں میں رُک گئی۔ اب ان علاقوں میں ترقی کا تناسب اس شرح فیصد سے کم ہو گیا جو ان شہروں کے باشندے چاہتے تھے۔ اور یہ فقط جاگیردارانہ نظام کا نتیجہ تھا۔

Marfat.com

مقامی عرب سرمایہ دارانہ نظام جدید صنعتی ترقی کی شرائط پوری کرنے سے عاجز آ گیا تھا کیونکہ یہ تجارتی اور سودی سرمایہ تھا۔ اور یہ پیداواری وسائل کی کمی اور ان کی کمزوری کی وجہ سے تھا۔ جس نے خطوں میں اشیائے صرف کی پیداوار کو کمزور کر دیا، اور ان کی ترقی تیز کاروباری اور نفع دینے والے علاقوں سے کم تھی اس امر کے تسلسل نے ان علاقوں کو دائمی فقر اور پس ماندگی میں مبتلا کر دیا۔ جس طرح کہ ہماری اقتصادی حالت اور ترقی یافتہ شہروں کی اقتصادی حالت کے درمیان فاصلہ زیادہ گہرا اور بڑا ہوتا گیا۔

- قومی آمدنی اور خاص بچت کی کمزوری اور مقامی سرمایہ کاری کے مضاربت، تجارت، فوری نفع اور سودی کاروبار کی طرف رُخ نے مروجہ سرمایہ کاری کی راہ کو بند کر دیا جس سے ترقی کا عمل جامد ہو گیا۔
- آزاد سرمایہ دارانہ اقتصادیات نے معیشت کی انارکی اور لاقانونیت کو اور زیادہ ہوا دی اور جدید سامراج کے لیے اور زیادہ راہ ہموار کرنے کے موضوعی حالات پیدا کیے اور ملک میں فقط یہ نظام رہ گیا کہ ملکی وسائل و ذخائر فقط مالداروں کے ہاتھوں میں رہ گئے اور طفیلی معاشرتی سرگرمیوں کو استعمار کے ساتھ ملی ہوئی معاشرتی سرگرمیوں پر ترجیح دی جانے لگی۔ اور ملکی وسائل فقط ان کے ہاتھوں میں ہی رہ گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام فقر و افلاس اور تنگی میں مبتلا ہو گئے۔
- اشتراکی نظام ہی عوام کو اس کی تمام مادی طاقتوں سمیت سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف صف آرا کر سکتا تھا۔ تاکہ اس تیز رفتار علمی اور ٹیکنالوجی کے دور میں مطلوبہ علمی ترقی کو حاصل کیا جا سکے۔ کیونکہ اس وقت دنیا دوسرے صنعتی انقلاب کے دروازے پر کھڑی ہے۔ جبکہ عربی سرمایہ داری ابھی تک پہلے صنعتی انقلاب تک نہیں پہنچ سکی۔ تو وہ دوسرے صنعتی انقلاب تک پہنچے سے بدرجۂ اولی درماندہ اور عاجز ہے۔ اب جبکہ ہماری سرزمینِ عرب دوسرے صنعتی انقلاب تک پہنچنے سے عاجز ہے اور ہمارا خطۂ عرب اس تک پہنچنے میں یقیناً بہت زیادہ دور ہے۔ اِسی طرح ہمارا متوسط طبقہ کا سرمایہ کاری کا نظام، افرادی قوت کی دیہاتوں میں تربیت کرنے سے عاجز ہے۔ اسی طرح یہ پیداوار کی عملی تنظیم کرنے سے بھی لاچار ہے۔ اور شہروں کی طاقتوں اور ان کے بے کار

Marfat.com

پڑے وسائل کو کام میں لانے سے بھی عاجز ہے۔

چنانچہ بعث پارٹی کے اس چارٹر میں اشتراکی تبدیلی کی سیاست کے مندرجہ ذیل خطوط متعین کیے گئے:

1۔ معاشرہ کی اقتصادی تبدیلی اور قومی معاشی نظام کی تیز ترقی کے موضوعی احوال پیدا کرنے کے لیے اہم پیداواری سیکٹرز، اور مال کی پیداوار کے وسائل، بنیادی وسائل نقل وحرکت، مفاداتِ عامہ، بڑے زمینی وسائل خارجی تجارت، اور داخلی تجارت ان سب وسائل کو عوام کے ہاتھوں میں دے دیا جائے گا۔

2۔ خطۂ عرب میں موجودہ قومی جدوجہد کے احوال کی وجہ سے اور اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ متوسط طبقہ کے عناصر ان اساسی قوتوں میں سے کسی ایک کو متشکل کرتے ہیں وہ اس مجاہدانہ جدوجہد سے بیدار ہوتی ہے اور قومی جدوجہد کے عددی وسعت کی وجہ سے کہ ان کا اشتراکی سیکٹر میں داخل ہونا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ یہ سب باتیں ایجابی صورت میں پوری ہوں۔ اور یہ سیکٹر ان کامیابیوں کو ثابت کرے جن کی نشوونما اور بنیادی مضبوطی ثابت ہو چکی ہو۔ وہ یوں کہ عوام کی اس سیکٹر میں پیوستگی انہیں اس بات کا اطمینان دلائے گی کہ ان کا مستقبل محفوظ اور مضبوط ہے۔ اور اجتماعی تعلیم وتربیت میں یہ لگاتار مقابلہ انہیں کامیابی دلائے گا۔

3۔ نیشنلائزیشن اشتراکیت کی طرف پہلا انقلابی قدم تھا۔ یہ معاشرہ کے لیے اشتراکی تبدیلی کا راستہ کھولے گا اور جن پس ماندہ شہروں میں ابھی تک اشتراکیت کے لیے مادی مراکز میسر نہیں ہوئے ان میں اکثر اوقات نیشنلائزیشن کا عمل سرمایہ داری نظام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

4۔ اشتراکیت کو جس ''زمینی'' مسئلہ کا سامنا تھا وہ اس قانون کو ثابت کرنے کا تقاضا کرتا تھا کہ ''زمین اسی کی ہوگی جو اس میں کھیتی باڑی کرے گا'' اور اس میں شخصی ملکیت نہ ہو اجتماعی فارمز بالآخر گاؤں میں اشتراکیت کا خاکہ ہیں کیونکہ وہ اشتراکیت کی پیداوار کے تعلقات کو تخلیق کرتے ہیں اور اس میں جاگیردار طبقہ کی نمائندگی کو ختم کرتے ہیں۔ مغربی یورپ میں اسی طرح ہوا تھا اور یہ اشتراکیت اپنے سیاسی پہلو میں ایک قوتِ محافظہ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

تعلقات کی یہ شکل پیداواری عمل کی ترقی کے لیے موضوعی حالات کو پیدا کر سکتی ہے۔ اور زرعی ترقی کے پروگراموں اور ان کی تنفیذ کے لیے مضبوط خطوط پیدا کر سکتی ہے اور کسان سے

Marfat.com

جو زمین کی ملکیت کا حق چھین لیا گیا تھا تاریخ میں پہلی مرتبہ اس کو شخصی ملکیت کا حق دیا جائے گا اور اس سے دیہاتوں کی معاشرتی زندگی کی سطح شہری زندگی کی معاشرت کے برابر ہو جائے گی۔

یہ زرعی انقلاب فقط زراعت کی اصلاحات ہی نہ تھیں بلکہ اس انقلاب نے دوسرے پیداواری شعبوں میں بھی تیز ترقی کے دروازے کھول دیئے۔ کہ جب یہ کسان داخلی فقر و فاقہ اور استحصال سے نجات پائیں گے تو ترقی کا ایک وسیع داخلی بازار کھلا پائیں گے۔ لیکن اس انقلاب کی کامیابی کی بنیادی شرط یہ ہے کہ سب کے سب کسانوں کو اس زرعی انقلاب میں اور اس کی ذمہ داری میں ایجابی صورت میں شامل کیا جائے۔

5۔ یہ اشتراکی لائحہ عمل ہی تمام قومی، مادی، طبعی اور شہری وسائل کو بڑے فعال طریقہ سے علمی اور عملی طریقہ سے کام میں لا سکتا ہے۔

اور ہماری قوم جس ثقافتی اور اقتصادی پس ماندگی کو دیکھ رہی ہے وہ اقتصادی سطح کی ترقی اور اشتراکی انقلاب کے برپا کرنے کے لیے ہماری قوتوں کے استعمال کو طلب کر رہی ہے۔

ایک منصوبہ بندی ہی تھوڑے عرصہ میں ملکی وسائل کو استعمال کر کے ملک کو صنعتی ترقی کی راہ پر ڈال سکتی ہے اور اگر منصوبہ بندی نہ ہوگی تو یہ ذخیرہ اندوزی کا عمل، سودی معاملات اور زرعی زمینوں کے معاملات کو تباہ کر دے گا یا لوگوں کو آرام پرست بنا دے گا۔ صرف منصوبہ بندی کے ذریعے ہی ذخیرہ شدہ وسائل و اموال سے زبردست ترقی اور پیداوار کے منصوبے اور اسکیمیں بنائی جا سکتیں ہیں۔

6۔ اشتراکی معاشرہ کی تعمیر کا کوئی لگا بندھا قانون نہیں جو پلک جھپکنے میں بیورو کریسی کو ختم کر دے بلکہ یہ ایک مسلسل اور لگاتار عمل ہے جس میں صبر اور قربانی بہت ضروری ہے اور اس میں سرِ فہرست انقلابی جماعت ہوتی ہے جو انقلابی تنظیموں، انقلابی عوامی صفوں اور تعلیم یافتہ انقلابیوں، اور مزدوروں اور کسانوں سے چنی ہوئی ہوتی ہے وہ ہی اس عوامی تحریک کی قیادت پر قادر ہے۔ جس میں ہماری قوم جی رہی ہے۔ اور یہ ہی ان حالات کو پیدا کرنے پر قادر ہے کہ عوام کو منفی سیاسی انجماد کی طرف جانے سے روکے۔ بعث پارٹی نے اشتراکیت کے لیے ان نکات پر توجہ مرکوز کرنے کا اعلان کیا جو نظری اور اسٹریٹیجک دونوں سطحوں پر تھے۔ لیکن پارٹی نے چھٹی قومی کانفرنس کے بعد ان خطوط کی وضاحت کا ایک اور قدم اٹھایا اور خاص طور پر اشتراکی تبدیلی کے اسٹریٹیجک

Marfat.com

میدان میں قدم اٹھایا گیا۔ 1965ء کی آٹھویں سالانہ قومی کانفرنس میں بعث پارٹی نے دو اہم باتوں پر زور دیا تھا۔ ایک، عربوں کے تیل پر اور دوسرے، اشتراکیت کی تطبیق کے لیے ایک ڈیموکریٹک ادارے کے قیام پر۔

چنانچہ بعث پارٹی نے تیل کی سیاست میں مندرجہ ذیل اصول طے کیے:

1۔ بعث پارٹی کی تیل کی سیاست کا آخری ہدف یہ ہے کہ اس قومی دولت کو نیشنلائز کیا جائے اور صرف ایک متحدہ عربی قومی تنظیم بنائی جائے جو تیل کی پیداوار، اس کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی، اس کی ریفائننگ، اور اس کی عالمی منڈی میں قیمت کا کنٹرول سنبھالے اور تیل کو استعمال کرنے والوں ملکوں کے ساتھ تجارتی بنیادوں پر تعلقات کو مستحکم کرے۔

2۔ یہ ہدف اس عربی انقلاب کی اسٹریٹیجی کا ایک حصہ ہے جس کا ہدف خطۂ عرب کو استعمار کے چنگل سے آزاد کرانا، اور رجعت پسندانہ نظام کو ختم کرنا ہے جو سامراجیت کے تابع ہے۔

3۔ عربی تیل کی انڈسٹری کی نیشنلائزیشن کا نصب العین اب اس قابل ہو چکا ہے کہ فنی اور مالی لحاظ سے اس کو اسی وقت نافذ کر دیا جائے اور تیل کی دولت کو قومیا لیا جائے۔ اور یہ نیشنلائزیشن اس وقت ممکن ہو گی جب سب عرب علاقے ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے کے دست و بازو بنیں اور ان خطوں کی حکومتیں استعمار کے پنجے سے خود کو آزاد کرا لیں۔

البتہ اس سیاسی ہدف کو Gradnaly (مرحلہ وار) حاصل کیا جائے۔ اور موجودہ حالات میں قومی مصلحت کو سامنے رکھا جائے۔

4۔ نیشنلائزیشن کا نعرہ خاص طور پر شام کے اس میدان میں اتر آنے کے بعد ایک نہایت مفید اور ضروری امر بن گیا جس کی اقتصادی اہمیت میں عوامی شعور بالکل واضح تھا۔

5۔ اس مرحلہ وار حل کا تقاضا تھا کہ تیل کی پیداوار کے منافع کے ایک حصے کو ترقی اور جنگی مضبوطی و تیاری کی اغراض کے لیے استعمال کیا جائے اور عربوں کے ان دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات میں از سر نو غور کیا جائے جن کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات تھے کیونکہ ان تعلقات کو ترک کرنا اور عوام کے سامنے انہیں واضح کرنا ضروری تھا۔ اور ان ممالک کے ساتھ تعلقات کو وسیع سطح کی مہموں میں تبدیل کر دیا جائے جس میں بعث پارٹی کے سب ادارے شریک ہوں۔

Marfat.com

6- جب تیل کے پیداواری خطوں کے حکام استعمار اور اس کی ذخیرہ اندوز کمپنیوں کے ساتھ ملے ہوں گے۔ اور ان کی مصلحت یہ ہوگی خطۂ عرب کی تقسیم کے حالات کو اور گہرا کیا جائے تا کہ خطے کی تقسیم کا عمل تیز تر ہو اور یہ حالات اس زبردست قدرتی دولت کو استعمار کے قبضہ میں دینے کے لیے سازگار بن جائیں تو عرب انقلابی پارٹی اور عوام کی مصلحت یہ ہوگی اور اس کے ذمے لازم ہوگا کہ وہ دوسرا راستہ اختیار کریں جس کی شان یہ ہو کہ وہ پٹرول کی اس عربی دولت کو خطۂ عرب کے قبضہ میں رہنے دیں اور اس بات پر خوب روشنی ڈالیں کہ عربوں کی اسرائیل سے آزادی اور خلوص میں تیل کی دولت کا ایک زبردست اثر ہے جو انہیں اپنے تین بڑے اہداف حاصل کرنے میں مدد دے گی یعنی "وحدت، حریت اور اشتراکیت۔"

7- بعث پارٹی کے ذمہ اگلا مرحلہ یہ تھا کہ وہ اس نعرہ کو کہ "عربوں کا تیل عربوں کے لیے ہے" تمام عوام تک پہنچائیں اور اس کو اپنا اساسی مقصد قرار دیں اور عرب حکام اس بات کی جرأت نہ کریں کہ تیل کی دولت عرب عوام کی بجائے دوسروں کے قبضہ میں دے دی جائے۔

○ اشتراکی تطبیق میں ڈیموکریٹک ادارہ کے میدان میں اس کانفرنس نے مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا:

1- پیداواری وسائل کی نیشنلائزیشن بذاتِ خود اشتراکی تبدیلی نہیں لاسکتی کیونکہ کسی شے کی نیشنلائزیشن (اور اس کو قومیانا) یہ ملکیت کے حقوق کو ایک خاص ملکیت سے نکال کر ملکی اور اجتماعی ملکیت میں دینا ہے۔ محض یہ تبدیلی اشتراکیت کے حقیقی مقاصد کو ثابت نہیں کرسکتی۔ ہاں یہ اس وقت ممکن ہے جب ان پیداواری وسائل کو خود ان کے پیدا کرنے والوں کے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔

2- اشتراکیت فقط اس حریت کے سائے تلے پھل پھول سکتی ہے جو معاشرتی مساوات کی بنیاد پر ہو۔ جو استحصال کو ختم کرتی ہو۔ اس بنیاد پر یہ نیشنلائزیشن اشتراکیت کی تمہید ہوگی اور ایک ایسا وسیلہ ہوگی جس کے ذریعے حکومت پیداوار کے ذمہ داروں کے لیے موضوعی حالات کو مہیا اور فراہم کرے گی تا کہ وہ خود پیداواری اداروں پر خود مختار ہوں اور اس کے ذریعے ڈیموکریٹک ایڈمنسٹریشن کو قائم کریں اور اشتراکیت کو صحیح ڈیموکریٹک رُخ دیں۔

○ 1968ء کی آٹھویں قومی کانفرنس میں بعث پارٹی نے قومی اور طبقاتی محاذ آرائی کے

Marfat.com

بارے میں درج ذیل نقاط کا اعلان کیا:

1۔ اس پہلے مرحلہ میں ہمیں اپنے بنیادی تناقض پر بھر پور توجہ دینی ہوگی یعنی استعمار اور صیہونیت کے خلاف ہماری محاذ آرائی کا خطۂ عرب میں کوئی منطقی نتیجہ نکلنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ہم اس اساسی تناقض اور دوسرے اساسی تناقضات کے درمیان بحران کو پیدا نہ ہونے دیں۔

2۔ اس بات کو لازمی طور پر جان لیا جائے کہ بعث پارٹی محنت کش لوگوں کی پارٹی ہے اور اس طبقہ کا مفاد اسی بات میں ہے کہ ہم سب سے پہلے اس مرحلہ میں استعمار اور صیہونیت کے خلاف محاذ قائم کریں۔

3۔ مختلف محاذوں اور جھگڑوں میں توازن قائم کیا جائے۔ خاص طور پر قومی جدوجہد اور طبقاتی محاذ آرائی میں اور یہ بات ان حالات میں نہایت ضروری ہے جو قوم کی منزل کو برباد کریں۔ اور اس کا ہدف یہ ہے کہ تمام قومی، مادی اور بشری طاقتوں کو جمع کیا جائے۔ اور اس سے فائدہ یوں اٹھایا جائے کہ اس مرحلہ میں دشمن سے مقابلہ کیا جائے۔ البتہ یہ توازن ہمیشہ خطۂ عرب کے محنت کش طبقہ کے مفادات کے لیے ہونا چاہیے۔

1970ء کی دسویں قومی کانفرنس میں جو اب تک ہونے والی کانفرنسوں میں سے آخری کانفرنس ہے۔ بعث پارٹی نے گزشتہ حالات کا درست تجزیہ کیا اور جن رجحانات کا اس نے 50 اور 60 کی دہائیوں میں مشاہدہ کیا تھا ان کا قرار واقعی جائزہ لیا۔ وہ اس تمام جائزہ میں اس نتیجہ پر پہنچے کہ مڈل کلاس کے لوگ اس مرحلہ میں عوامی صفوں میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اور ان کے بعض طبقے حکومت کے الٹنے اور اس کے کمزور پڑنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ جس طرح کہ حکومت کی کمزوری نے جاگیردارانہ طبقہ کو از سر نو سیاست کے سٹیج پر چڑھنے کا موقع دیا تا کہ وہ عربی سرفروشانہ جدوجہد کو ختم کر سکیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وحدت کو ختم کر دیا گیا، باہمی نا اتفاقی اور تقسیم کے عمل کو فروغ ملا، اور خطۂ عرب میں نئے سرے سے رجعت پسند عناصر کو سر اٹھانے کا موقع ملا۔ اس کانفرنس نے اس بات پر زور دیا تھا کہ 5 جون کا انقلاب اس بات کا اعلان ہے کہ اب مڈل کلاس کے لوگوں کی قیادت ختم ہوگئی اور عوامی جمہوری انقلاب کی ابتداء ہوگئی ہے یعنی اب جمہور عرب عوام اور عربی انقلاب کی آئیڈیالوجی کے درمیان منظم اور منصوبہ بند اسٹریٹیجک جوڑ کے مرحلہ کی ابتداء ہوگئی ہے۔

Marfat.com

اس مرحلہ کی قرار واقعی تجزیہ کی بنیاد پر اگلی دسویں قومی کانفرنس ہوگی تا کہ وہ آئندہ مرحلوں کی بنیادوں کو قائم کر سکے۔ درج ذیل جملے اسی اجتماعی پہلو کی ترجمانی کرتے ہیں:

''بعث پارٹی کا یہ مطالبہ ہے کہ تعلیم، سیاست، اقتصادیات اور تمام انسانی بنیادی ضروریات میں دشمن کے مقابلہ کو، خطروں کا سامنا کرنے کو، اور علاقائی تبدیلی کو مضبوط بنیادی پر دفاعی اور اقدامی میدانوں کی طرف لے جانے کو ''عربی انقلاب'' کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔''

بعث پارٹی کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ عوامی جمہوری تحریک کے ساتھ دوسروں سے ایک الگ جداگانہ تحریک بنے گی جس کی کارکردگی، انقلابی بنیادوں کی حوصلہ افزائی، اور ہر انقلابی قدم میں اس کی شرکت، انقلابی کامیابیوں کی حمایت، بڑے معرکہ کی تیاریاں غرض یہ سب کے سب اقدامات جمہور کے ساتھ ہوں گے اور یہ کہ پارٹی بڑے پیمانے پر قومی اور اجتماعی شعور کو اجاگر کرے گی اور موجودہ صورتِ حال میں قومی اور علاقائی دونوں سطحوں پر اپنا فکری اور عملی کردار ادا کرے گی۔

انقلاب کی گہری کامیابیوں نے پیداواری علاقوں میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کیں اور اس کو اجتماعی مرحلے میں داخل ہونے کے لیے لازمی شرائط مہیا کیں۔

عربی پٹرول کا معرکہ اس صورت میں فتح ہو سکتا ہے کہ جب ہم اپنے اساسی ہدف کو برقرار رکھیں اور اس کے وسائل و ذرائع کو دوسروں کے ہاتھوں میں نہ دیں اور اس کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھیں کہ یہ ہمارا بنیادی معرکہ ہے اور عوامی جمہوری انقلاب کو عربیت کی شکل دینے کے لیے اور اس کا ماحول مہیا کرنے کے لیے اس انقلاب کی زبردست نگرانی کی جائے۔ کیونکہ بات اس عربی دولت اور سرمائے کو (یعنی پٹرول کو) عربی انقلاب کی خدمت میں استعمال کر سکتی ہے۔

بعث پارٹی کی یہ بھی خواہش ہے کہ اس کا تمام سرمایہ دارانہ مخالف طاقتوں کے ساتھ ایک اسٹریٹیجک تعلق ہو جو ہر نظام یا انقلابی تحریک میں موجود ہو۔ اور سامراج مخالف ممالک کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا کیے جائیں۔

اور بالآخر یہ بات صیہونی اور استعماری ملکوں کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات کو ختم کرنے تک لے جائے گی اور اس عربی انقلاب کو سامراج مخالف ممالک کے ساتھ جوڑ دے گی۔

سامراج مخالف ممالک کے ساتھ یہ جوڑ اور معاہدہ جس کا دوسرا رُخ انسانیت کی

Marfat.com

نمائندگی ہے اور اس کی ترقی، مساوات، انصاف اور جدید انسانی تہذیب کی وحشی، دشمن اور جدید بربریت کے حامل استحصال اور سامراج کے سامنے ان کی نمائندگی ہے۔ جس سامراج کا صیہونیت اور استعماریت کے ساتھ گٹھ جوڑ اور معاہدہ ہے۔

ان اہداف کے درمیان مدلل تعلق

سب سے پہلے بعث پارٹی نے عربی وحدت کو معاشرتی تصور دیا اور اس کو محنت کشوں کے مفادات کے ساتھ مربوط کیا اور سب سے پہلے بعث پارٹی نے ہی یہ نظریہ دیا کہ عربوں کی وحدت اور حریت کو حاصل کرنے کے لیے اجتماعی جدوجہد کو اس قومی جدوجہد کا ایک لازمی حصہ سمجھا جائے۔ کیونکہ پارٹی کا نظریہ تھا کہ عرب وحدت میں غریب عوام کا فائدہ ہے جن کی اکثریت حقوق سے محروم ہے اور درحقیقت یہی لوگ ہیں جن سے عربی قوم وجود میں آتی ہے۔ اس لیے بعث پارٹی نے دیکھا کہ یہ جاگیردار اور سرمایہ دار جو بظاہر نام تو عرب قومیت اور عوام کا لیتے ہیں مگر ان کے مفادات ان کے یکسر خلاف ہیں اور اس لیے بھی کہ یہی طبقات ہیں جو بالآخر اس استعمار کے ساتھ متفق الرائے ہیں جو عوام سے اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لیے اور یہاں کے قدرتی وسائل کو ہتھیانے کے لیے اور خطۂ عرب کو اپنی مصنوعات کی کھپت کی ایک تجارتی منڈی بنانے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ اِسی طرح بعث پارٹی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہماری قومی جدوجہد معاشی مساوات کی جدوجہد سے ملی ہوئی ہونی چاہیے اس کے لیے پارٹی نے اپنا تاریخی کردار پیش کیا۔

قومی عربی تحریک کی جدوجہد کا رسمی سرمایہ دارانہ نعرہ سے نکل کر قومی جمہوری جدوجہد تک پہنچنا بعث پارٹی کا ایک انقلابی قدم تھا۔ اس ربط کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ ''وحدتِ عربی'' کی دعوت ایک جمہوری رجحان میں تبدیلی ہو گئی۔ اب وحدت ایک نرا خواب نہ رہی تھی بلکہ ایک واقعی زندہ جاوید حقیقت بن گئی تھی۔''

اس بنیاد پر وحدت کی جانب ہم جو قدم بھی اٹھائیں گے وہ اجتماعیت کی تعمیر کے لیے ہمیں موضوعی مواقع مہیا کرتا جائے گا۔

اب چھوٹے شہر الگ سے اشتراکیت کی راہ پر نہ چل سکتے تھے کیونکہ اقتصادی ترقی اور

Marfat.com

صنعتی ترقی اپنی خاص صورت میں اشتراکیت کے لیے ایک بنیادی مادہ تھے۔ کیونکہ جب جمود اور رجعت پسندی آجاتی ہے تو ہمیشہ ترقی کا عمل رُک جاتا ہے۔

بعث پارٹی نے وحدت کے لیے معاشرتی تصورات بھی دیئے اور اس بات پر زور دیا کہ غریب محنت کش طبقہ کی مصلحت کے لیے ہی اس وحدت کو قائم کیا جا رہا ہے اور یہ اس وقت تک وجود میں نہیں آسکتی جب تک جمہور عوام کی مصلحت ثابت نہ ہو۔ چنانچہ انہیں طبقاتی استحصال فقر و افلاس اور پس ماندگی سے آزاد کرایا جائے اور معاشرے کو طبقاتی تقسیم سے بچایا جائے اور قوم کے نوجوانوں کو اخوت اور تعاون کے روابط کے ساتھ منسلک کیا جائے۔

پھر جب وحدت اور اشتراکیت کے درمیان ربط عربی قوم کے لیے نہایت ضروری تھا تو ان دونوں میں سے ہر ایک بات بذاتِ خود حریت کے ساتھ مربوط تھی۔ کیونکہ جب تک خطۂ عرب ٹکڑوں میں تقسیم ہے اس وقت تک کسی بھی خطے کی آزادی ناقص رہے گی اور وہ ہمیشہ استعمار کا غلام بنا رہے گا یا پھر امپیریلزم کا دستِ نگر بن کر زندگی گزارے گا۔ اسی طرح عربی وحدت بھی اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کے پہلو بہ پہلو آزادی کی سرفروشانہ جدوجہد نہ کی جائے۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ معاشرہ میں ایک انسان دوسرے انسان کا استحصال نہیں کر سکتا۔ اشتراکی معاشرہ کی بنیاد اس امر پر ہے کہ اس کو ہر قسم کے استحصال سے آزاد کرا دیا جائے۔ یہیں سے اشتراکیت اور حریت کے درمیان تعلق واضح ہو جاتا ہے اور یہیں سے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی اس جعل سازی کا بھانڈا بھی پھوٹ جاتا ہے کہ اس معاشرہ کی ہر شے ان استحصالی طبقات کی بیگارانہ خدمت کے لیے ہے۔ پھر جب بھی ان استحصالی طبقوں نے ایک آزاد پارلیمانی نظام متعارف کروایا تو وہ ایسا تھا کہ جس نے تمام مادی قوتوں اور مالی وسائل کو عوام کی آزادی سلب کرنے اور ان پر ان طبقوں کو مسلط کرنے تک پہنچایا اور یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ جو سب سے بڑا اور طاقتور سرمایہ دار ملک ہے وہ بھی درحقیقت سرمایہ دارانہ استحصالی طبقہ اور ذخیرہ اندوز کمپنیوں کا ہی نمائندہ ہے۔

بے شک یہ سیاسی ڈیموکریسی اپنے صحیح مقصد سے بے مغز اور بے روح رہے گی۔ (اور صحیح مقصد ہے قوم پر سے حکومتی تسلط کو ختم کرنا) اور یہ ان استحصالی طبقات کی زد میں رہے گی

Marfat.com

جب تک کہ اس میں اشتراکی (یعنی معاشرتی) ڈیموکریسی شامل نہ ہوگی اور وحدتِ عربیہ کی راہ میں جمہوری کوششوں کو آبرومند نہیں کرے گی۔

اس طرح وحدت اور اشتراکیت، اور ڈیموکریسی کے درمیان تعلق واضح ہو جاتا ہے اور یہیں سے وحدت، اشتراکیت اور حریت کے درمیان تعلق بھی کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس مقام پر ہم ایک سوال کی طرف اشارہ کرتے جائیں جو بڑی کثرت سے اٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ:

''کیا ان میں سے ایک ہدف دوسرے پر متقدم ہے (یعنی مقدم ہے) یا وہ دوسرے کے لیے شرط ہے اور کیا ایک ہدف دوسرے کا سبب ہے؟ اور کیا کوئی ایسا پروگرام ہے کہ ایک سے پہلے دوسرا ہدف حاصل کرنا ممکن ہو؟''

حقیقت یہ ہے کہ بعث پارٹی ان سب باتوں کا انکار کرتی ہے اور نہ ہی اس کا نظریہ رکھتی ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایسا وحدت کا نظریہ ہے جو کسی ایک شے کو دوسرے سے جدا نہیں کرتا اور ان اہداف میں تفریق کا نظریہ ایک ذہنی مفروضہ ہے جس کی زندہ حقائق تائید نہیں کرتے اور متعدد علاقوں میں موجودہ عرب صورتِ حال بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔

بعث پارٹی یہ بھی کہتی ہے کہ ان اہداف میں باہمی ربط کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کسی ایک ہدف کی طرف واقعی حالات جا رہے ہوں تو اس کے امکانات اور وسائل کا انکار نہیں ہونا چاہیے لہٰذا اگر کسی ایک خطے یا دو خطوں میں وحدت کے حالات ہوں اور اشتراکیت کے حالات نہ ہوں تو بعث پارٹی فقط اشتراکیت کی ہی کوشش کرنے سے انکار نہ کرے گی اور کبھی صورتِ حال اس کے برعکس ہوگی۔ غرض حالات جو بھی ہوں لیکن وحدت ان سب میں ضروری ہے۔

بے شک ہمہ گیر وحدت ہی بلند ہدف ہے لیکن جب ہم وحدت کا انکار کرتے ہیں تو ہم خود ہی اس کے ملزم ہیں اور خود ہی اپنے مقصد کو ختم کرنے والے ہیں۔ یہی معاملہ اشتراکیت کا بھی ہے کہ اگر کسی خطے میں اس کو شروع کرنا ممکن ہے تو اس کو شروع کر دیا جائے۔ لہٰذا ''جب کسی خطے کو اشتراکیت کی راہ سے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے چنگل سے چھوٹنے کی راہ نظر آتی ہے تو وہ بلاتردد اشتراکیت سے ہی ابتداء کر دے اور نیشنلائزیشن کے عمل کو مکمل کرے اور کسی دوسرے

Marfat.com

خطہ میں سیاسی یا اقتصادی حالات کا ان کے قریب قریب ہونے کا انتظار نہ کرے، تاکہ اس خطہ میں اشتراکیت کا امکان تو ممکن ہو سکے۔ لیکن جب اس خطہ کی اشتراکیت علاقائی اشتراکیت کے ساتھ جڑتی ہو تو اس کے ذمہ دار اپنی اشتراکیت کو قومی اشتراکیت کے ساتھ جوڑنے میں کوتاہی نہ کریں اور اس بات کا پختہ یقین رکھیں کہ یہ اشتراکیت عربی وحدت کے لیے نہایت ضروری اور اس کے لیے بے حد مناسب ہے۔ لیکن اس میں علاقائی مصلحت ضروری ہے۔

یہ جو کچھ ہم نے وحدت واشتراکیت کے بارے میں کہا ہے وہی گفتگو ہماری حریت کے بارے میں بھی ہے لہٰذا جب کسی بھی علاقے کے لیے استعمار اور اس کی حمایتی ممالک سے چھٹکارہ پانا ممکن ہو اور ان دونوں کے خلاف انقلاب برپا کر دینے کا اعلان کرنا ممکن ہو تو وہ اس بات کا ہرگز انتظار نہ کریں کہ جب تک دوسرے علاقوں میں یہ احوال پیدا نہیں ہوتے ہم یہاں ایسی کوئی کوشش نہ کریں گے۔ کیونکہ اس طرح کا انتظار قوم کی طاقت اور ایسے مواقع کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے کہ جو ایک طرح کے حالات میں تو ہمارے مقصد کے موافق ہوں اور وہی مواقع دوسری طرح کے حالات میں ہمارے مقصد کے مخالف ہو۔

اس بنیاد پر ہمارے ان مطلوبہ اہداف میں باہمی ارتباط ضروری ہے اور بعث پارٹی اس سے اپنی قوت کو بڑھاتی ہے بلکہ عرب انقلاب کی تحریک اپنے مقصد کو لازم پکڑ کر حفاظت کر سکتی ہے اور ان سے کسی بھی قسم کا انحراف نہ کرے تاکہ اس سے عربی انقلاب کی تحریک جمود کا شکار نہ ہو اور اس تحریک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

اور جب بھی ان تینوں اہداف میں سے کسی کو بھی حاصل کرنا ممکن اور آسان ہو تو اس کو حاصل کرنے کے لیے ضرور قدم اٹھایا جائے تاکہ ایک ذریعے سے دوسرا اور دوسرے کے ذریعہ تیسرا ہدف حاصل کیا جا سکے اور بالآخر ہمیں یہ تینوں ہدف، ''وحدت، اشتراکیت اور حریت'' حاصل کرنے ہیں۔

Marfat.com

ہمارا آفاقی پیغام

بعث پارٹی کا یہ نصب العین ہے کہ ''عربی قوم ایک ہے جس کا ایک آفاقی پیغام ہے۔''
یہ نعرہ عربی قوم کے شرق وغرب میں روزانہ ہزاروں بلکہ لاکھوں مرتبہ دہرایا جاتا ہے۔ کہ یہ معاصر عربی انقلاب کے نظریہ کا خلاصہ ہے کہ جب اس کو وطن عربی کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے اور جب اس کو اس اعتبار سے دیکھا جاتا ہے کہ عرب تقسیم نہ ہوں گے تو یہ وحدت کا نظریہ ہے اور عربوں کے اعتبار سے ''ایک قوم'' کا نظریہ ہے۔

گزشتہ صفحات میں ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ ''یہ معاصر عربی انقلاب کی تحریک جس کی نمائندہ، بعث پارٹی ہے اس نے خراب حالات سے نکلنے کی صورت کو واضح کیا ہے۔ ان خراب حالات نے ملک بھر کے خطوں میں باہمی افتراق کی فضا کو قائم کیا ہوا تھا اور ہر طرف غلامی، سیاسی وانسانی استحصال اور ہر قسم کی شخصی آزادی سے محرومی، محنت کشوں پر مفاد پرست استحصالی ٹولوں کا قبضہ اور استعمار کے ساتھ گٹھ جوڑ کا دور دورہ تھا۔ ٹھیک ان حالات میں بعث پارٹی نے ان خراب حالات سے نبٹنے کی راہ دکھلائی اور اس بات کا یقین دلایا کہ ان حالات سے نبرد آزما ہونا ممکن نہیں جب تک ''وحدت، حریت اور اشتراکیت'' کو لازم نہ پکڑا جائے۔

بعث پارٹی نے یہ جان لیا کہ ''استعمار کی غلام بکھری مظلوم اس قوم میں وحدت، حریت اور اشتراکیت کا انقلاب یہ عربوں میں متضاد حالات کے وجود کا نتیجہ ہے۔ اور اس دور میں عربی قوم کا یہ پیغام اس معجزہ کی یاد دلاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت آفاقی پیغام ان حالات کو سمجھنے کا محض ایک مفہوم اور اس کے موثر عوامل کا ادراک ہے اور اس مفہوم سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ ہم ان خراب حالات کو ایک واقعی اور ثابت حقیقت سمجھتے ہیں جن کو بدلنا ناممکن ہے۔ بلکہ عربی قوم اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ ''جن خراب حالات میں عربی قوم جیسی قوم ہو وہ خراب حالات ہمیشہ یوں ہی نہ رہیں گے کہ جس قوم نے تاریخ کے مختلف ادوار میں اپنا پیغام پہنچایا ہے۔ چنانچہ یہ آفاقی پیغام اپنے ماضی اور حال کے ساتھ متصل ہونے میں ہمیشہ ایک رہے گا۔''

Marfat.com

یہ آفاقی پیغام مستقبل کے لیے (ہی) نہیں بلکہ دورِ حاضر کے لیے بھی ہے۔ اس وقت یہ اس بات کو ثابت کرنے کے دور سے گزر رہا ہے کہ وہ عرب جنہوں نے اپنی نجات کی راہ جان لی ہے وہ اس وقت ان خراب حالات سے گزرنے والی قوم کو نکالنے کے لیے اپنا آفاقی پیغام پہنچا رہی ہے۔

چنانچہ اس وقت ان کا آفاقی پیغام یہ ہے کہ:

''اپنی منزل اور موجودہ حالات کی درستی کی طرف یہ توجہ اور اس طرف اپنا رُخ کرنا یہ ایک نہایت اعلیٰ اور جرأت مندانہ اقدام ہے۔ اور ان کی یہ بیداری دکھوں اور مصیبتوں کا نتیجہ ہے اور ان مفاسد اور آفات کے احساس کا نتیجہ ہے جو ان کی زندگی اور معاشرہ کو گھٹن کا شکار کر رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے عیوب کو صراحۃً دیکھا اور بڑی جرأت سے اس کا اعتراف کیا اور بڑی مردانگی سے اس بات کا عزم مصمم کیا کہ ہم خود کو ان بُرے حالات سے اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کر کے نکالیں گے اور اس میں کسی دوسرے سے کوئی مدد نہ لیں گے اور یہ تلخ حالات سے لبریز ایک تجربہ تھا اور یہ دور جس میں عرب اب زندہ رہ رہے ہیں یہ اس آفاقی پیغام کی ابتداء ہے۔''

چالیسویں کی دہائی میں جب بعث پارٹی اپنے اس آفاقی پیغام کے ساتھ عربی قوم کے سامنے آئی اس وقت عربی قوم یورپی رائج سامراجی اور استعماری نظریہ سے شدید متاثر تھی۔ خاص طور پر جرمنی اور اٹلی کے نظریہ سے بعض عرب عربیت کا نعرہ لگا رہے تھے، جس میں قومیت کا کوئی لحاظ نہیں تھا۔ اس میں انہوں نے فاشزم کا تو انکار کیا مگر اس کو انسانیت کے ساتھ نہیں جوڑا۔ ان کا یہ نعرہ کہ، ''عربیت سے پہلے (اور سب سے اوپر)'' اس بنیاد پر تھا کہ ''عربیت مفادات، خود رائیوں، جھوٹے اور جعلی اعتبارات سے بالاتر ہے۔ لیکن ہم ایک بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں جو عربیت سے بھی بالاتر ہے اور وہ ہے ''حق''۔ لہٰذا عربیت کو ایک مضبوط اور ثابت بنیاد کے ساتھ مربوط ہونا ضروری ہے کہ صرف وہی اس بات کی ضامن ہو کہ ہمہ گیریت اور ترقی کی طرف زندگی کے تسلسل، اس کی تکمیل، اور اس کے تجربہ کی فقط یہی صورت ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارا نعرہ یہ ہو:

''حق، یہ عربیت سے بھی بالاتر ہے اور عربوں کا اتحاد یہ حق کے ذریعے ہی ہوگا''

چنانچہ آفاقی پیغام کے سلسلہ میں بعث پارٹی نے مندرجہ ذیل نقاط پر زور دیا:

Marfat.com

1۔ ذات سے تجاوز اور ماوراء ہو کر سوچا جائے، تفریق کے خلاف انقلاب برپا کیا جائے اور وحدت عربیہ کو ثابت کیا جائے۔

2۔ امت کے تشخص کو اجاگر کیا جائے اور ماضی اور حال اور مستقبل کے ساتھ اس کے زندہ تعلق کو ثابت کر کے اس کے تشخص کو ثابت کیا جائے۔

3۔ قومیت کا عام انسانی اقدار کے ساتھ ربط پیدا کیا جائے جو انسانی معانی کو ثابت کرے اور جو آفاقِ عالم میں ترقی پذیر انسانیت کا ایک اٹوٹ جز ہے اور فاشسٹ اور نسل پرست نظریات کا انکار کیا جائے۔

4۔ ڈیموکریٹک نیشن یعنی عربی قوم کی بیداری کے سائے تلے اشتراکی معاشرہ اور عربی قوم کی وحدت کو ثابت کیا جائے۔

5۔ ذاتی اور گہری سرفروشانہ جدوجہدوں کو اپنایا جائے جو ایک تو قوم کا عمومی شعور پیدا کریں اور دوسرے انسانی اقدار کا احساس بھی اجاگر کریں۔

6۔ زندہ بنیادی انقلابی تجربہ کو اپنایا جائے جو عالمی انقلابی فکر، انقلابی اقدار، علمی مجاہدانہ سرگرمیوں کو مصائب، پریشانیوں اور قربانیوں سے بے نیاز کر دے جو ساری کی ساری انسانیت کے لیے عمومی خبر لائیں۔

بعض لوگوں نے جو مارکس ازم کا نظریہ رکھتے تھے اس بات کی کوشش کی کہ اس آفاقی پیغام کے لیے اس انسانی مفہوم کو ادل بدل دیں چنانچہ ان لوگوں نے اس فکر و نظریہ پر الزام تراشیاں شروع کیں اور فاسد تاویلات پیش کیں اور اس بات کا دعویٰ کیا کہ ''آفاقی پیغام'' کا نظریہ ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس'' کے نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کا نظریہ ہے جس طرح کہ صیہونیت کا فکر و نظریہ اور اس کا پیغام اس بنیاد پر ہے کہ ''یہودی خدا کے برگزیدہ بندے (Chosen People of the God) ہیں کہ یہ دونوں نظریے ایک ہی سرچشمے سے پھوٹتے ہیں اور وہ ایک مثالی جرمن نظریہ ہے۔''

عجیب بات یہ ہے کہ یہ اس وقت کہا گیا کہ جب بعث پارٹی اکیلی ہی ان تمام سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے آگے سینہ سپر ہو کر کھڑی تھی جبکہ یہ سازشیں اس وقت فلسطینی قضیہ کو ختم کرنا چاہتی تھیں اور اس کے لیے فدائی کارروائیوں کو نیست و نابود کر دینا چاہتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ

Marfat.com

اس مسئلہ کے لیے پرامن مذاکرات ہی چلتے رہیں اور اسرائیل کی صیہونی حکومت کو تسلیم کر لیا جائے۔

بائیں بازو کا یہ نظریہ رکھنے والے لوگ حالات وواقعات کے بالکل خلاف سوچ رکھتے تھے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ''بعث پارٹی پہلی جماعت تھی کہ جس نے قومیت کو انسانیت کے ساتھ جوڑا اور ہر قسم کے استحصال کا انکار کیا۔

''اس آفاقی پیغام کی فکر محض ایک خیالی فلسفہ کی حد تک نہ تھی اور نہ ہی یہ جرمن نظریہ کی نمائندہ تھی کیونکہ مارکس ازم اس بات پر زور دیتا ہے کہ:

''معاشرتی طبقات کے لیے تاریخ کی ترقی کے دوران ایک پیغام ہے اور کسی طبقہ کی ابتدائی ترقی کے مرحلہ کے ایجابی کردار کو سراہتا ہے اور جب انتہاء میں اس طبقہ کا گہرا منفی اثر سامنے آئے تو اس کو بھی سراہتا ہے خواہ وہ طبقہ جاگیردار ہو یا متوسط طبقہ ہو یا بیوروکریٹ طبقہ ہو۔''

مارکس اور اینگلو نے کسی طبقہ کے تاریخی عملی کردار کو سراہا ہے اور اس کے تاریخی پیغام کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ 1959ء میں ماسکو سے چھپنے والے انسائیکلو پیڈیا میں ''لینن اور مارکس کی بنیاد'' میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ:

''مزدور طبقہ کی امتیازی خصوصیات اس اعتبار سے ہیں کہ یہ واحد انقلابی اور محروم طبقہ ہے کہ جس کو پیداواری وسائل پر ملکیت کے حقوق حاصل نہیں اور ایک سرمایہ دارانہ معاشرہ میں ان کی افرادی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور ان کی صلاحیتیں اور استعدادیں بھی زیادہ ہوتی ہیں چاہیے کہ یہ منظم ہو جائے تاکہ یہ نتیجہ نکالا جا سکے کہ یہ مستقبل کا طبقہ ہے یعنی یہ تاریخی پیغام والا طبقہ ہے۔''

جب ایک طبقہ کا تاریخی کردار مسلّم ہے تو بھلا اس بات کو کیوں عجیب سمجھا جاتا ہے کہ پوری قوم کے لیے تاریخی کردار اور ایک آفاقی پیغام ہو؟

اس بنیاد پر کہ عربی قوم کا پیغام ایک خاص نوعیت کا ہے اس کی بنیاد پر ایک قوم کو دوسری قوموں پر فوقیت نہیں دی جاسکتی اور اس کی بنیاد پر سوفسطائی (شوفینی) اور استحصالی نظریہ تک نہیں پہنچا جاسکتا۔

''اور یہی وہ نظریہ ہے جس کی بنیاد پر صیہونیت اور نازی ازم کی بنیادیں قائم ہیں۔''

Marfat.com

اب میں ذیل میں بعث پارٹی کے دستور اور تاریخ کو اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں:

14اپریل 1947ء کو بروز جمعہ، ظہر کے بعد تقریباً 5 بجے سہ پہر بعث پارٹی کی تاسیسی کانفرنس کی دوسری نشست ہوئی۔ جس کی ابتداء بعث پارٹی کے قائد احمد میشیل (رحمہ اللہ) نے کی۔

انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں گزشتہ مراحل بیان کیے جن میں بعث پارٹی کی دستور سازی کی گئی اور اس کے قومیت کے فلسفہ کی ان بنیادوں کو بیان کیا جن پر یہ دستور قائم ہے۔ پھر کانفرنس کے سیکرٹری نے دستور پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اراکین نے ہر ایک دفعہ پر بحث وتمحیص کی۔ پھر جب اساسی اور عام اصول وقوانین وضع ہو گئے اور بعث پارٹی کی داخلی وخارجی سیاست کو بھی طے کر دیا گیا اور کانفرنس کو اگلے دن تک ملتوی کر دیا گیا۔

5اپریل 1947ء بروز ہفتہ بعد از نمازِ ظہر تقریباً پانچ بجے اس تاسیسی کانفرنس کی چوتھی نشست ہوئی جس میں بعث پارٹی نے معاشرتی سیاست اور تعلیم وتربیت کے متعلقہ اپنے اصولوں کی قراردادوں کو پیش کیا اور اگلے دن شام کو اقتصادی امور پر بحث ہوئی۔

6اپریل 1947ء کو اس تاسیسی کانفرنس کی چھٹی نشست ہوئی اس میں بھی بعث پارٹی کے دستور کی اقتصادی شقوں کو بیان کیا گیا۔

Marfat.com

بعث پارٹی کی اصولی بنیادیں

پہلی بنیاد:

عربی قومیت کی وحدت وحریت

اس میں یہ بیان کیا گیا کہ تمام عرب ایک قوم ہیں اور اس کا فطری اور طبعی حق یہ ہے کہ وہ ایک مملکت میں زندگی گزاریں اور اپنے وسائل کو استعمال کرنے میں آزاد ہوں۔

اس بنیاد پر بعث پارٹی یہ کہتی ہے کہ:

1۔ خطۂ عرب کی اقتصادی سیاست میں وحدت ہے جس کی تفریق نہ کی جائے اور خطۂ عرب میں کوئی خطہ دوسرے سے جدا ہو کر جینے کا تصور نہ کرے۔

2۔ عربی قوم کی ثقافت ایک ہے اور اس کے افراد میں موجود امتیازات عارضی ہیں کہ جب عربیت کا وجدان وشعور حاصل ہوگا تو یہ سب جھوٹے امتیازات ختم ہو جائیں گے۔

3۔ وطنِ عربی عربوں کا ہے صرف انہیں ہی اس کے وسائل، ذخائر اور اس کی قدرتی دولتوں کو استعمال کرنے کا حق ہے۔

دوسری بنیاد:

عربی قومیت کا تشخص

امتِ عربیہ اپنی مسلسل نشاتِ ثانیہ میں ایک روشن اور امتیازی خصوصیت رکھتی ہے اور پیداواری ترقی اور سرسبزی وشادابی میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اور اس میں بیداری کی قابلیت ہے اور اس کی بیداری ہمیشہ شخصی آزادی کی ترقی اور فرد کی ترقی اور قومی مصلحت کے درمیان تلازم کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔

اس بنیاد پر بعث پارٹی یہ کہتی ہے کہ:

Marfat.com

1۔ بات کرنے، جلسہ کرنے، اعتقاد ونظریہ رکھنے اور فن کی آزادی قابلِ احترام ہے کوئی حکومت ان آزادیوں کو عوام سے چھین نہیں سکتی۔

2۔ شہریوں کا احترام کیا جائے اور انہیں ان کے عمل کے مناسب مواقع دیئے جائیں تا کہ وہ عربیت کی ترقی اور خوشحالی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

تیسری بنیاد:

عربی قومیت کا پیغام

عربی قوم ایک آفاقی پیغام کی مالک ہے جس کو وہ تاریخ کے مختلف مراحل میں نئی اور کامل شکلوں میں پیش کرتی رہی ہے۔ یہ انسانیت کی تجدید، بشری ترقی اور قوموں کے باہمی تعاون کی ترقی پر زور دیتی ہے۔

اس بنیاد پر بعث پارٹی یہ کہتی ہے کہ:

1۔ سب عربوں پر ضروری ہے کہ وہ استعمار اور ہر مجرم عمل کے خلاف پوری جدوجہد کریں اور اس کے لیے اپنے تمام ممکنہ وسائل استعمال کریں اور آزادی کی کوشش کرنے والی تمام قومی تحریکوں کو پورے معنوں اور مادی وسائل کے ساتھ مدد کریں۔

2۔ پوری انسانیت کی مصلحت کی ضمانت دی جائے۔ اس میں اس کی تہذیب اور اس کی اقدار مشترک ہیں چنانچہ اس بارے میں عرب عالمی اقوام سے خود بھی فائدہ حاصل کریں اور ان کو بھی فائدہ دیں اور دوسری قوموں کی طرف برادرانہ معاونت کا ہاتھ بڑھائیں اور ان کے ساتھ ایک مبنی پر انصاف نظام تشکیل دیں جو تمام قوموں کے لیے فلاح و بہبودی اور امن وسلامتی کا ضامن ہو۔

Marfat.com

بعث پارٹی کا دستور

اس کی دفعات کی تفصیل ذیل میں اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہے:

- بعث پارٹی ایک عرب جماعت ہے جس کی تمام علاقوں میں ذیلی جماعتیں قائم کی جائیں اور وہ علاقائی سیاست میں بھی عربیت کی اعلیٰ سطح کی مصلحت دیکھ کر حصہ لے گی۔
- ابھی بعث پارٹی کا مرکز دمشق میں ہوگا پھر اگر مناسب ہوا تو کسی بھی دوسرے شہر میں اس کا ہیڈ آفس منتقل کر دیا جائے گا۔
- یہ ایک قومی پارٹی ہے جو ایک زندہ اور آفاقی قومیت کی حقیقت پر یقین رکھتی ہے اور وہ شعور جو ایک فرد کو قومیت سے جوڑ دے یہ ایک قابلِ احترام شعور ہے۔ جو تخلیقی صلاحتیں پیدا کرتا ہے، قربانیوں کی حفاظت کرتا ہے اور عملی طور پر انسانیت کی قدر کا شعور بیدار کرتا ہے۔
- بعث پارٹی آزادی اور وحدت کی دعوت دیتی ہے اور یہ عربوں کو تاریخ میں عربی شعور زندہ کرنے کا احساس اجاگر کرتی ہے اور ساری انسانیت کے ساتھ اس بات میں تعاون کی پالیسی اختیار کرتی ہے کہ انہیں خیر اور فلاح و بہبود کی راہ پر ڈال دے۔
- بعث پارٹی ایک اشتراکی پارٹی ہے اور اس کا یقین ہے کہ اشتراکیت عربوں کے دل سے پیدا ہونے والا ایک جذبہ ہے کیونکہ یہ ایک ایسا مثالی نظام ہے جو عربی قوم کو اپنے وسائل اور صلاحیتوں کو ترقی دینے کا ذریعہ ہے اور ان کی عبقریت کو علی وجہ الکمال کھولتا ہے۔ اس میں قوم کے لیے روحانی اور مادی ترقی اور افراد کے لیے باہمی اخوت اور بھائی چارے کی ضمانت ہے۔
- بعث پارٹی ایک قومی پارٹی ہے جس کا یقین ہے کہ سیادت قوم کی ہونی چاہیے کیونکہ ہر قسم کی سیادت و قیادت کا سرچشمہ قوم ہی تو ہے۔ اور ملک کی قیمت عوام کے ارادوں

Marfat.com

اور بیداری سے پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح ملک کا وقار بھی قوم کی آزادی پر موقوف ہے۔اسی لیے بعث اپنا پیغام پہنچانے کے لیے قوم پر اعتماد کرتی ہے اور اس کے ساتھ قوی ربط بٹھانے کے لیے کوشاں رہتی ہے اور عوام کی عقلی، اخلاقی، اقتصادی اور صحیح معیار بلند کرنے کی کوشش کرتی ہے۔تا کہ اس کی شخصیت کا شعور بیدار ہو اور افرادی اور قومی زندگی میں اس کے حقوق کا احساس ہو۔

- یہ ایک انقلابی پارٹی ہے۔جس کا یہ یقین ہے کہ اس کے عربی قومیت کی بیداری اور اشتراکیت کی تعمیر میں بنیادی اہداف صرف اور صرف انقلاب کی راہ سے ہی پورے ہو سکتے ہیں اور یہ کہ سست ترقی، اور جزوی سطحی اصلاح ان اہداف کو کمزور اور ضائع کر دیں گے۔اسی لیے پارٹی نے یہ قرارداد پیش کی کہ:

1۔ سامراج اور استعمار کے خلاف آزادی حاصل کرنے کے لیے ایک کامل جدوجہد شروع کی جائے۔

2۔ تمام عربوں کو ایک جھنڈے اور ایک مملکت تلے جمع کیا جائے تا کہ عربوں کی شیرازہ بندی ہو۔

3۔ خراب حالات کے خلاف انقلاب برپا کیا جائے جو زندگی کے فکری، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی تمام پہلوؤں کو شامل ہو۔

- خطۂ عرب وہ خطۂ ارضی ہے جہاں عرب قوم آباد ہے۔جو کوہ طور سے لے کر کوہِ بشتکو یہ تک اور خلیج بصرہ، بحیرۂ عرب، کوہِ حبشہ، صحرائے اعظم، اٹلانٹک اوشین، اور بحیرۂ روم تک ہے۔
- حکومت کی سرکاری زبان، اور شہریوں کی زبان لکھنے اور پڑھنے میں عربی ہوگی۔
- حکومت عربیہ کا جھنڈا وہ ہوگا جو 1916ء کی تحریک آزادی و وحدت میں عربی انقلاب کا جھنڈا تھا۔
- عرب وہ ہے جس کی زبان عربی ہو اور ارضِ عرب میں رہتا ہو یا اس زندگی کو پسند کرتا ہو یا اپنا وجود عربی قوم سے منسوب کرتا ہو۔
- خطۂ عرب سے ہر اس شخص کو نکال دیا جائے گا جو عربوں کے خلاف قوم پرستی کا بلاک بنا

Marfat.com

رہا ہو اور اس کو بھی نکال باہر کیا جائے گا جو استعماری اغراض کی تکمیل کے لیے ادھر آن بسا ہو۔

- عرب عورت کو تمام شہری حقوق ملیں گے بعث پارٹی عورت کی حالت کی سطح کو بلند کرنے کی جدوجہد کرے گی حتیٰ کہ وہ اپنے ان حقوق سے فائدہ اٹھا سکے۔
- تعلیم اور اقتصادیات میں سب کو یکساں مواقع ملیں گے تا کہ ہر شہری تمام انسانی سرگرمیوں میں برابر اور بھرپور حصہ لے سکے۔

بعث پارٹی کی داخلی سیاست

- عرب حکومت کا نظام دستوری پارلیمنٹری نظام ہوگا۔ اور ایگزیکٹو ورکنگ پاور ان قانون ساز اداروں کے آگے جوابدہ ہوگی جن کو عوام منتخب کرتے ہیں۔
- قومی رابطہ ہی وہ واحد رابطہ ہوگا جو حکومت عرب میں قائم ہوگا اور یہی وہ راستہ ہے جو پوری قوم کو ایک برتن کے گرد جمع کرے گا (یعنی ان میں مثالی اتفاق پیدا کرے گا) اور ساری کی ساری مذہبی، جماعتی، علاقائی اور صوبائی عصبیتوں کو ختم کرے گا۔
- حکومت کا نظام ادارتی نظام ہوگا نہ کہ مرکزی۔
- بعث پارٹی جمہوریت اور عوامیت و قومیت کی روح کو عام کرے گی اور اس کو انفرادی زندگی میں ایک زندہ حقیقت بنائے گی اور ملک کے دستور کو ایسا بنانے کی کوشش کرے گی جو عرب شہریوں کو مساوات دلوائے اور سب کے لیے ایک قانون ٹھہرائے۔ جس میں انہیں پوری آزادی ہوگی اور قوانین کی سرپرستی میں انہیں ایک آزاد زندگی دلوائی جائے۔
- آزادی کے حصول کے لیے حکومت عرب کے لیے وحدت کی قانون سازی کرے گی جو عصرِ حاضر کی روح سے ملی ہو اور وہ عربی قوم کے گزشتہ تجربات کی روشنی میں ہو۔
- عدالتی اختیارات آزاد، مستقل، اور کسی بھی دوسرے ادارتی اختیارات سے محفوظ ہوں اور وہ پوری آزادی سے اپنے فیصلے نافذ کرے۔
- ہر شہری کو پورے شہری حقوق دیئے جائیں گے جو ارضِ عرب پر رہتا ہے اور وطنِ عربی

Marfat.com

کے ساتھ مخلص ہے اور ہر قسم کی نسل پرستی سے الگ ہے۔

- وطنِ عربی میں ہر ایک کے لیے فوجی ٹریننگ لازمی ہوگی۔

بعث پارٹی کی اقتصادی سیاست

- یہ ایک اشتراکی پارٹی ہے جس کا اس بات پر یقین ہے کہ وطنِ عربی کی قدرتی اقتصادی دولتیں عربوں کی ملکیت ہیں۔
- وطنِ عربی میں ان قدرتی دولتوں کی موجودہ تقسیم غیر منصفانہ ہے اس میں از سر نو نظرِ ثانی کی ضرورت ہے تاکہ عام شہریوں تک ان کے فوائد منصفانہ طریقہ سے پہنچ سکیں۔
- انسانیت کی قدروں کے لحاظ سے سب شہری برابر ہیں۔ اس لیے پارٹی دوسرے کی محنت کے استحصال سے روکتی ہے۔
- عمومی نفع کے ادارے، قدرتی وسائل، وسیع پیداواری وسائل، نہایت زیادہ نفع دینے والے اسباب نقل و حرکت سب کے سب قوم کے ہیں حکومت کو چاہیے کہ انہیں سب میں عام کرے اور غیر ملکی کمپنیوں کو ملک سے ختم کرے۔
- زرعی ملکیت اور زرعی پیداواری شکلوں کی تحدید کرے جس میں مالک کو بھی ان سے نفع ہو اور وہ زرعی اقسام پر قدرت بھی رکھتا ہو۔ اور وہ کسی بھی دوسرے کی محنت کا استحصال کیے بغیر ہر شہر میں ایک رائج اقتصادی اور زرعی مخصوص حالات ہوں جن سے ہر ایک کسان اور ہر ایک شہری فائدہ اٹھائے۔ لیکن اس کا انتظام خود حکومت سنبھالے اور اقتصادی منافع کی ہر ایک تک رسائی کا ایک واضح پروگرام تشکیل دے۔
- اشتراکی سیکٹر ہی اقتصادی ترقی کا ضامن ہے اور اس کے ساتھ دوسرے سیکٹرز کا پایا جانا بھی ممکن ہے مثلاً تعاونی سیکٹر، پبلک سیکٹر وغیرہ۔ اور حکومت کو چاہیے کہ وہ مجموعی قومی اقتصاد کے لیے عام ترقی کے حالات مہیا کرے۔
- حکومت کو چاہیے کہ وہ بہتر اقتصادی اور انسانی نتائج حاصل کرنے کے لیے کسی بھی ادارے اور اس کے کارکنوں کے درمیان پیداواری وحدت کے عمدہ اور بہتر تعلقات کو پیدا کرے اور اس کی صورت یہ ہو کہ ادارہ اور نفعوں میں ایک اشتراک پیدا کیا جائے

Marfat.com

اور اجرتوں، مزدوریوں اور تنخواہوں کو پیداواری کمیت اور نوعیت کے ساتھ مربوط کیا جائے۔

- ذاتی محرک وسبب ترقی میں ایک زبردست Factor (عامل) ہے۔ اسی لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ تمام اقتصادی سرگرمیوں میں معاشرہ کی مصلحت کی خاطر سب میدانوں میں مقابلہ اور ذاتی اسباب ومحرکات کی حوصلہ افزائی کرے۔
- قومی مفاد کی حدود میں مالک ہونا اور وراثت دوفطری حق ہیں۔
- لوگوں میں سودی لین دین ختم کیا جائے۔ اور شہریوں کو مختلف اغراض کے لیے جن قرضوں کی ضرورت ہے انہیں آسان شرائط پر فراہم کرنے کی ذمہ داری خود حکومت اٹھائے۔ تاکہ اس سے معاشرہ کی اقتصادی اور معاشرتی مصالح کی حفاظت ہو۔
- حکومت داخلی اور خارجی تجارت میں تنظیمی کارروائیوں کو جاری کرے تاکہ صنعت کاروں، امپورٹرز اور صارفین کے درمیان استحصال کو ختم کیا جا سکے۔ تاکہ عام اقتصادی پروگرام کے ضمن میں قومی پیداوار کی حفاظت وحمایت ہو اور قومی اقتصاد کی عام مصلحتوں کی حدود متعین ہوں۔
- اقتصادی نظریات اور تجارتی تجربات کی روشنی میں وطن عربی کو ایک صنعتی خطہ بنانے اور اس کی قومی پیداوار کو بڑھانے اور اس کے لیے نئے اُفق کھولنے کے لیے ایک وسیع پروگرام تشکیل دیا جائے۔ اور ہر خطہ کی صنعتی ترقی کو اس کے پیداواری وسائل کی سطح تک لایا جائے اور دیکھا جائے کہ اس خطہ میں خام مال کی دستیابی کس حد تک ہے۔

Marfat.com

بعث پارٹی کی معاشرتی سیاست

خاندان، نسل اور شادی

دفعہ نمبر 1: خاندان قوم کی بنیادی اکائی ہے حکومت کے ذمہ ہے کہ خاندان حمایت و حفاظت کرے، اسے ترقی دے اور اس کو خوشحال کرے۔

دفعہ نمبر 2: نسل پہلے تو خاندان کے ہاتھ میں امانت ہے پھر حکومت کے ہاتھ میں اور ان دونوں پر لازم ہے کہ نسل کو بڑھایا جائے۔ اور اس کی صحت و تربیت کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

دفعہ نمبر 3: شادی ایک قومی فریضہ ہے حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرے اور اس کی نگرانی و نگہداشت کے ساتھ ساتھ اس کو آسان بھی بنائے۔

معاشرہ کی صحت و تندرسی

حکومت اپنے خرچہ پر حفاظتی طبی ادارے قائم کرے اس کے لیے فری ڈسپنسریاں اور ہسپتال قائم کیے جائیں۔ جو ان سب کے لیے کافی ہوں اور ان میں علاج کی مفت سہولیات فراہم کی جائیں۔

محنت، کاروبار اور کام

دفعہ نمبر 1: ہر تندرست کے ذمے ہے کہ محنت کرے، اور حکومت کے ذمہ ہے کہ ہر شہری کے کام کے مواقع فراہم کرے۔

دفعہ نمبر 2: کم از کم ہر محنت کار کے لیے کام کے اسباب مہیا کرے جو اس کی زندگی کے معیار کے لائق ہوں۔

دفعہ نمبر 3: حکومت کے ذمہ ہے کہ معذوروں اور لاچاروں کی کفالت کرے۔

Marfat.com

دفعہ نمبر4: محنت کا ایک منصفانہ قانون بنایا جائے۔ یومیہ محنت کے گھنٹے مقرر کیے جائیں اور ہفتہ واری اور سالانہ چھٹیاں تنخواہ سمیت دی جائیں۔ محنت کار کے حقوق کی حفاظت کرے اور بڑھاپے میں اس کی سوشل انشورنس کی کفالت کرے اور کام کے درمیان جزوی یا کلی چھٹی کا بدل دیا جائے۔

دفعہ نمبر5: مزدوروں اور کسانوں کی آزاد یونینز بنائی جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ وہ اپنے حقوق کی جائز طریقے سے حفاظت کرسکیں۔ اور اپنی محنت کی سطح کو بلند کرسکیں اور وہ یونینز ان کی صلاحیتوں کی نگہداشت کرسکیں اور انہیں کام اور محنت کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کریں ان کے درمیان باہمی یکجہتی کی روح کو پیدا کریں اور اعلیٰ عملی عدالتوں میں ان کے کردار کی نمائندگی کریں۔

دفعہ نمبر6: محنت کاروں کے لیے خصوصی عدالتیں تشکیل دی جائیں۔ جو مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی کریں اور ان میں ان کے باہمی جھگڑوں کے فیصلے کیے جائیں اور حکومتی نمائندوں اور فیکٹریوں کے ڈائریکٹرز کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ کیا جائے۔

معاشرتی ثقافت

دفعہ نمبر1: بعث پارٹی خطۂ عرب کی عام ثقافت کو پیدا کرنے کی عملی جدوجہد کرے گی جو یہ ہے: قومیت، عربیت، حریت، ترقی پذیری، عمومیت، گہرائی، انسانیت کہ ان سب اہداف کو سب لوگوں میں عام کیا جائے۔

دفعہ نمبر2: حکومت قول، اشاعت، جلسہ جلوس، احتجاج اور صحافت سب کی آزادی کی ذمہ دار ہے۔ جو عربیت کی اعلیٰ مصلحتوں کی حدود میں ہوں اور اس آزادی کو ثابت کرنے کے لیے ہر ممکنہ وسائل مہیا کرے۔

دفعہ نمبر3: فکری عمل سب سے زیادہ قابلِ احترام ہے۔ لہٰذا حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ مفکرین و علماء کی حمایت کرے اور ان کی حوصلہ افزائی کرے۔

دفعہ نمبر4: قومی عربی فکر کی حدود کے میدان کو وسیع کرے، مختلف کلبوں کو قائم کیا جائے۔ پارٹیوں اور جماعتوں کو منظم کیا جائے، نوجوانوں کی تنظیموں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور

Marfat.com

استفادہ کے میدانوں کو عام کیا جائے، سینما، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کہ ان سب تمدنی اور جدید وسائل کو قومی ثقافت اور عوامی ترقی کے لیے استعمال کیا جائے۔

طبقاتی امتیازات کو ختم کرنا

طبقاتی تفریق یہ فاسد معاشرتی وضع کا نتیجہ ہے اس لیے بعث پارٹی معاشرہ کے محروم اور محنت کش طبقات کے ساتھ مل کر اپنی جدوجہد کو جاری رکھتی ہے تاکہ یہ معاشرتی وطبقاتی تفریق اور تمیز ختم ہو۔ تاکہ سب شہریوں کو برابر انسانی قدر میسر آئے اور انہیں ایک منصفانہ معاشرتی نظام کے تحت زندگی میسر آئے۔ جس میں کسی کو کسی پر فوقیت نہ ہو ہاں البتہ فکری اور فنی صلاحیت دوسری بات ہے۔

ناخواندگی اور بے تمدنی

غیر متمدن ہونا یہ کسی بھی معاشرہ کی ابتدائی حالت ہوتی ہے جو قومی پیداوار کو کمزور کر دیتی ہے اور قوم کے ایک بڑے حصے کو ایک عضو معطل اور ترقی کی راہ میں ایک روڑا بنا دیتی ہے۔

لہٰذا بعث پارٹی تہذیبی ترقی کے لیے کوشاں رہے گی لہٰذا ان دیہاتوں، غیر متمدن لوگوں کو زمینیں فراہم کی جائیں۔ اور قبائلی نظام کو ختم کیا جائے اور انہیں ملکی قانون کے زیرِ نگین لایا جائے۔

Marfat.com

بعث پارٹی کی تعلیم وتربیت کی سیاست

بعث پارٹی کی تربیتی سیاست ایک جدید عرب پیدا کرتی ہے جس کا قوم کی وحدت پر ایمان ہو اور اس کو اپنے آفاقی پیغام پر بھروسہ ہو۔ وہ علمی فکر کو اختیار کرتا ہو اور خرافات سے آزاد ہو اور رجعت پسندانہ رسوم سے بے نیاز ہو محنت اور نیک بختی پر پورا یقین رکھتا ہو اور پورے عرب میں انقلاب برپا کرنے اور انسانی ترقی کو حاصل کرنے کے لیے سب کے ساتھ مل کر کام کرتا ہو۔

اسی بناء پر بعث پارٹی نے یہ قرارداد پاس کی تھی۔

- تمام فکری، اقتصادی، سیاسی، سوشل اور فنی زندگی کے مظاہر کی چھاپ کو قومی عربی چھاپ کے تابع کر دیا جائے۔ تاکہ عربی قوم دوبارہ اپنی روشن تاریخ کی طرف لوٹ جائے اور اپنے روشن اور بے مثال مستقبل تک پہنچنے کے لیے اس کی حفاظت کرے۔
- تعلیم فقط حکومت کی ذمہ داری ہے اسی لیے تمام غیر ملکی اور مقامی تعلیمی اداروں اور تنظیموں کو ملک سے ختم کر دیا جائے۔
- تعلیم آخر تک سب شہریوں کو مفت فراہم کی جائے، اور پرائمری اور سیکنڈری تعلیم لازم کر دی جائے۔
- ٹیکنیکل اسکولز عام کیے جائیں اور ان میں تمام فنی وسائل مہیا کیے جائیں اور ان میں تعلیم مفت ہو۔
- ٹیکنیکل تعلیم اور ہر وہ تعلیم جس کا عرب شہریوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ادنیٰ سا بھی تعلق ہو اس کو عام شہریوں تک خاص کر دیا جائے۔ البتہ اعلیٰ تعلیم کے لیے سٹوڈنٹس کو خاص رکھا جائے۔

Marfat.com

ہماری دولت
ہمارے خزانے

Marfat.com

ہمارے خطے کی اقتصادی اہمیت

عرب ایسے قدرتی وسائل اور معدنیات سے لبریز ہے جس کی دنیا میں زبردست اسٹریٹیجک اہمیت ہے۔ان وسائل کا خطۂ عرب کی اقتصادیات میں ایک زبردست اور کھلا کردار ہے۔اور باوجودیکہ یہ زبردست انتہائی قیمتی قومی، وطنی دولت، معدنیات کی شکل میں خطۂ عرب میں موجود تھی، لیکن ابھی ان کانوں کو کھودنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی صنعت اور ٹیکنالوجی خطۂ عرب میں اپنی بہتر حالت میں نہ تھی، یعنی ابھی تک خطۂ عرب اپنے ان زبردست قومی وسائل میں قومی حق کو ادا کرنے میں پیچھے تھا۔لیکن اس میں کوئی شک نہیں اس ٹیکنالوجی میں ترقی نہ ہونے کی اصل وجہ اور اصل ذمہ دار سامراج تھا۔ پھر خطۂ عرب میں مختلف جگہوں سے آزادی کی انقلابی تحریکوں کے اٹھنے سے اس بات کی امید ہونے لگی کہ شاید اب خطۂ عرب کا مستقبل بھی روشن ہو جائے۔ضروری تھا کہ اس کمی کی تلافی تیل کی اور دوسری معدنیات کی پیداوار کو دوگنا کر کے کی جائے اور ان قدرتی وسائل کو حاصل کرنے کے لیے پوری کوشش کی جائے۔

17 جولائی کے انقلاب بلکہ ترقی پذیر انقلاب کا حال یہی تھا جس کی اس پہلو میں اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس انقلاب میں انقلابی قیادت نے جہاں قوم کے نوجوانوں پر اعتماد کیا تھا وہیں خطۂ عراق کی کانوں اور اس کی معدنیات کے حصول میں ملک کے فنی ماہرین کی بھی خدمات لیں۔

وطن عربی کی تعمیر و ترقی کے آگے متعدد مشکلات تھیں، خاص کانوں کے کھودنے اور ان سے معدنیات نکالنے میں متعدد مشکلات تھیں۔ مثلاً فنی ماہرین کی کمی، جیالوجی کے کالجز اور اس کے لیکچرز کی کمی، مواصلات کی کمی، اور عربی حکومتوں کا سرمایہ لگانے میں پیچھے رہنا کہ ان سب باتوں نے استعماری ذخیرہ اندوز کمپنیوں کو تیل کی دولت پر مسلط کر دیا۔

1) تیل

بیسویں صدی کے شروع میں عرب کے تیل سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا اور عربوں کا

Marfat.com

تیل زبردست اہمیت اختیار کر گیا کیونکہ عربوں کے تیل میں بے شمار خوبیاں تھیں جو دوسرے علاقوں کے تیل میں نہ تھیں۔ وطن عربی میں تیل کے وجود نے استعماری و سامراجی حکومتوں کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے تیار کیا مثلاً انگلینڈ، فرانس، امریکہ اور جرمنی وغیرہ کے ممالک اس تیل پر قبضہ کرنے کے لیے سازشیں کرنے لگے۔

اور اس تسلط و قبضہ کو برقرار رکھنے کے لیے ان سامراجی حکومتوں نے تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک کے ساتھ متعدد معاہدے کیے اور انہوں نے ان عرب ملکوں میں فوجی اڈے قائم کیے تاکہ وہ ان کی سازشوں اور منصوبوں کو مضبوط کر سکیں اور ان کا دفاع کر سکیں اور ظہران میں امریکی فوجی اڈے کا اس کے علاوہ کوئی کام نہیں کہ وہ صرف خلیج کے خطہ میں امریکی تیل کے ذخائر کی حفاظت کرے اور حبانیہ اور شعیبہ کے فوجی اڈوں کا قیام فقط عراق میں برطانوی وجود کو قائم رکھنے اور اس میں برطانوی تیل کے مفادات کی حفاظت کرنے کے لیے تھا۔ اور ''بُریمی'' کے نخلستان میں سعودیہ اور برطانیہ میں جو اختلاف ہوا تھا درحقیقت وہ فقط وہاں کے تیل کے بارے میں تھا اور عراق نے 14 جولائی کے انقلاب کے بعد ''لبنان'' اور ''اردن'' میں جو امریکی اور برطانوی فوجیں اتریں تھیں ان کا مقصد فقط ان شہنشاہی حکومتوں کے مفادات کا تحفظ تھا۔ جس کے ضمن میں تیل کی دولت پر قبضہ تھا۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں تیل کی اس دولت کو قومیا نہ لیا جائے یا تیل کی پیداوار کو روک نہ دیا جائے۔

ان حالات کے تناظر میں خطۂ عرب کے تیل کا عالمی سیاست اور عالمی اقتصادیات میں ایک واضح کردار ہے۔ خطۂ عرب کے تیل کی یہ اہمیت اس وقت اور بھی زیادہ واضح ہو گئی جب بعض عرب ملکوں نے جن میں سرفہرست عراق تھا۔ تیل کی اس دولت کو نیشنلائز کرنے کے اقدامات شروع کیے۔ اور اس کے فوراً بعد تیل کی پیداوار کو کم بھی کر دیا اور جب نومبر 1973ء کی جنگ جاری تھی تو اس دوران ان ممالک نے اسرائیل کے حامی سامراجی ممالک کو تیل کی سپلائی بھی بند کر دی۔ ان سب حالات نے واقعی مغربی ممالک کو ایک حقیقی بحران میں مبتلا کر دیا۔ جنہوں نے ان مغربی ممالک کی اقتصادیات پر ایک بھرپور چوٹ لگائی۔ کیونکہ اکیلا عرب کا تیل ہی پوری دنیا کے تیل کا دو ثلث (یعنی دو تہائی) تھا۔ اور عالمی تیل کی پیداوار میں خطۂ عرب کا حصہ ایک تہائی تھا۔ چنانچہ 1971ء میں خطۂ عرب کے تیل کی پیداوار 766 ملین ٹن تھی۔ جو عالمی پیداوار کے

Marfat.com

34% کے برابر ہے۔ اور عرب کا تیل اس سے بھی زیادہ پیداوار دے سکتا ہے۔ لیکن ان ذخیرہ اندوزوں اور اجارہ داروں کی سیاست نے اور بعض آزاد عرب ممالک پر دباؤ کے مختلف طریقوں نے تیل کی پیداوار کے محدود کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔

عربی تیل کی دریافت اور مغربی سامراج کی ریشہ دوانیاں

تیل کے بارے میں بیسویں صدی کے شروع میں عراق واحد ملک تھا جو اس پر قبضہ کے لیے میدانِ جنگ بنا۔ یہ جنگ جاری رہی اور 1928ء میں شدت اختیار کر گئی اور ایسا اس وقت ہوا جب برطانیہ، فرانس، ہالینڈ اور امریکی کمپنیوں نے عراق کے تیل پر قبضہ کرنے کے لیے باہمی آویزش شروع کر دی۔ سلطنتِ عثمانیہ نے سب سے پہلے جرمنی کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ بغداد اور برلن کے درمیان ریلوے لائن بچھائے۔ اس سے بغداد اور موصل کے درمیان سب سے پہلے تیل کی دولت سے فائدہ اٹھانے کا حق جرمنی کو ملا۔ مگر بعد میں عراق کے اس تیل سے فائدہ اٹھانے کا برطانیہ اور جرمن کے درمیان مقابلہ شروع ہو گیا۔ خاص طور پر جب برطانیہ نے ایرانی تیل پر قبضہ کر لیا تو اس کے بعد عراقی تیل پر قبضہ کرنے کی کوشش اور تیز کر دی۔ ٹھیک اسی وقت 1908ء میں امریکہ بھی تیل کی دولت پر قبضہ کی اس جنگ میں کود پڑا۔ اس وقت *Chester* نے سلطنتِ عثمانیہ سے تیل کے بارے میں خاص رعایتیں لیں۔ اور تیل کی تلاش اور تیل کے کنوئیں کھود کر ان پر قبضہ کر لینے کے پروانے حاصل کیے۔ لیکن انگریزوں نے مکاری سے کام لیا اور امریکیوں کا مقابلہ کرنے اور بلادِ عرب میں امریکی اثر ورسوخ سے نبٹنے کے لیے جرمنی سے تعاون کرنے لگے۔ چنانچہ ان دونوں ملکوں کے مذاکرات 1910ء میں برطانیہ اور جرمنی کے مشترکہ تعاون سے ایک کمپنی کو وجود میں لانے کے معاہدے پر اختتام پذیر ہوئے۔ یہ معاہدہ 1911ء میں لندن میں *African and Hastern concession* کے نام سے لکھا گیا۔

اس معاہدے کا ہدف سلطنتِ عثمانیہ سے پٹرول سے نفع اٹھانے کا لائینس حاصل کرنا تھا اس میں تیل کے حصول کا تناسب کچھ یوں ہوگا کہ ایک چوتھائی تو جرمنی کا ہوگا اور تین چوتھائی انگلستان کا۔ اگلے سال اس کمپنی کا نام بدل کر، ''ٹرکش آئل کمپنی'' رکھ دیا گیا۔ پھر جب پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر جرمنی کو زوال آیا اور برطانیہ کا عراق پر قبضہ ہوا تو تیل کی اس دولت پر قبضہ

Marfat.com

کرنے کے لیے برطانیہ، امریکہ اور فرانس میں ایک نئی دوڑ شروع ہوگئی۔ برطانیہ نے فرانس کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ جرمنی کا حصہ جو کمپنی میں ان کا بنتا تھا وہ برطانیہ کو دے دے۔

پھر برطانیہ 1922ء میں اپنی رائے سے واپس ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اس کو عراقی تیل پر قبضہ کرنے کے لیے امریکہ کو بھی مذاکرات میں شریک کرنے کا دروازہ کھولنا پڑا۔ 1925ء میں عراق اور ''ٹرکش آئل کمپنی'' کے درمیان 75 سال کی مدت کا پہلا معاہدے طے پایا۔ اس کے بعد ''بابا کرکر'' میں سب سے پہلا تیل کا کنواں کھودا گیا۔ اور اس سے اس قدر تیزی سے تیل نکلا جس نے پوری دنیا کے تیل کے ماہرین کو حیران کر کے رکھ دیا۔ اور 31 جولائی 1928ء کو ''ریڈ لائن'' کا معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کی رو سے ٹرکش آئل کمپنی کے تیل کی تقسیم کچھ یوں ہے:

برٹش آئل کمپنی (کا حصہ)	23.75%
فرنچ آئل کمپنی	23.75%
رائل ڈچ شیل کمپنی	23.75%
سٹینڈرڈ آئل کمپنی آف نیوجرسی	23.75%
اور سکونی فاکوم کولبنکیان آئل کمپنی	5%

اور یہ معاہدہ بھی طے پایا کہ اس شرح فیصد کے ساتھ تیل کی تقسیم فقط عراق کے تیل کی ہی نہ ہوگی بلکہ دریافت شدہ ہر تیل اور آئندہ چل کر جزیرۂ عرب میں جو بھی تیل دریافت ہوگا مثلاً قبرص اور ہلال خصیب وغیرہ میں کہ اس تیل میں بھی کمپنیوں کے حصۂ رسدی کی شرح فیصد یہی ہوگی۔

اس معاہدہ میں امریکہ کی شرکت مشرق اوسط میں امریکی استعمار کے اثر ورسوخ کا پہلا عملی قدم تھا۔ 1932ء ٹرکش آئل کمپنی نے موصل میں ایک ''سب کمپنی'' کا افتتاح کیا۔ جس کا نام ''موصل آئل کمپنی'' رکھا۔ تاکہ دریائے دجلہ کے مغرب کے عراقی تیل پر بھی امریکی سامراج کا قبضہ ہو جائے۔ 1938ء میں یہ کمپنی عراق کے باقی تیل کا لائیسنس بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی اور صوبائی تیل کے ذخائر اور غیر آباد اراضی کے تیل کے کنوؤں پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا۔ اور یوں اس طرح عراقی آئل کمپنی نے چند شرقی عراقی علاقوں کو چھوڑ کر باقی سب علاقوں پر قبضہ اور ان پر اثر ونفوذ اس استعماری کمپنی کو دے دیا۔ اور ''خانقین آئل کمپنی'' کو اس سے فائدہ اٹھانے کے

Marfat.com

لیے چھوڑ دیا۔

دوسری طرف امریکی آئل کمپنیاں سعودیہ اور بحرین میں بھی تیل کی تلاش اور تیل کی کھدائی کا لائیسنس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔

''الخلیج الامریکیہ'' کمپنی نے 1927ء میں بحرین میں تیل کی تلاش شروع کی۔ پھر اس کمپنی نے اپنا یہ لائسنس ایک اور امریکی کمپنی کو فروخت کر دیا۔ جس کا نام ''سٹینڈرڈ آئل کمپنی'' تھا اس نے ''بحرین آئل کمپنی'' کی بنیاد رکھی۔ اس کمپنی نے 1932ء میں تیل کی پیداوار شروع کر دی۔ پھر یہی کمپنی 1933ء میں سعودیہ میں بھی تیل کی تلاش کا لائسنس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ پھر اس کمپنی میں تین اور نئی امریکی کمپنیاں بھی داخل ہو گئیں۔ اب اس کا نام "Aramco" تھا یعنی ''عربی امریکی آئل کمپنی ہو گیا'' اس میں تیل کے حصوں کی تقسیم کی شکل کچھ یوں تھی۔

''سٹینڈرڈ آئل کمپنی آف کیلی فورنیا''	30%
ٹیکساس کمپنی	30%
سٹینڈرڈ آئل کمپنی آف نیوجرسی	30%
موبل آئل کمپنی	10%
کل میزانیہ:	100%

عراقی آئل کمپنی اور برٹش ایرانی کمپنی نے سعودیہ میں تیل کے وجود کی نشاندہی کی اور ان دونوں کے پیچھے برطانیہ تھا۔ پھر 1935ء میں عراقی آئل کمپنی ایک ''سب کمپنی'' کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوگئی جس کا نام انہوں نے "Consession company limitted" رکھا۔ اور یہ کمپنی ان علاقوں میں تیل کی تلاش کا لائسنس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

1۔ تقریباً سو کلومیٹر تک ساحل کے ساتھ ساتھ سعودیہ کے مغربی علاقے۔

2۔ قطر اور صلح کنندہ ساحلی علاقے۔

3۔ یمن، عدن، حضر موت، مسقط، لبنان، شام، فلسطین، اور شرق اردن۔

رہ گیا معرکہ جس کو "Red Line" معاہدہ نے مستثنیٰ کیا تھا تو اس کے تیل پر ''ٹرکش آئل کمپنی'' کے بننے سے بھی پہلے برطانیہ قبضہ کر چکا تھا۔

Marfat.com

جبکہ کویت کے تیل کے بارے میں برطانوی کمپنی نے یہ مناسب سمجھا کہ اس تیل کی حفاظت ''برطانوی ایرانی آئل کمپنی'' کرے جو پہلے سے ہی ایرانی تیل کو نکال رہی تھی۔ لیکن اتنے میں امریکہ منظرِ عام پر آیا اور اس نے کویتی تیل کے حصول کی کوشش شروع کر دی۔ پھر بالآخر 1934ء میں امریکہ اور برطانیہ کا باہمی ایک معاہدہ طے پایا کہ ایک مشترکہ نئی کمپنی کی بنیاد رکھی جائے۔ جس میں آدھا تیل تو ''برٹش ایرانی آئل کمپنی'' کا ہو اور دوسرا آدھا ''خلیج کمپنی فار امریکن آئل'' کا ہو۔

جبکہ سعودیہ اور کویت کے غیر جانبدار ممالک میں امریکہ اور برطانیہ میں کشمکش شروع ہو گئی کہ یہاں کے تیل سے فائدہ کون اٹھائے۔ چنانچہ امریکن آئل کمپنی حکومتِ سعودیہ سے اس علاقہ میں اپنے حصہ کا تیل لینے اور اس کا استحصال کرنے کے لیے لائسنس لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اسی طرح 1948ء میں امریکہ کی چھوٹی آئل کمپنیاں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر کے حکومتِ کویت سے تیل نکالنے کا لائسنس لینے میں کامیاب ہو گئیں تا کہ کویت کے حصے کے تیل پر بھی ان کا قبضہ ہو جائے۔ 1958ء میں جاپانی کمپنیاں خطۂ عرب کے تیل پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے اس میدان میں اترنے میں کامیاب ہو گئیں۔ چنانچہ ایک ''عرب جاپان'' آئل کمپنی بنائی گئی جو اس جانبدار خطہ میں تیل کی تلاش اور نکالنے کا لائسنس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جاپان اور سعودیہ میں جو معاہدہ طے پایا وہ یہ تھا، یہ آئل کمپنی حکومت کو 57% منافع دے گی جو اخراجات کے منہا کرنے کے بعد ہو گا۔ اور یہ نفع اب تک کی یورپی حکومتوں کے معاہدوں میں سب سے زیادہ یعنی 7% زیادہ تھا۔ چنانچہ اس معاہدہ نے اب تک رائج معاہدوں کی شرح فیصد نفع کو توڑ دیا۔ (کیونکہ اب تک عرب ممالک کو یہ یورپی کمپنیاں 50% نفع دیتی تھیں لیکن اس کمپنی نے 57% نفع دے کر گزشتہ کمپنیوں کی شرح فی صد نفع کو توڑ دیا)۔

لیبیا اور الجزائر کے تیل ذخائر

اب ذرا لیبیا اور الجزائر کا بھی جائزہ لیتے ہیں کہ ان ملکوں میں غیر ملکی کمپنیوں نے تیل کی دوڑ میں ذرا دیر سے حصہ لیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان ملکوں میں تیل دریافت بھی ذرا دیر سے ہوا تھا۔ الجزائر میں ملکی کمپنی ہی تیل کی تلاش کرتی رہی اور ''جمعیتِ اومال'' بھی کہ یہ دونوں کمپنیاں

Marfat.com

1950ء تک الجزائر میں کام کرتی رہیں اور یہ دونوں ملکی کمپنیاں تھیں۔ لیکن 1950ء کے بعد یہ جھگڑا شدت اختیار کر گیا کیونکہ بعض علاقوں سے پٹرول کا وسیع ذخیرہ دریافت ہوا۔ چنانچہ 1953ء میں صحرائی علاقہ میں تین فرانسیسی کمپنیاں تیل کی تلاش اور پیداوار کا لائسنس لینے میں کامیاب ہوگئیں۔ یہ کمپنی جس کا نام G.E.P تھا اور پٹرول کی تلاش کی اور ایک کمپنی جس کا نام G.R.E.P.S تھا اور الجزائر کی ایک پٹرول کمپنی جس کا نام G.P.A تھا اب یہ تینوں کمپنیاں الجزائر میں تیل کی تلاش اور پیداوار کو سنبھالے ہوئے تھیں۔

1958ء میں الجزائر میں تیل کی پالیسیوں میں سب سے اہم تبدیلی یہ آئی کہ تیل کے منافع کو ففٹی ففٹی پرسینٹ کر دیا گیا۔ چنانچہ اس سال 26 مقامات پر 19 غیر ملکی کمپنیوں کو تیل کی پیداوار اور تلاش کا لائسنس دیا گیا۔ ان کمپنیوں کی تفصیل یہ تھی۔

فرانسیسی کمپنیاں	12
امریکی کمپنیاں	6
اٹیلین کمپنی	1

اور 1960ء تک ان کمپنیوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے 38 تک پہنچ گئی۔

لیبیا کا حال کچھ یوں ہے کہ 1955ء تک لیبیا کے صحراؤں میں تیل کی تلاش جاری رہی اور بعض جیولوجیکل تحقیقات اور تیل کے قوانین کے اجراء کے بڑے اچھے نتائج نکلے۔ ان نتائج نے غیر ملکیوں کو آمادہ کیا کہ وہ لیبیا میں تیل کی تلاش کے لیے آئیں۔ اور لیبیا نے مختلف آئل کمپنیوں کو تیل کی تلاش کے 82 لائسنس جاری کیے۔

1968ء میں لیبین گورنمنٹ نے "Lipetco" نامی ایک حکومتی آئل کمپنی کی بنیاد رکھی۔ اس کے قیام کا مقصد ملک میں تیل کی صنعت کا فروغ اور اس کی ترقی تھا۔ اس کمپنی نے لیبیا کے تیل کی تلاش کے متعدد معاہدے کیے۔ جن میں سے ایک معاہدہ فرانس کی آئل کمپنی کے ساتھ اور ایک EMI نامی اطالوی آئل کمپنی کے ساتھ تھا۔

لیبیا کے انقلاب کے بعد حکومت کو تیل کے ذخائر کی بابت دھمکیوں سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ لیبیا میں تیل کی پیداوار کے بڑھتے ہی غیر ملکی کمپنیوں کے درمیان مقابلہ شدت اختیار کر گیا۔ اس کے ساتھ ہی تیل کی کمپنیوں نے تیل کے ذخائر کو بری طرح تباہ کرنا

Marfat.com

شروع کیا۔ چنانچہ اس حق تلفی کو دیکھتے ہوئے لیبین گورنمنٹ نے تیل کے نرخ بڑھا دیئے۔ دوسری طرف گورنمنٹ نے ان آئل کمپنیوں کو نیشلائز بھی کرنا شروع کر دیا اور تیل کی مصنوعات کو پورے ملک میں عام کرنا شروع کر دیا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تیل کی پیداوار پر حکومت کا قبضہ تیل کی صنعت کو ڈبل کرنے کا ایک بڑا سبب تھا۔ اور ضرورت سے زیادہ تیل کو عالمی منڈی تک پہنچانے کا زبردست ذریعہ بنا اس طریق کار نے ملک کو تیل کی دولت کا زبردست نفع دیا۔

ان امپیریلسٹ حکومتوں میں خطۂ عرب کے تیل کا جھگڑا یوں ختم ہوا کہ ان لوگوں نے خطۂ عرب کے تیل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ان کی ضرورت سے زائد سارے تیل کو اپنے کام میں لانا شروع کیا۔ اس بات نے ان غیر ملکی کمپنیوں اور ان کی حکومتوں کو اپنی من مانی کرنے پر آمادہ کیا۔

آج ایک عربی تیل کے کونویں کی اوسط پیداوار انتہائی زیادہ ہے۔ تیل کی پیداوار کا یہ تناسب اس وقت تھا کہ جس وقت ''وینیزویلا'' کے کونویں کی اوسط یومیہ پیداوار 361 بیرل تھی اور روسی کونویں کی پیداوار 172 بیرل یومیہ تھی اور کینیڈین کونویں کی پیداوار 52 بیرل یومیہ تھی۔ اور امریکی کونویں کی پیداوار صرف 12 بیرل یومیہ تھی۔ ٹھیک اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ خطۂ عرب کے تیل کے کنوؤں کی پیداوار ان سے بیسیوں بلکہ سینکڑوں گنا زیادہ تھی۔ آج کویت کے فقط ایک کونویں کی یومیہ پیداوار 3416 بیرل، اور لیبیا کے ایک کونویں کی پیداوار 3529 بیرل یومیہ اور سعودیہ کے ایک کونویں کی پیداوار 6973 بیرل یومیہ اور ابوظہبی کے ایک کونویں کی پیداوار 6677 بیرل یومیہ اور قطر کے ایک کونویں کی پیداوار 5223 بیرل یومیہ اور الجزائر کے ایک کونویں کی اوسط پیداوار 1240 بیرل یومیہ اور دبئی کے ایک کونویں کی پیداوار 10950 بیرل یومیہ اور عراق کے ایک کونویں کی اوسط پیداوار 13530 بیرل یومیہ ہے۔ اور کرکوک کا قومی کنواں دنیا کا سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والا کنواں کہلاتا ہے۔ جس کی آج اوسط یومیہ پیداوار 1000,000 بیرل یومیہ سے بھی زیادہ ہے۔

Marfat.com

عرب خام تیل کی پیداوار

	خام تیل کی یومیہ ہزار بیرل پیداوار	خام تیل کی یومیہ ہزار بیرل پیدوار	بارہ ماہ میں یومیہ پیداوار	بارہ ماہ میں یومیہ پیداوار		
	دسمبر 1972	جنوری 1973	1972	1973	اضافہ	%
سعودیہ	6699.1	5878	4621	5878	1257	22.4
کویت	3090.2	3765	3772	3765	7	.2
لیبیا	2215	3206	2455	2306	149	6.1
عراق	1699	1487	1930	1487	443	23
ابوظہبی	1142	1255	1048	1255	2.7	19.8
الجزائر	1100	1100	951	1100	149	15.7
قطر	575	581	452	581	129	28.5
عمان	281	280	280	280	---	---
دبئی	240.3	240	130	240	110	84.6
مصر	202	202	227	202	25	11
شام	120	120	115	120	5	4.3
تیونس	85	85	82	85	3	3.7
بحرین	67.3	68	74	68	6	8.1
مغرب	.3	.3	.3	.3	---	---
میزانیہ	17516.2	17367.3	16137.3	17367.3	1230	6.7

Marfat.com

وطنِ عربی کے تیل کے ذخائر

31 دسمبر 1970ء کا اعداد و شمار

1۔	سعودیہ	138.500
2۔	کویت	67.100
3۔	عراق	32.000
4۔	لیبیا	29.000
5۔	غیر جانبدار علاقہ	25.700
6۔	الجزائر	12.000
7۔	مصر	4.500
8۔	قطر	4.300
9۔	مسقط اور عمان	1.700
10۔	شام	1.200
11۔	بحرین	.634
12۔	تیونس	.550
	کل میزانیہ:	338.168

Marfat.com

(2) خطۂ عرب کی معدنیات

خطۂ عرب میں بے شمار معدنی وسائل و ذخائر پائے جاتے ہیں جو تیل کے ذخائر سے کہیں زیادہ ہیں لیکن یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ابھی تک نہ تو وسیع پیمانے پر ان سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اور نہ ہی ان کی پیداوار ہی زیادہ ہے۔ بلکہ بڑے محدود پیمانے پر ان کی پیداوار ہے۔ خطۂ عرب کی اہم معدنیات یہ ہیں:

i) لوہا

اس معدن کی بابت عالمی پیداوار میں وطنِ عربی کا کردار بہت بلند ہے۔ پوری دنیا کا تقریباً 12% لوہا فقط خطۂ عرب میں پیدا ہوتا ہے۔ اور ان علاقوں کو لوہے کی پیداوار میں سرِ فہرست شمار کیا جاتا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ان علاقوں میں تقریباً 2500 ملین ٹن لوہا ہے اور تیونس کے جزائر میں اس کے ذخائر سے پیداوار کی تعداد تقریباً 1.5 ملین ٹن ہے۔ اسی طرح مغرب میں پیداوار کا حال ہے۔ موری تانیہ میں تقریباً سو ملین ٹن لوہے کے ذخائر ہیں۔ مصر میں بھی لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں جو تقریباً 75 ملین ٹن سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح شام، سوڈان، سعودیہ اور عراق میں بھی لوہے کے ذخائر ہیں۔

ii) تانبا اور پیتل

وطنِ عربی میں ان کی پیداوار کی سالانہ اوسط تقریباً 5000 ٹن سالانہ ہے۔ جن اہم علاقوں میں یہ پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: تیونس، الجزائر، مغرب اور مصر وغیرہ۔ اور جیولوجیکل ریسرچ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ سعودیہ اور سوڈان میں بھی ان کے ذخائر موجود ہیں۔

iii) سیسہ

خطۂ مغربی عرب میں اس کے ذخائر اور اس کی کانیں موجود ہیں اور اسی طرح تیونس، الجزائر اور مصر کے بعض علاقوں میں بھی اس کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ وطنِ عربی میں مجموعی طور پر ان کی سالانہ اوسط پیداوار تقریباً 130 ہزار ٹن ہے۔

iv) زنک (یعنی جست)

وطنِ عربی تقریباً 85 ہزار ٹن سالانہ جست کی پیداوار دیتا ہے اور مغرب، مصر اور سوڈان

Marfat.com

میں اس کی کانیں ہیں۔

v) گندھک

خطۂ عراق میں گندھک کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں اور معدنیات کی ایک (قومی اور ملکی) کمپنی اس کو نکالنے، اس سے فائدہ اٹھانے اور عالمی منڈی میں اس کو بیچنے کے لیے پیش کرنے کا کام کر رہی ہے۔ صوبہ نینوی میں ''مشراق'' کے مقام پر اس کی کانیں اور ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔

vi) فاسفیٹ (Phosphate) یعنی فاسفوری نمک

وطنِ عربی کو فاسفیٹ پیدا کرنے والے خطوں میں شمار کیا جاتا ہے اور مغرب، تیونس اور الجزائر اس کی پیداوار میں سرِ فہرست ممالک ہیں پھر مصر، اردن، فلسطین، لیبیا اور عراق کا نمبر آتا ہے۔ خطۂ عرب میں اس کی پیداوار 20 ملین ٹن سالانہ سے بھی زیادہ ہے اور یہ یورپ اور مشرق اقصیٰ میں جاتا ہے اور اس کی پیداوار دنیا بھر کے فاسفیٹ کی پیداوار کا 35% ہے۔

وطنِ عربی میں دوسری قیمتی معدنیات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً مینگنیز، کروم، کوبالٹ، یورانیم، سونا، چاندی وغیرہ۔ لیکن ان کی مقدار اتنی کم ہوتی ہے جس کو تجارتی سطح پر مارکیٹ میں لانا ممکن نہیں ہوتا۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ ان معدنیات کو صنعتی ترقی میں بنیادی وسائل سمجھا جاتا ہے اور وطن عربی ان وسائل کو خطۂ عرب کی صنعتی ترقی میں استعمال کر سکتا ہے۔ البتہ سامراج نے خطۂ عرب میں اشیائے صرف کی صنعتی یونٹ لگانے کی ترغیب دی۔ جبکہ دوسری طرف اس بات کا بھرپور جھوٹا اور خودغرضانہ پروپیگنڈا کر رہا تھا کہ خطۂ عرب بنیادی طور پر ایک زرعی خطۂ ارضی ہے۔ اس میں صنعتی یونٹ لگانا درست نہیں۔ حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ کیونکہ سامراج کے قبضے سے آزاد ہونے والے عرب ممالک جیسے عراق الجزائر، مصر اور شام وغیرہ جن کی قدرتی دولت اور ان کی قومی اقتصادیات بھی سامراج کے چنگل سے آزاد ہو گئی تھی۔ وہ اس قابل ہو گئیں تھیں کہ بھارے صنعتی یونٹس قائم کر لیں کہ جن کے بنیادی خام مال بھی خود خطۂ عرب سے ہی فراہم ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی قوت اور کارکنوں کا فراہم ہونا بھی خطۂ عرب میں بہت تھا۔ غرض عربی سرزمین پر جہاں وسائل کی قوت فراہم تھی وہیں افرادی قوت کی بھی بہتات تھی۔ پھر عربوں کی صنعتی ترقی ان یورپی ممالک کی صنعتی ترقی کے برابر آن کھڑی ہوتی۔

Marfat.com

خطۂ عرب کا زرعی انقلاب

انسانی سرگرمیوں میں خطۂ عرب کی زراعت ایک بنیادی مقام رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ وہاں کے اکثر باشندوں کا بنیادی پیشہ ہے اور تقریباً 50% سے 75% لوگ اسی پیشہ سے وابستہ ہیں اس بلند شرح فیصد نے عام اقتصادی زندگی کو زرعی طرز میں ڈھال دیا ہے۔ خطۂ عرب کی تقریباً سوملین ایکڑ سے زیادہ زمین زرعی ہے۔ جس میں سے 15 ملین ایکڑ سے زیادہ زمین آبپاشی کے نظام کے ذریعے سیراب کی جارہی ہے۔ اس کے اعداد وشمار یہ ہیں:

6 ملین ایکڑ زمین مصر میں

6 ملین ایکڑ ہی عراق میں

ایک ملین ایکڑ زمین شام میں

باقی کے دوملین ایکڑ زمین کے حصے خطۂ عرب کے مختلف علاقوں مثلاً الجزائر، مغربی تیونس اور سوڈان وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔

باقی کے 85 ملین ایکڑ زمین کے اعداد وشمار کچھ اس طرح ہیں کہ اس میں سے آدھی زمین تو بنجر پڑی ہے۔ جبکہ باقی آدھی بارشوں سے سیراب ہو کر قابلِ کاشت بنائی جاتی ہے۔ جبکہ پہلا نصف حصہ ان علاقوں میں پڑا ضائع ہو رہا ہے، جہاں بارشیں کبھی آتی ہیں اور کبھی نہیں آتیں۔ خاص طور پر خشکی کے سالوں میں تو (جب بارش نہ ہونے کا یقین ہوتا ہے یہ زمینیں ضائع ہی ہو جاتی ہیں)۔

البتہ تقریباً 200 ملین ایکڑ زمین ایسی ہے جو کاشت کے قابل بنائی جاسکتی ہے اور یہ زمینیں ابھی زرعی ترقی میں درپیش مسائل کی وجہ سے ناکارہ پڑیں ہیں مثلاً بعض عرب علاقوں کا پس ماندہ ہونا، اور سامراج اور جاگیردارانہ نظام کے آگے بے بس ہونا، زرعی آلات کا استعمال نہ کرنا، بعض عرب حکومتوں کا کسانوں کو پابند کرنا (اور جیلوں میں ڈالنا) وغیرہ۔ اور زرعی ترقیاتی منصوبوں کی عدم سرپرستی اور زراعت کو بعض علاقوں تک محدود کرنا وغیرہ مثلاً وادئ نیل، مصر کا

Marfat.com

ڈیلٹا، سوڈان، شمالی مغربی افریقہ کے ساحلی کھیت، دجلہ وفرات کی وادیاں، شام، یمن اور جزیرۂ عرب کے جنوب کے علاقے وغیرہ (کہ انہی علاقوں تک ہی زراعت کو محدود کر دیا گیا)

زرعی پیداوار کی شرح فیصد مختلف علاقوں میں طبعی اسباب کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف تھی۔ مثلاً مٹی، سطح مرتفع، آب وہوا، پانی کے ذرائع و وسائل وغیرہ کہ ان کے مختلف ہونے سے مختلف علاقوں کی پیداوار مختلف تھی۔

یہ ہیں وہ اسباب اور اقتصادی و زرعی یکجہتی جس نے وطن عربی کو سنبھالا، جس طرح خود زرعی پیداوار کو جو زراعت کے میدان میں فنی اور ٹیکنالوجیکل ترقی کی وجہ سے دن بدن بڑھ رہی تھی۔ اس کے علاوہ کچھ دوسرے عوامل بھی ہیں جنہوں نے اس زرعی ترقی میں مدد دی مثلاً

آب پاشی کے منصوبوں میں توسیع

کیمیاوی کھادوں کا استعمال

زرعی دوروں اور زرعی تعلیمات کا انتظام

اِسی طرح ملک کے بعض حصوں میں زرعی اصلاحات کے قانون نے کسانوں کی بے حد مدد کی مثلاً انہیں زمینوں کا مالک بنا دیا گیا، اسی طرح انہیں زرعی آلات مالکانہ حقوق پر دیئے گئے اور ''فلاحی زرعی تعاون'' کی انجمنیں بنائی گئیں۔ اجتماعی کھیت (اور فارم) بنائے گئے اور اقتصادی تعلقات کو جدید بنیادوں پر قائم کیا گیا۔

اِسی طرح جاگیردارانہ نظام اور ہر اس شے کو ختم کیا گیا جو کسانوں کی اور زمینوں کی آزادی کو ختم کرے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں ترقی اور پیداوار میں زبردست اضافہ ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خطۂ عرب میں پیدا ہونے والے غلے بے شمار ہیں اور وہ مقامی ضروریاتِ صرف سے زیادہ ہیں۔ اسی لیے اس کی اکثر پیداوار پر ان استعماری طاقتوں نے اپنے پروپیگنڈے کا کیچڑ اچھالنا شروع کیا۔ اور ''خاص طور پر ان حکومتوں نے خوب پروپیگنڈا کیا جو عرب علاقوں کو غلام بنا کر ان میں اپنا اثر ونفوذ پیدا کرنا چاہتے تھے۔''

یہاں کے باشندوں کو جن غذائی مواد اور زرعی پیداواروں کی ضرورت ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہم یہ بات نہ بھولیں کہ بعض عرب علاقے بنیادی زرعی، معدنی اور حیاتیاتی مواد کو پیدا کرتے ہیں اور انہیں نہایت سستے داموں عوام کو مہیا کرتے ہیں اور بیرونِ ملک سے روزمرہ کی قیمتی

Marfat.com

اور پیداواری اشیائے صرف کواور بیرونی مصنوعات کوامپورٹ کرتے ہیں جوعربوں کے تجارتی حجم کو بہت زیادہ بڑھاتی ہیں۔اس لیے ان سامراجی طاقتوں کا دل چاہا کہ عرب ممالک خود اپنے ملکوں میں صنعتی پلانٹس لگائیں اورزرعی اور حیاتیاتی اشیاء کوخوداپنے ملکوں میں پیدا کریں۔تاکہ اس سے خود بھی فائدہ اٹھائیں مثلاً بنیادی صنعتی مادوں کے کارخانے لگائیں مثلاً کاٹن فیکٹریاں،شوگر ملز،تمباکو کے کارخانے،زیتون اورانگور کے باغات اوران کی پیداواری اشیاء کی مصنوعات کے کارخانے،زرعی اورمعدنی پلانٹس وغیرہ لگائیں اور اسی طرح بڑی بڑی فیکٹریاں اورکمپنیاں قائم کریں،جن میں غیر ملکی سرمایہ کی کھپت ہوتا کہ یہ سامراجی ملک خودان عرب خطوں میں چلنے والی فیکٹریاں وغیرہ کی آمدنیوں،ان کی مصنوعات اوراس دولت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

ہماری تاریخ بتلاتی ہے کہ ایک عرصے سے یہ یورپی ممالک اس بات کواچھال رہے ہیں کہ ہمارے یہ عرب علاقے فقط زرعی علاقے ہیں لیکن درحقیقت ان کا یہ دعویٰ غلط ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ خطۂ عرب میں بڑے وسیع پیمانے پرصنعتی،زرعی اور معدنی وسائل موجود ہیں۔اگر عربی قوم کوکوئی مخلص قومی حکومت نصیب ہوجائے تو عرب قوم دنیا کے سامنے دلیل کے ساتھ اس دعوے کے غلط ہونے کو ثابت کرسکتی ہے جس کو دراصل استعماری حکومتیں چلارہی ہیں۔کیونکہ وہ اس بات کوجان چکے ہیں کہ جب خطۂ عرب میں صنعت کوفروغ ملے گا تو یہ بات ان کی مصنوعات کی منڈی کوختم کردے گی۔کیونکہ اس وقت دنیا میں ان کی مصنوعات ہی چھائی ہوئی ہیں۔(اور جب عالمی منڈی میں عرب مصنوعات آئیں گی تو یورپی مصنوعات کی مارکیٹ ماند پڑجائے گی) اس طرح عربوں میں صنعتی ترقی کی وجہ سے یورپ ان بنیادی مادوں سے بھی محروم ہوجائے گا جو ان مصنوعات کا خام مال ہیں اوران کی مصنوعات کساد بازاری کا شکار ہوجائیں گی اور یہ بات یورپ میں اقتصادی بحرانوں کے پیدا ہونے کا سبب بنے گی۔

اوراس بات پرسب سے بہتر دلیل وہ 17 جولائی کے ترقی پسند انقلاب کے بعد مصر، الجزائر اورعراق وغیرہ میں صنعتی یونٹس اور پلانٹس کا لگنا ہے۔

Marfat.com

عراق کی انقلابی
اور سیاسی تحریکیں

Marfat.com

عراق کی انقلابی اور سیاسی تحریکیں

۱۔ 1920ء کا انقلاب

پہلی جنگِ عظیم میں سلطنتِ عثمانیہ کے تمام صوبوں کے ساتھ یہ الم ناک واقعہ پیش آیا کہ اس پر برطانوی سامراج نے قبضہ کر لیا، عراق، ''ادارۃ المناطق المعادیۃ المحتلۃ'' کے ماتحت آ گیا۔ یہ برطانوی افواج ''انڈین انگلش گورنمنٹ'' کے ماتحت تھیں۔ برطانوی ہندی سامراج نے پورے عراق پر اپنا قانون نافذ کرنے کے لیے ایک برطانوی ہائی کمشنر تعینات کیا۔ اس برطانوی ہائی کمشنر نے انتظامی یونٹ میں عراق خود مختار انگلش ملازمین کو بھرتی کیا جن کا نام ''سیاسی افسران'' تھا جو اپنے اختیارات میں فوج اور پولیس پر انحصار اور اعتماد کرتے تھے۔ اس کے علاوہ خفیہ ایجنٹوں کی ایک بڑی تعداد تھی جن پر یہ افسران اعتماد کرتے تھے۔ مقامی ملازموں کی ایک بڑی تعداد کو تبدیل کر کے ان کی جگہ ان لوگوں کو لایا گیا جنہوں نے برطانوی استعمار سے پہلے انگریز اور ہندو افسران اور ملازمین کے ساتھ مل کر انتظامی مشینری میں نہایت قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں تھیں۔

رہے وہ غیر مسلم عرب ملازمین تو ان کو چھوٹی ملازمتوں پر مقرر کیا گیا تاکہ وہ مشنری امور (مثلاً عیسائیت یا یہودیت کی تبلیغ و تعلیم) وغیرہ کو سرانجام دیتے ہیں۔

عراق کے اندر جو سیاسی، تبدیلیاں آئیں اور خاص طور پر جنگ عظیم اوّل کے بعد عراق میں جو حالات پیدا ہوئے اس پر عرب خاموش نہ رہے۔ 1917ء میں جب برطانوی سامراج نے بغداد پر قبضہ کیا تو ان کے ترجمان جنرل موڈ نے دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ''یہ لوگ (برطانوی فوجیں) تو فقط (تم لوگوں کو ظلم و ستم اور جبری حکومت سے) آزاد کرانے آئی ہیں، فاتح بن کر نہیں آئیں جیسا کہ آج بش اور بلیئر کے ماتحت اتحادی افواج دعویٰ کرتی ہیں کہ ہم تو عراقیوں کو صدام سے آزاد کرانے آئے ہیں لیکن سارے عرب انگریزوں اور استعماری افواج کو شک بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ پھر ان لوگوں کا یہ شک اس وقت یقین میں بدل گیا کہ جب برطانیہ نے

Marfat.com

1920ء میں *Samrme* میں منعقد ہونے والے یورپی حکمرانوں کے اجلاس میں اس بات کا فیصلہ کیا کہ شام اور لبنان کو فرانس کے اور عراق و فلسطین کو برطانیہ کے ماتحت کر دیا جائے۔ اس اجلاس کی رو سے عراق پر اپنی حکومت قائم کرنا اپنا حق سمجھ لیا۔ اب سارے عرب برطانوی استعمار کو سمجھ گئے کہ برطانوی استعمار نے عراق پر اپنا قبضہ مضبوط کر لیا ہے۔ تو وہ اس استعماریت اور سامراجیت کے آگے خم ٹھونک کر کھڑے ہونے کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ عراقی عربوں نے سامراج کے استبداد سے آزادی حاصل کرنے کے لیے متعدد آزادی کی تحریکوں اور انقلابات کو جنم دیا۔

انقلاب کے اسباب

جب ہم 1920ء کے انقلاب کی گہرائی میں جاتے ہیں تو ہمارے سامنے اس کے بہت سے اسباب و محرکات آتے ہیں۔ مؤرخین کی لکھی کتب ان اسباب کے بیان کرنے میں متفق نظر نہیں آتیں۔ بہر حال سب سے اہم اور بنیادی سبب سامراج کا وہ قبضہ تھا جس نے متعدد تناقضات ظاہر کیے تھے اور بہت سارے تناقضات تو ابھی پوشیدہ اور پردۂ خفاء میں تھے۔ چنانچہ تیس ہزار فوج کا عراقیوں کے ساتھ تصادم اور ان کا اس رویہ کو اختیار کرنا جو عراقی باشندوں کی عزت و ناموس کے ساتھ کھیلنے کے مترادف تھا اور جس سے ان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی تھی اس بات نے ان میں قومی جذبے اور ملکی محبت کی روح کو پروان چڑھایا اور ان لوگوں نے قانونی اور دستوری ذرائع سے وطنِ عزیز کو ظالم استعمار کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانے کے لیے تحریک چلائی۔ یہ آزادی ہی تو تھی جو عربوں کے وجود کو باقی رکھ سکتی تھی اور اس کے ساتھ ہی خطۂ عرب کے باشندوں کی عزت و توقیر کی حفاظت کی ضامن تھی۔

چنانچہ سب سے پہلا ٹکراؤ جو پیش آیا، وہ ایک غیر قانونی وجود جو طاقت اور غیر انسانی رویے کے بل بوتے پر مسلط تھا، کے درمیان اور اس وجود کے درمیان تھا جو اپنی اصل اور شناخت کو ثابت کرنے اور ایک آزادانہ و شریفانہ زندگی کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بنیادی سبب اس انقلاب سے پہلے سامراج کا غلبہ اور ناجائز قبضہ تھا۔ یہی وہ قومی تناقض تھا جو سامراج کو خطۂ عرب چھوڑ جانے اور عراق کو آزاد کر دینے کی دعوت دے رہا تھا اور اسی تقاضے نے عربوں کو وحدت اور

Marfat.com

ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی بھی دعوت تھی۔ اسی لیے اس انقلاب میں عربوں کے سب طبقے شریک ہوئے، قبیلوں کے سرداروں سے لے کر مزدوروں تک، مشائخ دین سے لے کر کسانوں تک، غرض ہر محنت کش (اور متوسط الحال اور مرفہ الحال) طبقہ اس انقلاب میں شریک تھا۔

لہٰذا 1920ء کے انقلاب کی دھماکہ خیزی میں سب تنظیموں، سوسائٹیوں اور انجمنوں نے بھرپور حصہ لیا۔ چنانچہ قومی محنت کش اور کسان و زمیندار بلاک کی ساری سرگرمیاں، عربی عراقی انجمنوں اور تنظیموں مثلاً ''جمعیتِ عہد عراقیہ'' اور ''حرس الاستقلال'' (آزادی کے نگہبان و رکھوالے) وغیرہ جماعتوں کے ساتھ مل گئیں۔ ''جمعیت حرس استقلال'' نے بغداد، کاظمیہ، شامیہ، نجف، حلہ، اور بعقوبہ وغیرہ شہروں میں اپنے ذیلی یونٹ قائم کیے اور اس نے برطانوی استعمار کے خلاف 1920ء میں عراقی قوم کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جمع کر کے آزادی کی جنگ لڑنے کا آغاز کر دیا۔ اس نے سب جماعتوں، تنظیموں اور بلاکس کو اپنے جھنڈے تلے جمع کیا۔ البتہ جاگیردارانہ عناصر نے جمعیت کے پختہ ارادوں کو بہت زیادہ متاثر کیا جو ان کے خطۂ عراق میں ایک مضبوط حکومت کو قائم کرنے کے ٹھوس اور پختہ پروگرام کے متعلق تھے۔

1920ء کے انقلاب کا ایک سبب وہ غیر ملکی استعمار کا عراقی باشندوں اور ان کی زمینوں پر اس طرح کے مختلف ٹیکسوں کا زبردستی لاگو کرنا تھا جن کو عراقی عوام اس سے پہلے نہ جانتے تھے۔ ان ٹیکسوں سے عراقی عوام پر بڑا بوجھ آن پڑا۔ 1920ء میں حکومت کے ٹیکس تین گنا زیادہ ہو گئے اور 1911ء میں ترکوں نے جو جمع کیا تھا اس کا نصف بن گیا۔ عراق میں لگائے گئے ٹیکس ہندوستان میں انگریزوں کے لگائے ہوئے ٹیکسوں سے بھی زیادہ بھاری تھے۔ اس کا زیادہ بوجھ کسانوں کی گردن پر تھا اگرچہ مالداروں، سرداروں اور بڑی شخصیات کے دلوں کو بھی ان ٹیکسوں نے پراگندہ اور پریشان کر دیا تھا۔ بعض اوقات عراقی شہری ٹیکس دینے سے انکار کر دیتے اور بیگار دینے کے لیے تیار ہو جاتے (کہ ہم سے بیگار لے لو مگر دینے کے لیے ٹیکس نہیں۔ وہ لوگ ٹیکس وصول کرنے کے لیے آنے والی اتحادی افواج کا مقابلہ کرتے۔ کیونکہ یہ لوگ صرف ٹیکس ہی لینے کے لیے نہ آتے تھے بلکہ غذائی اشیاء، مویشی، نقل و حمل کے مختلف وسائل (مثلاً باربرداری کے جانور، ریڑھے، گاڑیاں وغیرہ) پر بھی قبضہ کر لیتے تھے۔

انگریزی سامراج نے بڑے بڑے عہدوں پر انگریزوں کو اور چھوٹی چھوٹی ملازمتوں

Marfat.com

پر ہندوؤں کو مقرر کردیا اور عراقیوں پر ملازمتوں کے دروازوں کو بند ہی نہیں بلکہ ملازمتوں کو ان پر حرام کردیا۔ ان عہدوں پر ان اجنبی غیر ملکی متعین افسران کے مقابلہ میں عربوں کی تعداد 4 فیصد سے بھی کم تھی۔ جبکہ اس وقت مثلاً ریلوے میں ہندوں افسروں کی تعداد عراقیوں کے مقابلہ میں پانچ فیصد زیادہ تھی۔ حالانکہ وہ ان عہدوں کی ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھا بھی نہ پا رہے تھے کیونکہ انہیں ان ملازمتوں کی بنیادی معلومات تک حاصل نہ تھیں۔ اس بات نے عربوں کی اکثر آبادی کو شدید رنجیدہ اور ناراض کردیا تھا۔

انگریزی حکومت نے عراق میں وہ سخت نظام حکومت متعارف کرایا جو عراقیوں نے اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ انگریز وطنی شعور، عربی عادات اور یہاں کے باسیوں کے جیون میں راسخ عادات واطوار سے جاہل تھے، یہی باتیں انقلاب کا سبب بنیں۔ ہم اس انقلاب میں مشائخ و صوفیاء کے کردار کو کبھی نہ بھلا پائیں گے ان لوگوں نے استعمار کے خلاف لوگوں میں دینی شعور بیدار کیا اور لوگوں کے دلوں میں ان سے مقابلہ کرنے کا بیج بویا۔ یہ شخصیات انقلاب پر بے حد اثر انداز ہوئیں اور اس انقلاب کو اس بات نے اور بھی زیادہ اہم بنادیا کہ یہ "دین" کے تابع ہے۔

انقلاب کا طریقہ کار

انقلاب کے محرک حالات موجود تھے اب فقط اس شعلہ کو آگ دکھلانے کی ضرورت باقی تھی۔ ہاں البتہ انقلابی یہ چاہتے تھے کہ کسی بھی قسم کی سختی کیے اور خون بہائے بغیر اس انقلاب کی آگ کو بھڑکانے سے پہلے ہی بعض مسائل کو پرامن طریقہ سے حل کرلیا جائے۔ ان لوگوں نے مذاکرات اور باہمی گفت وشنید کے لیے استعمار کے پاس اپنے وفود بھیجے۔ لیکن انگریز سامراج کا عربوں کے سب مطالبات کو ماننے سے انکار کردینا ایک فطری بات تھا۔ کیونکہ انگریز کا عراق سے نکلنا، ان علاقوں کو آزادی دینا، ان کو حکومت سپرد کرنا۔ انگریز کو ایسا نقصان دکھائی دیتا تھا جس کا کوئی عوض یا بدل نہ تھا۔ اسی لیے اس نے عراقی اور عرب قبائل کا مذاق اڑایا بجائے اس کے کہ وہ اس مسئلہ کے حل کے لیے کسی حکیمانہ طریقے کو اختیار کرتا، اس کے غرور اور اس کے ظلم میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔ اب تک اس انقلاب کی آگ ایک حقیقت بن کرابھری جو ٹھنڈی ہونے والی نہ تھی۔ چنانچہ (فرات کے کنارے آباد شہر) "رمیثہ" کو انقلاب کا مرکز بنایا گیا، وہاں سے دوسرے شہروں

Marfat.com

کی طرح جو لوگ استعمار کے ظلم وستم سے ناراض تھے ایک وفد تشکیل دے کر انقلابی تحریک کے ساتھ مل جانے کے لیے بھیج دیا گیا تاکہ وہ بھی دوسرے انقلابیوں کے ساتھ مل کر انگریز کا مقابلہ کریں۔مگر دیوانی حاکم (شاہی کینٹ کے افسر) میجر ویلی اس بات کے لیے تیار نہ ہوا۔چنانچہ اس نے ایک انقلابی لیڈر اور شیخ جناب ابوالجون شعلان کو گرفتار کرلیا اور جیل میں ڈال دیا۔اس کے پیروکاروں کو اس پر غصہ آیا۔چنانچہ انہوں نے جیل پر ہلہ بول دیا اور 30 جون 1920ء کو اس روز بعض حوالاتیوں کو قتل کر کے اپنے لیڈر کو جیل سے رہا کرالیا۔

یہ واقعہ انقلاب کا ایک سبب بن گیا۔پھر تو یہ انقلابی تحریک ہر شہر میں پھیلتی چلی گئی۔ کیونکہ اس واقعہ کے فوراً بعد کسانوں نے (اپنے دیہاتوں سے) گزرنے والی ریلوے لائن اکھاڑ پھینکی اور پلوں کو توڑ دیا اور اپنا ایک آدمی شہر میں بھیجا کہ عراق کے علماء وزعماء کو جا کر شہر میں بتلادو کہ ہم نے یہ کارروائی کی ہے اور ہم نے اپنے خاص طریقہ سے انقلاب کو برپا کرنے کی ابتداء کر دی ہے۔اور ایسا کیوں نہ ہوتا مسلم زعماء انگریزوں سے مسلمانوں کے مطالبات منظور کروانے سے عاجز آچکے تھے۔

یہ انقلاب وسطی اور جنوبی علاقوں میں پھیل گیا۔اب انقلابی پورے کے پورے ایک شہر پر قبضہ کر کے اس کو آزاد کروانے لگے۔اس کے بعد یہ انقلاب ''دیالہ''، حلہ، موصل اور تلعفر میں بھی جڑ پکڑ گیا۔انقلابیوں نے جنگی معرکوں میں چھلانگ لگا دی اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگے۔انہوں نے استعماریوں کے ساتھ جہاد کیا اور نہایت دلیرانہ بہادری سے لڑے۔ان کے پاس اسلحہ تو قدیم طرز کا تھا مگر جہاد کی روح ان میں دوڑ رہی تھی۔لہٰذا باوجودیکہ سامراج جدید اور تباہ کن اسلحہ سے لیس تھا مگر انقلابیوں نے فتوحات کی ایک نئی داستان رقم کی۔

1920ء کے انقلاب کے نتائج

انقلابی جو چاہتے وہ نہ حاصل نہ کر پائے کیونکہ وہ تو پورے عراق کو آزاد کروا کے اس کی ایک خودمختار حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔اس کے چند اسباب ہوئے۔

دونوں طرفوں میں اقتصادی، عسکری اور تکنیکی برابری نہ تھی، پھر عربوں میں وطنی وحدت

Marfat.com

بھی نہ تھی کیونکہ مختلف بڑے قبائل اور دینی جماعتیں اپنے اپنے علاقوں میں اپنی عزت نزینی اور گوشہ نشینی کی حفاظت میں مشغول تھیں۔ اس نے انقلاب کو خاطر خواہ قوت اور ولولہ فراہم نہ کیا۔ دوسری طرف یہ بات انگریزوں کے حق میں جاتی تھی۔ کہ اس نے انگریز سامراج کو مختلف دینی اور قومی جماعتوں کے درمیان قومی، دینی اور قبائلی اختلافات کا بیج بونا آسان کر دیا۔ اور اس انقلابی تحریک کے قائدین کے سیاسی کردار کے انجام پر اثر ڈالا۔ کیونکہ بنیادی طور پر یہ قیادت او رمشائخ اور قبائل کے ان سرداروں پر مشتمل تھی جنہیں ان جاگیردارانہ پارٹیوں کو چھوڑنا ممکن نہ تھا جو انگریزوں کی موید تھیں حتیٰ کہ ان لوگوں نے انقلاب کی شاندار اور واضح فتوحات کے مرحلہ میں بھی انگریزوں کا ساتھ نہ چھوڑا۔

اور ٹھیک اسی وقت ان انقلابیوں نے اس انقلاب سے پیچھے رہ جانے والے جاگیرداروں اور اپنے باعث شکست کردار کو جاننے والوں کے خلاف ضروری اقدامات نہ کیے اور یہ وہ لوگ تھے جو جانتے تھے کہ ہم نے انگریزوں کے ساتھ مل کر جو کردار ادا کیا ہے اس نے بعض انقلابیوں کے عملی جذبات اور اس کے ولولہ و جوش کو ٹھنڈا کرنے میں بڑا موثر کردار ادا کیا تھا۔

1920ء کے انقلاب کے مثبت نتائج اس بات میں پوشیدہ ہیں کہ انگریزی استعمار کو ان علاقوں میں شدید دھچکا لگا۔ اور ان لوگوں نے عراق کو جو برطانوی شہنشاہیت کی گاڑی کے ساتھ باندھنے کی سازشیں تیار کی تھیں انہیں تباہ و برباد کر دیا اور اس انقلاب کے دباؤ کے نتیجہ میں انہیں متعدد امور سے دست بردار ہونا پڑا اور کئی باتوں میں پسپا ہونا پڑا۔ چنانچہ برطانیہ نے اپنی سیاسی بساط کو بدل دیا اور اپنے نئے نمائندے ''برسی کوکس'' کو نئی شاطرانہ سیاسی چالیں سکھلا کر بھیجا۔ اس نے آتے ہی عراقیوں کے سیاسی اغراض و مقاصد کو معلوم کیا۔

چنانچہ ''کوکس'' نے عراق میں قدم رکھتے ہی نئے عام سیاسی خطوط کا اعلان کیا اور واضح کیا کہ مستقبل میں عراق اور برطانیہ کے درمیان تعلقات ایک نئے معاہدے کے تحت منظم اور مضبوط ہوں گے اور قدیم عارضی اقتدار و اختیار کے مطابق نہ ہوں گے۔ ''کوکس'' نے اپنی سفارشات کو عملی شکل دی اور ان کو اس وقت عملی جامہ پہنایا جب اس نے عبدالرحمٰن نقیب کی قیادت میں پہلی عراقی وزارت تشکیل دی۔ اور وزارت کے ہر عہدے کے ساتھ ایک برطانوی ''مشیر'' متعین کیا۔ جبکہ مرکزی اعلیٰ حکومت ''بیرسی کوکس'' کے ہاتھ میں رہی اور یہ حکومت ظاہر میں تو

Marfat.com

عربوں کی تھی مگر درحقیقت یہ برطانیہ کی حکومت ہی تھی۔

17 جون 1921ء میں "عام تاسیس کمیٹی" کی دعوت پر عراق برطانیہ معاہدے کو منظور کیا گیا۔ 1920ء کے انقلاب کے بعد کے حالات کے پسِ منظر میں اس معاہدے میں برطانیہ کے تحفظات اور اس کے مصالح تھے۔ اس کمیٹی کے اکثر ارکان سلطنتِ برطانیہ کے بہی خواہ تھے پھر جولائی 1921ء میں شاہ فیصل اوّل کو عراق کا صدر بنا دیا گیا۔ اس کے بعد عراق کے سیاسی دستور کا اعلان کیا گیا اگرچہ اس میں عراق کے باشندوں کے لیے کچھ سیاسی آزادی تھی لیکن درحقیقت یہ دستور برطانوی مصلحتوں، ان کے مفادات کا نگران اور عراق میں ان کے وجود کو لازمی قرار دیتا تھا۔

اس قومی اور وطنی حکومت کی تاسیس نے بھی عراق کو پوری طرح آزادی نہ دلوائی بلکہ یہ بھی استعمار کی ہی ایک شکل تھی تاکہ اس کی ابتدائی شکل تو کچھ اور ہو اور اس میں مزدور اور جاگیردار طبقہ کے لیے بھی ایوانِ اقتدار میں جگہ پیدا ہو جائے۔ اس نئی حکومت نے قوم اور استعمار کے درمیان جاری جنگ کو چھپانے کی کوشش کی تاکہ اس کی جگہ قوم اور اس نئی حکومت کے درمیان اس نئی جنگ کو جاری رکھے کیونکہ یہ نئی حکومت جمہورِ عرب کے مطالبات کو پورا کرنے سے قاصر تھی۔ رہی عوام تو انہیں اس نئی حکومت کی تشکیل سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ اب استعمار کی جگہ ان کی مقرر کی ہوئی حکومتی لابی آ گئی تھی۔ اور یہ نئی حکومت استعمار کے ساتھ مل کر ساری قوم اور عرب قوم کے خلاف سازشیں کرتی رہتی تھی۔ اسی لیے انقلاب کے بعد اس موقع اور مرحلہ پر ایک تناقض نے جنم لیا اور یہ ایک اعتبار سے عوام اور جاگیردار طبقہ کی نئی تشکیل دی گئی حکومت کے درمیان تناقض تھا جو ایک اعتبار سے استعمار کی ایک جدید شکل تھی۔

اب عوام کی صورتِ حال یہ تھی کہ وہ ان قومی نعروں اور ایجنڈوں کو اب بھی مانتے تھے جن کو استعمار کو ختم کرنے کے لیے اس انقلاب سے پہلے مانتے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ اب بھی استعمار کے خلاف برسرِ پیکار تھے اور وہ عراق کو آزاد کرانے کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن قیادت کے استعمار کے ساتھ مل جانے، اور قیادت کے قومی نعروں کی روح سے خالی ہو جانے اور پھر اس کے نتیجہ میں طبقاتی تقسیم کے پیدا ہونے نے عوام کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنی قومی دعوت کے ساتھ اس دعوت کو بھی ملائیں کہ "ہم پر مسلط ان طبقوں کو ختم کیا جائے جو فقط اپنی مصلحتوں اور تحفظات کو

Marfat.com

سامنے رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس سے ایک نئی دعوت نے جنم لیا۔اور وہ تھی ''قومی اشتراکی'' دعوت جس نے تاریخ کے تناظر میں موجودہ عربی معاشرہ کو حتمی نتائج دلوائے۔

اس نے ''عربی انقلاب'' (الثورۃ العربیۃ) کے خدوخال اور اس کے سانچے کو خوب واضح کیا۔ ''حزب البعث العربی الاشتراکی'' کی تاسیس جمہور عرب کے سیاسی محرکات کو واضح کرنے کا نتیجہ تھی۔ حزب البعث نے قومی اور طبقاتی جنگ اور جھگڑے کے درمیان اپنا نظریہ اس بنیاد پر پیش کیا کہ ہر مسئلہ کا حل مذاکراتی میز پر ہونا چاہیے۔ جو باہمی گفت وشنید کا دوسرا نام ہے۔

2۔ بکر صدقی کا انقلاب

سلطنت برطانیہ نے نوری سعید کو مضبوط کرنے کے لیے عراقی حکومت کے ساتھ ایک دوطرفہ معاہدہ کیا اس میں برطانوی سامراج نے عراق میں اپنے اقتصادی، سیاسی، اور فوجی تحفظات کو (سوفی صد) ملحوظ خاطر رکھا۔ 30 جون 1931ء میں اس معاہدہ پر دستخط ہوئے۔ اس کے بعد 1932ء میں قومی جماعتوں اور تنظیموں نے بھی اس پر دستخط کر دیئے البتہ عام عربوں کی اس معاہدہ کو تائید اور موافقت نہ مل سکی۔

اب عام عربوں اور گورنمنٹ میں جھگڑے نے شدت اختیار کر لی جو قومی مظاہر اور وطنی تحریکوں کی شکل میں سامنے آیا۔ حکومت نے ان تحریکوں اور مظاہروں کو کچلنے کے لیے تمام متشددانہ اور ظالمانہ طریقے استعمال کیے۔ عموماً ایسا ہوتا تھا کہ اس قسم کی تحریکوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ ایک دہشت انگیز صورت سامنے آتی پھر حکومت عوام پر ظلم ڈھاتی اور ان کو پراگندہ اور ان کی جمعیت کو توڑنے کے لیے نہایت ظالمانہ طریقے اختیار کرتی اور عوامی عدالتوں میں ان پر مقدمے چلا کر ان کو سخت سزائیں دلواتی، قومی، سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا کر انہیں کالعدم قرار دیتی، ان کی یونین توڑ دیتی اور پھر ان کے ارکان کا پیچھا کرتی، چھاپے مارتی اور ان کی گرفتاریاں کر کے انہیں سخت سزائیں دیتی۔

ان غیر معمولی حالات کے بالمقابل دوسری طرف قومی اور انقلابی دستے خاموش ہو کر نہیں بیٹھے رہے بلکہ ان لوگوں نے باہمی تعاون کی بنیاد پر ان حالات کو بدلنے کی جدوجہد جاری رکھی۔

Marfat.com

29 اکتوبر 1936ء کو بکر صدقی کی جماعت نے بعض فوجی قائدین کی حمایت اور مدد سے ان خراب حالات کو بدلنے کے لیے ایک فوجی تحریک چلانے کا آغاز کیا۔ چنانچہ وہ بغداد کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ اس کے ساتھ ''وطن کی اصلاح'' کی فوج تھی جو اس کے حکم کے تابع تھی۔ بکر صدقی نے اسی وقت یاسین ہاشمی کی وزارت کی برطرفی کو طلب کیا۔ اور حکمت سلیمان کو اس کی جگہ وزارت کے عہدہ پر متعین کرنے کا مطالبہ کیا۔ بکر صدقی کے دونوں مطالبات کو پورا کر دیا گیا۔

عوام کو ان حالات سے بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے اس نئی صورتِ حال کا نہایت پُر جوش استقبال کیا۔ اِسی دن ان مطالبات کے پورا ہونے کی خوشی میں اور ان کی تائید میں لوگوں نے زبردست مظاہرے کیے اور بکر صدقی کی حمایت میں جلوس نکالے۔ مظاہرین نے اس دوران ''الجنۃ الاصلاح التقدمی الوطنی'' (وطنی قومی ترقی کی اصلاح کی تنظیم) کی طرف سے بیانات دیئے۔

ان میں بعض وطنی مطالبات تھے مثلاً گزشتہ حکومت نے جن جماعتوں اور تنظیموں پر پابندی لگائی تھی خواہ وہ عوامی تنظیمیں تھیں، نیم فوجی یا مکمل تنظیمیں تھیں بہر حال ان سب پر سے پابندیاں اٹھائی جائیں اور ایک فوج تشکیل دی جائے (جو بغداد اور عراق ہی نہیں بلکہ پورے خطۂ عرب کی آزادی کے لیے کوشش کرے) جن کو برطرف کر دیا گیا ہے انہیں دوبارہ تعینات کیا جائے۔ ملکی اور قومی مصنوعات کی حوصلہ افزائی کی جائے، عراق کے طول و عرض میں عرب اور اسلامی ثقافت کی نہ صرف یہ کہ نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے بلکہ ان کی حمایت و حفاظت کے بھی بھرپور اقدامات کیے جائیں۔

لیکن بہت جلد عوام کی امیدیں خاک میں مل گئیں کہ جب نئی وزارت نے 8 دسمبر 1936ء کے اپنے باضابطہ حکومتی بیان میں اس نہج کا اعلان کیا جو اپنے جوہری اور اساسی اصولوں میں سابقہ وزارت کے نظام و نہج سے کسی طور پر بھی مختلف نہ تھا۔ اس نئی وزارت کے اہداف یہ تھے، فوج کو بڑھایا جائے، شہروں کے (جملہ) وسائل و ذرائع کو ترقی دی جائے، صنعتی ترقی کو عروج دیا جائے، مواصلات کے نظام کو درست کیا جائے، تعلیمی نظام کی درستی کی جائے صحت پر توجہ زیادہ دی جائے، خارجی سیاست کو بہتر بنایا جائے۔

دراصل یہ نیا نظام عراق اور برطانیہ کے درمیان تعلقات کی مضبوطی کی روح کو اور زیادہ

Marfat.com

مستحکم کرتا تھا۔اسی طرح عراق کے ترکی، افغانستان اور ایران کے ساتھ تعلقات کو بھی مضبوط کرتا تھا اور اس نظام نے اس معاہدے پر دستخط کرنے میں بڑی جلد بازی سے کام لیا جو عراق اور ان مما لک کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ تھا۔ بعد میں یہ معاہدہ 'سعد آباد' کا معاہدہ کہلایا۔ چنانچہ برطانیہ میں متعین عراقی وزیر خارجہ ناجی اصیل نے کہا۔

''حکومت عراق اس بات کی خواہش رکھتی ہے کہ وہ برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ دوستی کی حفاظت کرے اس کو قائم رکھے اور اس کے ساتھ بھرپور تعاون کرے، اور وہ یہ چاہتی ہے کہ ترکی کے ساتھ بھی ہماری دوستی قائم رہے۔''

حالانکہ اس ترکی نے بعد میں عراق پر حملہ کر دیا تھا۔ بہر حال اس نئے انقلاب نے نہ تو عوام کو آزادی دلوائی اور نہ ہی ان کے امیدوں کو پورا کیا۔ بلکہ گزشتہ روشوں اور طریقوں کو اور زیادہ بدتر اور پیچیدہ کر دیا تھا۔ آہستہ آہستہ حکومت نے اپنی اصلاحی دعوت سے ہٹنا شروع کر دیا اور دائیں بازو کی طرف جھکنے لگی، پھر اس کے بعد ظالمانہ اور دہشت انگیز سیاست بھی شروع کر دی۔ مثلاً بعض عراقیوں کی نیشنیلٹی ختم کر دی اور کچھ کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ سیاست کی زندگی ختم ہو گئی اور سیاسی کردار کو ختم کر دیا گیا اور پارلیمنٹ نے قومی نمائندگی کرنی چھوڑ دی۔ دوسری طرف خود بکر صدقی خود ''عربی قومیت'' کا معترف نہ تھا۔ اور عربوں کا جو خواب تھا کہ بکر صدقی ہمیں آزادی دلائے گا اور ان کی وحدت واتحاد کا بانی بنے گا وہ ٹوٹ گیا۔

اس سیاست کے بالمقابل 19 جون 1938ء میں بعض وزراء مثلاً جعفر ابوالتمن اور کامل الجادرجی وغیرہ نے وزارت سے استعفاء دے دیا۔ اس کے بعد حکومت ایران کے ساتھ سرحدوں کے پرانے مسئلہ کو حل کرنے میں لگ گئی۔ چنانچہ 4 جولائی 1938ء کو عراق نے ایران کے سرحدوں کی بابت وہ معاہدہ کیا جس میں عراقیوں کی زمینوں کی حفاظت نہ تھی۔ اس معاہدہ سے ان کی اپنی زمینوں کی حفاظت کی امیدیں بھی ٹوٹ گئیں۔ دوسرے اس معاہدے نے اس سال 8 جولائی میں سعد آباد کے معاہدہ کی راہ بھی ہموار کی۔

یہ حکومت زیادہ دیر نہ چل سکی۔ کیونکہ یہ جمہور عوام کے لیے ایسا کوئی قانون بنانے میں کامیاب نہ ہو سکی جس پر سب چل سکتے کیونکہ اس حکومت نے سیاسی جماعتوں اور قومی عناصر پر بہت ظلم ڈھایا۔ بکر صدقی کو مخالف قوت کا احساس ہوا خاص طور پر فوج میں موجود قوم پرست فوجی

Marfat.com

افسران کی شدید مخالفت کا احساس ہوا۔

اب بات واضح ہوگئی تھی کہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ یا تو فوج میں عام انقلاب برپا ہوگا یا بکر صدقی سے چھٹکارہ پانے کے لیے اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ جب بکر صدقی ترکی فوجی پریڈ دیکھنے کے لیے بغداد سے ترکی کی طرف چلا تو موصل شہر میں 11 اگست 1938ء کو اس کو اس کی ٹرین میں ہی شام کے وقت قتل کر دیا گیا، یوں لوگوں نے اس سے چھٹکارہ حاصل کر لیا۔ یوں ایک شخص کی ڈکٹیٹر شپ اور اس کی جابرانہ حکومت اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ پھر چند دنوں بعد ہی حکمت سلیمان کی وزارت بھی ختم ہوگئی۔

3۔ 1941ء کا انقلاب

یاد رکھیے! انگریزوں نے ہم پر جنگ کو لازمی کر دیا چنانچہ ہم بھی دشمن کی طرف پوری طرح متوجہ ہوئے تا کہ پوری دنیا کو بتلا دیں کہ ساری عرب قوم انگریزی استعمار کا انکار کرتی ہے اور انگریزی استعمار کے آگے نہ جھکے گی اور وہ فلسطین کو صیہونیوں کے حوالہ کرنے سے بھی انکار کرتی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم 1941ء کے آزادی کے انقلاب کی تفصیل بیان کریں ضروری ہے کہ ہم اس وقت کے مخصوص سیاسی احوال کو جان لیں تا کہ ہم ان اسباب پر روشنی ڈال سکیں جس نے عراقی فوج کو کمپنی اور استعماری فوج کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے پر آمادہ کیا۔

ہٹلر کے جرمنی میں پیدا ہونے والے مخصوص حالات اور یورپی ممالک کو اس کی دھمکیوں نے عراق میں بے چینی کی ایک فضاء پیدا کر دی۔ استعماری ممالک خاص طور پر برطانیہ اور فرانس نے جان لیا کہ انہیں جرمنی کے ساتھ ایک حتمی جنگ لڑنا پڑے گی۔ اب ان استعماری طاقتوں نے اپنے فوجی مقاصد حاصل کرنے کے لیے مصر، شام اور لبنان وغیرہ عرب ممالک کے ساتھ دوطرفہ معاہدے کیے۔

اِدھر عراق نے اس سے قبل 1930ء میں برطانیہ کے ساتھ ایک ظالمانہ معاہدہ پہلے بھی کر رکھا تھا جس پر ساری عراقی عوام ناخوش تھی۔ جس کا نتیجہ سیاسی، اقتصادی اور عسکری امتیازات کی شکل میں نکلا تھا۔ 4 اپریل 1939ء کو ملک غازی کے قتل نے ملک میں ایسی فضا پیدا کر دی جس

Marfat.com

نے عبدالالہ کو حکومت سپرد کر دینے پر مجبور کیا۔ اس کو انگریزوں کا بہت بڑا پٹھو اور طرف دار سمجھا جاتا تھا۔

1938ء اور 1939ء جب ان اختلافی مسائل کے تصفیہ کے مذاکرات ناکام ہو گئے جو یورپی ممالک میں چلے آتے تھے تو برطانیہ نے 3 ستمبر 1939ء کو جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اس کے پیچھے فرانس بھی جرمنی کے خلاف جنگ میں کود پڑا۔

دوسری طرف انگریزوں نے اعلان جنگ کے بعد غیر قانونی تصرفات شروع کر دیئے اور وہ کام کرنے لگے جو عراقی عوام کے حق میں بہتر نہ تھے اس میں عراقیوں کی بڑائی اور آزادی خطرے میں تھی۔ چنانچہ اس بات نے ان کی رائے کی غیرت اور وطنی حفاظت کے شعور کو مشتعل کیا۔ چنانچہ خود عراقی سیاست دان دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک جماعت برطانوی سیاست کی طرف دار تھی اور وہ برطانیہ کی جنگی کوششوں میں ان کی مدد کرنا لازمی سمجھتی تھی اور اس کا کہنا تھا کہ جب تک برطانیہ جنگ میں مشغول ہے عراقی افواج غیر مسلح رہیں، اور قومی مسائل کے حل کی بابت خاموش رہیں کہ جن میں سرفہرست فلسطین کا مسئلہ ہے (کہ جب برطانیہ جنگ سے فارغ ہو جائے گا تو ان کے ساتھ مذاکرات کر کے فلسطین سمیت تمام قومی مسائل پر گفتگو کر لی جائے گی اور اس وقت تک عراقی عوام اور فوج دونوں برطانیہ کے خلاف مسلح نہ ہوں۔

جبکہ دوسری جماعت قومی مصلحتوں کے ساتھ خود کو منسلک کیے ہوئے تھی اور وہ اس جنگ میں برطانیہ کی حمایت اور مدد کرنے سے انکار کرتی تھی۔ اور وہ ایک ایسی جنگ میں کود پڑنے سے ایک طرف غیر جانبدارانہ کھڑے ہونے کو ترجیح دیتی تھی جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ ان کا یقین تھا کہ عربوں کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔

دراصل برطانیہ عراق کو اپنی وسیع جنگی حکمت عملی کا اڈہ بنانا چاہتا تھا جو سارے مشرق اوسط کو ان کے حق میں اس جنگ میں دھکیل دے اور ایسا اس وقت ہو سکتا تھا جب عراق خود کو اس جنگ کا مرکزی اڈہ بنانے کا فوراً اعلان کر دے۔ کہ عراق کے اعلان کر دینے سے دوسری عرب ممالک خود بخود اس جنگ کی ولدل میں دھنستے چلے جائیں گے خاص طور پر مصر تو بالکل ہی اس کے نقشِ قدم پر چلے گا۔

Marfat.com

اب برطانوی حکومت نے عراق کے داخلی معاملات میں کھلے طور پر مداخلت کرنی شروع کی۔ مثلاً برطانیہ نے جرمنی کے ساتھ سیاسی تعلقات ختم کر لینے کا مطالبہ کیا جس کو وزیراعظم نوری سعید نے برطانیہ کے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کے فقط دو دن بعد ہی 5 ستمبر 1939ء کو تسلیم کرلیا۔ تاکہ برطانوی حُکام کو اس بات کا یقین دلا سکے کہ عراقی حکومت معاہدہ برطانیہ پر سختی کے ساتھ کاربند ہے اور بعض وزراء کی مخالفت کے باوجود ان کے مطالبہ پر لبیک کہنے کو تیار ہے۔ بلکہ نوری سعید تو اس سے بھی آگے نکل گیا کہ اس نے اعلیٰ دفاعی کونسل کو مطمئن کرنے کی کوشش کی وہ برطانوی افواج کی ٹرانسپورٹیشن کے لیے عراق کی سرحدوں کے دروازے کھول دے اور انہیں پوری آزادی کے ساتھ یہاں اپنی افواج کو جمع کرنے اور ان کا کیمپ لگانے کی اجازت دے۔ پھر صحراء لیبیا یا بلقان میں عراقی جماعتیں بھی برطانیہ کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوں۔ اس وقت رشید عالی وزارتِ دفاع کا سربراہِ اعلیٰ تھا۔ غرض اجلاس میں نوری سعید کو اپنے مؤقف کی حمایت نہ مل سکی۔

دوسری طرف کیلانی وزارت کو یہ مشکل پیش آئی کہ اٹلی جنگ میں شریک ہو گیا اور برطانیہ یہ چاہتا تھا کہ عراق جرمنی کی طرح اٹلی سے بھی اپنے سیاسی تعلقات ختم کر لے۔ لیکن وزراء کے اجلاس نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور اس نے حالات کے واضح ہونے تک مہلت مانگ لی۔

یہ سخت ترین مؤقف جو سلطنت برطانیہ کے مفادات کے خلاف جاتا تھا اور جنہیں عبدالالہ نے ناپسند کرتے ہوئے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ اس مؤقف کے ہوتے ہوئے عبدالالہ نے طے کیا کہ وہ بغداد چھوڑ کر خفیہ طور پر ''دیوانیہ'' بھاگ جائے۔ جہاں وہ بعض ہاشمی خاندانوں اور انگریزوں کے ساتھ مل جائے گا۔ جہاں بعض چھوٹی چھوٹی باغی بریگیڈز بھی تھیں۔ اس نے وہاں ان سب کو قوم پرست لیڈر رشید عالی کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے جمع کرنا اور اس کام کے لیے، انہیں اُکسانا شروع کیا۔ چنانچہ 31 جنوری 1941ء کو وصی اور اس کے پیروکاروں کے ناروا اور بُرے سلوک کے نتیجہ میں جو حکومت مستعفی ہونے پر مجبور ہوگئی۔ پھر طہٰ ہاشمی کی قیادت و وزارت میں نئی حکومت تشکیل دی گئی یہ بھی دائیں بازو کی وزارت تھی۔ یہ بھی انگریزوں کی خوشنودی میں لگی رہنے والی حکومت تھی کیونکہ اس نے انگریزوں کے ان مطالبات کو نافذ کیا تھا۔

Marfat.com

1۔ اٹلی کے ساتھ تعلقات کو ختم کیا جائے۔
2۔ برطانوی افواج کو عراق میں کھلم کھلا پھرنے اور اس کو ایک فوجی اڈہ بنانے کی اجازت دی جائے۔
3۔ چاروں فوجی افسران کو معطل کیا جائے۔
4۔ اور جو فوجی دستہ بھی ان کی پناہ میں آئے اس کو بھی بر طرف کیا جائے۔ یا کم از کم ان کو منتشر کر دیا جائے۔ یا کم از کم جب تک یہ فوجی افسران معطل ہیں اس وقت ان فوجی دستوں کو منتشر کیے رکھا جائے۔

پھر واقعی اس حکومت نے اٹلی سے بھی اپنے تعلقات ختم کیے اور ان چاروں فوجی افسروں کو بھی معطل کیا اور عراقی فوجوں کو بھی پراگندہ اور منتشر کیا۔ چنانچہ اس نے لیفٹیننٹ کرنل کامل شبیب کو ''دیوانیہ'' بھیج دیا، صلاح الدین صباغ کو ''جلولاء'' بھیج دیا۔ ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ان کے یہ اقدامات عنقریب فوج کی وحدت کو ختم کر دیں گے اور ان کو قائدین کے درمیان جو رشتۂ اخوت ومحبت ہے اس کو توڑ دیں گے۔ چنانچہ نتیجہ اس کے برعکس نکلا اور 4 اپریل 1941ء کو انقلاب برپا کرنے اور رشید عالی کی صدارت میں ایک نئی قومی حکومت کو تشکیل دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ رشید عالی کیلانی کی حکومت کو ہاشمی وزارت کے مستعفی ہونے کے بعد ''وطنی دفاعی حکومت'' کا نام دیا گیا۔ دوسری طرف وصی نے انقلاب کی خبر سنتے ہی بصرہ بھاگنے میں عافیت سمجھی، پھر بعض انگریزوں اور انگریز پرست افسروں کے ساتھ مل کر رشید عالی کیلانی کی حکومت کو ختم کرنے کی سازشوں میں لگ گیا۔

جب دوسری طرف ''دفاعی وطن حکومت'' کا عوام نے بھرپور استقبال کیا کہ یہ انہیں عراق کی آزادی کی طرف لے جا رہی ہے۔ اور اس کی سیاست نے یہ اعلان کیا ہے کہ، ''وہ عراق کو عالمی جنگ کی آگ میں نہ دھکیلے گی اور قومی سیاسی حکومت کو ہدف بنا کر اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے گی، اور ملکی معاہدوں کا تحفظ کرے گی خاص طور پر ''عراقی برطانوی معاہدہ'' کی اور پوری محبت اور سچائی کے ساتھ تو ان معاہدوں کو نافذ کرے گی اور جاری رکھے گی۔ اور دوسری پڑوسی عرب حکومتوں کے ساتھ بہتر تعلقات کو استوار کرے گی۔''

اب یہ بات کھل گئی کہ نئی حکومت برطانیہ اور جرمنی میں ہونے والی جنگ کے درمیان

Marfat.com

خود کو دھکیلنا نہیں چاہتی۔ اور اس نے دل کی گہرائیوں سے 1930ء کے معاہدے کی دفعات کی حفاظت کی ہے۔ لیکن برطانیہ کو اس سیاست پر ترس نہ آیا چنانچہ اس نے فوراً ہی اشتعال انگیز کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ برطانیہ نے بصرہ میں اپنی فوجیں اتار دیں اور اس کے پیچھے انہیں مضبوط کرنے کے لیے مزید فوجیں بھیج دیں۔ ان فوجوں نے عربوں کے ساتھ خوب عداوت نکالی اور 2 مارچ 1941ء میں عراقی افواج کے ساتھ ایک سخت مقابلہ کے بعد بصرہ پر قبضہ کر لیا ٹھیک اسی وقت میں ''حبانیہ'' میں پڑاؤ ڈالی ہوئی برطانوی فوجوں نے عراقی افواج پر حملہ کر دیا۔ جنہوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ عراقی فوج نے جرأت و بہادری اور دلیری و شجاعت کی مثالیں قائم کیں۔ باوجودیکہ ان کے پاس قدیم طرز کا اسلحہ تھا اور ٹھیک اس وقت فوجیوں کی تعداد بھی کم تھی لیکن پھر بھی نہ تو ان کے آگے جھکے اور نہ ہارے بلکہ سخت مقابلہ کیا جبکہ استعماری ظالم افواج کے پاس فوجی وسائل کا بے تحاشا ذخیرہ تھا۔ 18 مارچ کو فلسطین اور اردن سے برطانوی افواج کو فوجی کمک اور امداد پہنچ گئی۔ انہی میں ایک عرب جماعت بھی تھی جس کی ایک انگریز ''کلوب'' نے قیادت سنبھالی ہوئی تھی۔ جواردنی افواج کا کمانڈر انچیف تھا۔ 19 مارچ کو فلوجہ پر قبضہ ہو گیا۔ پھر ان فوجوں نے 27 مارچ 1941ء کو بغداد کی طرف کوچ کیا۔ باوجودیکہ عراقی افواج نے بڑی بہادری سے برطانوی افواج کا مقابلہ کیا مگر وہ زیادہ دیر تک جنگ کو جاری نہ رکھ سکے۔ کیونکہ سامانِ رسد اور اسلحہ کی شدید قلت تھی۔ چنانچہ مجبوراً انقلاب کے قائدین کو 29 مارچ 1941ء کو بغداد کی طرف پسپا ہونا پڑا اور صلح اور جنگ بندی کا اعلان کر دیا۔ 31 مارچ کو جنگ بند ہو گئی اور معینہ شرائط پر جنگ بندی اور صلح ہو گئی۔ ان میں سے چند شرائط یہ ہیں:

- تمام برطانوی جنگی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔
- اور تمام عراقی جنگی قیدیوں کو سلطنتِ برطانیہ کے حوالہ کیا جائے جہاں عدالتِ عظمیٰ میں ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔
- کچھ اسی طرح کی شرط جرمن اور اطالین قیدیوں کے بارے میں بھی تھی۔
- سلطنتِ برطانیہ کو (عراق میں نقل و حرکت کی) تمام سہولیات دی جائیں خاص طور پر مواصلات کی مثلاً ریل کے راستوں اور سڑکوں اور دریاؤں کو استعمال کرنے دیا جائے۔

1941ء کے انقلاب کے ختم ہونے کے بعد وصی عمان سے بغداد آ گیا اور جمیل مدفعی کی

Marfat.com

صدارت میں نئی وزارت تشکیل دی۔ اس کی تشکیل کے فوراً بعد عراق میں مارشل لاء لگا دیا۔ اور تعزیرات کے قوانین کو معطل کر دیا۔ اسمبلیاں توڑ دیں، جلسے جلوسوں اور اجتماعات اور کسی بھی قسم کی کانفرنسوں پر پابندی لگا دی، اخبارات بند کر دیئے، پریس کی کڑی نگرانی شروع کر دی۔ عراقی عوام مارشل لاء اور ایک دہشت پسندانہ حکومت کا سامنا کرنے لگے جو عوام کا خون بہا رہی تھی۔ ہزاروں وطن پرست نوجوانوں نے اس ظالمانہ حکومت کے ہاتھوں قید و بند کاٹی۔

اس دوران کہ انقلاب کے قائدین کے بارے میں فیصلہ ہو رہا تھا کہ ان کو رہا کیا جائے یا ان کو قتل کر دیا جائے کہ مرکزی وزارت نے چار فوجی عہدیداروں کو پھانسی دے دینے کا حکم صادر کر دیا جن کے نام یہ ہیں: لیفٹیننٹ کرنل فہمی سعید، لیفٹیننٹ کرنل محمود سلمان، لیفٹیننٹ کرنل کامل شبیب اور لیفٹیننٹ کرنل صلاح الدین صباغ۔ اسی طرح سید یونس سبعاوی کو بھی پھانسی دینے کا حکم دیا۔

اس میں شک نہیں کہ اس انقلاب کا انقلابی علمی نظریے اور اس انقلاب اور پبلک کے درمیان اس عرصہ کے دوران تعلق کا محتاج ہونا یہ اس یقینی انجام کا سبب تھا جس میں یہ انقلاب مبتلا کیا گیا اور آزمایا گیا۔ کیونکہ انقلابی جدوجہد میں کامیابی کے معیار کو پبلک کے ساتھ متحد ہونے اور جڑنے کے درجہ پر قیاس کیا جاتا ہے۔ اور شکستیں سرفروشانہ تحریکوں کے داخلی تناقض کی حتمی سنگینی کے نتائج کو سامنے لاتیں ہیں اور یہی داخلی تناقض ان آزادی کی تحریکوں اور انقلابوں کے خلاف قوتوں کو سر اٹھانے اور انہیں راہ دینے کی گنجائش پیدا کرتا ہے تاکہ اس انقلابی تحریک کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جائے جبکہ باہمی اختلاف و تناقض کو ختم کرنا اس انقلاب کے لیے بہتر اور فائدہ مند ہوتا ہے اور ہم ان انقلابی تحریکوں کے خلاف طاقتوں کے تناقض کو ختم نہ ہونے دیں۔

باوجودیکہ سلطنت برطانیہ نے انقلاب کی قیادت کو تو کچل دیا مگر وہ پبلک اور عرب عوام کے دلوں سے اس انقلاب کی روح کو نہ نکال سکے۔ اور جن بلند اصولوں کی بنیاد پر یہ تحریک اور انقلاب برپا ہوا تھا برطانوی استعمار ان کو ختم نہ کر سکا۔

اس گزشتہ تمام مرحلہ میں عوامی تحریک نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اور انہوں نے اپنا قومی تحریکی مجاہدانہ کردار تسلسل کے ساتھ جاری رکھا۔ جو ان واقعات میں واضح طور پر نظر آیا جو عراق میں اس انقلاب کے بعد والے انقلابات اور بیداری کی تحریکوں میں رونما ہوتا رہا۔

Marfat.com

4۔ جنوری 1948ء کی تحریکِ بیداری

عراقی عوام کو ان کے جمہوری حقوق اور جمہوری آزادی سے محروم کرنے، اور پارلیمنٹ میں ان کے حقیقی نمائندوں کو منتخب ہونے سے محروم رکھنے اور پارلیمنٹ کے ظالمانہ معاہدوں اور بے تحاشا حکومتی شاہ خرچیوں، استبدادی قوانین اور حکومت میں ڈکٹیٹر شپ کے من مانے رجحان نے حالات کو بگاڑ دیا اور اس نے حکومتی ذمہ داری کے فقدان تک پہنچا دیا۔ انہی بدترین حالات میں نوری سعید کی وزارت مستعفی ہو گئی تاکہ اس کی جگہ ایسی وزارت آئے جو سلطنت برطانیہ کی انتہائی گھٹیا کاسہ لیس اور ایجنٹ ہو جس کو 29 مارچ 1948ء کو صالح جبر نے تشکیل دیا۔ اس کا سرِ فہرست ایجنڈا یہ تھا کہ 1930ء کے برطانوی عراقی معاہدے میں ترمیم کی جائے۔ عراقی پبلک جانتی تھی کہ یہ ترمیم اور ردّ و بدل ان کے لیے فائدہ مند نہیں۔ اس کا فائدہ یا تو برطانوی استعمار کو ہو گا یا اس حکومتی طبقہ کو جو اس ترمیم کی حفاظت میں لگی ہوئی ہے اور اس کے ثمرات و نتائج کی نگران ہے اور وہ اس کے برطانوی استعماری مفادات کی نگران ہے حالانکہ عراقی عوام نے اس ترمیم سے علیحدگی بھی اختیار کی اور اس کو ردّ بھی کر دیا۔

اس موضوع پر رابطوں اور مشاورتوں کی ابتدائی کارروائی کے لیے وصی نے لندن کی طرف رختِ سفر باندھا۔ وہاں سے لوٹنے کے بعد 3 جنوری 1948ء کو ''قصر الرحاب'' میں ایک کانفرنس منعقد کی تاکہ اس میں لندن میں ہونے والے ایگریمنٹ کو آخری شکل دے کر اس پر دستخط بھی کر دیئے جائیں اور اس معاہدہ کو آخری شکل دینے کے لیے ایک سرکاری ڈیلیگیشن کو بھی مقرر کر دیا جائے۔ اس کانفرنس میں صالح جبر، نوری سعید، اور توفیق سویدی کے ساتھ دوسرے کئی لوگ شریک تھے۔ 15 جنوری 1948ء کو اس معاہدہ پر دستخط کیے گئے۔ جب عراقی عوام کو اس ایگریمنٹ پر کانفرنس کے شرکاء او مندوبین کے دستخط کرنے کا علم ہوا تو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سٹوڈنٹس نے 17 جنوری کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے تقریریں کیں جن میں اس معاہدہ پر شدید انکار اور ردّ کیا اور قوم سے مطالبہ کیا اور انہیں اس بات کی طرف بلایا کہ وہ نہ صرف اس معاہدہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں بلکہ اس کے خلاف مقابلہ کرنے کے لیے بھی کھڑے ہو جائیں۔

Marfat.com

پھر یہ ہڑتال نہایت پُر جوش مظاہروں کی شکل اختیار کر گئی بغداد اور دوسرے کئی شہروں کی تنظیمیں اس میں شامل ہو گئیں۔ سلطنت برطانیہ کو پبلک کے شدید غصہ اور دھمکیوں کو سہنا پڑا۔ چنانچہ حکومت نے اسی شام (ریڈیو وغیرہ پر) یہ اعلان نشر کیا کہ ان مظاہروں کو طاقت سے کچل دیا جائے گا اور سٹوڈنٹس کو آج کے بعد جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس اعلان کے فوراً بعد ہی پورے ملک کے سکولوں کالجوں وغیرہ میں پڑھائی بند کر کے انہیں غیر معینہ مدت کے لیے تالا لگا دیا گیا۔ اس کا بھی عوام کی طرف سے شدید ردعمل سامنے آیا اور ان کے سلطنت برطانیہ کے آگے ڈٹ جانے کے جذبے میں اور بھی اضافہ ہوا۔ پھر عوام اور پولیس کا شدید ٹکراؤ ہوا۔ کئی خونریز معرکے ہوئے لیکن بالآخر عوام کے مضبوط احتجاج وارادہ نے حکومت کو وہ رسوائے زمانہ معاہدہ ختم کرنے پر مجبور کر دیا۔ مجبوراً وصی کو ''بلاط'' میں ایک اجلاس بلانا پڑا۔ جس میں تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور گزشتہ وزارتوں کے ارکان، سابقہ وزرائے اعظم، اور سیاسی کمیٹیوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ وصی نے اس اجلاس میں سرکاری اعلان کرتے ہوئے کہا: •

''برطانیہ اور عراق کا جدید معاہدہ شہریوں کی وطنی امنگوں کو پورا نہیں کرتا'' اور اس اعلان میں وصی نے قوم سے وعدہ کیا کہ ''پارلیمنٹ اس معاہدہ کی تصدیق نہ کرے گی۔'' اس میں شک نہیں کہ وصی اس اجلاس میں اپنے اعلان کرنے میں سنجیدہ اور سچا نہ تھا بلکہ اس کا بیان قوم کی امنگوں اور ان کے جذبات کو ٹھنڈا اور سُن کرنے کی ایک چال تھی اور قوم کے فرزندوں کے دلوں میں وطنِ عراق کی حفاظت وحمایت کا جو جذبہ تھا اس کو مٹانے کی ایک تدبیر تھی۔

اس دوران سیاسی جماعتوں نے ایسے بیانات جاری کیے جو اس معاہدہ کی مذمت کرتے تھے اور انہوں نے عوام کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اس معاہدہ کو رد کریں اور ابتداء ہی سے اس کا مقابلہ کریں۔ البتہ عوام کے اس معاہدے کو ٹھکرانے اور اس کو پسند نہ کرنے کو صالح جبر اور اس کی جماعت نے پسند نہ کیا۔ چنانچہ اس نے عراق آنے سے قبل 22 جنوری کو اس بات کا واضح اعلان کیا کہ وہ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ عراقی پارلیمنٹ اور قوم دونوں اس معاہدہ میں اپنی قومی امنگوں کی تکمیل پائیں گے اور یہ کہ بعض عناصر نے اس کی غیر موجودگی کے موقع سے فائدہ اٹھایا ہے اور ان لوگوں نے شہروں میں بے چینی اور اضطراب کی فضاء پیدا کی ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ، ''وہ جلد ہی واپس آ رہا ہے اور آتے ہی ان انارکسٹ عناصر کے سرغنوں کو عراق سے باہر نکال

Marfat.com

دے گا۔''

اس غیر اخلاقی ڈکٹیٹرانہ طرز پر عراقی عوام پر حکم چلایا جا رہا تھا۔ حُکام کے نزدیک عوام کو ان مسائل میں رائے دینے کا کوئی حق نہ تھا۔ اور حُکام عوام پر نگران ہیں۔ وزیر اعظم نے لندن سے واپس آتے ہی اس بات کا اعلان کیا کہ ''معاہدہ ہو گیا ہے اور عنقریب اس کو نافذ کر دیا جائے گا'' خواہ اس کے نتیجہ میں جو واقعات و حوادث ہی پیش آئیں۔ پارلیمنٹ کے ارکان کے اس معاہدہ پر دستخط کرانے کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے اور پبلک کو ڈرانے دھمکانے کے لیے پولیس نے بغداد کی سڑکوں اور گلی کوچوں پر قبضہ کر لیا۔ صالح جبر کی ہٹ دھرمی اور اس معاہدے کی تنقید کے لیے دی جانے والی دھمکی نے وطنی شعور کو بیدار کیا کہ چند منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ عوام زبردست مظاہرے کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئی اور اس دفعہ کے مظاہرے پہلے مظاہروں سے بھی زبردست اور طاقتور تھے۔ بغداد کی سڑکوں پر یہ جلوس گشت کرنے لگا اور اس معاہدہ کو ختم کرنے کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ صالح جبر، اس کی وزارت اور پارلیمنٹ کی برطرفی کا بھی مطالبہ کرنے لگی۔ بالکل اِسی طرح کے مطالبات اور نعروں کے ساتھ عراق کے دوسرے شہروں میں بھی زبردست جلوس نکلے۔ پھر عوام اور پولیس میں زبردست لڑائیاں ہوئیں۔ اس خونی معرکہ کی صورتِ حال یہ تھی کہ عوام نہتے تھے جبکہ پولیس ہتھیار بند تھی، اس نے عوام پر گولیاں چلا دیں۔ کئی لوگ قتل ہوئے اور بے شمار زخمی ہوئے۔ خاص طور پر ''جز'' اور ''باب المعظم'' میں پولیس اور عوام میں بڑی خونریز جنگ ہوئی۔

اگلے دن کے مظاہرے اور بھی عروج پر پہنچ گئے اور بہادر عوام کا غاصب اور حکومت پر مسلط حکمرانوں کے ساتھ بڑا بہادرانہ مقابلہ ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے اس مقابلہ کا کیا انجام ہو گا اور ہمارے ساتھ ہی شہروں کا بھی کیا حشر ہوگا۔ لیکن پھر بھی عوام نے ایمان کی طاقت سے سینہ سپر ہو کر بہادری کے ساتھ حکومت کی گولیوں کا سامنا کیا۔ عوام کے مؤقف نے صالح جبر کو خوفزدہ کر کے رکھ دیا اس نے قوم کے آزادی کے اور اپنی بات کو منوانے کے جذبے کو دیکھ لیا۔ چنانچہ وہ ڈر کر عراق سے فرار ہو گیا۔

اب وصی نے عوام کے مطالبہ کے اور اس کے مؤقف کے آگے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ اس نے معاہدے کے ختم کرنے اور وزارت کے توڑ دینے کا اعلان کر دیا۔ اور محمد الصدر کو

Marfat.com

اس کا ذمہ دار بنایا کہ وہ نئی وزارت تشکیل دے۔

اِسی طرح عراقی قوم اپنے مؤقف کو قوت کے ساتھ منوانے پر قادر ہوئی اور اس میں کامیاب بھی ہوئی لیکن ایسا ان کے متحد ہو کر جدوجہد کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ اور استعمار کے کرتوت اس بہادر اور مضبوط عراقی قوم کے آگے پادرِ ہوا ہو گئے۔ نئی وزارت نے عوامی امنگوں کو پورا کیا ان کی ترجمانی کی۔ پارٹیوں کی سرگرمیوں کے لیے گنجائش نکلی عوام کو قدرے آزادی ملی، بند اخبارات دوبارہ چھپنے لگے سیاسی قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا پھر نئے انتخابات کروانے کے لیے پارلیمنٹ کو توڑ دیا گیا اور ''پورٹ سماؤتھ'' کے معاہدہ کو ختم کرنے کے لیے وزارتی کیبنٹ نے ایک نیا قانون بنایا۔

5۔ 1952ء کی عوامی تحریک

1948ء کے فلسطین کے المناک واقعے نے عربوں کو ذلیل کرنے والی اس ایجنٹ حکومت کے منہ سے نقاب اتار دیا اس ٹریجڈی میں خود ہاشمی خاندان نے نہایت غیر معمولی مصیبت برداشت کی۔ اسی طرح حکومت نے اپنا کمزور مؤقف بھی واضح کر دیا، جو اس نے اس جنگ میں اختیار کیا تھا جو حکومت اور وطن پرست عوام کے درمیان ہوئی تھی۔ اس جنگ میں عوام نے حکومت کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا جس کے نتیجہ میں 1948ء میں تحریک انتفاضہ کو واضح فتح ملی، اور وزارت کی یک طرفی معاہدے کے توڑنے اور پارلیمنٹ کو توڑنے کے ان کے مطالبات کو تسلیم کیا گیا۔

سیاسی و اقتصادی حالات کی خرابی، اندرون ملک ایک اعتبار سے آزادی نہ ہونے اور عالمی و عربی انقلابات کے بعد عوام میں ایک جذبہ نے جنم لیا تھا۔ کیونکہ ایران کے وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق نے ایران کے تیل کو نیشنلائز کر دیا تھا، اس نے انگریزی مفادات پر ضرب لگاتے ہوئے برطانیہ کو اپنے علاقوں سے نکال باہر کر دیا تھا۔ ادھر مصر کے وزیر اعظم مصطفیٰ نحاس نے 1936ء کے معاہدہ کو ختم کر کے مصر اور سوڈان کے اتحاد کا اعلان کر دیا۔ جبکہ لبنان میں عربوں نے 18 ستمبر 1952ء کو بشارت خوری کی حکومت کو ختم کر دیا۔ ان عالمی عربی سیاسی انقلابات کا عراق پر بھی اثر پڑا۔ چنانچہ وطن پرست عوام نے حکومت سے چند مفادات کا مطالبہ کر دیا۔ مثلاً:

Marfat.com

- فوراً عام انتخابات کرائے جائیں۔
- ملکی نظام اور قومی اداروں کی تطہیر کی جائے۔
- زمینوں پر مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔
- قبیلوں کو غیر مسلح کیا جائے۔
- روزمرہ کی اشیائے صرف کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔
- دستور پر از سرنو نظر ڈالی جائے (یعنی ملکی دستور پر نظر ثانی کی جائے اور اس میں اصلاحات کی جائیں)۔
- ملکی صلاحیتوں کو درست کیا جائے۔
- 1930ء کے معاہدے کو ختم کیا جائے۔
- ملکی دفاع کی ان اسکیموں کو ختم کیا جائے جو مغرب کی زیرِ نگرانی ہوں۔

لیکن وصی نے ''بلاط'' میں منعقد ہونے والے اجلاس میں ان قومی مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ایک تو اس سے اس کے اعوان و انصار کے مفادات تباہ ہوتے تھے، دوسرے خود اس کے اختیارات محدود ہو جاتے تھے۔ اب عوام نے ان مطالبات کو پورا کروانے کے لیے اور زیادہ زور لگانا شروع کر دیا اور ملک کے طول و عرض میں اعلانیہ اور خفیہ جماعتیں ان کے حصول کی سرگرمیوں میں اور تیز ہونے لگیں۔ اب ''الشباب القومی'' کی جماعتیں اور پارٹیاں ایک جدید اشتراکی عقیدہ اور قومی رجحان پر مبنی سیاسی جماعت کی تنظیم کرنے لگیں۔ جو بعد میں ''حزب البعث العربی الاشتراکی'' کہلائی جس نے اکتوبر کی تحریکِ بیداری میں عراق کی خفیہ کمیونسٹ پارٹی اور دوسری اعلانیہ پارٹیوں کے ساتھ شانہ بشانہ شرکت کی جیسے ''حزب الاستقلال'' اور ''حزب الوطنی الدیمقراطی'' (قومی خود مختاری کا مطالبہ کرنے والی پارٹی اور وطنی ڈیموکریٹک پارٹی وغیرہ)۔ یہ پہلی زبردست ٹکراؤ والی سرگرمی تھی جس میں ''حزب البعث'' نے خطۂ عراق میں حصہ لیا تھا۔

22 نومبر 1952ء کو بغداد یونیورسٹی کے کیمسٹری اور فارمیسی کے طلبا کی اسٹرائک وہ پہلی چنگاری ثابت ہوئی جس نے عوامی کی تحریک کو اور زیادہ بھڑکایا اور شعلہ جوالہ بنا دیا۔ ان ترمیمات پر احتجاج کرتے ہوئے سٹوڈنٹس نے یونیورسٹی کی عمارت میں پناہ لے لی۔ جن کو

Marfat.com

یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اپنے دستور میں شامل کرلیا تھا۔ اس ترمیم کو طلباء نے اپنے حقوق کو غصب کرنے والی ترمیم گردانا۔ پھر اس ہڑتال میں دوسری یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء بھی شریک ہوگئے پھر اس ہڑتال نے ایک زبردست جلوس کی شکل اختیار کرلی جس نے نظامِ حکومت کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ پھر اس ملک گیر ہڑتال میں سب علاقوں کے مزدور، کسان، تعلیم یافتہ لوگ اور فوجی بھی شامل ہوگئے۔ ان لوگوں نے ملک کے اندرونی بگاڑ اور انحطاط، شدت پسندانہ رویوں میں سختی، امریکی امپیریل ازم کی شرق اوسط کی سیاست میں خبر رساں ایجنسیوں (اور جاسوسی کے مراکز) کے ذریعے مداخلت پر شدید احتجاج کیا۔

اب مظاہرین بغداد کی سڑکوں پر نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے شدید نعرے بازی کی اور پولیس اور فوج سے ٹکرا گئے جس کے نتیجے میں لاتعداد لوگ قتل اور زخمی ہوئے جس نے عوام کے غیظ وغضب میں اور بھی اضافہ کردیا کہ جب سخت دل فوج نے حکومت کی طاقت کو بے دریغ استعمال کیا اور زخمیوں کا تعاقب کیا۔ دوسرے دن ان قدامت پسند استعماری حکومت کے خلاف عراق کے تقریباً سب شہروں میں شدید مظاہرے ہوئے جس سے انہوں نے حکومت کے خلاف اپنے احتجاج ومقابلہ کو جاری رکھنے کا اظہار کیا۔

ان گھمبیر حالات وواقعات میں حکومت اپنے مؤقف پر ڈٹی نہ رہ سکی اور مصطفیٰ عمری کی وزارت بَرطرف ہوکر مستعفی ہوگئی۔ اس کے فوراً بعد ''جیش'' سڑکوں پر آگئی اور عوام کے مطالبات میں ان کی تائید کرنے لگی اور حکومت پر غصہ کا اظہار کرنے کے لیے عوام کے لیے فضاء پیدا کرنے لگی۔ پھر لیفٹیننٹ جنرل نورالدین محمود نے ایک بیان جاری کیا جس میں اس نے اعلان کیا کہ وہ ایک نئی وزارت تشکیل دے رہے ہیں، جو عوام کے مطالبات کو پورا کرے گی اور جن اصلاحات کی تکمیل کی ان لوگوں نے کوشش کی ہے ان کو جاری کرے گی تاکہ حالات پُرسکون ہوں اور عوامی مطالبات کی تحریک ختم ہو۔ اور چونکہ عوام یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ دشمن استعمار انقلابوں کے ایجنڈوں میں کیا طرز اور طریقہ اختیار کرتا ہے۔ (کہ پہلے عوام کو امیدیں دلا کر خاموش کردیا پھر اپنے جابرانہ اور ظالمانہ نظام کو ان پر مسلط کردیتا ہے۔) چنانچہ نورالدین نے (بھی ایسا ہی کیا کہ پہلے اس نے) طاقت کا استعمال کرکے اس انقلاب کو روکا پھر مارشل لاء لگا دیا، اور سکول کالجز اور یونیورسٹیاں بند کردیں۔ قومی پارٹیوں کے لیڈروں کو گرفتار کیا اور سیاسی جماعتوں کو رہا کردیا اور

Marfat.com

بجائے اس کے کہ عوام کو وہ آزادی دیتا جس کا انہوں نے مطالبہ کیا تھا اور جس کی خاطر انہوں نے لاتعداد جانوں کی اور مالی قربانیوں سے بھی دریغ نہ کیا تھا، اس نے مارشل لاء کے سائے تلے نہایت ظالمانہ حکومتی زندگی گزارنی شروع کی۔ اور اس کی حکومت ''حزب البعث'' اور دوسری پارٹیوں اور ان کے کارکنوں کے حق میں نہایت سخت احکام جاری کرنے لگی۔ اس نے بعض نہایت کمزور قرار دادیں بھی پاس کیں کہ یہ خطرناک اور بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح کے لیے ہیں۔ چنانچہ اس نے بعض ٹیکس معاف کر دیئے، یونیورسٹی لیول کی تعلیم مفت کر دی۔ ''جہاز الجیش'' نامی تنظیم دوبارہ بنائی، ملکی اداروں کی تطہیر کی، سوشل سیکورٹی نظام کو تشکیل دیا۔ اور نئے انتخابات کروانے کا وعدہ کیا۔

بظاہر اس کی سیاست ان وسائل کو چھین لینے کی سیاست تھی جو عوام کی زندگی کا سہارا تھے۔ جس وقت وزیراعظم نے نکلنے والے اٹھائیس ان اخبارات کو بند کر دیا جو قومی جماعتوں کی ترجمانی کرتے تھے، ٹھیک اسی وقت وزیراعظم نے نئے انتخابات کروانے کا وعدہ پورا کر دیا تا کہ نیا قانون جاری کیا جا سکے۔

باوجودیکہ انتخابات میں شدید دھاندلی ہوئی، حکومت نے زبردست دخل اندازی کی اور بڑی شدت سے بھی کام لیا لیکن پھر بھی 1953ء کے انتخابات میں قومی پارٹیاں پارلیمنٹ میں اکیس نشستوں پر کامیاب ہوئیں۔ یوں نورالدین محمود کا کھیل ختم ہو گیا اور اس نے جمیل مدفعی کے لیے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا تا کہ وہ عراق کے حق میں پہلے سے بھی زیادہ خطرناک وزارت تشکیل دے۔ نوری سعید اس کا وزیر دفاع تھا۔ اگرچہ عوام اس دھاندلی پر خاموش ہو گئے تھے مگر ان کی یہ خاموشی ایک نئے طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

6۔ 1956ء کی عوامی تحریک

1956ء میں جس وقت استعماری طاقتوں نے مصر پر حملہ کیا تو عراقی حکام نے بھی عوامی تحریکوں پر سختی کرنا شروع کر دی اور یہ برطانیہ، فرانس اور فلسطین کے ان بدفطرت یہودیوں، صیہونیوں کی دھمکی کا نتیجہ تھا جو عربوں کی آزادی اور عربی قومیت کی تحریکوں کو ختم کرنا چاہتے تھے اور نہر سویز کو دوبارہ استعمار کے قبضہ میں لانا چاہتے تھے۔ حالانکہ نہر سویز کو مصر نے قومیا لیا تھا۔ اور

Marfat.com

مصر کی تمام آزادی کی تحریکوں کو بھی کچل دینا چاہتے تھے۔ دوسری عربی قوم کی مسلح جدوجہد اور دشمن کو شکست دینے کے لیے اس کی کوشش اور استعماری طاقتوں کے آگے ان کے ڈٹ جانے نے عربوں کے اور خاص طور پر خطہ عراق کے عربوں کے جذبات اور شعور کو بیدار کیا اور ان کو گرمایا۔ کیونکہ قوم، ملک کے مختلف خطوں میں مصر میں موجود عربی قوم کے ذرائع و وسائل کی حفاظت کی خاطر اپنی ہر طرح کی استعداد کو قربان کرنے لیے تیار تھی۔ جو بذاتِ خود اُمّت کے وسائل و ذرائع کا ایک نا قابلِ تقسیم جُو تھا۔

اس دوران ''حزب البعث الاشتراکی العربی'' (بعث پارٹی) نے ایک بیان جاری کیا جو ایک اعتبار سے مصر میں استعمار اور عرب قوم کے درمیان سرگرم جنگ میں استعمار کے مقابلہ کی دعوت کی ضرورت اور دوسرے اعتبار سے عراقی عوام اور اس کی غدار بددیانت حکومت کے درمیان جاری معرکہ کے متعلق تھا۔ یہ اعلان بڑے مناسب وقت میں تھا کہ ایک تو مقبوضہ عراق استعمار کے ساتھ اپنے تعلقات کو ختم کرنے، دوسرے ایک متحدہ طاقتور ایسا محاذ کھولا جائے جو ان قومی تحریکوں کو اور زیادہ مضبوط کرے۔ اور حکومت کو عوامی مطالبات ماننے پر مجبور کرے جب عوامی زور اور زیادہ ہو گیا تو نوری سعید نے مارشل لاء لگا دیا تا کہ وطن پرست عوام اور تنظیموں پر پابندی لگا کر ان پر ظلم وستم کر سکے۔ اس کے ردعمل میں عوام کی طرف سے اور بھی زیادہ شدید ردعمل کا اظہار ہوا جس میں طلباء، مزدوروں، کسانوں، ملازموں وغیرہ سب نے بھرپور حصہ لیا۔ اور یوں رجعت پسند حکومت اور اس سے استعماری اسکیم کی خوب رسوائی ہوئی جو برطانیہ فرانس اور بدخصلت صیہونیوں نے عربوں کی آزادی کی فلسطینی تحریک کو کچلنے کے لیے بنائی تھی۔

عوام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ دشمن کے ساتھ مثبت مؤقف اختیار کرے (نہ کہ منفی کہ جس میں خود عرب قوم کا شدید نقصان ہو) لیکن حکومت نے (اس دفعہ پھر) عوام کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا۔ دوسری طرف ریڈیو عراق نے یہ وطیرہ بنالیا کہ جب بھی استعماری طاقتیں مصر پر حملہ آور ہوتیں اور ان پر بموں اور میزائلوں کو داغتے جن سے بے گناہ شہری عورتیں اور بچے خون میں نہا جاتے اور وہ انہیں بھاری اسلحہ کی گولیوں اور سنگینوں پر رکھ کر لاشوں میں تبدیل کرتے (کہ ان واقعات پر بجائے افسوس کرنے کے، ریڈیو عراق نے) مستی بھرے گانے نشر کرنے شروع کر دیئے (جو مسلم امہ کے زخموں پر اور زیادہ نمک چھڑکنے والی بات تھی)۔ اسی طرح

Marfat.com

برطانیہ نے ''حبانیہ'' کو اپنا فوجی اڈہ بنالیا۔ وہاں سے بمبار جہازوں کو ایندھن اور فوجوں کو سامانِ رسد پہنچایا جاتا۔ اور صورت حال یہاں تک پہنچ گئی کہ خود حکومتی مشینری نے برطانوی فوجوں کی یہ ظلم وستم ڈھانے میں یوں مدد کی کہ ''حیفہ'' تک تیل کی پائپ لائن بچھادی تا کہ برطانوی، فرانسیسی اور صیہونی طیارے خودامت مسلمہ کو قتل کرنے اور تباہ وبرباد کرنے کے لیے عراق کا تیل استعمال کریں اور وہاں تیل بھر کر خاص طور پر مصر کی عرب آبادی کو اپنے میزائل ستم کیش کا نشانہ بنائیں۔

اکتوبر 1956ء میں حکومت اور استعمار کے خلاف تحریک پورے عراق میں زور پکڑ گئی اور اس میں ''بعث پارٹی'' اور کمیونسٹ پارٹی کے ارکان خفیہ حصہ لینے لگے۔ ان کے کارکنوں نے ''کرکوک'' کے مقام پر تیل کی پائپ لائن کو بموں سے اڑا دیا اور نوری سعید کی حکومت کو مجبور کیا کہ وہ (استعمار کی خدمت کے لیے) زمین سے عراقی تیل نکالنا بند کرے۔ حکومت کی ان ظالمانہ کارروائیوں، اور خود مختاری کو دفن کرنے کے ان طریقوں کے بالمقابل جو انہوں نے انقلابی تحریکوں کو کچلنے کے لیے جاری کیے تھے، سخت مشتعل عوام اور حکومتی طاقت کے درمیان شدید لڑائیاں ہوئیں، لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے جان کی قربانیاں دیں۔ بے شمار لوگ زخمی ہوئے، ٹھیک اسی دوران نوری سعید نے سب تعلیمی ادارے بند کر دیئے اور فوج کی زیرِ نگرانی اخبارات کی کڑی جانچ پڑتال شروع کر دی۔ دوسری طرف ترقی پسند جماعتوں کے لیڈروں کو گرفتار کر لیا اور یونیورسٹیوں کے بعض پروفیسرز کو بھی حوالۂ زندان کیا جو وطنی تحریک کو تقویت دے رہے تھے۔

ان انتہائی جابرانہ فوجی اقدامات کے باوجود بھی جب تک مصر میں فوجی کارروائیاں بند نہیں ہوئیں۔ عوامی تحریک ان کی تائید کرتی رہی۔

خطۂ عراق میں یہ آخری عوامی تحریک تھی اس کے بعد بگڑے ہوئے حالات کو درست کرنے کی ذمہ داری 14 جولائی 1958ء کے انقلاب میں ''جیش'' نے اٹھالی۔

7۔ 14 جولائی 1958ء کا انقلاب

عراق کی خارجی سیاست ابھی برطانوی خطوط پر چل رہی تھی اور اس نے برطانوی امتیازات کی حفاظت کے لیے معاہدے اور فوجی گٹھ جوڑ کیے اور عراق ابھی تک عرب قافلے سے الگ ہی تھا جو علیحدگی پسند فکر رکھتا تھا۔ حکومت نے ایسی تجارتی اور اقتصادی پالیسیاں مرتب کیں جو

Marfat.com

برطانوی استعمار اور بڑے بڑے تاجروں اور سرمایہ داروں کے مفادات میں تھیں۔ یہ تو ان کا سیاسی کردار تھا جبکہ دوسری طرف حکومتی طاقت کو مستقبل بنیادوں پر عربی خلیجی ممالک خاص طور پر شام اور مصر کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بننے میں استعمال کیا جا رہا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب سیاسی آزادی معدوم تھی۔ بار بار مارشل لاء لگا دیا جاتا تھا، سیاست دانوں سے لڑائیاں لڑی جاتیں تھیں، اخبارات بند کر دیئے جاتے تھے، وطن پرستوں کا پیچھا کیا جاتا (اور انہیں گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا جاتا)۔ ملک کا اندرونی نظام اس بگڑے ہوئے نظام کے سہارے پر چل رہا تھا جس میں بڑے بڑے جاگیردار قوم کا استحصال کر کے اپنے مفادات سمیٹ رہے تھے، یہ جاگیردار اور سرمایہ دار لاکھوں مزدوروں اور کسانوں کا مذاق اڑاتے ان سے بیگار لیتے، زبردستی کرتے، اپنے مقاصد حاصل کرتے مگر اس کی اجرت اتنی بھی نہ دیتے کہ وہ روح اور بدن کے رشتہ کو برقرار رکھ سکیں۔

یہ تو داخلی حالات تھے دوسری طرف ابھی تک قوم کو فلسطین کا سانحہ نہ بھولا تھا، جس کی ہاشمی خاندان پر بڑی بھاری ذمہ داری تھی۔ ان خراب حالات میں عوام اور حکومت میں اختلاف اور زیادہ بڑھ گیا۔ چنانچہ جیش نے 14 جولائی 1958ء کی صبح کو انقلاب برپا کرنے کا اعلان کر دیا۔

چنانچہ اس انقلاب نے عراق کو اس برطانوی ایجنٹ حکومت سے نجات دلائی۔ اس انقلاب کے سرِ فہرست مقاصد اور اہداف میں سے چند باتیں یہ تھیں:

i) امتِ عربیہ کی وحدت کے لیے اقدامات۔

ii) باہمی اختلاف وافتراق کو ہوا دینے والے امور کا خاتمہ۔

iii) عراق کو ان مشکلات اور پابندیوں سے نکالنا جو اس کی امتِ عربیہ کی وحدت پیدا کرنے کے مقصد کی راہ میں حائل تھیں مثلاً:

- عراق کو استعمار سے نجات دلانا۔
- بغداد کے اس دشمن معاہدہ کو توڑنا جس نے برطانوی استعمار کے لیے خطۂ عرب اور خاص طور پر عراق کو فوجی اور اقتصادی مفادات اور ان کے حصول کے اسٹریٹیجک حل کا مرکز اور ایک اڈہ بنا دیا تھا۔
- عراق نے جو خود کو امتِ عربیہ کی آزادی کی تحریک سے ہٹا لیا تھا اس روش کو ختم کرنا۔

Marfat.com

○ قومی عربی تحریکوں کے ساتھ عداوت کو ختم کرنا۔

○ اور عرب قوم کی وحدت و اشتراک کے خواب کو پورا کرنے اور آزادی حاصل کرنے کے مؤقف کے خلاف اقدامات کرنے سے گریز کرنا۔

اس کے علاوہ دیگر کئی اہداف و مقاصد تھے جو عراق کی آزادی اور خطۂ عرب کی سلامتی کے متعلق تھے۔

اس انقلاب کے اہداف سخت ترین مقابلوں اور حکومت کے قوم کے ساتھ پے در پے معرکوں میں خوب کھل کر سامنے آچکے تھے۔ چنانچہ اب اس انقلاب کے لیے امت کی وحدت کی راہ کو ہموار کرنا آسان ہو گیا تھا۔

14 جولائی کے اس انقلاب میں بعث پارٹی نے بھی دوسری قومی اور وطنی جماعتوں کے ساتھ مل کر شانہ بشانہ کام کیا تھا۔ اور اس انقلاب کی تنفیذ اور اس کے مقاصد کے حصول میں ان کی خوب مدد کی۔ اور اس تحریک کے شروع ہونے کے بعد اپنے تمام تجربات، مہارتوں اور اہم ارکان کو اس کی قیادت کے تصرف میں دے دیا۔ پھر اس کی ذمہ داری بھی اٹھائی اور اس کی مشکلات کو بھی برداشت کیا دوسری طرف پوری قوم نے بھی ان مشکلات میں ان کا بھرپور ساتھ دیا نہ صرف یہ کہ اس انقلاب کی حفاظت کی بلکہ اس کو اس کی منزل تک پہنچانے میں اس کی پوری پوری دست گیری اور مدد کی۔ کیونکہ اس انقلاب نے استعمار اور طاغوت کے اس قلعہ کو برباد کیا تھا جس کو اس فاسد رجعت پسند حکومت نے ہم پر مسلط کیا تھا۔ ان نتائج کو دیکھ کر مغربی طاقتیں اور ان کے دارالحکومت بوکھلا اٹھے۔ چنانچہ آئزن ہاور نے امریکی فوجوں کو لبنان میں اُترنے کا حکم دے دیا جس طرح کہ برطانیہ نے اپنی ظالم فوجوں کو اردن میں اترنے کا حکم دیا تھا اور ایسا صرف انقلاب کی قیادت کو بے اعتماد کرنے کے لیے تھا۔ دوسری طرف اپنے داخلی ایجنٹوں کو مضبوط کرنا اور ان کی حفاظت و حمایت کرنا مقصود تھا۔ کیونکہ پوری قوم کے انقلاب کی تائید نے اور عرب جمہوریت کے اتفاق نے استعماری منصوبوں کو خاک میں ملا دیا تھا۔

اپنی ابتداء کے چند ماہ بعد ہی انقلاب نے اِن قومی مطالبات کو پورا کرنا شروع کر دیا جن کا تعلق سیاسی اجتماعی اور اقتصادی امور سے تھا سب سے پہلے تو اس انقلاب نے آمریت کو ختم کر کے جمہوری حکومت کے نظام کو شروع کیا۔ اس انقلاب نے ''نظامِ وصایت'' (گارجین شپ)

Marfat.com

کوختم کر دیا۔ اس کے بعد بغداد کا استعمار کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا جو آسٹریلیا کے شہروں کے ساتھ بھی تھا اس کو بھی ختم کر دیا۔ اور زراعت کی اصلاح کے قانون اور فرماں روا مجلس کی تشکیل کے استعماری خاکے کو بھی ختم کیا۔ اسی طرح عربی ہاشمی ناپسندیدہ اتحاد سے بھی عراق دست بردار ہوگیا۔

اس کے بعد اس انقلاب نے ایک دائمی دستور کا اعلان کیا۔ قبائل پر سے بے جا مقدموں کو ختم کیا، حکومتی اور عدالتی محکموں کی تطہیر کر کے ان میں سے مفسد اور رشوت خور عناصر کو نکال دیا اور عراق کو دوسرے عرب ممالک سے تعلقات ختم کرنے سے روکا۔ دوسری طرف عراق نے دوسرے ملکوں کے ساتھ اپنی ڈپلومیسی اور پالیسیاں اور زیادہ مضبوط کیں۔ اس میں عراق نے روس اور یوگوسلاویہ کے ساتھ اتحاد قائم کیا اس طرح عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ بھی اپنی پالیسیاں درست کیں اور کسی بھی مشرقی یا غربی ممالک کی جنگ میں اپنی غیر جانبدارانہ مثبت سیاست کو فروغ دیا اور فیصلہ کیا کہ بلاوجہ کسی بھی ملک کی جنگ میں حصہ نہ لیں گے اور ''بینڈونگ'' کانفرنس کی قراردادوں کی پابندی کی اور تمام ممالک اور قوموں کے ساتھ باہمی منافع کے تبادلہ کی بنیاد پر دوستانہ پالیسی وضع کرنے کی بنیاد رکھی۔

اس انقلابی حکومت نے قوم کے مورال اور اخلاقی سطح کو بلند کیا اہل وطن کو اقتصادی آزادی دی۔ معدنی دولت کو خوب استعمال کر کے فائدہ اٹھایا اور پورے ملک میں ایک خوشحالی کا دور دورہ ہونے لگا۔

اسی طرح اس انقلابی تحریک نے دوسری ملکی جماعتوں کو بھی آزادی دی مثلاً عراقی کمیونسٹ پارٹی، ''وطنی ڈیموکریٹک پارٹی'' البتہ ''بعث پارٹی'' کو اجازت نہ دی باوجودیکہ وہ بنیادی طور پر ایک وطنی اور قومی پارٹی تھی۔ کیونکہ ''بعث پارٹی'' جمہوریہ عربیہ متحدہ کے ساتھ عراق کے مل جانے پر زور دیتی تھی۔

14 جولائی کا انقلاب عراق کے تمام انقلابات کا ماحصل اور نتیجہ تھا اور قوم کا ایک بڑا قدم تھا جو اس نے ترقی کی طرف اٹھایا تھا۔ اس انقلاب نے قوم کو اپنے تمام وسائل اور صلاحیتوں سمیت آزادی کے حصول اور مفسد حکومت کو ختم کرنے کے لیے اعلیٰ سے اعلیٰ اور قیمتی سے قیمتی قربانیاں دینے پر آمادہ کیا۔ یہ انقلاب قومی تحریک کی سچی تصویر اور اس جرأت مندانہ مقابلہ کا آخری

Marfat.com

مرحلہ ثابت ہوا۔ اور عراق کا آزاد ہونا اس انقلاب کا سب سے بڑا پہلو تھا۔ اب عراق استعماری رجعت پسندوں کا اڈہ نہ تھا بلکہ آزادی، ترقی، اور عرب قوم کی وحدت اور اس کے مکمل آزاد ہونے کے انقلاب کا مرکز تھا۔ اب اس انقلاب کے قدرتی، انسانی اور شہری ذرائع عرب قوم کے انقلاب کے ہتھیار تھے حالانکہ پہلے یہی ذرائع استعمار کے خلاف تھے۔

14 جولائی کے انقلاب کی حیثیت اور قدر و منزلت

عراق کی قوم ایک عرصہ تک دوسرے عرب ممالک سے کٹ کر زندگی گزار رہے تھے ان کا کسی ملک کے ساتھ کوئی سیاسی تعلق نہ تھا۔ عراقیوں نے بدترین معاشرتی انحطاط، اقتصادی استحصال، سیاسی جبر، استعماری تسلط، رجعت پسندوں کے غلبہ کا سامنا کیا جو جاگیرداروں اور استحصالیوں کے مفادات کے نمائندے تھے اور جو پستی کے دور کے موروثی انسٹی ٹیوشنز کے نمائندے تھے۔ یہی وہ دور تھا جب خطۂ عرب اپنے خلاف بدترین استعماری سازشوں کا سامنا کر رہا تھا۔ جو سہ رکنی عداوت و دشمنی اور بغداد کے حلف کی نمائندہ سازشیں تھیں جن کی بنیاد آئزن ہاور (امریکی یہودی صدر) تھا۔ اس طرح عراقی عوام نے عراق کی حکومت کے انتہائی بدترین، بداخلاق اور کتوں کی طرح حملہ آور طرز اور طور طریقوں کو بھی برداشت کیا اور ان کا سامنا کیا۔

14 جولائی 1958ء کا انقلاب ان کی گہری وحدت و اتحاد کی ایک نشانی تھی، جو اس جدوجہد میں کارفرما تھی جس نے ساری عرب قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا اور ان کے مفادات میں وحدت پیدا کر دی۔ 14 جولائی کے اس انقلاب نے عراقی عوام کو شہنشاہی نظام اور رجعت پسند استعماری عناصر کے خلاف اپنی تیس سالہ جدوجہد کے نتائج و ثمرات دلوائے اس بادشاہی نظام کو ٹوٹنے سے کہ جو اس سیاست کو ختم کرنا تھا جو اقتصادی، معاشرتی طاقتوں کی نمائندہ او راستعماری اثرات کو نافذ کرنے والی تھی، ایک جمہوری نظام سامنے آتا چلا گیا اور اس بادشاہی استحصالی نمائندہ نظام کا چہرہ ختم ہو گیا۔ اور اس انقلاب نے عرصۂ دراز سے قوم پر مسلط سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی استبداد کا خاتمہ کر دیا اور اس کی کوئی شکل ملک کے طول و عرض میں باقی نہ رہی۔ 14 جولائی کی صبح کو اس رجعت پسند استعمار کے منہ پر جو ضرب لگائی گئی جس کی پناہ گاہ خطۂ عراق تھا اس نے اس کو عرب قوم کے سامنے کھڑا ہونے سے عاجز کر دیا اور عوام اپنے مقاصد

Marfat.com

حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ ان میں دوبارہ اپنی پرانی شکل کے ساتھ لوٹنے کی ہمت نہ رہی اور انہیں عراقی عوام کا سامنا کرنے سے بھی خوف آتا تھا۔ کیونکہ اس انقلاب نے قوم کو بلند کر دیا تھا۔ اور انہوں نے بڑے عزم کے ساتھ مقابلہ کیا اب ان میں طاقت تھی کہ وہ ان رجعت پسندانہ عناصر اور استعماری سازشوں کو للکار سکیں۔ اور انہوں نے ان استعماری سازشوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔

اب استعمار کے پاس اپنے مفادات کی حفاظت کا فقط ایک ہی موقع ہاتھ میں رہ گیا تھا اور وہ تھا کہ استعمار کے پاس اس انقلاب کو قدامت پسندانہ معاشرتی واقتصادی اور ثقافتی شکلوں کو تباہ کرنے سے روکے۔ اور ساری کی ساری قوم میں اس انقلاب کو برپا کرنے سے منع کرے، جو ہر وقت اس کے لیے تیار اور آمادہ ہے، اور اس انقلاب کے خطۂ عراق سے باہر نکل کر آگے پھیلنے میں رکاوٹ بن جائیں کیونکہ دوسرے عرب خطوں میں اس انقلاب کے پھیلنے اور ترقی کرنے کا استقبال کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ بالآخر قدامت پسند استعمار انقلاب کی قیادت میں شخصی اختلافات پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور عوامی تنظیم سے انہیں بے نیاز کر کے 14 جولائی کے انقلاب کو بے اثر کر دیا اور اس کی جگہ شخصی فوجی ڈکٹیٹر شپ کا نظام لے آئے جس نے قدامت پسند استعمار کے دو بنیادی اصولوں کو پورا کیا۔

1۔ ملک میں روز بروز ترقی کرتے اور پھیلتے اس جمہوری انقلاب کو روکا جائے۔ اس کی بنیادی طاقتوں کو توڑا جائے، اس کی منظم جماعتوں کو شدید دہشت پسندانہ قتل وغارت اور تشدد اور ظلم وستم کا نشانہ بنا کر ختم کر دیا جائے ان کی صفوں کو توڑ دیا جائے، اور ان میں آپس میں شدید اختلافات پیدا کر دیئے جائیں۔

2۔ قطر کو خطۂ عرب کے دوسرے ممالک سے کاٹ کر الگ کر دیا جائے، اس کے اس مثبت کردار کو ختم کر دیا جائے جو آگے چل کر پوری سرزمین عرب کی وحدت کا سبب نہ بن جائے اور اس منفی مخرب کردار کو ختم نہ کر دے جس کو قدامت پسند استعمار نے انقلاب سے پہلے بڑی مشکل سے مسلط کیے رکھا تھا۔ تاکہ اب وہ عوام کے خلاف اپنی گناہ گار سازشوں کا جال پھیلا سکیں۔ اور ان کے آزادی اور وحدتِ امت کے خواب کو چکنا چور کر دیں۔

Marfat.com

8۔ 1963ء کا انقلاب

جولائی کے انقلاب کی اہم بنیادی باتوں میں سے استعمار کے غلبہ سے کامل اقتصادی اور سیاسی آزادی حاصل کرنا اور قدامت پسند استعمار کے ساتھ ملے ہوئے شہنشاہی نظام کی جگہ وطنی اور قومی نظام کو قائم کرنا۔ قومی صنعت کو فروغ دینا، اور کئی میدانوں میں ڈیموکریٹک اور ترقی پسندانہ تبدیلیوں کو لانا، عربی جدوجہد کی ہمت افزائی کرنا، اور خطۂ عرب کے عرب ممالک میں وحدت واتحاد کو پیدا کرنا تھا۔ لیکن یہ انقلاب اگرچہ اس نے اپنے بعض اہداف حاصل بھی کر لیے لیکن اس کے باوجود جلد ہی ناکامی کا شکار ہو گیا (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم نے اشارہ بھی کیا ہے) کہ وہ اپنے بعض منفی نتائج اور مظاہر میں متاثر ہوا۔ وہ زرعتی اصلاحات جن کو انقلاب کے شروع میں اس لیے جاری کیا گیا تھا تا کہ عراقی زراعتی سرزمین سرسبز و شاداب ہو اور وہ ان کسانوں کے حالات کو بدل دے جو بڑی تنگی اور پریشانی اور فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہے تھے۔ اور مدتِ دراز تک انہیں خطۂ عراق کو ترقی دینے میں شرکت کرنے سے دور رکھا۔ البتہ اس عظیم کامیابی نے شخصی حکومت کی بھینٹ چڑھنے سے بچا لیا کیونکہ 14 جولائی کے انقلاب سے عوام کی طرف سے فوج کے خلاف احتجاجات کے سلسلے شروع ہو چکے تھے تا کہ اس استعماری حکومت کے امتیازی خدوخال کو ختم کیا جائے۔ دوسرے ملک کے متعدد علاقوں کے لوگ شدید معاشی تنگی میں بتلا تھے۔ کیونکہ وقتاً فوقتاً ملک کی اقتصادی ترقی کے لیے جو پالیسیاں وضع کی گئی تھیں وہ واقعی ملک کو اقتصادی ترقی دینے کے لیے نہیں تھیں بلکہ وہ چند مٹھی بھر اقرباء اور خوشامد پرستوں اور مفاد پرستوں کو دولت مند بنانے کے لیے تھیں۔

رہا سیاسی میدان تو قوم پر سختی اور تنگی کرنے کی تحریک ان پر ظلم وستم ڈھانے اور ان کے حقوق ادا کرنے سے انکار کرنے نے دن بدن انقلابی تحریک کو اور آگے بڑھنے میں مدد دی۔ اور عوام کے ساتھ حکومت کی تبدیلی، یا تبدیلی کے لیے تھوڑی مدت تک انتظار یا مارشل لاء وغیرہ ہٹانے کے وعدوں کو پورا نہ کیا گیا۔

دوسری طرف کردوں کے مسئلہ میں حکومت خبط کا شکار ہو گئی انہیں کسی مناسب جگہ پر نہ رکھا گیا خود مخلص کردوں کے لیے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس قاسمی

Marfat.com

حکومت نے خون ریزی اور تخریب کاری کے جو بیج بوئے قوم ان کی فصل کو کاٹنے لگی۔ اور خارجی سیاست میں حکومت کو 14 جولائی کے انقلاب کے خلاف وطن عربی کے طول وعرض میں جو کامیابی ملی تھی، اس کے نشہ میں وہ کسی سے بھی نہ ڈرنے والی تھی۔

اگر چہ دونوں عرب انقلابوں نے عراق کی قوت اور عرب قوم کے دشمنوں اور اس کا استحصال کرنے والوں کے خلاف ان کی طاقتوں میں اضافہ کیا تھا۔ لیکن ''عبدالکریم قاسم'' نے اس انقلابی طاقت کو ضائع کر دیا۔ نہ تو اس نے ان عربی جدوجہدوں کی مدد کی اور ان آزادی کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ اس نے تو فقط تیونس، اردن، سعودیہ اور مغرب جیسی استعمار نواز اور ناپسندیدہ حکومتوں کی چھاؤنیوں میں ہی بیٹھنا پسند کیا۔ چہ جائیکہ کہ وہ قومی قوتوں کے خلاف حکومتی کارروائیوں کو ختم کر کے خطۂ عراق میں وطنی اور انقلابی طاقتوں کی حوصلہ افزائی کرتا۔

وطنی تحریکوں میں جن میں سرِ فہرست ''بعث پارٹی'' کی تحریک تھی نے خطۂ عراق میں اس بات کی قیادت کی کہ اس ڈکٹیٹرانہ حکومت کے تسلط کو ختم کرنے کا نعرہ بلند کیا جائے۔ اس کے لیے ''بعث پارٹی'' نے ملک کے طول وعرض کے سارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کی ملک گیر ہڑتالوں کے سلسلوں کو جاری کروایا۔ جن کا فقط ایک ہی مطالبہ تھا کہ اس حکومت کو نااہل قرار دے کر ختم کیا جائے اور اس کی برطرفی کے اسباب کو پیدا کیا جائے۔ چنانچہ سب سٹوڈنٹس مردانہ وار حکومت کے آگے ڈٹ گئے اور اس شخصی ڈکٹیٹرانہ حکومت کو للکارنے لگے۔ یہ قومی تحریک اپنی آواز کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوگئی کہ جب جیش اور قوم نے 8 فروری 1963ء بمطابق 14 رمضان المبارک 1382ھ کی صبح اس شخصی فوجی حکومت کے خلاف اپنے فوجی دستوں کی مدد سے انقلاب برپا کرنے کا اعلان کر دیا۔

اس خالص علمی پرامن اور انقلابی طریقہ کو بعث پارٹی نے ملک میں انقلاب برپا کرنے کے لیے شروع کیا تھا۔ چنانچہ ''بعث پارٹی'' اس حکومت کو برطرف کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ چنانچہ 8 فروری کا دن عربی تحریک انقلاب کا نقطۂ تبدیلی کہلایا جو منظم قومی تحریکوں کی آواز کی تائید اور بڑی جرأت کے ساتھ علیحدگی کی تحریک پر رد کرنے والی تھی۔

انقلابی کامیابیاں

14 رمضان المبارک کے اس انقلاب نے رجعت پسندانہ شخصی استعماری حکومت کو

Marfat.com

ان بنیادی انحرافات کے اثرات کوختم کر دیا جو 14 جولائی کے انقلاب میں داخل ہو گئے تھے۔اور ان سب رکاوٹوں اور خندقوں کوختم کر دیا جو قاسم کی ڈکٹیٹرشپ نے عوام کی تحریک کے راستوں میں کھودی تھیں تا کہ وہ عوام اور اس انقلابی تحریک کے درمیان آڑ بن جائے۔ چنانچہ اس انقلاب نے وہ زبردست چوٹ لگائی جس نے فاسد نظام کوتہس نہس کر دیا اور انتہائی کمینہ قاسمی عہد اور اس کے ناپسندیدہ عناصر کوختم کر دیا اور عراقی عوام کو پہلی مرتبہ اس عربی عوام کے سامنے پیش کیا جو الجزائر، یمن، شام اور مصر کے عظیم انقلابوں میں کامیاب ہوئی تھیں۔ جنہوں نے نہایت اعلیٰ درجہ کے معرکوں کوامت اور دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔اب سارا عراق ایک نقطہ پر جمع تھا اور اس انقلاب نے قدامت پسندانہ طوق کو بھی توڑ دیا جو ابھی تک مصر کی گردن میں لٹک رہا تھا اور شام میں موجود رجعت پسندانہ علیحدگی کی تحریک کوختم کرنے کا میدان مہیا کیا جو نہایت تیز اور پرامن تھا۔ اس انقلاب نے قاسمی حکومت کے سب فاسد اثرات کوختم کرنے کا عزم کیا اور سارے وطن عربی کے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اثرات کے ازالہ میں لگ گیا اور گزشتہ حکومت کے پیدا کردہ مصائب کوختم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ساری قوم کوفلاح و بہبود سے ہم کنار کرنے کے لیے شہروں کی تعمیرِ نو کا آغاز کیا گیا۔ امن کے نظام کومضبوط کیا گیا، انقلابی قیادت کی زیرِ نگرانی قومی اسمبلی نے کردوں کے حقوق کی حفاظت کی ایک قرارداد پاس کی۔ ادھر جب 8 مارچ کو پڑوسی ملک شام میں تحریک انقلاب کو کامیابی ملی تو عراق نے ان پڑوسی ممالک مصر کے ساتھ مل کر عراق، مصر اور شام کے سہ طرفہ تعلقات اور وحدت کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ 17 اپریل کو ان ممالک کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کو ''بعث پارٹی'' کی قیادت میں اس قومی انقلاب کا ماحصل اور نتیجہ کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد انقلاب نے شام کے ساتھ فوجی قوتوں کے اتحاد کو قائم کیا اور ان ڈیموکریٹک تنظیموں کی حوصلہ افزائی کی جو واقعی عوام کے مفادات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ مثلاً عراقی سٹوڈنٹس کی تنظیم ''الاتحاد الوطنی'' اور عورتوں کی ''وطنی جمہوری جماعت'' وغیرہ جو قومی خدمت کر رہی تھیں۔

اس انقلاب نے جاگیردارنہ نظام کوختم کر دیا اور زرعی اصلاحات کے قانون پر نظرِ ثانی کی۔ اسی طرح قومی تیل کی کمپنی پر بھی از سرِ نو توجہ کی اور اس کو دوبارہ چالو کیا۔

''بعث پارٹی'' نے نہایت قلیل مدت میں قوم کو ان نتائج سے ہمکنار کر دیا جس سے گزشتہ حکومتیں عاجز آ چکی تھیں لیکن بعض قدامت پرست استعمار کی دوست جماعتوں کو ''بعث

Marfat.com

پارٹی'' کی یہ کامیابیاں اچھی نہ لگیں۔ اور انہوں نے بعث پارٹی کی 14 رمضان کی کامیابیوں کو ناکامی میں بدلنے کے لیے اور عرب قوم کی اشتراکی وحدت کو ختم کرنے کے لیے اپنی سازشانہ خدمات سرانجام دیں۔ مثلاً

حکومت کرنے کے دوران بعث پارٹی سے کچھ غلطیاں بھی ہوئیں جن کو ساری عرب قوم نے صراحتہً بیان بھی کیا اور خود بعث پارٹی نے ذاتی طور پر اس پر تنقید بھی کی، یوں اس کے لیے ان خطاؤں سے چشم پوشی کی صورت نکلتی تھی۔ چنانچہ بعث پارٹی نے انقلاب کے دوران بڑے مثبت قدم اٹھائے تھے۔ اور اشتراکی اسکیم کو عملی جامہ پہنایا۔

ادھر 17 اپریل کے میثاق پر تنقید نہ کرنے پر ان سازشی عناصر نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عربی انقلاب پر تنقید کی راہ ہموار کر دی۔ چنانچہ قدامت پسند استعمار کو ان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے اور ذلیل ہو کر الٹے قدموں واپس جانے اور اپنے مؤقف سے واپس ہٹنے کی سازشیں کرنے کا پورا پورا موقع ملا۔

دوسری طرف ترقی پسند قومی جماعتیں انقلاب کو اپنا شکار بنانے لگیں۔ چنانچہ بعث پارٹی اور ان جماعتوں میں کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے درمیان خونریز لڑائیاں بھی ہوئیں ان لڑائیوں نے بڑی وسعت پکڑی۔ پھر جمال عبدالناصر کی قیادت کے ساتھ جھگڑا ظاہر ہوا۔ خاص طور پر 17 اپریل کے میثاق کے ختم ہونے کے بعد یہ اختلاف عروج پر چلا گیا، اس نے قومی تحریک میں پھوٹ ڈال دی۔ قدامت پسندوں نے ان حالات کا ناجائز فائدہ اٹھایا چنانچہ انہوں نے اپنے سازشی جال بڑی تیزی سے بچھانے شروع کیے، اور موقع پاتے ہی 18 دسمبر 1963ء کو بعث پارٹی کی حکومت پر حملہ کر کے اس کو ختم کر دیا۔

اس سے پہلے حزب البعث کی قیادت اور ان کی فوجوں کو بھی گرفتار کر لیا تھا اور انہیں جیلوں میں ڈال کر طرح طرح کے ذلت آمیز عذاب دیئے، سخت سزائیں دیں اور بڑے وحشیانہ طریقے سے ان پر تشدد کیا۔

ان لوگوں بعث پارٹی کو تباہ و برباد کرنے اور جان سے مار دینے کی پوری پوری کوشش کی۔ لیکن یہ سب سختیاں اور عذاب آزادی کی تحریک کو دبا نہ سکیں اور 17 جولائی 1968ء کو انقلاب کی ایک نئی صبح کا آغاز ہوا۔

Marfat.com

انقلابِ عراق 17 جولائی 1968ء

جون 1968ء کی پانچویں شکست نے عوام کے اس شعور کو اور زیادہ بیدار اور گہرا اور وسیع کیا کہ شکست کے اسباب اور حقیقی عوامل کو ختم کرنے کے لیے کوئی بھرپور قدم اٹھایا جائے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ وطنِ عزیز کی فضاؤں میں تبدیلیوں کی زبردست ہوائیں چلیں اور جو شکست کے تمام محرکات اور نمائندوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ اور ان کوششوں کی راہ بند کریں جو اور زیادہ ذلت، شکست کی جڑیں اور زیادہ مضبوط اور امیدوں کو بالکل ختم کرنے والی ہوں اور صیہونی حلف برداروں کی آزادی کے لیے لڑنے والوں کے خلاف کوششوں کو ختم کرنے والی ہوں۔

اس تبدیلی کا منطقی نتیجہ عوام کی ضروریات اور شکست کے ذمہ داروں کے درمیان اختلافات کی صورت میں نکلا۔ کیونکہ 5 جون کو قائم ہونے والی نئی حکومت نے عوامی امیدوں کو خاک میں ملا دیا تھا اور اس کی عملی پالیسیوں کی خیانت کی بو آنا شروع ہوگئی تھی۔ کیونکہ اس حکومت نے بھی آزادی کی تحریکوں کو زور سے دبانا شروع کر دیا تھا۔

ضروری تھا کہ یہ نئی تبدیلی دانشمندانہ پالیسیوں پر مشتمل ہو اور یہ فقط مظاہروں اور جلوسوں تک ہی محدود نہ ہو۔ بلکہ وہ تمام ان مجاہد طاقتوں کے آگے بند دروازوں کو کھول دے جو عرب عوام کے لیے سرفروشانہ لڑ رہی تھیں اور قومی جدوجہد کا رُخ صیہونی طاقتوں اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی طرف موڑ دے۔ اور قومی عوامی محاذ کو مناسب جگہ دے، ساری قومی اور ترقی پسند جماعتوں کو جوڑے اور عربی قوم کی جدوجہد اور انقلاب کو پورے دنیا سے منوائے، اور ان میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ان کی مسلح جدوجہد کے لیے انہیں ایک متحدہ مشترکہ چھاؤنی اور محاذ مہیا کرے۔

ان پالیسیوں کا مقصد عرب قوم کی وحدت، ترقی اور ان کی ہر سطح پر بلندی ہو۔ خاص

Marfat.com

طور پر عراق میں اس تبدیلی کا لانا ضروری تھا اس کے چند اسباب یہ ہیں:

- کمزور اور ناپسندیدہ رجحانات والی سیاست کا وجود۔
- عوامی محنت کی کمائیوں کو خطرے میں ڈالنے بلکہ ان کو برباد کرنے کا رجحان، عوام کے ترقی پسندانہ اقدامات پر بندش لگانا بلکہ انہیں برباد کرنا مثلاً 1964ء کی قومی تیل کی کمپنی کی نیشنلائزیشن کے قانون نمبر 80 کی شق اور زرعی اصلاحات اور تبدیلیوں کے قوانین وغیرہ۔
- تعلیمی ترقی کے منصوبوں کا فقدان خواہ وہ اقتصادی میدان میں ہوں یا کسی بھی دوسرے میدان میں۔
- داخلی انتشار۔
- خود وطن کے جگر گوشوں اور نوجوانوں اور سیاسی حکومتوں کی ان اصلاحات کے درمیان جنگ جو استحصالی رجعت پسند طبقہ کے مفاد میں تھیں۔
- عوامی تنظیموں کے خلاف کئی طریقوں سے ظالمانہ کارروائیاں کرنا وغیرہ۔

نومبر کے حکومتی قبضہ کے بعد حکومت نے جلد ہی عراق کو استعماری طاقتوں کا حلیف بنا دیا اور اس میں وہ اپنے ایجنٹوں اور جاسوسوں کے ذریعے بڑے وسیع خطرناک سازشوں کے جال بچھانے کے ذریعے کامیاب ہوئے۔ وہ عراق کو اپنی کھیتی بنانا چاہتے تھے اور ایسی شکل میں لانا چاہتے تھے جو 14 جولائی کے انقلاب سے پہلے کی تھی۔

یہ سیاسی، معاشرتی اور ان اقتصادی حالات کے لیے اس تاریخی حقیقت کے بالکل برعکس صورت تھی جو اس وقت موجود تھی جب بعث پارٹی نے 17 جولائی 1968ء میں حکومت کو حوالہ کر دینے کا اقدام کیا تھا۔

بعث پارٹی کو اپنے فروغ کے دور میں ان نہایت اہم داخلی سرگرمیوں اور کارروائیوں کو بڑا تجربہ ہوا جو انقلاب پر توجہ دینے اور اس کی تحریک میں گھس جانے سے ان کے سامنے متشکل

Marfat.com

ہوکر آئیں تھیں۔ان ابتدائی دنوں میں حالات نہایت گھمبیر اور خطرناک تھے اور بڑی دقت اور تنگی کا دور تھا۔ترقی پسند انقلابیوں نے اپنے اندھا دھند اور مبنی بر دھاندلی احکام کو جاری کیا اور انقلاب اور اس کی قیادت پر استعماری حلقوں میں شامل ہو جانے کا الزام لگا دیا۔

چنانچہ تیس جولائی کو انتفاضہ کی تحریک نے ان سب کارروائیوں اور الزامات کو بے بنیاد ثابت کر دیا اور انقلاب کی صفیں ففتھ کالم سے پاک ہوگئیں یہاں سے اس انقلاب نے اپنے منصوبوں کی تکمیل کے سفر کا آغاز کیا۔

Marfat.com

انقلاب عراق کا پہلا سال

17 جولائی 1967ء:

بعث پارٹی نے (17-30) جولائی کو انقلاب برپا کیا۔

25 جولائی 1968ء:

پارٹی نے اعلان کیا کہ انقلاب کے اہم مقاصد میں ''پین عرب اتحاد'' اور اشتراکی معاشرہ کی تشکیل شامل ہے۔

28 جولائی 1968ء:

کسانوں کے لیے اہم اصلاحات کا اعلان کیا گیا۔

30 جولائی 1968ء:

انقلاب کے بعد ملکی حیثیت اور انقلاب کے اہم مقاصد کا اعلان کیا گیا۔

30 اپریل 1969ء:

سوشلسٹ بلاک کے باہر عراق واحد ملک تھا جس نے جرمن ڈیموکریٹک (مشرقی جرمنی) کو تسلیم کیا۔

10 جولائی 1969ء:

رومالہ Rumaila کے تیل کے کنوؤں میں قومی سرمایہ کاری شروع کی گئی۔

16 جولائی 1969ء:

سلفر کے مشرقی کنوؤں میں قومی سرمایہ کاری شروع کی گئی۔

انقلابِ عراق کا دوسرا سال

27 جولائی 1969ء:

کارکنوں کے لیے بہتر پنشن کے قانون کا اعلان کیا گیا۔

Marfat.com

25 اگست 1969ء:

عراقی مفاد کے خلاف کام کرنے والے جاسوسوں کا خاتمہ کیا گیا۔

12 دسمبر 1969ء:

سیاسی وجوہات کے بناء پر معطل کیے جانے والے کارکنوں کے لیے نئی ہدایات جاری کی گئیں۔

8 فروری 1970ء:

پاپولر عوامی آرمی (فوج) کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

11 مارچ 1970ء:

انقلابی کمانڈ کونسل نے کردوں کے مسئلہ کے پرامن حل کا اعلان کیا۔

یکم اپریل 1970ء:

سات فیصد سالانہ کے حساب سے قومی ترقی کی بنیاد پر 74-1970ء کے لیے ترقیاتی پروگرام کا اعلان کیا گیا۔

14 جولائی 1970ء:

لیبر کے لیے قانون نمبر 151 (1970ء) کا بہتر سہولتوں کے ساتھ اعلان کیا گیا۔

انقلاب عراق کا تیسرا سال

17 جولائی 1970ء:

عارضی آئین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اعلان کیا گیا کہ عراق عرب اتحاد کے علمبردار کے طور پر کام کرے گا اور عراق ڈیموکریٹک پیپلز ری پبلک ہوگا۔

14 مارچ 1971ء:

رفاہ عامہ انصاف اور ورکر گروپ لوگوں کے لیے نئے پنشن قانون اور انشورنس قانون کو ان بنیادوں پر ترتیب دیا گیا کہ متعلقہ لوگ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

انقلابِ عراق کا چوتھا سال

16 اگست 1971ء:

Marfat.com

3500 کسان خاندانوں سے درخواست کی گئی کہ وہ ملک کے دیہاتی علاقوں میں چلے جائیں۔

5 نومبر 1971ء:

قومی طریقہ کار کی وضاحت کے لیے ایک مسودہ تیار کیا گیا برسراقتدار (بعث پارٹی) نے انقلابی طاقتوں کو بحث کے لیے دعوت دی۔

17 نومبر 1971ء:

حکومت کے معاملات میں عوام کی شرکت کے لیے عوامی اسمبلی کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

31 دسمبر 1971ء:

مشرقی سلفر کے کنویں کی پیداوار کا افتتاح ہوا۔

15 جنوری 1972ء:

انقلابی حکومت نے تیل کی کمپنیوں (کے ساتھ جو عراق میں مصروف عمل تھیں) کے ساتھ گفت وشنید کی۔

15 مارچ 1972ء:

انقلابی حکومت نے مصر اور شام کے ساتھ (پارٹی کی حکمت عملی کے اظہار کے طور پر) عرب اتحاد اور یکجائی کا معاہدہ کیا۔

17 اپریل 1972ء:

ساؤتھ عراق کے تیل کے کنوئیں سے پیداوار کا افتتاح ہوا۔

19 اپریل 1972ء:

عراق کی انقلابی حکومت نے روس سے دوستانہ تعلقات کے فروغ کا معاہدہ کیا۔

23 اپریل 1972ء:

انقلابی حکومت نے اقلیتوں کو مختلف ثقافتی حقوق دیئے۔

28 مئی 1972ء:

بعث پارٹی نے عراقی پٹرولیم کمپنی کو قومی ملکیت میں لینے کا اعلان کیا۔

Marfat.com

انقلابِ عراق کا پانچواں سال

8 جنوری 1973ء:

مَیں نے تیل کی پمپنگ کا Haoima سے عرب گلف پورٹس تک کا افتتاح کیا۔

27 جنوری 1973ء:

مَیں نے صیہونی دشمن کے خلاف تیل کو ایک مثبت ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اور عرب قوم کے ساتھ یکجہتی کو ثابت کرتے ہوئے ایک منصوبہ پیش کیا۔

یکم مارچ 1973ء:

عراق میں سرگرم اجارہ دار تیل کمپنیوں کے خلاف انقلابی حکومت نے تیل کے ذخیروں کو قومی ملکیت قرار دیا۔

16 مارچ 1973ء:

صدر نے یونیورسٹی کے ماہر تعلیم ڈائریکٹرز کے ایک اجلاس میں تعلیم کو اتحادی اور اجتماعی پہلوؤں کے مطابق متعارف کروانے کے لیے اجلاس طلب کیا۔

23 مئی 1973ء:

عراق نے اپنے پہلے ماہی گیری کے جہاز کا آغاز کیا۔

16 جولائی 1973ء:

قومی ترقیاتی محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

چھٹا انقلابِ عراق سال

15 اگست 1973ء:

رہائشی الاؤنس پر انکم ٹیکس ختم کر دیا گیا۔

7 ستمبر 1973ء:

کارکنوں اور ملازموں کے لیے کم از کم اجرتوں کو زیادہ کیا گیا۔

8 اکتوبر 1973ء:

بصرہ پٹرولیم کمپنی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو جو حقوق حاصل تھے انہیں امریکہ کی

Marfat.com

طرف سے عرب ملکوں اور فلسطینی مسئلے کے بارے میں نامناسب رویہ اختیار کرنے پر ختم کردیا گیا اور کمپنی کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔

18 اکتوبر 1973ء:

عراقی فوجوں نے صیہونیت کے خلاف ایک سرگرم عمل کردار ادا کیا اور اس طرح شام پر دشمن کے حملے کا ماہرانہ مقابلہ کیا۔

21 اکتوبر 1973ء:

بصرہ میں ہالینڈ کی تیل کمپنی کے اثاثوں کو ہالینڈ کی طرف سے فلسطینی مسئلہ کے بارے میں دشمنانہ رویہ اختیار کرنے کی بناء پر قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔

18 دسمبر 1973ء:

انقلابی لمحات کو طویل کرنے کے لیے قانون کو اعلیٰ مقام بخشا گیا۔

31 دسمبر 1973ء:

بصرہ کی پٹرولیم کمپنی میں پرتگالیوں کے اثاثہ کو ان کی عرب دشمن سرگرمیوں کی بناء پر قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔

8 جنوری 1974ء:

ترقیاتی منصوبوں کے لیے ایک قانون نافذ کیا گیا تاکہ قومی ترقیاتی فائدوں کو حاصل کیا جاسکے۔

8 فروری 1974ء:

انقلابی حکم کے ذریعے عام تنخواہ کی سطح کو بلند کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

5 مارچ 1974ء:

بعث پارٹی کی آٹھویں علاقائی کانگریس کے اجلاس کے موقع پر سیاسی رپورٹ کی اشاعت۔

11 مارچ 1974ء:

کرد علاقے کے لیے خودمختاری کا اعلان۔

26 مارچ 1974ء:

قانون ساز کونسل کے ذریعے خودمختار علاقے کے لیے قانون کا اجراء۔

Marfat.com

20 اپریل 1974ء:

عرب صومالیہ آئل ریفائنری کا قیام۔

انقلابِ عراق کا ساتواں سال

17 جولائی 1974ء:

بعث پارٹی نے اعلان کیا کہ عراق موجودہ وقت وسیع تر اور متوازن ترقی کی بہترین فضا رکھتا ہے۔

5 نومبر 1974ء:

بیرون ملک تربیت یافتہ عراقیوں کی واپسی کے لیے قانون کا نفاذ تا کہ لوگ ملک کی ترقی میں حصہ لے سکیں۔

26 نومبر 1974ء:

ٹرانس ترکی پائپ لائن منصوبے کے لیے ترکی کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کیے گئے۔

17 جولائی 1975ء:

پارٹی نے شمالی محاذ کے وجود، اردنی محاذ کے آغاز اور مصری محاذ کو مضبوط و مستحکم بنانے کا اعلان کیا۔

27 اگست 1975ء:

عراقی سرمایہ کو سرزمین عرب کا سرمایہ قرار دیا گیا۔

30 ستمبر 1975ء:

اشتراکی تبدیلی کے ذریعے ریاستی کھیتوں کے بارے میں نئے قانون کا نفاذ۔

26 نومبر 1975ء:

عراقی یہودیوں کو واپسی کی دعوت جو 1948ء کے بعد ملک کو چھوڑ گئے تھے۔

8 دسمبر 1975ء:

بصرہ پٹرولیم کمپنی میں باقی ماندہ حصہ جات کو قومی ملکیت میں لیا گیا۔

14 جون 1976ء:

Marfat.com

وزارت منصوبہ بندی کے دورے کے موقعہ پر، بعث پارٹی نے تمام مادی اور انسانی قوتوں کو ملک کی ترقی پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے کہا۔

انقلابِ عراق کا نواں سال

8 اگست 1976ء:

عراقی منصوبہ بندی وزارت کے ذرائع نے تصدیق کی کہ عراق کی قومی آمدنی 1965ء تا 1975ء کے دوران 346 فیصد بڑھ گئی ہے۔

10 اکتوبر 1976ء:

تھارتھار منصوبے کا افتتاح۔

20 اکتوبر 1976ء:

بین الاقوامی ٹیلیفون روابط اور مواصلاتی سیارہ کے گراؤنڈ سٹیشن کا افتتاح۔

15 دسمبر 1976ء:

ملٹری مطالعہ کے لیے البکر یونیورسٹی کا افتتاح۔

6 جنوری 1977ء:

بہت زیادہ سیکٹروں میں تنخواہ میں اضافہ۔

9 مارچ 1977ء:

عراق میں قانونی نظام کی اصلاح کے لیے قانون کا نفاذ۔

30 مارچ 1977ء:

بعث پارٹی نے ان عربوں کو جو عراق میں کام کر رہے تھے ان کو عراقی قومیت کے حصول کے لیے پورے حقوق دینے کا فیصلہ کیا۔

30 مارچ 1977ء:

''پبلک سیکٹر'' کی اصلاح ''اشتراکی سیکٹر'' میں تبدیلی۔

31 مارچ 1977ء:

عرب شہریوں کو ریاستی انتظامیہ اور محکموں میں نوکریوں کے لیے اجازت سے متعلق

Marfat.com

قانون کا نفاذ۔

انقلابِ عراق کا دسواں سال

18 جولائی 1977ء:

مرکزی نالہ (تیسرا دریا) منصوبہ کے پہلے مرحلے کا افتتاح۔

27 ستمبر 1977ء:

قومی ترقیاتی منصوبے برائے 80-1976ء کے لیے قانون کا نفاذ۔

19 اکتوبر 1977ء:

بعث پارٹی نے عراق کی تاریخ کو مکمل اعداد و شمار کے ساتھ ترتیب دلوایا۔

24 اکتوبر 1977ء:

ابتدائی اعداد و شمار کے نتائج کے مطابق عراق کی آبادی ایک کروڑ اکیس لاکھ اکہتر ہزار چار سو اسی تھی۔

31 دسمبر 1977ء:

1978ء کے سالانہ منصوبے کے لیے 2800 عراقی ملین دینار کی رقم مخصوص کرنے کا اعلان کیا گیا۔

6 جنوری 1978ء:

انقلابی حکمران پارٹی نے مختلف شعبوں میں تنخواہیں بڑھانے خاص کر اساتذہ کے لیے قراردادیں منظور کیں۔

21 اپریل 1978ء:

قانون برائے تعلیم لازمی کے نفاذ کے لیے یکم ستمبر 1978ء سے تیاریوں کا آغاز کیا گیا۔

10 مئی 1978ء:

انقلابی مقاصد کے مطابق 28,000 ہزار کسان خاندانوں کو جدید دیہاتوں میں دوبارہ آباد کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

Marfat.com

22 مئی 1978ء:

1978ء میں جاری کیے گئے قانون نمبر 92 کے تحت قومی جامع مہم کا آغاز کیا گیا جس کے تحت جہالت کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے اقدامات کیے گئے اس تاریخی مہم کا آغاز میں نے خود کیا۔

6 جولائی 1978ء:

انقلابی کمانڈ کونسل نے عام معافی کے تحت جن میں عمر رسیدہ اور بیمار قیدیوں کی تقریباً چھ ہزار آٹھ سو تیس تعداد تھی کو رہا کیا۔

14 اگست 1978ء:

انقلابی کمانڈ کونسل نے تعلیمی اور پیشہ وارانہ اداروں کے ملازمین کو زیادہ سے زیادہ الاؤنس دینے کا اعلان کیا۔

یکم اکتوبر 1978ء:

ملک میں لائیوسٹاک کے سب سے بڑے سروے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا جس میں 670 ملازمین اور سپروائزر، 335 ورک ٹیمیں اور 375 گاڑیوں کو استعمال میں لایا گیا۔

11 اکتوبر 1978ء:

گندم اور جو کو بونے کا کام دو لاکھ ستاون ہزار ڈونم میں مکمل کیا گیا۔ ابتدائی زراعت برائے موسم سرما 1978ء ستاسی ہزار ڈونم میں مکمل کی گئی۔

2 دسمبر 1978ء:

مَیں نے عرب سربراہوں کی کانفرنس منعقدہ بغداد کا افتتاح کیا جس میں 21 ملکوں کے نمائندوں کے علاوہ عرب بادشاہ، صدر اور امیر شامل ہوئے۔

انقلابِ عراق کا گیارہواں سال

2 جنوری 1979ء:

عرب قومیت رکھنے والے کارکن جو عراق میں کام کر رہے تھے ان کے لیے رہائشی الاؤنس، واپسی کی ٹکٹ ایک کار درآمد کرنے کا حق اور اپنے بچوں سے خط و کتابت کے لیے فری

Marfat.com

ڈاک ٹکٹ کی قرارداد پاس کی گئی۔

18 جنوری 1979ء:

ہارٹ سرجری کے چھ محکموں کو مکمل ساز و سامان کی فراہمی کی رسم افتتاح۔

21 جنوری 1979ء:

رہائشی سیکٹر کے لیے چار سو ملین دینار کی گرانٹ۔ علاوہ ازیں منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تمام انجینئرنگ اور فنی لیڈروں کو ملازم رکھنے کے لیے اعلان کیا گیا۔

22 جنوری 1979ء:

عراق میں پہلی مرتبہ قرآن حکیم کی دوبارہ چھپائی کے لیے ایک خاص پرنٹنگ پریس کی افتتاحی تقریب۔

22 جنوری 1979ء:

ان عراقی خواتین کو فوجی مرتبہ لیفٹیننٹ کے برابر حیثیت دی گئی جن کے پاس میڈیسن کی ڈگری یا اس کے مساوی تعلیم اور ان خواتین کو سیکنڈ لیفٹیننٹ کا مرتبہ دیا گیا۔ جن کے پاس دندان سازی کی ڈگری یا دواسازی کی ڈگری یا اس کے مساوی تعلیم تھی کے متعلق ایک نئے قانون کا اجراء۔

9 فروری 1979ء:

ملائشیا کی اسلامی یونیورسٹی کو 10 ملین دینار تحفے کے طور پر حکومت عراق کی طرف سے پیش کیے گئے۔

25 فروری 1979ء:

22530 حکومتی مکانات کو ان کے قابضین کے باقاعدہ حوالے کرنے کے کام کا آغاز کیا گیا۔

30 فروری 1979ء:

زرعی تصرف اور دوسری اجناس کی قیمتوں کو برقرار رکھنے کے لیے 2 کروڑ 64 لاکھ 25 ہزار 5 سو دینار کی گرانٹ۔

5 مارچ 1979ء:

Marfat.com

عراق نے 55 ملین پونڈ کی رقم کا بجق اجارہ دار تیل کمپنیوں پر دعویٰ کیا۔

12 جولائی 1979ء:

صدر احمد حسن البکر نے اپنی ذمہ داری ختم کر دی اور مجھے جمہوریہ کا صدر اور علاقائی سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔

30 اگست 1979ء:

انقلابی حکمران پارٹی نے ان تمام کارکنوں کو ان کی پچھلی ملازمتوں پر بحال کر دیا جو کہ 01-07-1979 تا 16-08-1979 کے درمیان معطل کیے گئے تھے۔

انقلابِ عراق کا بارھواں سال

6 جنوری 1980ء:

1980ء کے قانون اور منصوبہ کے بجٹ کی تصحیح۔

15 جنوری 1980ء:

انقلابی حکمران پارٹی نے قومی اسمبلی میں قانون نمبر 165 اور قانون نمبر 56 مجریہ 1980ء برائے خود مختار علاقہ کے لیے جاری کیا۔

29 فروری 1980ء:

سترہ لاکھ افراد بمعہ مرد و زن نے پاپولر سکولز میں داخلہ لیا۔

25 مارچ 1980ء:

میرے زیرِ نگرانی قومی پاپولر کانگریس کی افتتاحیہ تقریب، جس کا مقصد تھا کوئی فوجی معاہدہ نہیں، "نہ ہی کوئی غیر ملکی اڈہ"

اور تمام تر عرب توانائی فلسطین کی آزادی کے لیے استعمال کی گئی۔

اس انقلاب نے تھوڑے عرصہ میں ہی اپنے مقاصد اور متعدد نتائج حاصل کر لیے تھے جن کا تعلق تمام خلیجی عرب مما لک اور دوسرے عرب خطوں سے تھا۔

Marfat.com

ملکی سطح کی کامیابیاں اور نتائج

1۔ قومی اور وطنی وحدت

اس انقلاب نے بعث پارٹی کے ان بنیادی قومی و انسانی اصولوں کو لیا، جن میں وطنی وحدت کو پیدا کرنے کے لیے قوموں اور اقلیتوں میں حقوق اور قومی ذمہ داریوں کی مساوات تھی۔ ان کا اس بات پر مطلق ایمان تھا کہ ساری انسانیت عزت و احترام کی مستحق ہے (خواہ کسی بھی مذہب سے اس کا تعلق ہو) اور جنس، دین، مذہب، زبان، یا قومی کسی بھی تنظیم کے اعتبار سے ان میں تفریق اور عدمِ مساوات نہ ہوگی۔ اس انقلاب نے واضح قومی ڈیموکریٹک وحدت اور ترقی کے میدان میں قومی وحدت کے خطوط کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا۔

اس انقلاب نے اپنے 11 مارچ 1970ء کے تاریخی بیان میں کردوں کے قومی حقوق کا اعتراف کیا۔ انقلابی کونسل کی قیادت نے جامعہ سلیمانیہ کی بنیاد رکھی اور ''کردی مجلس علمی'' کو قائم کیا۔ کردوں کو ان کے ثقافتی، تہذیبی اور لغوی و قومی حقوق بھی دیئے۔ صوبوں کے قوانین کا اعلان کیا کہ کسی مقامی ادارے کو مرکزیت حاصل نہ ہوگی (کہ سب کے حقوق برابر ہوں گے)۔ کردوں کے لیے نئے صوبے ''ڈھوک'' کے قیام کا اعلان کیا۔ دوسری اقلیتوں کو ان کے قومی، مذہبی اور ثقافتی حقوق دینے کا اعلان جاری کیا۔ ہر عیسوی سال کی یکم کو سرکاری جشن منانے کا اعلان کیا اور دوسری تمام جماعتوں اور دینوں کو اپنی اپنی رسم کے مطابق عید منانے اور اس کے لیے سرکاری تعطیل کرنے کا بھی اعتراف کیا۔

اس طرح جن لوگوں نے انقلاب سے قبل 1933ء کی آشوری تحریک کے ساتھ مل کر جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان کے لیے عام معافی جاری کی اور جن کی نیشنلٹی اس کی وجہ سے ختم کر دی گئی تھی اس کو دوبارہ بحال کیا اور جو دوبارہ عراق آنا چاہتا تھا اس کے لیے آنے میں آسانیاں اور سہولتیں فراہم کیں۔ بعث پارٹی نے جس طرح 27 جولائی 1968ء کی انقلابی تبدیلی کی ذمہ داری

Marfat.com

اور گزشتہ پانچ سالوں میں سیاسی تسلط اور انقلاب کی تبدیلیوں کی قیادت کی ذمہ داری قبول کی اس طرح وہ اس بات پر زور دیتی تھی کہ وطنی طاقتوں اور ترقی پسند قومی اداروں کے درمیان گفتگو اور ملاقات جاری رہنی چاہیے، تاکہ وہ وطن کی تعمیر اور انقلابی تحریک کا گہرا ایجابی کردار ادا کرے۔ اسی طرح بعث پارٹی امپیریل ازم، صیہونیت اور قدامت پسندی کے خلاف خطۂ عرب کی سرزمین پر قومی اور ترقی پذیر قومی پلیٹ فارم کے بنانے کو تاریخی اہمیت دیتی تھی۔ چنانچہ 17 جولائی 1973ء کو خطۂ عراق کی تمام قومی، وطنی اور انقلابی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا گیا۔

2۔ کردوں کا مسئلہ

ہماری حکومت میں کردوں کا مسئلہ بڑا اہم رہا ہے اور ہم نے اسے جمہوری طریقے سے حل کرنے کی اساس فراہم کی ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد استعمار اور اس کے ایجنٹوں کے خلاف عراقی قوم کی جدوجہد کے دوران کردوں کا مسئلہ ایک خاص صورت اختیار کر گیا۔ وہ ایک قومی مسئلہ بن کر قومی سیاسی آزادی کی صورت اختیار کر گیا کیونکہ گزشتہ کئی سالوں سے عراقی استعماری ایجنٹ حکام استعمار کے ساتھ مل کر قومی امتیاز کو ہوا بھی دے رہے تھے اور مختلف قوموں کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنا کر ان کا استحصال بھی کر رہے تھے۔

جب 14 جولائی 1958ء میں شہنشاہی نظام کے ختم ہونے کے بعد جمہوری نظام وجود میں آیا تو اس عراق میں تین بڑی قومیں تھیں، عرب، کرد اور بعض دوسری اقلیتیں مثلاً عیسائی وغیرہ۔ اس وقت عراقی قوم کو یقین تھا کہ اب زمامِ اقتدار غیر رجعت پسند عناصر کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے اب ظلم وستم اور طبقاتی منافرت کا دور ختم ہو گیا۔ اب اس جمہوری عراقی حکومت کے سائے تلے کردوں کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے راہ کھل گئی تھی۔ لیکن نئے حکام نے ڈیموکریٹک قانون کی طرف اپنا جھکاؤ رکھا اور کردی تحریک کو کچلنے کے لیے گزشتہ حکام کے طور طریقوں کو اختیار کرنے لگے۔ 17 جولائی کے انقلاب نے بعث پارٹی کے ڈیموکریٹک اور انسانی اصولوں کے تحت کردوں کے مسئلہ کو پر امن اور ڈیموکریٹک طرز پر حل کرنے کی دنیا کو دعوت دی۔ چنانچہ بعث پارٹی اور ڈیموکریٹک کرد پارٹی کے درمیان 11 مارچ کا وہ تاریخی معاہدہ طے پایا جو بعد میں کردی قوم کے لیے حقوق کی ضمانت اور ان کی قانونی قومی امنگوں کا ایک پُر امن پروگرام اور فریم ورک کہلایا۔

Marfat.com

کیونکہ اس کو اس فطری قانون کے تحت حل کیا گیا تھا۔ جس میں سیادت وطنی اور زمین کی وحدت اور عراق میں سیاسی نظام کی وحدت تھی اور یہ وحدت اس اقرار کی اساس پر تھی کہ عراق عرب قوم اور خطۂ عرب ایک اٹوٹ انگ ہے۔

بعث پارٹی کی قیادت میں اس انقلاب نے جو نتائج دیئے، وہ خطۂ عراق کے اور عرب قوم کے انقلاب کے دوام کی بنیادی اینٹ ثابت ہوئے۔ یہ وہ تجربہ تھا جس کو بعث پارٹی نے تیسری دنیا کی انقلابی تحریکوں کے آگے پیش کیا تھا اور اپنے دور کے معاصرین کو اس سے سبق لینے کا درس دیا۔

3۔ کرد علاقوں کے لیے خود مختار حکومت کا قانون

بڑے انقلاب کی ایک نمایاں کامیابی وہ خود مختار حکومت کا وہ قانون تھا جس کو انقلابی کونسل کی قیادت نے 11 مارچ 1974ء کو جاری کیا، جس میں کردوں، اقلیتوں اور عراقی عربوں کے درمیان بھائی چارے کے روابط کی تنقید کے قانون کو جاری کیا گیا اور اس بات کا اعلان کیا گیا کہ 17 جولائی کے انقلاب کے ڈیموکریٹک قوانین کے ساتھ ربط پیدا کریں گے اور اس کے عہد کو پورا کریں گے، 11 مارچ 1970ء کے اعلان کے مطابق ملک کے قانون کو چلائیں گے، قومی عمل کے میثاق کو پورا کریں گے۔ قوم کے سب نوجوانوں کی مشترکہ کوششوں اور مفادات کی حوصلہ افزائی کریں گے، وطنی قوتیں اور ترقی پسند قومی طاقتیں جس بات کی دعوت دیں گی اور جس کے مقابلہ اور جدوجہد کے لیے کہیں گے اس میں شرکت کریں گے۔ کردوں کی اکثریتی آبادی والے علاقوں میں خود مختار حکومت کے فیصلوں اور ڈیموکریٹک اساس نے کردی قوم کے تمام قانونی حقوق کے حصول کی راہوں کو آسان کر دیا۔ اب یہ ایک وطن کے چوکھٹے میں اور باہمی مشترکہ بھائی چارے اور حقوق کے سائے تلے زندگی گزارنے لگے۔ اس خود مختار حکومت نے وحدتِ وطنی کی عزت افزائی کی جس نے اس انقلاب کو قوم کے لیے زندگی کے سب میدانوں میں ثابت کیا تھا۔ اور ان پر سے استعمار کے فریبوں اور چالوں اور رجعت پسندوں کی مکاریوں کو دور کیا۔ انہوں نے کردوں کو تمام شعبوں میں سرگرمیاں دکھانے کے کامل حقوق دیئے۔ اقلیتوں کو انقلاب کے بنیادی نظریات کے مطابق بنیادی ثقافتی حقوق دیئے اور قدامت پسندوں اور ڈکٹیٹروں کے دور

Marfat.com

میں ان کے جن حقوق کو تلف کیا گیا تھا ان کو مشترکہ قومی عمل کے پلیٹ فارم پر آ کر پورا کرنے کا موقع دیا گیا اور انہیں سیاسی استبداد اور قدامت پسندوں کے پنجۂ ظلم سے نجات دلائی جس نے کردستان کے اقتصادی اور ثقافتی حالات کو تباہ کر رکھا تھا۔ اور ساری قوم کے لیے اطمینان کی روح پر چلنے کے لیے قدم اٹھانے کے مواقع فراہم کیے اور ڈیموکریٹک ترقی پسندانہ تبدیلیوں کی بنیاد پر انہیں ملک وقوم کے تمام ترقیاتی کاموں میں حصہ لینے کا موقع دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود امریکی اور برطانوی سامراج نے اپنے ہم نواؤں کو ساتھ ملا کر کرد مسئلہ پر بعث پارٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے لوگوں کے سامنے حقائق موجود ہیں اور عراق کے باشعور عوام بعث پارٹی سے واقف ہیں دشمنوں کا پراپیگنڈہ پادر ہوا ہو جائے گا۔

4۔ قومی اور ملکی پارٹیوں کو آزادی

اس انقلاب نے اپنے پہلے دن سے ہی گزشتہ معاہدہ کو ختم کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا اور ایک ترقی یافتہ سوسائٹی کی تشکیل جذبہ، ترقی اور تعمیر نو کے لیے ساری قومی جماعتوں کو بھرپور حصہ لینے کے لیے نہایت سازگار ماحول فراہم کرنے کا عزم کیا تھا۔ وطنی ترقی کے لیے عمل کے دائرہ کو وسیع کر کے ایک عمدہ پلیٹ فارم قوم کو دیا اور 17 جولائی 1973ء کی عید کے جشنوں میں ہر سال ان ترقیاتی پروگراموں پر بالفعل دستخط کیے جاتے تاکہ عربوں کی جدوجہد اور امپیریل ازم اور رجعت پسندی کے قائل لوگوں کی سازشوں کے جال کو توڑا جا سکے۔

انقلابی قیادت نے نظر بند اور قیدی سیاسی رہنماؤں کو جیلوں سے رہا کر دیا اور بَرطرف سیاست دانوں کو دوبارہ ان کے عہدوں پر انہیں تعینات کر دیا۔ صیہونیت اور شہنشاہیت کے جاسوسی کے نیٹ ورک کو توڑ کر ملکی سالمیت کو یقینی بنایا۔ نئے قانونی اور تنقیدی ادارے قائم کیے۔ عوامی تنظیموں کو کام کرنے کی کھلی اجازت دی۔ قومی اسمبلی کی قانونی حیثیت کو مضبوط کر کے بعث پارٹی اور عوامی تنظیموں کے حقوق کی تعین کی۔ ملازموں اور عوام کو اپنی تنظیمیں بنانے کی اجازت دی۔ مثلاً عراقی سٹوڈنٹس کی تنظیم ''الاتحاد الوطنی''، ''اتحاد نساء العراق''، ''مزدور اتحاد یونین''، ''کسانوں کی اتحادی تنظیم''، ''اتحاد شباب الکردستانی'' اور ''اتحاد شباب العراق'' کہ نئے انقلاب نے ملکِ عراق میں عوام کو ان سب تنظیموں کے بنانے کی اجازت دی۔ جبکہ انقلاب دشمن مجھے اور

Marfat.com

میری پارٹی کو آمر مطلق کہتے ہیں کیا کوئی ڈکٹیٹر پارٹی اس طرح کے اقدامات کرتی ہے۔ پراپیگنڈے سے آگے حقائق کی دنیا اپنے آپ کو منوا کر رہے گی۔

5۔ سب سے اہم کارنامہ قومی محاذ

میری پارٹی کے سامنے سب سے بڑا چیلنج وطنی محاذ تھا اور اس کو پورا کرنے کی وہ خود اپنے حق میں ایک تاریخی ذمہ داری سمجھتی تھی۔ 50 کی دہائی کے اختتام اور ساٹھ کی دہائی کے شروع میں بعث پارٹی کو ملکی اور قومی دونوں سطحوں پر کئی طرح کی جدوجہد کا تجربہ ہوا۔ ان تجربات نے بتلایا کہ گزشتہ ناکامیوں کے اہم اسباب کیا ہیں مثلاً

جولائی کے عراقی انقلاب سے انحراف

مصر اور شام کی وحدت کے تجربہ کی ناکامی اور پھوٹ پڑنا

عراق میں نومبر کی بغاوت اور شام میں فروری کی بغاوت

5 جون 1967ء میں عرب کی عظیم شکست وغیرہ کے واقعات

کہ ان سب واقعات نے اور وطنی و قومی جدوجہدوں کی ناکامیوں نے یہ سبق دیا کہ ان کے بنیادی اور اہم اسباب کے ماحصل کو مدنظر رکھا جائے، ان میں سرِ فہرست عربی ترقی پسند عناصر کا انحراف تھا اسی طرح اس کا ایک اہم سبب آپس کے ثانوی اختلافات بھی تھے۔ جن کو بنیادی اور اساسی اختلافات پر غالب کیا گیا اور وہ بنیادی اختلاف ایک اعتبار سے تو استعماری صیہونی اور قدامت پسند عناصر کے ساتھ اختلاف تھا اور ایک اعتبار سے ایک اہم سبب ان ثانوی اختلافات کو حد درجہ ہوا دے کر بے حد بھڑکانا تھا۔

البتہ خطۂ عراق میں محاذ کا قائم کرنا اور سیاسی تسلط کو بعث پارٹی کا مان لینا کہ ان دونوں باتوں نے مندرجہ ذیل اہم بنیادی باتوں کا سامنا کیا۔

1۔ خطۂ عراق میں جمہوری عمل کی تاریخ، اس کے گزشتہ حالات و متعلقات اور اس کے سلبی آثار۔

2۔ انقلاب کے بعد خطہ میں سیاسی طاقتوں کے توازن اور ان سیاسی طاقتوں کا محاذ قائم کرنے اور ان کے پروگرام کی تحدید کے ساتھ تعلق۔

Marfat.com

3۔ علاقائی اور قومی دونوں سطحوں پر اہم محاذات کی تحدید تا کہ عربی ترقی پذیر محاذ کو فعال طریقہ سے قائم کیا جا سکے۔

4۔ کردوں کے مسائل کے واضح حل کے پروگرام تشکیل دینا کیونکہ ان کے مسئلہ کو حل کیے بغیر اجتماعی سطح پر ترقی پذیر پروگرام کی تشکیل ممکن نہیں۔ 17 جولائی کے انقلاب کی رات بعث پارٹی کے مختلف عراقی سیاسی پارٹیوں کے ساتھ تعلقات، سلبی اور اس سخت ترین دباؤ کے انبار کی علامت لیے ہوئے تھے جو گزشتہ اختلافات سے بھی زیادہ سخت تھے۔ باوجودیکہ بعث پارٹی نے انقلاب سے قبل ان سیاسی دھڑوں کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنانے کی بڑی کوشش کی تھی۔

دوسری سیاسی جماعتوں کی طرح بعث پارٹی نے بھی خطہ میں محاذی عمل کو قائم کرنے کے لیے عمدہ مثبت فضاء پیدا کرنے کے لیے شدید مشکلات کا سامنا کیا۔ خطۂ عراق کے حالات اس روحانی اور عملی پہلو کی طرف ہمیشہ اشارہ کرتے رہیں گے۔ بعث پارٹی کی کمیونسٹ پارٹی اور وطنی طاقتوں اور قومی ترقی پذیر پارٹی کے ساتھ ایجابی تعاون و تفہیم کا تعلق پیدا کرنے میں طویل وقت لگ گیا۔ اور اس کی بڑی ضرورت بھی تھی کہ جس کے نتیجے میں درجہ بدرجہ دونوں طرف تعاون اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی چلی گئی اس سے بہت ساری وہ مشکلات حل ہوگئیں جو وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی تھیں۔ ان کو بڑی حکمت اور باریک بینی کے ساتھ حل کر لیا گیا۔ یوں محاذی عمل کو از سر نو شروع کرنا آسان ہو گیا۔

بعث پارٹی کے 17-30 جولائی 1967ء کے انقلاب میں سیاسی طاقت کو تسلیم کر لینے نے علاقہ میں اور محاذ میں ایک نئی شکل میں اور بعث پارٹی اور دوسری سیاسی جماعتوں کی نسبت بڑے باریک سیاسی طاقتوں کے توازن کے مسئلہ کو کھڑا کر دیا تھا۔ ان سیاسی جماعتوں میں عدمِ توازن کو حل کرنا بڑا ضروری تھا جن کو بڑی باریک بینی کے ساتھ اور مستقل بنیادوں پر حل کیا جائے۔ اس دوران بعث پارٹی نے ایک منفرد قائدانہ کردار ادا کرنے کا حق ادا کر دیا۔

Marfat.com

انقلابِ عراق کی عربی سطح کی کامیابیاں

اس انقلاب کی ''عربی سطح'' پرسیاست اپنی اتحادی شناخت اور ترقی پذیر ڈیموکریٹک قومی شناخت کے ساتھ جو اشتراکیت اور اہم تاریخی امور پر یقین رکھتی تھی اس نے اپنے آپ کو عربی تحریک کی سطح پر ایک کامل اور ہراول دستے کی خدمات کے طور پر محدود کرلیا۔ اور اپنے ان اہداف کو حاصل کیا جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک خالص اشتراکی اور ڈیموکریٹک اتحاد پر مبنی معاشرہ وجود میں لایا جائے۔

چنانچہ ہم انقلاب کی عربی سطح پر خدمات کا خلاصہ مندرجہ ذیل شقوں میں بیان کر سکتے ہیں:

1۔ اس انقلاب نے عالم عربی کی گرتی اور شکستہ صورتِ حال کو جو مایوسیوں میں گھری ہوئی تھی کو سنبھالا۔ اس انقلاب نے رجعت پسند اور قدامت پسند شکستہ تنظیموں کو بھی سنبھالا جو عوام کے دلوں میں اپنا اثر ورسوخ جمانا چاہتی تھیں۔ جبکہ اس دوران صیہونی اور یہودی عربوں پر فتح حاصل کرنا چاہتے تھے اور اپنے مقاصد کو حاصل کر کے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ ادھر یہ صیہونی تنظیمیں سازشوں میں لگیں ہوئی تھیں۔ جبکہ یہ عرب تنظیمیں ابھی تک اپنے آپ کو سنبھالا دے رہی تھیں۔

2۔ اور فلسطین کے معاملہ میں جو سازشیں تیار کی جارہی تھیں جس میں عالم عربی کو ختم کرنا اور انہیں شکستہ اور مغلوب کرنا تھا۔ اس انقلاب نے ان سازشوں کے بارے میں متردوانہ اور شکستہ خوردہ روشوں کو ختم کر کے جرأت مندانہ اور فاتحانہ اقدامات کرنے کی ابتداء کی اور ڈر کر پیچھے ہٹنے کے جذبے کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔

چنانچہ 22 نومبر 1967ء کو سلامتی کونسل نے فلسطین کے بارے میں جو دفعہ 242 پاس کی تھی اور ''روجر'' پلان جو امریکی شہنشاہیت کو پروان چڑھانے کے لیے تھا۔ جس میں یہودی اور صیہونی تنظیموں نے تو حصہ لیا ہی تھا لیکن بعض عرب تنظیموں نے بھی حصہ لیا تھا۔ اس انقلاب نے ان سب پلانز اور اسکیموں کا زبردست مقابلہ کر کے انہیں ناکام کیا۔ جبکہ ٹھیک اسی وقت دوسری

Marfat.com

عرب تنظیمیں اس سازش کے سامنے آزادی کی تحریک چلانے سے رُک گئی تھیں۔ بلکہ انہوں نے فلسطین کی آزادی کی علمبردار دوسری تنظیموں کا بھی مقابلہ کیا۔'' آزادی کی ان تحریکوں میں پیش پیش ''حرکتہ المقادمتہ الفسلطینیہ'' تھی۔

3۔ جمہوری انقلابی مقابلہ اور تحریک کو اس پر آمادہ کرنا، اس کو تقویت دینا اور اس بات پر مضبوط کرنا کہ جمہور کے زبردست اہداف اس وقت ہی حاصل ہوں گے جب وہ قومی، انقلابی اور ترقی پذیر اور ترقی پسند تنظیمیں وجود میں لائی جائیں جو اتحاد کی علمبردار ہوں اور ان میں قومی انقلابی جمہوری زیادہ محنتوں کو ایک قیادت کا کردار حاصل ہو۔

4۔ بعث پارٹی کی قیادت میں خطۂ عراق میں اس بات کا بھرپور تجربہ کیا گیا کہ شہنشاہی نظام کو ناکام کیا جائے اور قومی اور ملکی دونوں سطحوں پر وطنی اور قومی ترقی اور دیہاتوں کی بھرپور ترقی میں سب عربی تحریکوں کو کامیاب بنایا جائے۔

5۔ ان استعماری کوششوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے جن کا نشانہ بعض عرب خطوں پر ناجائز قبضہ کرنا ہے۔ جیسے مثلاً شہنشاہی حکومتوں کی طرف سے اور ایران کی شاہ ایران کی ایجنٹ حکومت کی طرف سے بعض خلیجی جزیروں کا غصب کر لینا وغیرہ۔ چنانچہ اس انقلاب نے اعلان کیا کہ ان استعماری سازشوں کے خلاف جدوجہد کرنا ہر ایک پر ایک قومی، وطنی، مقدس فریضہ ہے۔

6۔ خطۂ عرب میں جہاں کہیں بھی قومی ترقی پسند آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں اور انقلابی تبدیلیاں آرہی ہیں ان سب کی مدد کی جائے۔ جیسے اریٹیریا اور عربی صومالیہ میں آزادی کی تحریکیں وغیرہ ان تحریکوں کی تائید اور نصرت وحمایت عربی تحریک کو کامیاب اور ان کے تاریخی کردار کو اور زیادہ گہرا کریں گی۔

Marfat.com

انقلابِ عراق کی عالمی سطح کی کامیابیاں

اس انقلاب کی خارجی سیاست اپنی ترقی پذیر شخصیت اور شہنشاہی نظام کے مخالف سیاست پر مبنی ہے، اسی طرح اس انقلاب کا یہ بھی ایمان رہا کہ 17 جولائی کا انقلاب اور عربی انقلاب یہ اس عالمی انقلاب کا ایک زندہ اور فعال جز ہے جو شہنشاہیت کے نظام کے خلاف ہے۔ اس انقلاب نے ملکی میدانوں میں ہمیشہ کامل احتیاط اور جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان قومی فوجی چھاؤنیوں کی تائید کی جو شہنشاہیت کے نظام کے خلاف برسرِ پیکار تھیں اور صیہونی حملوں کا مقابلہ کر رہی تھیں۔ اور نسل پرستانہ امتیازات کو ختم کر رہی تھیں۔ اس کے علاوہ یہ انقلاب عالمی آزادی کی تحریکوں کی بھی تائید کرتا تھا اور ان تحریکوں اور اشتراکی ملکوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو اور زیادہ مضبوط کیا۔

اس انقلاب کا سب سے واضح طرز سامراج دشمن ملکوں کے ساتھ سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی تعلقات کو اور زیادہ وسیع کرنا تھا۔

چنانچہ ان بنیادی اصولوں پر چلتے ہوئے اس انقلاب نے اپنی خارجی اصولوں کے یہ مقاصد مقرر کیے:

1۔ بعث پارٹی اور انقلاب کا اس بات پر یقین تھا کہ ان سب عالمی انقلابی قوتوں کے ساتھ اشتراک ان کی اساسی شرط تھی جو صیہونیت اور شہنشاہیت کے خلاف برسرِ پیکار تھیں۔ جیسے مثلاً "معسکر الاشتراکی" وغیرہ تنظیمیں۔

2۔ شہنشاہیت کے خلاف جدوجہد کی سیاست کے ساتھ وابستگی، غلامی کی ہر شکل کا انکار، قوموں اور امتوں کی منزل کے حصول میں ان کی مدد اور معاونت، ناجائز حملوں، استعماری قبضوں، اور نسلی امتیاز کی سیاست کی مذمت۔

3۔ ایشیا، افریقہ، اور لاطینی امریکہ میں قومی اور وطنی آزادی کی تحریکوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنانا اور ان تعلقات کو مزید ترقی دینا۔ اس کے ساتھ ہی دنیا کی تمام آزادی کی

Marfat.com

تحریکوں کا ساتھ دینا، جیسے مثلاً یورپ اور ریاست ہائے متحدہ میں قومی اور مزدوروں کی تحریکوں کا ساتھ دینا وغیرہ۔

4۔ ہر اس ملک کے ساتھ دوستی اور تعاون کا تعلق قائم کرنا جو ہمارے ایجابی اور بنیادی مقاصد کے ساتھ متفق ہو اور ہمارے وطنی و قومی مفادات کے ساتھ موافق ہو۔

5۔ ان تمام معاہدوں قوانین اور جارحانہ فوجی منصوبوں اور سیاستوں اور شاہی نظاموں کا مقابلہ کرنا جو قوموں کی امن و سلامتی کو تباہ کرتے ہوں اور عالمی امن کو خطروں میں ڈالتے ہوں۔

6۔ انقلابی حکومت نے اس بات کا پختہ یقین دلایا کہ اس کا عربی انقلابی اور عالمی انقلاب کی تحریکوں کے ساتھ مضبوط تعلق ہوگا اور ان کا عراقی قوم اور روسی قوموں کے اتحاد کے ساتھ بھی دوستی کا مضبوط تعلق ہوگا۔ چنانچہ اس انقلابی حکومت نے 9 اپریل 1972ء کو روسی اتحاد کے ساتھ دوستی اور تعاون کا معاہدہ کیا جو شہنشاہیت اور صیہونیت کے خلاف عربی تحریکوں کے مقاصد کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس میں ملکی بنیادی قوانین اور عالمی سالمیت کی بھی بھرپور تائید تھی۔

7۔ دوسری طرف سیاسی پہلوؤں میں عراق نے جمہوریہ جرمنی کے ڈیموکریٹک نظام کو تسلیم کیا اور عراق اس "اشتراکی ونگ" سے خارج پہلا ملک تھا جس نے جرمنی کو تسلیم کیا تھا۔ اسی طرح عراق نے "جنوبی ویت نام" کی انقلابی حکومت اور کمبوڈیا کی قومی متحدہ حکومت کو بھی تسلیم کیا۔

"الجزائر" کا معاہدہ

پڑوسی ممالک کے ساتھ خیرسگالی کے تعلقات اور روابط کے لیے اور باہمی تعلقات کو ختم کرنے والے سلبی معاملات کو ختم کرنے کی رغبت اور عراق اور ایران کے درمیان تعمیری تعاون کو بڑھانے اور مشترکہ مفادات کو حاصل کرنے اور سرحدوں پر کسی بھی قسم کی مداخلت کرنے سے بچنے کے لیے 6 مارچ 1975ء کو میرے اور شاہِ ایران کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ یہ معاہدہ کئی نقاط پر مبنی تھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ 1913ء کے قسطنطنیہ کے "پروٹوکولز" کی بناء پر از سر نو بری حدود کی تعین کی جائے۔ جو 1914ء کی حدود کی تعین کی کانفرنس کے ایجنڈے کے مطابق ہو۔

2۔ "ٹالوک" پروگرام کے تحت نہری حدود کی تعین۔

Marfat.com

3۔ اس بنیاد پر دونوں ملک ساری سرحدوں پر امن اور باہمی اعتماد کی فضاء کو پیدا کریں گے تاکہ کسی بھی جگہ سے کسی ملک کی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو۔

4۔ جس طرح عراق اور ایران مندرجہ بالا تمام ترتیبات پر متفق ہو گئے تھے۔ اسی طرح دونوں ملک اس بات پر بھی متفق ہو گئے کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور باہمی دوستی کے اور ایک دوسرے کے مسائل کو حل کرنے کے تمام مشترکہ لائحہ عمل میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے اور ایک دوسرے کی ترقی اور تعمیر کے مفادات میں ساتھ دیں گے۔

اس قرارداد اور معاہدہ میں عراق نے گزشتہ اور تاریخی معاہدہ کو معیار بنایا جس میں قومی اور ملکی دونوں کی سطح کی قیادتیں شریک ہوئی تھیں۔ یہ 17 اکتوبر 1973ء کا اجتماع تھا۔ جس میں انقلابی مجلس کی قیادت بھی شریک تھی۔ جس میں عراق نے اعلان کیا تھا کہ وہ ایران کے ساتھ 388 مسائل کے حل کے لیے پر امن طریقوں کو اپنانے کے لیے تیار ہے جن کی بنیاد پڑوسی ملک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کرنے پر ہوگی۔

اسی طرح عراق نے بعث پارٹی کے آٹھویں اجلاس کی قراردادوں کو بھی معیار بنایا۔ اس میں یہ بات طے پائی کہ اس مسئلہ کا مکمل حل عراق اور ایران کی دونوں کی ذمہ داری پر ہے۔ اس میں اس بیداری کی روح کو طلب کیا گیا جو تخریبی کارروائیوں کے خلاف ہو۔ جن کو استعماری طاقتیں دونوں ملکوں میں عام کرنا چاہتی تھیں۔ یہ وہ تخریب کار طاقتیں تھیں جو ان دونوں ملکوں میں تخریب کاری کی فضا کو عام کر کے ان کے مفادات کے خلاف چلنا چاہتی تھیں۔

اس قرارداد کے پس منظر میں وہ نہج اور طریقہ تھا جو شاہی طرز کے خلاف تھا اور یہ عراق کا وہ طرزِ عمل تھا جو خارجی اور داخلی دونوں سطح کی سیاست میں کارفرما تھا۔ جس کے ضمن میں وطنی اور بلند قومی مصلحتوں کا مطلق دفاع تھا۔

Marfat.com

بعث پارٹی
کے عظیم کارنامے

Marfat.com

بعث پارٹی کے عظیم کارنامے

گزشتہ چند سالوں میں بعث پارٹی نے جو عظیم نتائج حاصل کیے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

(تیل وغیرہ کی کمپنیوں کی) نیشنلائزیشن

مارچ کا اعلان

زرعی اصلاحات اور قابلِ کاشت زمینوں کی اصلاح و درستی

عراق میں روس معاہدہ

مشترکہ اتحادی فوج کا قیام جو امپیریل ازم اور صیہونیت کے خلاف ایک فعال کردار ادا کرے گی، خاص طور پر نومبر کی جنگ میں اس اتحادی عرب فوج نے زبردست کردار ادا کیا۔

اس کے علاوہ بھی سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی سطح پر بعث پارٹی نے نہایت اہم نتائج حاصل کیے ان سب باتوں نے بعث پارٹی کی پوری حقیقت کو نہ صرف خطۂ عراق میں بلکہ پورے عرب علاقوں میں خوب واضح کر دیا۔ بعث کے اس کردار سے وطن عربی، عالمی ترقی پذیر طاقتوں اور عوام نے خوب اثر لیا اور بعث پارٹی نے انقلاب کے دوران استعماری قیادت پر اپنی برتری کو ثابت کر دیا اور اپنی مرکزی حیثیت کو واضح کر دیا۔

16 جولائی 1973ء میں محاذ کے قائم کرنے نے بعث پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کے درمیان ایک واضح دلیل کو قائم کر دیا کہ فوقیت اور برتری بعث پارٹی کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ اس نے درست وطنی اور قومی نتائج حاصل کرنے میں قرار واقعی نتائج دلوائے تھے۔ اور بعث پارٹی کا خاص طور پر کردوں کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ایک بنیادی اور سیاسی پروگرام دینے میں جلدی کرنے نے اس کی برتری کو خوب واضح کیا۔

اِسی طرح ہم 11 مارچ 1970ء کے بیان میں بھی محاذ اور معاشرتی سطح پر بعث پارٹی کے قائدانہ کردار میں ایک زبردست معنوی قیادت و سیادت اور اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔

Marfat.com

دوسری طرف 11 مارچ کو کردوں کے مسئلہ کے سیاسی اور وطنی حل کے اعلان نے علاقہ میں داخلی قومی تحریکوں میں اتحاد پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ خطۂ عراق میں ترقی پذیر محاذ قائم کرنے کی راہ میں موجود اس بہت بڑی رکاوٹ (یعنی کردوں کی مزاحمت) کو ان کے حقوق اور ان کے مسائل کو حل کر کے ہٹا دیا گیا۔

محاذ کے مشن کی تحدید اور اس کی اہمیت اور قومی سطح پر اس کا کردار بڑی اہمیت اختیار کر گیا اور بعث پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کے درمیان اس کی بحث نے بہت طویل وقت لے لیا اور اس نے ایک تصوراتی (آئیڈیالوجیکل) اور زبردست سیاسی محنت کا تقاضا کیا۔

عرب قوم کے اتحاد اور فلسطین کی آزادی کے مسئلہ نے بنیادی اور عملی دونوں طرف مرکزی اہمیت اور حیثیت اختیار کر لی۔ اور موضوعی (اصول) حالات نے ملکی اور قومی دونوں سطح پر ان دونوں مسائل کے بارے میں ہمارے اور ملک کی دوسری پارٹیوں کے درمیان اختلاف کے حجم کو ختم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ بالآخر دونوں مسائل میں سب کی اتفاق رائے ہو گئی۔

وہ یہ کہ سرزمین عرب پر ہونے والی نہایت اہم ترقیوں اور خطۂ خلیج اور عرب میں عراق کا ایک زبردست اور ناقابلِ شکست طاقت بن کر اور دوسرے کے لیے ایک قابلِ اقتداء مثال بن کر ابھرنے نے بعث پارٹی کو ان دونوں مسائل میں ایک سیاسی نظریہ اور ایک اصولی مؤقف کا حامل بنایا اور اس کی بعث پارٹی پر ایک ایسی بھاری ذمہ داری آن پڑی کہ جو پہلے کبھی اس پر نہ آئی تھی۔

قومی اور ملکی سطح پر اس ترقی کے پیش نظر ان دونوں مسائل کے بارے میں ایک پروگرام پر اتفاق ہو گیا۔ اس میں جہاں بعث پارٹی کے سیاسی نظریہ کی تائید ہوتی تھی ٹھیک اسی وقت وہ ملک کی دوسری جماعتوں کے ساتھ متصادم بھی نہ تھا۔ بعث پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کے درمیان اس متفقہ معاہدہ کو 17 جولائی 1973ء کو لکھ لیا گیا اور اس کا باضابطہ اعلان 26 اگست 1973ء کو کیا گیا۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعث پارٹی نے ایک طویل جدوجہد کے بعد اپنے اصولی سیاسی اور نظری مؤقف کو قائم کر دیا اور وطنی قومی ترقی پذیر محاذ پر اس کو ممکن کر دکھایا اور انتہائی ناگوار حالات کے باوجود اس کو مناسب وقت اور مناسب صورت میں پورا کر دکھایا۔

1۔ اقتصادی تعمیر و ترقی

17 جولائی کے انقلاب کے بعد پانچ سالہ کوششوں کے نتیجہ نے روزِ روشن کی طرح وہ

Marfat.com

قومی ترقی دکھلائی جو 14 جولائی 1958ء کے انقلاب کے نتیجہ میں نہ آئی تھی۔ بلکہ 17 جولائی کا انقلاب مادی، سیاسی، معاشرتی بنیاد کو مضبوط کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس انقلاب کی ملکی سطح پر کارکردگی کا مختصر جائزہ یہ ہے۔

i) ملک کے پسے ہوئے طبقہ کی مفادات کے لیے ترقی کے ضامن قوانین کا اجراء۔ مثلاً زرعی انقلاب کو ملک میں برپا کرنے کے لیے 1970ء کے قانون کی شق نمبر 117 جو زرعی اصلاح کا قانون کہلاتا ہے۔ یہ قانون خطۂ عراق میں زبردست زرعی انقلاب تھا جس نے ملک کو عام معاشرتی اور اقتصادی ترقی دی، اور گزشتہ قوانین کی کمیوں کی تلافی کی۔ اور گزشتہ تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قانون کی تنقیدی غلطیوں سے بچا گیا۔

ii) مشترکہ کھیتوں کو قائم کیا گیا، کسانوں کو مشینیں اور زرعی آلات فراہم کیے گئے اور جاگیرداروں کا الاؤنس لینے، کلیم کرنے اور اپنی مرضی کرنے کا حق ختم کیا گیا۔

iii) اور سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ بعث پارٹی نے انقلاب کو ثابت کرنے اور اشتراکی نظام کو جاری کرنے میں جو طبقۂ عاملہ کا کردار ادا کیا ہے اور اس کردار کو ادا کرتے ہوئے متعدد قوانین کو جاری کیا جن کا فائدہ قابلِ کاشت زمینوں اور کسانوں کو جاتا تھا۔ مثلاً: 1969 کے قانون کی شق نمبر 112 کا سوشل سیکیورٹی نظام جو سارے کے سارے ملازموں پر جبری ضمان کو لازم کرتا تھا جو حکومت کے ریٹائر لوگوں کو شامل نہ تھا تاکہ لاچاری، بے روزگاری اور بڑھاپے کے وقت ان کی مدد کے قانون کو تحفظ دے۔ اور 1970ء کے عملِ جدید کے قانون کی شق نمبر 151 جس میں خاص خاص ملازموں کے لیے مرض، لاچاری بڑھاپے اور وفات کے وقت کے خصوصی الاؤنس اور تحفظات تھے۔ اِسی طرح ملکِ عراق میں عربی ملازموں کو وہ تمام حقوق، مراعات اور سہولیات اور تحفظات بغیر کسی شرط اور قید کے دیئے گئے جو ملک عراق میں کسی عراقی کو دیئے جاتے تھے۔

iv) اس انقلابی حکومت نے بعض ناگہانی حالات مثلاً بیماری، وفات اور لاچاری کے وقت میں مختلف کاریگروں اور پیشہ وروں کے لیے بھی ایسا قانون بنایا جو ان کی معیشت کا ان

Marfat.com

خاص حالات میں بھی ذمہ دار تھا۔ مثلاً وکیلوں کا ریٹائرمنٹ فنڈ کا قانون ملکی مدارس (سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں) کے اساتذہ کا ریٹائرمنٹ فنڈ کا قانون، ٹیکنیکل ماہرین کا ریٹائرمنٹ کا فنڈ کا قانون، صحافیوں کا ریٹائرمنٹ فنڈ کا قانون وغیرہ۔

انقلاب نے خطۂ عراق کے کسانوں کا ہاتھ پکڑ کر ان کی اور ملک کی اقتصادی، ثقافتی اور اجتماعی ترقی کی سطح کو بلند کر دیا اس کے لیے انقلاب نے انہیں قابلِ کاشت زمینوں میں جدید ترین سہولیات فراہم کیں، نئے شہر آباد کیے، ان میں جدید سہولیات کو بہم پہنچایا، نئی یونیورسٹیاں اور صحت کے مراکز اور ہسپتال قائم کیے۔ ان میں پانی اور بجلی کی سہولت پہنچائی (اور یوں عراق کی زمینوں کو سرسبز و شاداب کر دیا)۔

اس انقلاب نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ کسانوں کی آبادکاری کے لیے نئے ٹاؤن قائم کیے اور تقریباً 15 ہزار گھروں کو تعمیر کر کے ان دیہاتی ٹاؤنز میں کسانوں کو آباد کیا۔ اور اب تک تقریباً 128 ایسے ٹاؤن آباد کیے جا چکے ہیں جن میں تقریباً 3928 گھروں کو کسانوں میں تقسیم کیا جا چکا ہے اور اس کا ان سے کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا اور دیہاتوں اور گاؤں میں کسانوں کی آبادکاری کا یہ عمل ابھی تک جاری ہے اور انہیں نئے نئے ٹاؤن بنا کر ان میں آباد کرنے کا یہ سلسلہ رواں دواں ہے۔

اب ذرا اقتصادی میدان میں بعث پارٹی کے انقلاب کی ترقیاتی کارگزاری کو ملاحظہ کیجیے!

اس انقلاب نے 1961ء کے قانون کی شق نمبر 80 کو لازمی پکڑا جو ''تیل کا قانون'' کہلاتا ہے۔ اس قانون کی رو سے انقلاب نے ذخیرہ اندوز کمپنیوں کے قبضہ سے تقریباً 99% اراضی کو واگزار کرا لیا جو عراق میں کام کر رہی تھیں۔ اور قانون کی اس شق کے تحت ان سے لی گئی زمینوں کے بدلہ میں نئی زمینیں دینے کے قانون کو ختم کر دیا جو انقلاب سے قبل تھا۔

پھر انقلاب نے تقریباً 80 ملین دینار دے کر قومی آئل کمپنیوں میں زندگی کی نئی روح دوڑا دی۔ اس انقلاب نے تیل کی دولت کی [illegible] ایہ کاری او [illegible] کی پیداوار میں زبردست اضافہ کر کے اس کی مارکیٹنگ کو خوب بڑھایا اور ریتلے میدانوں کو سرمایہ کاری کا میدان بنا دیا۔

یہ سب کچھ 7 اپریل 1972ء کے قانون کے تحت تھا۔

Marfat.com

یکم جون 1972ء کو تیل کو محفوظ کرنے والی کمپنیوں کو نیشنلائز کر کے انقلاب نے زبردست وطنی اور قومی کامیابی حاصل کی۔

اسی طرح 1972ء کے قانون کی شق نمبر 69 بھی حکومت کا ایک زبردست اقدام تھا جو اقتصادی ترقی کی آزادی کی تکمیل کے لیے تھا۔

اس کے بعد انقلاب نے مشراق کے علاقہ میں تیل نکالنے کا یعنی قومی تیل کی پیداوار کا ایک پلانٹ لگا کر 6 نومبر 1972ء کو اس کی پیداوار کی ابتداء کر کے ایک اور قومی اور وطنی کامیابی حاصل کی۔

اب ہم زراعت کے میدان میں بعث پارٹی کے انقلاب کی کامیابیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

ڈیموں کو تعمیر کیا گیا، آبی ذخائر کو محفوظ کیا گیا۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے گئے، نہری نظام تشکیل دیا گیا، زراعتی خدمات اور زرعی تعاون کو قائم کیا گیا۔ محکمہ لائیو سٹاک کو زیادہ بہتر بنا کے خوب ترقی دی گئی جس میں حیوانات کی فلاح و بہبود کے لیے ٹھوس اقدامات کیے گئے۔ ایسے قوانین وضع کیے گئے جو زیادہ سے زیادہ زرعی ترقی اور پیداوار کے ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ جاگیردارانہ نظام کو ختم کرنے والے ہوں۔ چنانچہ جاگیردارانہ نظام کی بجائے اشتراکی نظام کو متعارف کرایا گیا۔ پس ماندہ قدروں کو ختم کیا گیا۔ دیہاتوں میں جاسوسی کے نظام کو ختم کر کے ان میں اجتماعی کاشتکاری کے طریق کو فروغ دیا گیا۔

اب ذرا صنعتی میدان بھی دیکھ لیں۔

بعث پارٹی کے انقلاب نے میسان میں نباتاتی تیل کی فیکٹری لگائی، اسکندریہ میں گاڑیوں کی اسمبلنگ کا پلانٹ لگایا۔ 17 جولائی کو بغداد میں سگریٹ کی فیکٹری لگائی۔ نعمانیہ میں ٹماٹو کیچپ کی فیکٹری لگائی اور بصرہ میں کیمیائی کھاد اور کاغذ کا پلانٹ لگایا۔ ملکی کپڑے کی پیداوار کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو عام کیا۔ سامراء میں بجلی گھر تعمیر کیا، موصل میں شوگر فیکٹری لگائی، اور موصل میں ہی ایک سیمنٹ فیکٹری بھی تعمیر کی۔ ایک شوگر مل سلیمانیہ میں لگائی۔

غرض بعث پارٹی کے انقلاب نے ملک میں ترقی کو عام کیا خارجی تجارت کو فروغ دیا داخلی تجارت کی تنظیموں اور نظام کو درست کیا۔ اسی طرح ملک میں علمی پروگراموں کو بھی تشکیل دیا تاکہ معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ اقتصادی پیش رفت بھی ہو سکے اور یہ سب کا سب اشتراکی نظام

Marfat.com

کے تحت ہوا۔

2۔تیل کی نیشنلائزیشن

گزشتہ صفحات میں میں بتا چکا ہوں کہ بیسویں صدی کے شروع سے ہی تیل کی اسٹاکسٹ کمپنیوں نے تیل کی اس دولت پر قبضہ جما رکھا تھا اور اس کا استحصال کر رہی تھیں۔ تیل کی ساری پیداوار کو یہ کمپنیاں اپنے مفادات میں استعمال کر کے عراق کو اس کا بس ایک معمولی سا منافع دیتی تھیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کمپنیوں نے 17 جولائی کے انقلاب کے بعد تیل کی پیداوار کم کر دی جو ملک کے دوسرے علاقوں کی (ملکی کمپنیوں کی) پیداوار سے کم تھی اور باوجودیکہ ترقی کے سازگار حالات کثرت کے ساتھ موجود تھے، لیکن پھر بھی ان کمپنیوں نے سرمایہ دارانہ اور منافع بخش کارروائیوں کو منجمد کر دیا۔ چنانچہ ہم نے تیل کے ذخائر اور فیلڈز میں کوئی ترقی نہ دیکھی، اسی طرح ہم نے پائپ لائنوں کو دوسرے شہروں تک پہنچانے کی سہولیات فراہم کرنے میں کوئی نیا کام نہ دیکھا۔ جب کہ اس کے بالعکس وہ علاقے جن میں تیل کی بابت صنعتی ترقی کے حالات ہمارے ہی ملک جتنے تھے وہاں تیل کی پیداوار میں ہمارے علاقوں سے زیادہ ترقی تھی۔ اس سیاست کا یہ اثر مرتب ہوا کہ تیل کے منافع میں اور آمدنی میں واضح کمی بیشی ہونے لگی اور اس کی وجہ تیل کی عالمی منڈی کے وہ حالات نہ تھے جو سالانہ آمدنی کی زیادتی کے لیے سٹینڈرڈ بنتے تھے۔ اس جبری سیاست نے جس کو ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنا رکھا تھا ہمارے ملک کے بجٹ اور قومی حالات کو شدید ہلا رکھا تھا۔ اور جو لوگ ان کمپنیوں کی شدید حرص رکھتے ہیں وہ خطۂ عراق میں انہی حالات کو باقی رکھیں گے۔ کیونکہ تیل کی پیداوار میں کمی کی سیاست کا لازمی اثر پیداواری اور اقتصادی اسکیموں سے محرومی کی صورت میں نکلے گا اور ملک کے دوسرے تعمیری پراجیکٹس پایۂ تکمیل تک پہنچنے سے رہ جائیں گے۔

اگر ہم ترقی کے ان اقدامات کے تناظر میں دیکھیں کہ بعث پارٹی کے 17 جولائی کے انقلاب کے بعد ملک کی تعمیر و ترقی اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے سرمایہ کاری بنیادی ذرائع کی اشد ضرورت کی خاطر اٹھائے گئے جو تیل کی پیداوار میں کمی کی سیاست اور تیل کو زمین سے نکالنے میں کمی کرنے کی سیاست سے دور تھے تو ہم دیکھتے ہیں کہ انہی اقدامات نے انقلابی حکومت کو عراق

Marfat.com

میں کام کرنے والی تیل کی کمپنیوں کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ کیا تاکہ باہمی اتفاق سے تیل کی پیداوار کا ایک حجم طے ہو جائے جو یہ کمپنیاں پمپنگ کے ذریعے زمین سے نکالیں گیں۔ چنانچہ 15 جنوری 1971ء کو یہ مذاکرات طے پائے۔ اس میں 17 باتیں طے پائیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ عراق ان کمپنیوں کے سرمایہ میں شریک ہوگا۔

2۔ عراق کی ان کمپنیوں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں عملی شرکت ہوگی۔

3۔ اس کمپنی کا ہیڈ آفس لندن سے بغداد منتقل کیا جائے۔

4۔ تعمیری لاگتوں کا آڈٹ ہمیشہ عراقی کمپنیوں کی طرف سے ہوگا۔

5۔ تقریباً ایک چوتھائی تیل کو بازار میں لا کر فروخت کرنے کا حق عراق کو ہوگا اور اس کا احتساب بھی عراق ہی کرے گا اور اس کی شکل وہ ہوگی جس کو یہ تمام کمپنیاں تیل پیدا کرنے والے ان تمام ملکوں کے لیے مانیں گے لیکن عراق اس سے مستثنیٰ ہوگا۔

بہر حال 6 فروری 1972 تک یہ مذاکرات چلتے رہے لیکن ان آئل کمپنیوں کے طریق کار نے یہ بات واضح کر دی کہ انہوں نے ان مذاکرات کو بند راہ پر ڈال دیا اور دھوکہ بازی اور چالبازی سے کام لے کر عراقی قوم کے جائز اور آئینی مطالبات پورے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جبکہ انقلابی کونسل کی قیادت اس کے برعکس ان کمپنیوں کے لیے تجارتی بنیادوں پر معاملات کرنا چاہتی تھی۔

جس کی اساس اور بنیاد علاقائی مفادات کا احترام، وہاں کے قوانین کی پاسداری اور عراقی قوم کو ان کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانے کا پورا پورا حق دینا تھا۔

آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ یہ مذاکرات اور بات چیت ناکام ہو گئی کیونکہ انقلابی حکومت کا اپنے حقوق سے محروم عراقی قوم کے لیے ایک ٹھوس مؤقف تھا۔ جبکہ ان کمپنیوں کے نمائندوں کی کوشش تھی کہ عوام کے حقوق کو دبا کر ضائع کر دیا جائے۔

اس لیے 15 مئی 1972ء کو بعث پارٹی کی انقلابی حکومت نے ان کمپنیوں کو اپنے حقوق اور مطالبات پورا کرنے کی آخری وارننگ دے دی اور اس بارے میں میں نے یہ کہا کہ،

''انقلابی قیادت کو چاہیے کہ وہ ان کمپنیوں کے خلاف ایک فیصلہ کن قدم اٹھانے میں مزید تاخیر نہ

Marfat.com

کریں۔" چنانچہ اس بنیاد پر ہم نے انہیں 17 مئی 1972ء کو دھمکانا شروع کیا اور دو ہفتے تک انہیں ڈرانے دھمکانے کا یہ سلسلہ بڑا سوچا سمجھا تھا۔ پھر ہم نے اس سے زیادہ ایک دن بھی مذاکرات کا سلسلہ جاری نہ رکھا۔ انقلاب کی سیاسی سوچ نے ان کمپنیوں کی منت سماجت کے باوجود اور باوجودیکہ کہ لوگوں کو اپنی رائے اور نصیحتوں سے امید تھی کہ مذاکرات کا سلسلہ جاری رہے گا، مزید انہیں جاری رکھنے سے انکار کر دیا۔

حکومت (یعنی انقلابی حکومت) کے یہ مطالبات تھے۔

1۔ پمپنگ پائپز میں تیل نکالنے کی جتنی بھی طاقت ہے فوراً سے پہلے اتنی مقدار اور شرح تناسب تیل کی پیداوار کو شروع کیا جائے۔ اور فوراً سے پہلے اس کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

2۔ وزارت تیل اور پٹرولیم کے ساتھ مل کر عملی بنیادوں پر ہمارے تیل کے کنوؤں سے طویل مدت تک کی تیل کی پیداوار کا ایک ٹھوس لائحہ عمل طے کیا جائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے فوری طور پر مثبت اقدامات کیے جائیں۔

3۔ آخری مذاکرات میں حکومت کے مذاکراتی وفد نے جو مثبت پیشکشیں پیش کی تھیں ان کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔

اس کے بعد بعث پارٹی نے ہر قسم کے حالات اور خطرات سے نبٹنے کے لیے اور تیار رہنے کے لیے جملہ ہنگامی اخراجات میں کفایت شعاری کی سیاست کا اعلان کیا۔ اور تیل کی کمپنیوں کی ضد اور ان کی قومی مطالبات پورا کرنے میں ناموافقت کے بالمقابل بعث پارٹی کی قیادت نے قومی نام پر ایک ادارے کے قیام کے ایک قانون کا اعلان کیا جس میں عراق لمیٹڈ آئل کمپنیوں کی نیشنلائزیشن کے نئے قانون کا اعلان تھا۔ یہ 1972ء کے قانون کی شق نمبر 69 تھی۔ اس قانون کو یکم جون 1972ء سے نافذ العمل مانا گیا۔ اس قانون کی رو سے خام تیل اور گیس کی پیداوار، اس کی کھدائی اور تلاش کے تمام ادارے اور کمپنیاں قومیا لی گئیں، اسی طرح تیل نکالنے وغیرہ کے لیے آلات کی فٹنگ، تیل کی پمپنگ، اس کی دوسرے شہروں تک نقل درآمد، اس کو جلانے اور سٹور کرنے اور ملک بھر میں اس کے لیے مین پائپ لائنیں بچھانے کے تمام ادارے اور کمپنیاں بھی قومیا لی گئیں اور انجام کار وہ انقلابی حکومت کی ملکیت سمجھی جائیں گی۔

Marfat.com

اسی طرح بعث پارٹی کی قیادت نے ایک اور قرارداد شق نمبر 200 جاری کی۔ جس میں 8 دسمبر 1975ء کی شام جناب صدر احمد حسن بکر نے بصرہ کی آئل کمپنیوں کے باقی ماندہ حصوں کو بھی نیشنلائزیشن کا اعلان کر دیا۔

بعث پارٹی کے ان زبردست اقدامات نے ملکِ عراق کی قوم کو ان کے قدرتی وسائل و ذخائر اور ذرائع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے قابل بنا دیا اور قوم کو شہنشاہی اجارہ داریوں کی تنگیوں سے نکال کر ایک آزاد سیاست دلوائی۔ یاد رہے کہ ان شاہی اجارہ داریوں نے ہماری صلاحیتوں کو محدود کر کے رکھ دیا تھا اور جس نے ہماری توانائیوں کو ان کی ان اسکیموں کا قیدی بنا دیا تھا جنہوں نے ہماری اقتصادیات کو ان کی اجارہ دارانہ سرگرمیوں کے ساتھ باندھ دیا تھا اور انہوں نے ہمارے ہی وسائل و ذرائع کو ہمارے ہی خلاف ایک اسلحہ بنا لیا تھا جس سے ہمارے قومی اور وطنی مفادات کو نشانہ بناتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تیل اور تیل کی کمپنیوں کی یہ نیشنلائزشین بذاتِ خود ایک زبردست سیاسی قدم تھا جو خود مختار اقتصادی سیاست اور قومی اقتصادی ترقی کی طرف اٹھایا گیا تھا جس نے ہماری ایک طرح کی اقتصادی روش کو کئی طرح کی اقتصادی ترقی اور متعدد صنعتوں میں تبدیل کر دیا۔

3۔ یکم مارچ 1973ء کا معاہدہ

نیشنلائزیشن کی قرارداد کے بعد نو ماہ کے اندر انقلابی قیادت نے تیل کی عالمی منڈی کا طوق گلے سے اتار کر پھینک دیا۔ چنانچہ عراق نے روس اور چند اشتراکی ملکوں کے اتحاد کے ساتھ قومیائے گئے تیل کی مقداروں کی مارکیٹنگ کے لیے چند ایگریمنٹس کیے۔

دوسری طرف فرانس کے ساتھ تیل کی مارکیٹنگ کے معاہدے کیے۔ اسی طرح ہم نے بعض مغربی اور یورپی ممالک اور بعض ایسی کمپنیوں کے ساتھ بھی تیل کی خرید و فروخت کے معاہدے کیے جو تیل کی مارکیٹنگ کی عالمی اجارہ داری کے تسلط سے باہر تھیں۔

نیشنلائزشین کو ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ہمارے تیل کے دو تہائی سے زیادہ حصہ نے عالمی بازاروں میں اپنی جگہ بنالی۔ پورے ملک میں تیل کی پائپ لائنوں کا ایک جال بچھ گیا اور

Marfat.com

دنیا کے کئی ممالک سے ہمارے اس قومیائے ہوئے تیل کی مانگ بڑھ گئی۔

یوں ان اجارہ دار کمپنیوں کی گرفت عراق پر کمزور پڑ گئی اور وہ مذاکرات کرنے پر مجبور ہو گئیں لیکن انقلابی قیادت نے ان مذاکرات کی ایک حد مقرر کر دی تاکہ 1972ء کے قانون کی شق نمبر 69 کی روح کی حفاظت ہوتی رہے اور 1961ء کے قانون کی شق نمبر 80 ہر ایک کے سامنے رہے اور عراق کا وہ استحصال بند ہو جو گزشتہ کئی سالوں سے کیا جا رہا تھا اور ان کمپنیوں کو اتنا ہی معاوضہ دیا جائے جو ان کا حق ہے۔ کیونکہ نیشنلائزیشن کی قراردادوں میں یہی لکھا تھا۔

یہ عراقی بات چیت ایک نہایت اصولی اور بنیادی ضابطے پر مبنی تھے جس کو توڑنا ممکن نہ تھا۔ انقلابی قیادت نے ایک معاہدہ طے کیا جو ہماری اس ملکی دولت پر ہماری ہی قیادت وسیادت کا ضامن تھا اور وہ ہمارے ان حقوق کا ضامن تھے۔ جن کو گزشتہ کئی سالوں سے برباد اور ضائع کیا جا رہا تھا۔ جبکہ اس معاہدہ میں دوسری کمپنیوں کو ان کا قرار واقعی معاوضہ بھی مل رہا تھا۔ یہ معاہدہ یکم مارچ 1973ء کو طے پایا اس کا اعلان احمد حسن البکر نے کیا۔ اس معاہدہ کی چند اہم قانونی دفعات یہ ہیں:

1۔ عراقی حکومت کے گزشتہ بے شمار (واجب الادا) مطالبات پورا کرنے کے لیے یہ کمپنیاں 141 ملین اسٹرلنگ پونڈ ادا کریں گے۔

2۔ عراقی حکومت اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ ان کمپنیوں کے گزشتہ تمام واجبات اور مطالبات ادا کرنے کے لیے انہیں بحرِ روم بندرگاہوں کے ذریعے 15 ملین ٹن خام تیل دے گی اور اس کو ان کے مطالبات کا بدل تصور کر کے شمال اور جنوب کے تیل کے مطالبہ سے بے باک کر دے گا۔

3۔ یہ کمپنیاں ''موصل'' کے تیل میں کسی بھی قسم کی شرکت کے مطالبہ سے بغیر کسی عوض (بدلہ) کے دست بردار ہوں گی۔

4۔ اور یہ کمپنیاں 1976ء تک بصرہ کے تیل کی کنوؤں کی 80 ملین ٹن سالانہ تک کی پیداوار کے پروگرام میں فوراً شرکت کریں گی۔

5۔ یہ کمپنیاں تیل کی پائپ لائنوں کے بچھانے کی اس مارکیٹنگ میں بھی شریک ہوں گی جو لبنانی زمینوں، اور طرابلس کی تمریر کی بندرگاہ سے گزر کر عراق تک پہنچتی ہیں۔ البتہ یہ

Marfat.com

کمپنیاں لبنانی حکومت کی موافقت کے بعد ایسا کریں گی۔ ان پائپ لائنوں کے ذریعے تقریباً 15 ملین ٹن تیل سپلائی ہوگا جس کا عراقی حکومت نے ان کمپنیوں کو دینے کا معاہدہ کر لیا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کمپنیوں کے ساتھ یہ معاہدے فقط لین دین کے حسابات کو بے باک کرنے کے لیے تھے اور واجب الاداء قرضوں کی ادائیگی کی ایک صورت تھی۔ ہمارا مطلب صرف اتنا ہے کہ اس معاہدے کا عالمی تیل کی منڈی میں عراقی تیل کی مارکیٹنگ کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ ایسا کوئی تعلق نہ تھا جو خطۂ عراق سے اجنبی تسلط سے تیل کی سیاست کو واگزار کرا کے ایک آزاد قومی تیل کی سیاست کو فروغ دے۔ خواہ وہ تیل کی پیداوار کی سطح پر ہو یا اس کی ایک آزاد اقتصادی مارکیٹنگ کی سطح پر ہو۔

4۔ قومی عمل

''جو اپنے وطن کی تعمیر کے لیے اپنا پسینہ نہیں بہا سکتا وہ کبھی اس کے لیے اپنا خون نہ بہائے گا۔''

قومی عمل یہ پوری قوم کا رضا کارانہ طور پر ملک کی تعمیر و ترقی میں اور اس کو جہاں تک ہو سکے کم سے کم وقت میں ترقی یافتہ ملکوں تک پہنچانے میں شرکت کرنا اور حصہ لینا ہے۔

عراق کے اس قومی عمل کو ایک یکتائے روزگار تجربہ اور ایک تاریخی حصہ سمجھا جاتا ہے جس نے عراق کو ایک نئی زندگی بخشی۔ اس تجربے نے پہلی مرتبہ قوم کے نوجوانوں کی مختلف جماعتوں اور انقلابی گروپوں کے درمیان باہمی اتفاق اور انقلابی شکلوں کو وجود بخشا۔ جو انقلاب کی اس سوچ اور بصیرت پر دلالت کرتی ہیں جو آزادی کے قومی اور اجتماعی اہداف ہیں۔ جو صیہونی اور شہنشاہی حملوں کا بھرپور مقابلہ کرتی ہیں۔ یہ چو طرفہ تجربہ اپنے سب نتائج میں گزشتہ تجربوں پر فوقیت لے گیا۔ چنانچہ بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے، پیداواری سطح بڑھانے، بجٹ میں میانہ روی اختیار کرنے، اقتصادی ترقی کرنے اور نئے قوانین بنانے میں یہ تجربہ اپنی مثال آپ تھا۔

اس قومی عمل نے ایک طبقہ پیدا کیا جو رضا کارانہ طور پر مشقتیں جھیلتا، اور عام لوگوں کے مفادات کی خاطر سختیاں برداشت کرتا اور ملک کے بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے ہر قسم کی

Marfat.com

قربانیاں دیتا۔ یہ انقلابی طبقہ اپنے مستقبل اور قوم کے مستقبل کی تعمیر کے لیے دوسرے تمام طبقوں کا پورا پورا ساتھ دیتا اور ہر ایک لائحہ عمل میں اپنا تاریخی کردار ادا کرتا۔

اور یہ قومی عمل کبھی بھی کامیاب نہ ہوتا اگر انقلابی حکومت اس کا ساتھ نہ دیتی۔ اس حکومت نے عوام کا حکومت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق پیدا کیا اور انہیں ایسا بنا دیا کہ وہ اپنے ایمان کی گہرائیوں کے ساتھ حکومت کی ہر آواز پر لبیک کہتے اور ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے۔

اس قیادت نے بھی خود کو عوام کی محنت اور شدید محنت کی طرف منسوب کیا اور اپنے اور عوام کے درمیان ایک ایسا تعلق اور ربط پیدا کیا کہ حکومت کی قیادت اور اس کی عوام اور حکومت کے مختلف اداروں اور عوام کا ہر وقت ان کے تعاون کے لیے حاضر رہنے نے ایک تاریخی مثال پیدا کی۔

اس قومی عمل کے مقاصد اور اس کا نصب العین یہ باتیں تھیں۔

نہروں کی کھدائی، آبی ذخائر کے لیے کھدائیاں، سڑکوں کی تعمیر، مدارس اور یونیورسٹیوں کا قیام، کاشتکاروں کے لیے کسان کالونیوں کی تعمیر، زراعتی محصولوں کی وصولی، اور عوام کے لیے قومی تہواروں کا قیام وغیرہ۔

اور آبپاشی کے میدان میں اس قومی عمل نے جو سب سے بڑی کامیابی حاصل کی ان کا خلاصہ یہ ہے۔

i) 17 جولائی کی ''المغیثی'' اسکیم

یہ عراق کی دائیں جانب ایک نہر ہے۔ یہ 18 کلومیٹر لمبی ہے اس کے بعد اس سے تین نہریں پھوٹتی ہیں۔ یہ منصوبہ تقریباً 36 ہزار ایکڑ اراضی کو سیراب کرتا ہے جس سے تقریباً 500 کسان خاندان اجتماعی کاشتکاری کے طریق پر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ii) 30 جولائی کا ''الداویہ'' منصوبہ

یہ دریائے فرات کے بائیں کنارے نہر کا ایک منصوبہ ہے جو تقریباً 56 کلومیٹر لمبی نہر ہے۔ یہ تقریباً 50 ہزار ایکڑ اراضی کو سیراب کرتی ہے اور تقریباً اس سے بھی 500 ہزار سے زائد کاشتکار خاندان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس نہر سے آگے مزید 25 چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ جو

Marfat.com

اپنے آس پاس کی اراضی کو سیراب کرتی ہیں۔

iii) 17 اپریل کا منصوبہ

یہ بھی تقریباً 21 کلومیٹر لمبی ایک نہر ہے اس میں سے بھی آگے متعدد نہریں نکلتی ہیں جن میں سے ہر ایک کی لمبائی تقریباً 8 کلومیٹر ہے۔ اور یہ پورا منصوبہ تقریباً 60 ہزار ایکڑ زمین کو سیراب کرتا ہے۔ یہ منصوبہ تقریباً 8 دن میں مکمل کرلیا گیا تھا۔

iv) ابوالفواس کا پانی کی صفائی کا منصوبہ

یہ بھی صاف پانی کی ایک نہر ہے جس کی لمبائی 4.5 کلومیٹر ہے۔ یہ بھی تقریباً 5 ہزار ایکڑ اراضی کو سیراب کرتی ہے اور تقریباً 600 کاشتکار گھرانوں کی حیات کا مدار ہے۔

v) ری کے متعدد منصوبے جو عراق کے متعدد علاقوں میں پھیلے

یہ متعدد منصوبے تھے مثلاً کربلاء میں ایک 19 کلومیٹر لمبی نہر جو چاول کے ایک بڑے کھیت کو سیراب کرتی تھی جس سے چاول فروشی کے کاروبار کو فروغ ملا۔

نینویٰ کے صوبے میں نمرود کی بستی کے ساتھ سلامیہ کی نہر کی کھدائی کا منصوبہ

یہ تقریباً 17 کلومیٹر لمبی ایک نہر ہے جو 17500 ایکڑ سے زیادہ زمین کو سیرابی بخش ہے۔ اس نہر کی کھدائی کے منصوبے میں طلباء، اساتذہ اور فوجی جوانوں سب نے حصہ لیا تھا۔ اس کے علاوہ بابل کے صوبے میں ''المسیب الکبیر'' کا منصوبہ، اور اربیل مخمور کے راستہ کو پختہ کرنے کا منصوبہ وغیرہ۔

علمی اور ثقافتی میدانوں میں کامیابیاں اور سرگرمیاں

i) اس انقلابی حکومت نے علمی، ثقافتی اور فنی پہلوؤں پر بھی توجہ دی اور ان میدانوں میں ترقی کے اہداف کو متعین کیا۔ اس بارے میں وطنی اور قومی مسائل اور فیصلوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ان کو اس طور پر تشکیل دیا جو انقلاب کی آرزوؤں کے موافق قوم کی ترقی کے ضامن تھے۔ اس میں جہاں قومی تعلقات اور قوم کے اغراض و مقاصد کا

Marfat.com

حصول تھا وہیں قوم کے ڈیموکریٹک، اشترا کی اور اتحاد کے علمبردار عناصر کے ساتھ تعلقات کو بھی مستحکم کر رہا تھا۔ اس انقلاب نے اپنے موجودہ مرحلے میں تعلیمی نہج کو درست کرنے کا ہدف بنایا۔ انقلاب نے بہت سارے ثقافتی اور تربیتی قوانین بنائے۔

ii) اس انقلاب نے عراقی ہم وطنوں میں ڈیموکریٹک، اشترا کی نظریات کے ساتھ انسانی تہذیب وتمدن اور ثقافت اور عالمی عربی تہذیبی وراثت کو جوڑا۔

iii) انقلابی حکومت نے یونیورسٹیوں کی سرپرستی کی کیونکہ یونیورسٹیاں شعور، ثقافت اور معرفت کے پھیلانے اور مختلف ڈاکٹریٹس میں علمی جماعتیں تیار کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ اس انقلاب نے مختلف علمی اداروں اور متعدد علمی تحقیقی انسٹی ٹیوشنز کو معاشرتی اور اقتصادی تبدیلیاں لانے کے لیے ایسے قوانین وضع کرنے کی دعوت دی جو عوامی امنگوں اور مقاصد کے ساتھ جڑی ہوئی ہوں۔ چنانچہ اس انقلاب نے یونیورسٹیوں کے علمی طرز کی اصلاح کی، تا کہ یہ یونیورسٹیاں انقلاب کے اصولوں اور اس کے پروگراموں کے ساتھ جڑ جائیں اور تعلیمی اور ٹیکنالوجیکل معیار کی درستی اور ترقی وجود میں آئے۔

iv) انقلابی مجلس کی قیادت نے 12 ستمبر 1968ء میں ایک قرارداد کا اعلان کیا جس میں ''جامعۃ الحکمت'' کو دوسری یونیورسٹیوں کی تائید وحمایت دلوانا طے پایا تا کہ ان یونیورسٹیوں کو تمام دائیں بازو کی استعماری اور لبرل خصوصیات سے آزادی دلوائی جائے اور اس غیر ملکی فکر اور نظریہ سے انہیں پاک صاف کر دیا جائے جو انقلابی فکر و منشور کے خلاف ہو۔ اور ایسا ہی بغداد یونیورسٹی میں کیا گیا۔

v) 2 نومبر 1971ء میں ایک قرارداد پاس کی گئی جس میں یہ طے کیا گیا۔ عراق سے ناخواندگی کو ختم کر کے پورے عراق کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ملک کے مختلف اداروں میں ترقی کرنے اور معاشرتی ترقی کی طرف قدم اٹھانے کے لیے بنیادی بات ملک سے ناخواندگی کو جڑ سے ختم کر دینا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے غیر حکومتی اداروں، سرکاری ملازمین، یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء نے غیر معمولی حصہ لے کر نہایت تھوڑے عرصہ میں ملک سے ناخواندگی کو دور کر دیا۔

Marfat.com

vi) عراق کی انقلابی حکومت نے ان لوگوں کے حقوق کے لیے قوانین بنانے میں سبقت اور عجلت سے کام لیا جو عالمی اور عربی فکر کے احیاء کے لیے کتابوں کو تالیف کر رہے تھے اور ان کی محنتوں کے ثمرات کی حفاظت کے قوانین بنائے۔ اور تعلیمی اداروں سے وابستہ لوگوں کے لیے، جو علمی کاموں کے لیے فارغ ہو چکے ہیں، ایک قانون بنایا اور یہ اس انقلاب کا دراصل ساری انسانیت کو ایک پیغام تھا کہ علمی خدمات کی سرپرستی کرنا حکومت کا کام ہے۔

عراقی قوم کی قوتِ خرید کو بلند کرنے کی قراردادیں

بعث پارٹی کی قیادت نے سب سے آخری جو اقدامات کیے وہ لوگوں کی معاشی سطح بلند کرنے اور ان کی قوتِ خرید کو بلند کرنے کے وہ اقدامات تھے جن کو صحیح معنی میں اس انقلاب کے جرأت مندانہ اقدامات کہا جا سکتا ہے تاکہ عوام اعلیٰ سطح کی معاشی زندگی گزار سکیں۔

اور اس بات کی طرف اشارہ کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ قراردادیں اس قرارداد کو لازم ہیں جس کو انقلابی مجلسِ قیادت نے بڑے ترقیاتی منصوبوں کی تنقید کے لیے پاس کیا تھا جو ترقی اور ملک کی تعمیر میں ایک بڑا جرأت مندانہ اور انقلابی قدم سمجھا جاتا ہے۔

یہ جرأت مندانہ قدم ملک کی معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے فریم ورک کی عملی صورت تھی۔ اور ملکی نظام کو اشتراکیت کی طرف منتقل کرنے کا پہلا قدم تھا۔

ملک کی معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے فریم ورک میں اہل وطن کی معیشت کی سطح کو بلند کرنے میں ان کارروائیوں کی چند شکلیں کچھ اس طرح تھیں:

i) عراقیوں کی قوتِ خرید میں زیادتی یہ ان کے تیز رفتار ترقیاتی کاموں کی سطح کو لازم تھی۔ اور اس کے لیے ضروری تھا کہ ملک کے مالی وسائل و ذرائع میں زیادتی ہوتی۔ اسی لیے عراقی آئل کمپنی، امریکی شیئرز اور اس کمپنی میں ہالینڈ اور پرتگال کے وہ حصے جو بصرہ کے تیل میں تھے ان سب کو نیشنلائز کر دیا گیا۔ جس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ عراق کے قدرتی وسائل کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا۔

ii) اس انقلاب نے اس بات کی کوشش کی کہ معاشرتی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے

Marfat.com

بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں اور معاشرہ کو جدید ڈیموکریٹک طرز میں ڈھالا جائے۔

iii) یہ آخری تاریخی قراردادیں انقلاب کے اشتراکی اہداف کے ساتھ ملی ہوئی تھیں ان کا مقصد معاشرتی مساوات کو قائم کر کے معاشرہ کو ترقی کی راہ پر ڈالنا تھا اور اس کی صورت یوں بنائی گئی کہ زیادہ آمدنی اور کم آمدنی والے لوگوں کے درمیان فرق کو مٹا دیا گیا اور اس بات نے ہر ایک کی آمدنی کے معیار اور سطح کو بلند کر دیا۔

iv) اس انقلاب کی ان قراردادوں کا فائدہ عراق کے ہر ہر فرد اور ایک ایک خاندان کو پہنچا۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ جب یہ بلاواسطہ زیادتیاں اور ترقیاں عراق کے ہر فرد کو ملنا شروع ہو گئیں تو بعد والی قراردادوں نے عراق کے ہر ہر خاندان اور ہر خاندان کے ہر ہر فرد کے لیے ترقی یافتہ معاشرتی امتیازات کو یقینی بنا دیا۔ چنانچہ بعض ٹیکسوں کی مقدار کم کر دیا گیا۔ روزمرہ کی اشیاء صرف کا ریٹ گرا دیا گیا۔ بعض بنیادی ملازمتوں کی تنخوائیں بڑھا دی گئیں۔ پورے ملک میں تعلیم کو مفت کر دیا گیا۔ ریٹائرڈ لوگوں کے وظیفے مقرر کیے گئے اور بچوں کی نگہداشت کو فری کر دیا گیا۔

v) جب عوام کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوا تو اس بارے میں غور کیا گیا کہ اب عاری ریٹس سے اشیاء صرف کو بڑھا دیا جائے یا نہیں۔ چنانچہ ان قراردادوں میں ان احتمالات کا بھی جائزہ لیا گیا۔

اس کے علاوہ تعلیم اور ثقافت کی خدمات، مفت تعلیم اور مفت علاج معالجہ کی سہولیات، ملک بھر میں سڑکوں کا جال پھیلانے، پانی و بجلی کی سہولیات، کھیتوں میں باہمی اشتراکی جماعتوں کا بنانا، کسانوں کے ماڈل کالونیوں کا قیام جو عصر حاضر کی جدید سہولیات سے آراستہ تھیں، اس کے علاوہ زرعی آلات، بیجوں اور کھادوں کی قیمتوں میں کمی اور زراعت کے تمام متعلقات کے نرخ گرانے اور عراق کے کھیتوں میں اجتماعی سرگرمیوں کے عام کرنے نے مجموعی طور پر عراق کی زراعتی ترقی کی سطح اور عراق کے کاشتکاروں سمیت ہر ہر فرد کی معاشی سطح کو بلند کر دیا اور شہری اور دیہاتی زندگی کے معیار کو متوازن کر دیا۔ اس کے علاوہ اس انقلابی حکومت نے مندرجہ ذیل انقلابی قدم اٹھائے۔

vi) ملکی ترقی کے بڑے قوانین کی تنفیذ

Marfat.com

vii) کردستان کے لیے قانون ساز اسمبلی کا اجراء

viii) ملک کے طول و عرض میں سرکاری ملازموں کی طرح ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے مزدوروں کو بھی تعین کرنا۔

ix) تمام غیر سرکاری تعلیمی اداروں کو سرکاری قرار دینا۔

x) قومی سرگرمیوں میں توسیع کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح قومی ملکی تیل کی سیاست میں یہ اقدامات کیے:

xi) تیل کی دولت کے منافع کو قوم کے لیے یقینی بنانا اور عالمی اجارہ داری کو تیل کی دولت پر سے توڑنا۔

xii) ہماری اس عظیم دولت پر سے سامراجی تسلط کو ختم کر کے اس کو نیشنلائز کرنا۔

xiii) تیل کی تمام ریفائنریز کو مکمل طور پر ملکی بنانا جس میں غیر ملکی ہاتھ نہ ہو۔

xiv) تیل کے منافع کو ملکی تعمیر و ترقی کے ساتھ مربوط کرنا۔

xv) اور تیل کی دولت کو قومی معرکہ میں ایک اسلحہ کے طور پر استعمال کرنا۔

Marfat.com

انقلابِ عراق

14 جولائی 1968ء کی قدر و اہمیت

Marfat.com

عراق کی تعمیر و ترقی میں انقلاب جولائی 1968ء کا کردار

اس وقت سے لے کر آج کے دن تک اور آئندہ زمانہ تک اس انقلاب کا کیا اثر ہے؟

17 جولائی 1968ء کی فجر 3:00 بجے سے لے کر 30 جولائی دوپہر 3:00 بجے تک کے اس انقلاب کی تاثیر اور حالت کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ اسی طرح زندہ اور جامِ شہادت نوش کرنے والے مجاہد انقلابیوں کی حالت بیان کرنا بھی ممکن نہیں۔

یہ سب تفصیلات ہمارے سامنے واضح ہیں اس موضوع پر قلم اٹھ چکے ہیں اور یہ سب باتیں معروف اور مشہور ہیں۔ جولائی کا یہ انقلاب ایک ترقی کی راہ تھی جس کو ناممکن سمجھا جا رہا تھا اس کی روح خالص امتِ مسلمہ اور خاص طور پر عراقی عوام کی حیات کی قیادت، اس کی تجدید، اعلیٰ مقاصد کی طرف پیش قدمی، اور اہل ایمان مجاہدین کے سینوں میں ایمان کو بھرتا تھا۔ تاکہ ان کے جی، ان کی عقلیں اور ہمتیں داخلی صفات سے معمور ہو جائیں تاکہ وہ ہر وہ کام کریں جو ایک عراقی، عربی بلکہ ہر شریف انسان کی زندگی اور اس کے اہم مقاصد میں مفید اور کارآمد ہو۔

جولائی کا یہ انقلاب محض ایک تقلیدی انقلاب نہ تھا جس سے عراقی قوم کے عیبوں پر ایک چادر اوڑھا دینا مقصود تھا بلکہ یہ تو ہر مناسب جگہ پر ایسی تخم ریزی کرنا تھی جس سے زندگی کے پانی سے اس کو سینچنے کے بعد ایک سرسبز و شاداب اور بارآور خوشحالی حاصل ہو۔ اور اس کے پھل سے اس وسیع و عریض وطن کے اطراف و جوانب میں جو وطنِ عرب ہے زندگی ترقی کرے اور ان کی شکستہ ہمتیں جو ملکِ عرب کی ہمتیں ہیں جوان ہوں اور بلکہ عراقیوں کے ساتھ ساتھ سارا عرب ہی کمرِ ہمت باندھ لے۔ البتہ ایسا اس وقت ہوگا جب قومِ عرب عراقیوں سمیت صحیح راہ کو پہچان لے، اہداف کو پہنچانے والی آنکھیں حاصل کر لے، ایمان سے لبریز دل اور وہ عقل حاصل کر لے جو بھوکی پیاسی امت کے لیے سوچنے والی ہو اور تاریخ سے عظیم سبق حاصل کرنے والی ہو۔ وہ اس

Marfat.com

امت کی بھوک پیاس مٹانے اور اس کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کمر بستہ ہو جائے اور زمانہ کے حوادث اور مصائب نے جو اس کو زخم لگائے ہیں ان پر مرہم رکھنے والی ہو۔

عراق ایک بے آب و گیاہ زمین، جس میں ہمارے لیے باعث فخر ایک بات نہ تھی لیکن اس کے باوجود یہ مٹی نم تھی اس میں آبِ حیات تھا تو بھلا جس مٹی میں آبِ حیات ہو وہ زمین اور اس پر بسنے والی قوم بھوکی اور پیاسی مر سکتی ہے؟

قوم جانتی ہے کہ ملکِ عراق میں قدرتی وسائل ہیں مگر ان سے فائدہ اٹھانے کی صورتیں معلوم نہ تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ملکِ عراق کے حکمرانوں نے صحیح بنیادوں پر کبھی اپنی ذمہ داری کو محسوس ہی نہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے کبھی قوم کو صحیح اور سیدھا راستہ تک نہ دکھایا تھا۔ اور نہ ہی ان میں کوئی قوم کو صحیح راہ بجھانے والا تھا اور ان لوگوں نے نہ ہی ملک و قوم کے افراد کی روحوں کی مسرت کے لیے کوئی کام کیا اور نہ ہی اس کے لیے اسباب و وسائل مہیا کیے اور نہ ہی ان لوگوں کی کوششوں سے نبض حیات چل رہی تھی۔

ان سب حالات میں ایسے عوامل نہ مل سکے کہ جن کی مدد سے اس سرزمین کے میدان میں حیات بخش درخت لگائے جا سکتے۔ اور دل ہل کر بیدار ہو جائیں، ہمتیں جوان ہو جائیں، آنکھوں اور دلوں پر سے غفلت کے پردے اٹھ جائیں اور زندگی کے خشک سوتوں میں آبِ حیات دوڑ جائے۔

عراق کی حالت یوں ہی تھی کہ اتنے میں ایک جاں فزاء جھونکا ہوا کا چلا گویا کہ وہ حلیم کے غضب کی طرح تھی یا کہ ایک بچے کی مسکراہٹ تھی جو اپنی ماں کے ساتھ باتیں کرتا ہے یا اپنے آپ سے کھیل رہا ہو اور زندگی سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔ یا کہ کسی عبادت گزار کی بسم اللہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ عبادت کرر ہا تھا۔

وہ بادِ نسیم عظیم قدرت کے سمندر سے بھری تھی۔ رب ذوالجلال نے اس کو موسلا دھار برسنے والا بادل بنایا۔ پس وہ سرزمینِ عراق پر خوب برسی کہ چہار سو جل تھل ہو گیا۔ پیاسی زمین کی رگیں تر ہو گئیں، سوکھے کنوئیں بھر گئے، دجلہ و فرات ٹھاٹھیں مارنے لگے، میدانِ حیات کو پانی دینے لگے، دریاؤں کے بھر جانے سے ندی نالے بھی لبریز ہو گئے، ہر شے میں روح حیات دوڑ گئی اور ہر میدان سے مردار لاشوں کو ہٹا دیا گیا۔

Marfat.com

اس موسلا دھار بارش کے ساتھ ساتھ بھری ہوئی ہوائیں تھیں۔ انہوں نے بادِ نسیم بھیجی، اس نے آ کر ان کھجوروں کے درختوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا، ان درختوں کے خوشوں اور شگوفوں نے ٹپ ٹپ تازی تازی کھجوریں گرانی شروع کر دیں۔ ان ہواؤں نے اس طرح ہر پھل دار درخت اور سبزہ پر ایسی بادِ نسیم بھیجی۔ عراق کی رگوں کو تر کر کے زندہ کرنے کے بعد یہ ہوائیں ملک عرب کے طول و عرض میں چلنے لگیں اور جہاں تک ہو سکا پہنچیں۔

جولائی کا انقلاب بھی کچھ ایسی نوعیت کا تھا، یہ روشنی کا ایک مینارہ تھا، یہ ہدایت کی ایک ہوا تھی جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت چاہنے والے ہر شخص کے لیے چلائی تھی۔ مدتوں اور سالوں کے گزرنے کے بعد یہ متوقع حالات پیدا ہوئے۔ اس انقلاب نے عراق اور قومِ عراق کو اس حال تک پہنچایا جو تم دیکھ رہے ہو اور تم لوگ اس کے گزشتہ احوال کو بھی جانتے ہو۔

اب بتلاؤ

بھلا جو بھی نہر کے کنارے ہو وہ پیاسا رہ سکتا ہے؟

اور کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مسجد میں رات گزارنے والا نماز ادا نہ کرے؟

اور کیا وہ شخص اچھا ہے جو قدرت کے باوجود اپنے خاندان کو یا اپنے آپ کو یا کسی بھی ملک کے باشندے کو بے یار و مددگار چھوڑ دے اور کیا جو کھجوروں کے باغ میں رہتا ہو وہ بھوکا رہے گا؟ اور اس کی سرزمین میں تیل کی دولت ہو اور اس کے ملک میں دجلہ اور فرات بہتے ہوں؟

اور کیا وہ رحم بانجھ ہو سکتا ہے جو تندرست ہو یا کسی مرد کی وہ صلب بانجھ ہو سکتی ہے جو بیماریوں سے محفوظ ہو؟

یقیناً ایسی قوم رب رحمان و رحیم کے حکم سے ترقی کی اعلیٰ منزلوں کو چھوئے گی اور وہ عافیت کو حاصل کرے گی اور وہ ایک کامل زندگی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ امتیں اور قومیں یوں ہی فتح پاتیں ہیں اور سازشی ہی ہزیمت کا منہ دیکھتے ہیں اور آزاد عظیم مرد اور عورتیں ان (شریر) لڑنے والوں پر فتح پاتے ہیں۔

Marfat.com

انقلابِ عراق اور آج کے تقاضے

- عراق پر اقتصادی پابندیاں
- استعماری ممالک کی سازشیں
- عربوں کی ذمہ داریاں

ہر سال آج کے دن ہم 1968ء کے 17 اور 30 جولائی کے انقلاب کے دو عظیم دنوں کو یاد کرتے ہیں۔ آج اس انقلاب کو تیس سال بیت گئے ہیں۔ ہم نے تمہیں اس کامیابی کے روایتی دن کو بھولنے نہیں دیا تا کہ تم لوگ ان بہادروں کے عہد و پیمان پر باقی رہو جو تمہیں ایمانی و روحانی اطمینان نصیب کرے۔ ہم تمہیں اشاروں میں وہ باتیں کریں گے جو اس عظیم سمندر سے ہم جانتے ہیں جو اس انقلاب کے متعلق تمہارے ایمان و یقین کو بڑھائیں گی۔ جو 1968ء کو 17 اور 30 جولائی کو نمودار ہوا۔ اس میں مجاہدین نے بڑے اخلاقی اور ایمانی امور کو لازم پکڑا جن سے کنارہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں ہر مرحلہ ایسا تھا جو دشمن کو غضب ناک کرے اور دوستوں کو خوش۔

اس انقلاب میں ہماری کامیابیوں کا گراف بلند رہا اور یہ دنیائے عرب اور عالمِ انسانیت کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ انسانی حیات کے لیے جو حقائق کا متلاشی ہو وہ جانتا ہے کہ اس انقلاب کے نتائج نہایت حیات بخش اور مفید تھے اور ہمیں دشمنوں کے ساتھ یہ مقابلہ اور تہذیبوں والی قوم کے لیے اس کی بہادری کا دیومالائی رتبہ و مرتبہ نہایت اونچے درجے کے بلیغ معانی کو روشن کرتا ہے اور وہ معانی اس سطح کے ہوتے ہیں جو ہماری عظیم قوم کے نوجوانوں اور عالم انسانیت میں ہمارے دوستوں کے جذبات کو مطمئن کرتے ہیں۔ اور یہ نئی طرز کا انقلاب نہایت راسخ اور جاری و ساری ہے، اس کی قوم اور اس کے شہسوار سب کے سب اعلیٰ کردار کے ہیں جو عہد و وفا کے پابند و امین ہیں یہ قوم زمانہ مستقبل کی ترقی یافتہ، سرسبز و شاداب، سیراب، اور وعدہ وفا قوم ہے اور زمانہ حاضر کی اس کی صفات معروف ہیں۔

Marfat.com

اس وقت ہم سب عراق سے باہر سے آئی ہوئی سازشوں، دہشت گردی، ناروا سلوک، تباہی و بربادی اور اقتصادیوں پابندیوں کی مشکلات و مصائب کو جھیل رہے ہیں۔ اور ہم سب کے سب ان مصائب و مشکلات کو بڑے صبر و تحمل اور صبر و ثبات سے اپنے مقاصد واہداف کو سامنے رکھ کر برداشت کرر ہے ہیں۔ اس میں ہمارا بھروسہ رب قدیر کی عظیم ذات پر ہے اور یہ سب کے سب حالات ہمارے یقین کو اور زیادہ بڑھا رہے ہیں اور ہماری مزاحمتی ہمت کو اور زیادہ بلند کر رہے ہیں اور ان کے انجام وآغاز دونوں سے عراقی قوم مایوس نہیں ہے۔

یاد رکھیے کہ ہم پر سے یہ اقتصادی پابندی امن کانفرنسوں کی قرادادوں سے ختم نہ ہوں گی۔ یہ تو اس وقت ہی ختم ہوگی جب یہ عراقی قوم خوب صبر وثبات کا مظاہرہ کر کے عرب ملکوں کے سامنے اپنے مقاصد کو خوب وضاحت کے ساتھ رکھے۔ جس سے ان کے جذبات کو مہمیز ہو گی اور عرب لوگ عالمِ انسانیت میں صدق وصداقت کے سب سے اعلیٰ اور بنیادی درجہ پر ہیں۔

1997ء کے اختتام اور 1998ء کے آغاز پر عراقیوں کو چند جنگیں لڑنی پڑیں۔ انہوں نے اپنے اہداف مقرر کیے، اس پر شہادتیں پیش کیں۔ اور جن لوگوں کو عراق پر لگائی جانے والی اقتصادی پابندیوں میں اپنی کوئی غرض نظر نہ آتی تھی جو خود غرضوں اور بری خواہشات رکھنے والوں کے سرخیل اور سردار تھے اور ان لوگوں نے سازشیں کر کے اس ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہا۔

عراق کے دشمن یہ تصور کیے بیٹھے تھے کہ وہ اس عراقی قوم کو دھوکہ دے لیں گے جو قومی حمیت اور وطنی غیرت رکھتی ہے۔ جس نے زندگی کے تجربات کا بھرپور فائدہ اٹھایا، اور اس نے اس آگ کو بھی جھیلا جو دشمنوں نے سلگائی تھی اور یہ وہ قوم ہے جس نے اپنی عظیم اور لازوال قوم کے دفاع کے لیے ان لوگوں کا مقابلہ کیا جنہوں نے اس قوم اور اس کے عظیم ورثہ کو اغواء کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس قوم نے غذاء اور دواء کی قلت کے باوجود اور فوجی وعسکری طاقت کے زیادہ نہ ہونے باوجود اپنی پاک سرزمین کے چپہ چپہ کی خاطر ہزاروں قیمتی جانوں کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ مَیں انہیں ''عظیم عراقی قوم'' کہتا ہوں انہیں چاہیے کہ یہ اب اپنی قدیم تاریخ کو پھر پڑھیں۔ اس عظیم تاریخ سے وہ نئے اسباق حاصل کریں جو ہمیں بھی اور ان دشمنوں کو بھی نہایت بھیانک قسم کے شرور وفتن اور ان کے بُرے نتائج سے بچائیں۔

یکم مئی 1998ء کی بعث پارٹی اور مجلس قیادت انقلاب کی اجتماعی کانفرنس نے جو خط

Marfat.com

اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری اور امن کانفرنس کو بھیجا تھا وہ ہمارا محض ایک احتجاجی واویلاہ نہیں تھا بلکہ ہماری مجبوری میں یہ ہماری اسٹریٹجک پلاننگ اور ارادہ ہے کہ جب ہم دوسرے طبعی عادی وسائل سے عاجز ہو جائیں گے تو پھر اس خط میں مذکورہ راستہ کو اختیار کریں گے۔ وہ خط ہمارا صحیح حق ثابت کرتا ہے اور بعث پارٹی کی قیادت اور مجلس انقلاب کسی دوسرے وقت میں جمع ہو کر پوری گہرائی کے ساتھ میری ان باتوں پر از سر نو غور و غوض کریں گے اور ہماری وہ عظیم قوم جو ہمیشہ سے دل کی گہرائیوں اور آنکھوں کی بینائیوں کے ساتھ بعث پارٹی کے ساتھ رہی ہے اس کی نبض وطنیت اور حمیت قومیت کے ساتھ ہی چلتی ہے۔

جب عراقی سینہ ٹھونک کر اور پوری مضبوطی کے ساتھ ان اقتصادی پابندیوں کو اٹھانے کے لیے سامنے آ جائیں گے اور ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لیے اپنی استعدادوں کا اظہار کریں گے تو یقیناً بالفعل یہ پابندی چکنا چور ہو جائے گی۔

یہ سال اور انشاء اللہ اس سے اگلا سال عراقیوں پر سے ان پابندیوں کے ختم ہونے کا ایک نیا زمانہ ہوگا۔ اور وطنی قومی انقلاب ایک ایمانی انقلاب کی شکل میں نمودار ہوگا۔ اور ہماری آبشاروں کی عظیم سرزمین اس پابندی کو اور اس کی شرائط کو توڑنے اور ان پابندیاں لگانے والے پر دھانوں کی ذلت و رسوائی اور ان شریروں اور کمینوں کی تذلیل کا سبب بنے گی۔ ان شاءاللہ..........

اے عربو!

عراق کی تاریخ سے ہمیشہ ایسے اسباق کے حاصل کرنے کے مواقع موجود رہے ہیں جو ہمیں زمانہ حال میں ہمتوں کو بلند کرنے اور طاقت کو اکٹھا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ چونکہ آج ہمارے انقلاب کی سالانہ تقریب ہے جس میں ہمارے قومی مسائل اور فلسطین کے مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ آج اس اجلاس میں جس میں چھوٹی بڑی تمام قومی اور حکومتی جماعتوں کے افراد دو ارکان شریک ہیں اور مسئلہ فلسطین بھی زیر بحث آ گیا ہے جبکہ گزشتہ سال اسی طرح جولائی 1997ء میں بھی یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا تھا اور ہم نے اس سالانہ تقریب کے خطاب میں بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی تھی تو اس مناسبت سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ''بلودان'' کے 1945ء کے اجتماع میں تقریباً سات عرب ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ اس اجتماع نے ''جامعہ عربیہ'' کی بنیاد رکھنا طے کیا تھا۔ وہ ''جامع عربیہ'' اس وقت سے اب تک جاری ہے۔ اگر چہ یہ بات طے کرنے والے فقط

Marfat.com

سات عرب ملکوں کے نمائندے تھے۔ اس وقت وہ خودمختار ممالک تھے۔ اس میں بائیس ممالک کے نمائندوں نے شرکت نہ کی تھی، جن کی سیاسی یا دستوری تقسیم آج پائی جاتی ہے۔ پھر انگریزی اور فرانسیسی حکومتوں نے ایک خاص طرح کی دخل اندازی کی۔ ان لوگوں نے یہ دخل اندازی اس لیے کی کہ یہ ''جامعہ عربیہ'' قومِ عرب کی وحدت واتحاد کا سبب نہ بن جائے۔ کیونکہ جمہور عرب نے قوت کے ساتھ اپنے شعار کو بلند کرنا شروع کیا، اور اس کی دعوت دی اور حکومت کی کرسی کو ہلا کر رکھ دیا جس سے عظیم وطن عربی میں موجود باقی استعماری قوتیں بھی جھنجھلا اٹھیں۔ اس پرانے استعمار میں اب حق کی راہ میں حائل ہونے کی طاقت نہ تھی۔ کیونکہ اب قوم کا اکثر حصہ اور مزاحمتی تنظیمیں اور مجاہدین سب کے سب اس استعمار کے خلاف تھے۔ یوں ''جامعہ عربیہ'' باقی رہا اور اس کی کانفرنسیں جاری رہیں۔ انہی عظیم کانفرنسوں میں سے ایک یہ ہماری سالانہ کانفرنس بھی ہے۔ اور اگر عرب قوم ایسا مؤقف اختیار نہ کرتی تو ''جامعہ عربیہ'' کب کی ختم ہو چکی ہوتی اور استعمار قومِ عرب کی وحدت کو توڑ کر انہیں اور کمزور کر چکا ہوتا۔

5 جون 1967ء کی شکست کے بعد عرب خرطوم میں جمع ہوئے۔ اس اجتماع میں سب عرب ممالک کے نمائندے شریک نہ تھے۔ اور جو شریک تھے وہ سب کے سب صدور اور وزراء نہ تھے۔ اس کے باوجود بھی اس کانفرنس میں چند قراردادیں طے پائیں۔ ان میں سب سے اہم قرارداد یہ تھی کہ تمام عرب دشمن کو للکارنے کے لیے ایک سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور فلسطین اور سرزمینِ عرب کے خلاف امریکی اور صیہونی سازشوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس کانفرنس کو دزدیدہ اور نیچی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ مگر اس کے باوجود بھی شکست خوردہ جذبات کو مسترد کیا گیا۔ جمال عبدالناصر مرحوم نے اس قرارداد کے تحریر کرنے پر اصرار کیا۔ پھر 1973ء میں فوجی مقاصد کے لیے چند سیاسی قواعد مقرر کیے گئے۔ جمہور عرب نے ان قراردادوں کی تائید کی۔ کیونکہ مرحوم صدر جمال عبدالناصر کا قومی، سیاسی، وطنی اور ملکی بڑا وزن تھا وہ خود ان قراردادوں کو نافذ کر رہے تھے اور ان کی تکمیل وتنقید پر بہت زور دے رہے تھے۔ یہ قراردادیں اسی مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں بالآخر 1977ء میں سادات عرب نے بھی اس قرارداد کی صف میں شامل ہونا پسند کیا جو معروف ہے۔

پھر 1978ء کے اجلاس میں مصر اور چند دوسری عرب ریاستوں کے نمائندے شریک

Marfat.com

نہ ہوئے۔ اس کے باوجود بھی اس قومی، عربی، وطنی کانفرنس میں چند اہم باتیں طے پائیں جن کا تعلق قومِ عرب کے بنیادی مقاصد سے تھا۔ ان مقاصد اور قراردادوں نے صیہونیت اور امپیریلزم کے ''پردھانوں'' کی توقعات کو زمین بوس کر دیا۔

اکتوبر 1973ء کی جنگ کے احوال نے عرب ممالک کو ایک انصاف پسند مؤقف کو قائم کرنے کے لیے ایک کانفرنس کے انعقاد پر تیار کیا تا کہ اُس میں اِس کج خصلت بدفطرت صیہونیت کے خلاف ایک ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ وگرنہ اس کے بعد وہ بڑے طوفان اٹھیں گے جن کو خطۂ عرب سنبھال نہ سکے گا اور عرب اس بات پر مجبور ہو جائیں گے کہ وہ اپنے علاقائی، اقتصادی اور تیل کے متعلقہ اہم معاملات میں غیروں کو عربی قومی امن میں داخل کریں۔ پھر جب عربوں نے اس بارے میں بغیر کسی نئی قربانی کے ایک ٹھوس لائحہ عمل اور مؤقف اختیار کیا تو انہوں نے اس میدان میں جمہور عربوں کی تائید حاصل کر لی۔

1980ء میں جب بدفطرت صیہونیوں یہودیوں نے ان عرب ریاستوں پر بے جا دباؤ ڈالا جن کا کردار سیاسی تھا تا کہ وہ لوگ قدس شریف کے لیے سفارت و نمائندگی نہ کر سکیں، تو اس کے بعد میں نے سعودیہ کا دورہ کیا۔ اس وقت یہ تمام حکومتی نمائندے ان یہود کے ساتھ ''تل ابیب'' میں اجلاس کر رہے تھے۔ ان حکومتوں کو یہودیوں نے قدس شریف چھوڑ دینے کی تھوڑی سی مہلت دی۔ اور دھمکی دی کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو ان سے تمام تر تعلقات کو ختم کر دیا جائے گا اور ان کے ساتھ سیاسی نمائندگی بھی ختم کر لی جائے گی۔ متعدد عرب ممالک نے یہود کے اس دباؤ اور دھمکی کو قبول کر لیا۔ سوائے ''شیخ خالد'' رحمۃ اللہ علیہ کے۔ کہ انہوں نے اس دھمکی کو قبول نہ کیا اور مَیں نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا اور مَیں نے اپنے اس اتفاق کا اعلان ملک فہد سے ملنے کے بعد کیا۔ جو اس وقت ولی عہد تھے جنہوں نے قدس شریف کے لیے اپنی سفارت کو ختم نہ کیا تھا۔ انہوں نے تل ابیب ہی نہیں بلکہ قدس شریف کی طرف بھی اپنی سفارتیں بھیجیں۔

آپ نے دیکھا کہ ان دو عظیم مملکتوں سعودیہ اور عراق کا یہ برجستہ اعلان امتِ مسلمہ کا کس طرح وقار بلند کر گیا اور دوسری مملکتوں میں ان کی ہیبت اور رعب بٹھا گیا۔ کیونکہ یہ اعلان اگرچہ ہوا تو دو اسلامی ملکوں کی طرف سے تھا۔ مگر اس میں پوری امتِ مسلمہ کی نمائندگی تھی۔ کیونکہ اس اعلان نے دلوں میں ایک راسخ عقیدہ بھر دیا اور یہود کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اور یہ

Marfat.com

اعلان بڑے مقاصد کو لیے ہوئے تھا۔ بعد میں تقریباً تمام عرب ممالک نے اس اعلان کی تائید اور پیروی کی۔ یوں ہوتے ہوتے ان سب نے بھی تل ابیب کی سفارت کے بعد قدس شریف کے لیے بھی اپنی سفارتیں بھیجنی شروع کیں۔

1990ء میں عرب سرکردہ رہنماؤں کی نمائندگی میں ایک اجلاس بغداد میں ہوا۔ اس میں ملکِ شام نے دعوت ملنے کے باوجود شرکت نہ کی تھی۔ اِسی طرح کچھ اہم عرب شخصیات نے بھی شرکت نہ کی تھی۔ اس کے باوجود بھی اس اجلاس اور کانفرنس کی آواز نے بدفطرت صیہونی یہودیت اور اس کی ظالمانہ سیاست میں اس کی پیروکار مملکتوں کے کانوں پر بہت اثر ڈالا۔ تقریباً سب عربوں نے اس کانفرنس کی قراردادوں کو قبول کیا اور اس کی بھرپور تائید اور اعلیٰ درجہ کی حوصلہ افزائی کی۔ اس سے ان سازشیوں کی خوب حوصلہ شکنی ہوئی جنہوں نے اگست 1990ء میں بغداد اور اہل بغداد، ان کے مؤقف، سیاست اور طاقت کے خلاف نہایت گھناؤنا سازشانہ سیاہ کردار ادا کیا تھا۔

1996ء میں عرب کے سرکردہ نمائندوں نے قاہرہ مصر میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ اس میں سب سے اہم قرارداد یہ پاس کی گئی تھی کہ امریکہ نے عراق کے خلاف جو اقتصادی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں ان کے خلاف آواز اٹھا کر ان کو ختم کر دیا جائے اور عراق کے حق میں سلامتی کونسل کی قراردادوں کو یقینی بنایا جائے۔ اور عرب کے سربرآوردہ حکام نے اس بات کا انکار کر دیا کہ اقوامِ متحدہ کے دفاتر امریکہ کے نمائندے بن کر بات کریں۔ ان لوگوں نے دوسری کئی قراردادیں بھی منظور کیں جن میں سرِفہرست فلسطین کے حق میں قرارداد تھی۔

پھر ان کانفرنسوں کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا کسی بدفطرت صیہونی یہودی کے کانوں پر جوں تک رینگی؟ کیا امریکی وائٹ ہاؤس (بلیک ہاؤس) نے اس کا کچھ اثر لیا جو سامراج واستعمار کا سرغنہ ہے اور عربوں اور ان کی دولت پر صیہونی یہودیوں کو مسلط کرنا چاہتا ہے؟ اور کیا کسی عرب کے دل میں ان قراردادوں کا کوئی مثبت اثر مرتب ہوا؟ بحرِ محیط اور بحرِ متوسط سے لے کر خلیج عرب اور عرب جزائر تک کے باشندوں پر ان کا کوئی اثر ہوا؟

اس کا جواب واضح ہے کہ یقیناً نری باتیں کسی کو بھی متاثر نہیں کرتیں۔ اور کیا قاہرہ اور بغداد میں منعقد ہونے والی ان کانفرنسوں کے ذمہ داروں پر یہ باتیں واضح نہیں کہ عربوں کا

Marfat.com

مؤقف اوران کی تاریخ کیا ہے؟ اور کیا جب یہ کانفرنس عربوں کے مسائل کو حل کرنے کے بیٹھی تھی۔ اس وقت انہوں نے قوم عرب کے ضمیر کی آواز کو غور سے سنا تھا اور کیا ان کی باتوں پر گہری غور وفکر کی نگاہ ڈالی تھی؟

اگر ماضی کے حالات پر نگاہ ڈالی جائے تو ہماری سمجھ میں کچھ باتیں آئیں گی ہمارا مقصد ان باتوں کو یاددلانے سے کسی کے اوپر انگلی اٹھانا نہیں لیکن چند سوالات ضرور ذہنوں میں اٹھتے ہیں خواہ وہ ہمارے حق میں ہوں یا ہمارے خلاف ہوں۔ ہم لوگ حکام وقائدین ہیں اور اگر ہم ایک عام شہری ہوتے تو یقیناً ہمیں یہ بات بحیثیت ایک حاکم اور قائد ہونے کے بحیثیت عوام کے زیادہ سوچنی چاہیے تھی۔

پھر صدارتی محلوں کی دیواروں میں رہ کر عموماً ہمارے دل صاف اور شفاف بھی نہیں رہ جاتے۔ اور جو شخص عوام کی امیدوں، ان کے خوابوں اور ان کے خیالوں اور توقعات کے قریب تر رہنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنا دل صاف اور شفاف کرلے۔

دوسرے ہمیں قوم اور امت کی طرف سے، ان کے حق میں، ان کے لیے ایک صاف شفاف اور زندہ دل اور بلند جذبات رکھنا ہماری قومی، وطنی، بلکہ مقدس دینی ذمہ داری ہے۔

بعض لوگ واضح امریکی پالیسیوں کو درست قرار دیتے ہیں، انہیں قبول کرتے ہیں یا کم ازکم ان سے ناراض نہیں ہیں۔ وہ لوگ امریکی پالیسیوں کے خلاف کسی قسم کا کوئی اجلاس منعقد کرنا نہیں چاہتے۔ تو بھلا ایسے لوگوں سے ہم یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہیں کہ وہ اس کانفرنس میں امریکیوں کے خلاف جو قراردادیں طے پائی ہیں ان کے مطابق اپنی صلاحتیں اور استعدادیں خرچ کریں گے؟ یقیناً ان کی یہ رائے جانبدارانہ ہے نہ کہ غیر جانبدارانہ۔ اور ان کی یہ رائے یقیناً عربوں کے خلاف ہے نہ کہ امتِ مسلمہ اور قومِ عرب کے حق میں ہے۔ بعض عربوں نے امریکہ کے ساتھ دوستی کا رویہ اپنایا ہے اور انہیں امید ہے کہ وہ امریکہ کی خاطر جو بھی قربانیاں دیں گے امریکہ ان کی دوستی اور ان کی قربانیوں کی قدر کرے گا۔ ان لوگوں نے دو یا تین میٹنگوں میں امریکہ کی حلف برداری کی رسم کو بھی ادا کیا ہے اور انہوں نے فلسطین اور دوسری عرب سرزمینوں پر امریکی ناجائز قبضہ کو بھی جائز قرار دے دیا ہے۔ فلسطین میں قدس شریف ہے جو ہمارا قبلۂ اوّل اور دوسرا حرمِ محترم ہے جس پر اس وقت استعمار کا قبضہ ہے۔ اس کے باوجود بعض نامِ نہاد مسلمان حکمران اور

Marfat.com

عرب بھی جو خدا، اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور خود کو امتِ مسلمہ کے حقوق و جذبات کا نمائندہ بھی کہتے ہیں وہ اس استعمار اور غاصبانہ قبضے پر ذرا بھی پریشان نہیں ہیں، اس سے ان کے دلوں کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی۔ حالانکہ قدس شریف پر ان صیہونیوں کا ظالمانہ اور غاصبانہ قبضہ ہے۔ کیا ایمان، حق و یقین اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری کی حقیقت کے ساتھ یہ کھلا تضاد نہیں؟

گزشتہ تیس سالہ جہاد اور آزادی کی جنگوں کے تجربات نے جو ہمارے اس سفر جہاد میں ہمیں پیش آتے رہے اور جو اونچے مقاصد کے مظاہر اس میں رونما ہوتے رہے، ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جہاں تک ہو سکے اپنی قدرت و طاقت کو بڑھائے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور لوگوں کے جذبات و خیالات اور ان کی آراء سے مستغنی نہ ہو۔ کیونکہ اونچے مقاصد کے حصول کے لیے ہر شے سے کام لینا چاہیے چھوٹوں سے بھی اور بڑوں سے بھی، دور والے سے بھی اور قریب والے سے بھی۔ پھر تم دیکھو گے کہ امتِ مسلمہ کے چھینے ہوئے حقوق کی بازیابی کے لیے ہمیں اگر کانفرنسیں کر کے مقصد حاصل ہوتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جہاں تک ہو سکے قوت کا استعمال کریں اور ان لالچیوں، لٹیروں، کینہ پرور خواہش پرستوں سے جن حقوق کی بھی حفاظت کی جا سکتی ہے ضرور کی جائے اور ان کے خلاف خوب مزاحمت کی جائے تاکہ خدا بھی راضی اور ملک وقوم کے افراد اور اس کے جوان بھی ہم سے خوش ہوں۔

لہٰذا اب بغداد کے بارے میں مناسب نہیں کہ تم لوگ اپنی قدرت و طاقت کے استعمال سے بھاگو اور راہِ جہاد کو بند کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یہ اس بغداد کی قوم اور شریف عراقی قوم کے حق میں کسی طرح مناسب نہ ہوگا جو کبھی بھی راہِ جہاد سے فرار اختیار نہیں کرتی۔ اور جنگ کے حالات جب خوب شدید ہو جاتے ہیں تو اس وقت عراقی قوم میدانِ جہاد میں خوب ڈٹ جاتی ہے۔

تم لوگ اپنے گزشتہ تجربات کو ضرور نگاہ میں رکھو کہ جہاں بھی تلوار کے بغیر کام نکل سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ دشمن کے خلاف تلوار ضرور اٹھاؤ۔ اس کے لیے تجربہ کاروں سے پوچھنا نہایت مفید ہے۔

اور جو دشمن کو ڈرانا چاہتا ہے وہ دشمن کو اس سے پہلے کہ خود اس کے چنگل میں پھنس

Marfat.com

جائے، اپنی طاقت کا مظاہرہ ضرور کرے۔ اور جب دشمن کے ساتھ لڑنا ناگزیر ہو جائے تو میدان جہاد میں ان بہادروں کے ساتھ اتر آؤ جو لڑنا خوب جانتے ہیں اور جو اپنی تلواروں کو سونتنا جانتے ہیں۔

گزشتہ دو سالوں میں بعض عربوں نے حقائق و مقاصد کو مسخ کر کے پیش کرنا شروع کیا ہے یا تو وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں یا پھر وہ لوگ عربوں اور ان بدخصلت یہودیوں صیہونیوں کے درمیان جنگ کے اسباب سے ناواقف ہے جنہوں نے عربوں کی مقدس سرزمینوں پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور اوپر سے انہیں دھمکیاں دینے کا ایک طویل سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔ بلکہ قوم عرب کے خلاف انہیں جب بھی موقع ملتا ہے وہ انہیں تباہ و برباد کرنے میں ذرا کسر نہیں چھوڑتے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص ان مصائب و شدائد کا انکار کرے جو مجاہد بہادر عرب فلسطینی قوم، لبنانی بہادر قوم، اور جری عرب قوم نے ان بدفطرت یہودیوں کے ہاتھوں سے جھیلے ہیں۔ ان بدخصلت عربوں نے نہایت گھناؤنے کردار اور بڑی بیہودہ عقل کا مظاہرہ کیا ہے اور خود عربوں سے ان کے حقوق چھینے ہیں۔

مَیں یہ کہتا ہوں کہ بعض عربوں نے استعماری سامراجی یہودیوں اور عربوں کے درمیان اس جنگ اور مقامات مقدسہ پر ان کے ناجائز قبضہ کو فقط ایک سیاسی مسئلہ قرار دیا ہے۔ یہ لوگ اختلاف کی اصل وجوہات کو مسخ کر کے اور چھوٹا کر کے پیش کرتے ہیں۔ کہ عربوں میں اور ''نیتن یاہو'' سمیت ان یہودیوں میں چند تکنیکی باتوں میں اختلاف ہے جو فروعی قسم کے ہیں بس۔ نہ کہ وہ اساسی اور بنیادی مسائل ہیں جن کی قوم میں بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے گزشتہ جنگوں میں ان لوگوں نے دشمنوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اَب جماعت اور پارٹی تو حملہ اہداف کی دعوت دیتی تھی جبکہ دوسری بعض درمیانے درجے کے اہداف کی خاطر قربانی دینے اور اس کے اسٹریٹیجک لوازمات کے تیار کرنے کو کہتی تھی تا کہ دوسری جماعت کے سامنے خود کو کامیاب قرار دے سکیں یا یہ کہ کل سے دستبردار ہو کر جزء پر قناعت کر لیں۔ یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں پوری طاقت کے ساتھ تیار ہونے کو نہ کہتے تھے۔ اب لامحالہ اس جماعت کو دوسری جماعت کے مقابلہ میں شکست سے دوچار ہونا ہی پڑے گا۔ بلکہ یہ جماعت تو میدانِ جنگ میں فی الواقع داخل ہونے سے پہلے ہی شکست سے دوچار ہو چکی تھی۔ یہ بعض عربوں کا حال ہے جو امریکی جانبدار اداروں

Marfat.com

کے اداروں کو پورا کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے تعاون سے یہ امریکی ادارے ''نیتن یاھو'' پر دباؤ ڈال سکیں۔ تاکہ ''میڈ ڈ'' اور اوسلو کی قراردادوں پر جن کا نام ''پرامن حال'' رکھا گیا تھا، بحث و تمحیص کے سلسلہ کو (خواہ مخواہ) جاری رکھا جاسکے۔ عربوں کے اس تعاون کا سارا نزلہ ''نیتن یاہو'' پر گرے گا اور امریکی اداروں کے صیہونی عزائم ان عربوں کی غفلت سے پورے ہوں گے اور یوں یہ لوگ باقی عربوں کی آنکھوں میں دھول جھونکیں گے۔

بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مَیں ان فنی تکنیکوں سے واقف نہیں کہ ایسی سفارتی پالیسی اختیار کی جائے کہ عربوں کو تو سارے عالم میں ایک سچے دوست مل جائیں جبکہ ٹھیک اسی وقت بدخصلت یہودی صیہونی ناکام و نامراد پھر رہے ہوں..........

تو اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ

یہ جنگی پلان آج ملکی سیاست میں ایک سحرانگیز اسلوب ہے یہ زمانہ اور طاقت والا ایک فعل ہے۔ جو میدانِ جنگ میں اور اہداف کے حصول میں ایک اسٹریٹیجک طرزِ عمل ہے۔ کیونکہ یہ جنگی پلان حُکام اور عوام کے نزدیک ایک مشہور و معروف طرز ہے۔ اور ہمارا جنگی پلان اس وقت ہی کامیاب ہوسکتا ہے جب دشمن ان جنگی فنون سے ناواقف ہو۔ جبکہ ہمارا عراقی اور عرب مجاہد جنگی مہارت رکھتا ہے اور وہ جنگی فنون سے خوب آگاہ ہے اور وہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ جمہور عوام کے درمیان جنگی اور اسٹریٹیجک طرزِ عمل کو اختیار کرتا ہے۔ اور وہ گزشتہ کی طرح ملکی سیاست کے مزاج کو سمجھتا ہے۔ اسی لیے وہ اپنی خواہشات کے پورا ہونے کے لیے ملکی سیاست کے اس کے تابع ہونے کا انتظار نہیں کرتا۔ وہ نہ صرف اس سیاست کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس کو مغلوب بھی کر لیتا ہے۔ اور اپنے مقاصد و اہداف کو بغیر جنگ لڑے حاصل کرنے کے لیے ملکی سیاست کو استعمال بھی کر لیتا ہے۔ کیونکہ ہمارا دشمن سیاسی اور غیر سیاسی سرگرمیوں میں کسی بھی خسارہ کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

اپنی انہی جنگی اور سیاسی چالبازیوں کی وجہ سے دشمن نے تمہیں نہ تو سامنے سے آکر لڑنے کے قابل چھوڑا ہے اور نہ ہی پیچھے سے آکر۔ اور بلکہ وہ ہماری پیٹھ پیچھے سے حملہ کرتا ہے۔ یہ دشمن عامۃ الناس اور قوم کے لیے ان مصلحتوں کو جانتا ہے جو بظاہر بڑی جاذب نظر ہوتی ہیں۔ اس لیے دوسری جانب سے اکثر اس کے مقابلے میں قوت جمع نہیں ہوتی۔ اسی لیے ہم نے دیکھا کہ وہ دشمن

Marfat.com

ہمیشہ ان سے بھی زیادہ گہرے اور بڑے مقاصد کو لے کر چلتا ہے جن کی تم لوگ باتیں کرتے ہو۔

اسی لیے اے عرب اور عراقی بھائیو! تم لوگ پہلے کی طرح حق کی طرف آ جاؤ تو حق اللہ تعالیٰ کی زیرِ نگرانی تمہاری طرف آ جائے گا۔ اس وقت یہ جنگی منصوبے اور پلانز کامیاب ہوں گے۔

اور اگر اس صورت میں عرب کسی فروعی سیاست کو گنوا بھی بیٹھیں گے تو پھر بھی کوئی خاطر خواہ نقصان نہ ہوگا اور ان کا وہ تاریخی حق خسارہ میں نہ جائے گا کہ جس میں زمانہ کمزوروں کی عدمِ رعایت کرتے ہوئے آگے نکل جاتا ہے۔

یہ بغداد عرب اور اسلام کا بغداد ہے جو غیرتِ ایمانی اور امتِ مسلمہ کے لیے اونچے مقاصد کے عزائم سے لبریز ہے اسے نوجوانانِ قوم سے محبت ہے۔ اور عراق یہ نہیں چاہتا کہ وہ امتِ مسلمہ اور خاص طور پر قومِ عرب کے لیے باہمی مل بیٹھنے کے امکانات میں روڑے اٹکائے۔ عرب ممالک کے امراء کا اجلاس ضرور منعقد ہوگا تاکہ وہ لوگ اس میں بیٹھ کر اپنے لیے اور دوستوں اور دشمنوں سب کے لیے ایک حکمتِ عملی تیار کریں۔

اے عرب اور عراقی بھائیو!

مَیں تمہیں تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ تم سب اکٹھے ہو، یہ اجتماع اور اکٹھ کامیاب رہے اور اس میں تم ان باتوں کو طے کرو جو قوم کے احوال کے بھی مناسب ہوں اور خدا بھی ان سے راضی ہو۔

تم لوگ اپنے امور کو حکمت کے ساتھ پورا کرو اور چاہیے کہ ان کی تنقید و تکمیل میں ہماری اغراض اور خواہشات آڑے نہ آئیں اور وہ تمہیں غفلت میں نہ ڈال دیں۔

اور جب بھی اور جہاں بھی تمہارے یہ اجتماعات ہوں ان میں اپنے اختلاف سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بڑے منظم پلان بناؤ اور دائیں بائیں کی باتوں پر توجہ نہ دو۔

اس طرح تم لوگ ان قوی اسباب کے ذریعے خود کو ایک زندہ قوم کا حصہ بنا لو گے اور اس قوم کو اعلیٰ و ارفع درجہ دو گے۔

یہ عراقی حق اور سچ کے لیے اور آزادی کے لیے ہر طرح کی قربانی دینا جانتے ہیں اور اس کی کسی بھی قیمت پر حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ آج جو مسئلہ درپیش ہے وہ اقتصادی، ثقافتی یا

Marfat.com

تہذیبی وجغرافیائی نہیں کہ جس میں دوملکوں یا زیادہ کا باہمی اختلاف ہو۔ بلکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو شہیدوں کے خونوں سے رنگین ہے اور ہر ایک یہ بات جانتا ہے بھولتا نہیں بلکہ دوسروں کو بھی یاد دلاتا ہے کہ قربانیاں اس سطح کی ہونی چاہئیں جو اس قوم کو ایک مناسب بلکہ بلند مقام دلوائیں اور یہ کہ اس اجنبی لالچی امپیریلزم کی مشکلات سے نکلنے کی راہ فقط ایک ہی ہے اور وہ ہے قربانیاں دینا تاکہ اس پاک سرزمین کو اس غاصب استعمار سے نجات دلائی جاسکتے اور ہماری قربانیوں کا سیل رواں ان کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔ ہمارا یہ استعماری دشمن حق کو نہ سننا جانتا ہے اور نہ سوچنا اور وہ کسی کی بھی ضرورت کے وقت مدد نہیں کرتا اور یہ بات دوسرے کے لیے بسا اوقات ذلت اور پریشانی کا سبب بن جاتی ہے اور آدمی ان دشواریوں اور مشکلات میں پھنس جاتا ہے جن سے اس کو کوئی نکال نہیں سکتا۔ اسی لیے یہ عراقی اپنے دست وبازو پر بھروسہ کرتے ہیں یہ اپنے عظیم شاعر کمال حدیثی کے ان اشعار کو دہراتے رہتے ہیں۔

وما نجی الحباری من هو ان اذا فرت تلاحقها الصقور

''جب شکرے پیچھے لگ جائیں اور سرخاب بھاگ کھڑا ہو تو اس کو ذلت سے کوئی شے نہیں بچاسکتی۔''

وتزدهر الحیاة علی اخضرارٍ ویفنی من له عمر قصیر

''اور شادابی کے وقت زندگی کھل اٹھتی ہے اور سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے جبکہ تھوڑی عمر والی شے فنا ہو جاتی ہے۔''

ونلقی من موارد نا شتیتا یحیر حین تختلط الامور

''اور ہم اپنے گھاٹوں سے افتراق وانتشار پاتے ہیں جو حیران کر دیتا ہے جس وقت کہ معاملات آپس میں گڈمڈ ہو جائیں۔''

ونخبطها کما شئنا ونمضی فنشرب صفوها وهو الا ثیر

''اور ہم اپنے گھاٹوں کو جس طرح چاہتے ہیں روندتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں اور ہم اس میں سے صاف شفاف پانی کو پیتے ہیں جو ہم کو محبوب ہے۔''

اس پاک سرزمین پر اس کی خاطر ہمارا ٹھوس اقدام اور مضبوط مؤقف ہمیں ہمارے دلوں کے اور ہمارے دلوں کو ہمارے نزدیک کرے گا اور ہمیں ہماری قوم اور قوم کا ایک زندہ جاوید

Marfat.com

جزء بنا دے گا۔ قوم کو ہم حکمت و طاقت کے دوسرے اسباب سے چلائیں گے اور قوم ہمیں حکمت قدرت اور محبت سے چلائے گی۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارے یہ اقدام ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں گے جو صاحب قدرت ہے اور حکمتِ مطلقہ کا مالک ہے۔ جو ہمارا خالق اور عظیم مالک ہے۔ وہ ہمیں اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے گا۔ ہماری خطاؤں کو معاف کرے گا۔ اپنی رضا کے کاموں کی توفیق دے گا اور جو کچھ ہم چاہتے، نہ ہم کبھی اس کے قریب ہو سکتے ہیں اور نہ ہرگز وہ ہمارے قریب ہوگا مگر صرف اسی وقت جب ہم خود کو قومِ عرب کا ایک زندہ جز بنالیں گے۔ اور جو لوگ امت مسلمہ اور خاص طور پر قومِ عرب کو ذلیل و رسواء کرنا چاہتے ہیں ان کو ہرگز ہرگز دوست نہ بنائیں۔

چنانچہ بحرمحیط سے لے کر بحیرۂ عرب تک خلیج عرب کی تمام ریاستوں کے رؤسا اب صرف اور صرف اپنے اس قیمتی مقصد میں جان لگانے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اس وقت یہ پوری قومِ عرب کی آنکھوں، ان کے دلوں اور ذہنوں میں اپنے لیے وہ محبت دیکھیں گے جو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔ اس سے سب ملکوں کے لوگوں میں ایک دوسرے کا اعتبار اور وقار پیدا ہوگا اور دشمنوں کے دلوں پر ایک ہیبت اور رعب طاری ہوگا۔

"رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ." (البقرہ:۲۸۶)

"اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کی جیو! اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔"

Marfat.com

خوف نہیں بلکہ محتاط منصوبہ سازی

17-30 جولائی 1968ء کے بعد سے اس ملک کی انقلابی حکومت نے اپنے تجربے سے چند خاص سبق سیکھے ہیں۔ اس سے پہلے بھی اتنے ہی خاص سبق عوام نے سیکھے۔ انہوں نے وہ سبق 1968ء کے انقلاب سے پہلے ہونے والی تلخ ناکامیوں سے سیکھے تھے۔ ان ناکامیوں سے ہمارے جدّی وطن عرب میں اور عالمی سطح پر دوچار ہونا پڑا تھا۔ ان میں سے ایک سبق کوئی فیصلہ یا فارمولا غلط وقت پر اپنانے سے یا انہیں درست وقت پر اپناتے ہوئے تذبذب کا شکار ہو جانے سے سیکھا گیا۔ انقلابی عمل کے آرٹ کی رُو سے کسی بھی معاشرے کی قیادت کے سامنے سب سے دقیق مسئلہ یہی ہوتا ہے کہ کوئی فیصلہ یا فارمولا غلط وقت پر نہ اپنایا جائے اور درست وقت پر کوئی فیصلہ یا فارمولا اپناتے وقت تذبذب کا شکار نہ ہو جائے۔

یہ مسئلہ انقلابی قیادت کو کسی بھی حکومت اور انقلاب کے کسی بھی مرحلے پر پیش آ سکتا ہے۔ اس فارمولے کے اطلاق میں ناکامی کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ حامیوں کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کا تو ذکر ہی نہیں جنہیں اپنے حامیوں کا حصہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ غلطیوں کے نتیجے میں اپنے ہی لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنا دینا ایک سنگین مسئلہ ہے۔ یہ نقصان ان کی طرف سے معاندانہ ارادوں یا اقدامات کی وجہ سے نہیں بلکہ غلطیوں کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔

ہمیں اس مرحلے پر رُک کر یہ بات ضرور کہنی ہوگی کہ ہمیں بعض لوگوں کے اقدامات کا جواب دیتے ہوئے بہت زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیے ورنہ ہم انہیں کھو بیٹھیں گے۔ اس کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو انقلاب اور عوام کے تاریخی فریم ورک میں معروضی انداز میں انقلاب کے کسی مرحلے پر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

بایں ہمہ اس تحمل اور بُردباری کے عمل کو پالیسی کے عمومی ڈھانچے سے ہم آہنگ ہونا چاہیے، جس سے انقلابی تحریک کا تسلسل اور پیش رفت یقینی بنتی ہے۔ ایسا قدم انقلاب کی سلامتی اور اسے درپیش کسی بھی خطرے کے خلاف ضروری دفاع کی قیمت پر نہیں اٹھانا چاہیے۔

Marfat.com

چنانچہ سماجی، سیاسی معاشی، نفسیاتی اور دوسرے عوامل کے پیشِ نظر موقع محل کی مناسبت سے توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔ کسی بھی قانونی یا سماجی مسئلے کو حل کرتے یا عمومی طور پر کسی بھی معاملے کو نمٹاتے ہوئے عوام کے کسی ایسے حصے کو کھونے سے بچنا چاہیے جو کہ ہمارے ساتھ ہو یا مستقبل میں ہم سے مل سکتا ہو۔ ہم معاشرے کو منتشر اور منقسم نہیں بلکہ متحد کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو ایسا نہیں ہوتا کہ ہم کسی یوٹوپیائی تصور کی بات کر رہے ہیں اور تضادات کو نظر انداز کر رہے ہیں، جو کہ معاشرے اور خود زندگی میں لازماً موجود ہوتے ہیں، نہ ہی ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ چند نقصانات سے بچنے کی خاطر انقلاب کے آگے بڑھنے کے عمل کو روک دیا جائے، جبکہ ایسے نقصانات برداشت کرنا معروضی اور سائنسی اعتبار سے انقلاب کے آگے بڑھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جن معاملات پر لچک کا مظاہرہ کرنے سے نقصانات کو کم کیا جا سکتا ہو یا نقصان سے بالکل بچا جا سکتا ہو، ان پر تصادم سے بچنا چاہیے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ انقلاب مخالف لوگ کون کون سے نقاب اوڑھے ہوئے ہیں۔ ان کے بہت سے نقاب ہیں۔ ان میں سے زیادہ اہم نقاب یہ ہیں: مذہب کی تنگ نظر اور مسخ شدہ تعبیر اور انقلابی خطوط پر ہونے والی سماجی ترقی کی مخالفت۔

معاشرے میں عورتوں کی حیثیت پر جھگڑے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ نقاب اور بہروپ اَن گنت ہیں۔ ہم خوف زدہ نہیں ہیں لیکن ہمیں محتاط انداز میں جائزہ ضرور لینا چاہیے۔ ہم خوف زدہ نہیں ہیں لیکن ہمیں متکبر ہونے سے لازماً بچنا چاہیے۔ ہم کسی سے نہیں ڈرتے لیکن ہمیں لازماً احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ کہیں ہم اپنے حامیوں کے ایک حصے کو کھو نہ بیٹھیں۔

ہمارے ملک میں عورت کی حیثیت کو بہتر بنانے کے مسئلے کو درست تناظر میں دیکھنا ایک ایسا معاملہ ہے جس پر کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے ہم معاشرے کی ترقی سے ہم آہنگ رہتے ہوئے نمٹائیں گے۔ ہم انقلابی اصولوں کے دائرے میں رہتے ہوئے معاشرے کے ارتقاء کے تسلسل کے لیے عورتوں کی صورت حال کو بہتر بنائیں گے۔ تاہم اگر آج کوئی قانون بنا بھی لیں تو اس کے اطلاق کے لیے تین سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ ہمارے سامنے یہ چیلنج ہے کہ ہم آج ایسے محتاط اقدامات اٹھائیں جو تین سال بعد اس قانون کے اطلاق پر اثر انداز نہ ہوں۔

Marfat.com

ہمیں عورتوں کے بنیادی حقوق کے حوالے سے لوگوں کو مسلسل تعلیم اور شعور دینا ہوگا۔ ہمیں لوگوں کو یہ سمجھانا ہوگا کہ عورتوں کی مدد کے لیے کون کون سے اقدامات ضروری ہیں۔ یاد رہے کہ اس عمل سے مجموعی طور پر ہمارے معاشرے کی متوازن ترقی اور ماضی سے چھٹکارا پانے کی ہماری کوششوں میں رکاوٹ نہیں پڑنی چاہیے۔ تاہم جلد بازی سے کام لینے کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے تاکہ جو لوگ اس وقت ہمارے ساتھ ہیں وہ انقلاب کے دشمن نہ بن جائیں۔ جب کوئی شخص ہم سے انقلاب کی ترقی پسندانہ نوعیت اور سوشلسٹ پروگرام کا ثبوت نہیں مانگ رہا تو پھر جلد بازی سے ایسے معاملات و مسائل کو ابھارنا ضروری نہیں ہے جن سے ہمیں خاصا نقصان پہنچنے اور ہمارے بعض حامیوں کے ہم سے الگ ہو جانے کا امکان ہو، خواہ ان کی تعداد کتنی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر ایسے نقصان ناگزیر ہوئے تو ہم انقلابی پیش رفت کی خاطر انہیں ضرور برداشت کر لیں گے۔

ہم اس نتیجے پر تو پہنچ چکے ہیں کہ عورتوں کی صورتِ حال میں بہتری قانون کی قوت استعمال کیے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن ایسے خام قوانین نہیں بنانے چاہئیں جن سے عوامی رائے تقسیم ہو جائے اور رجعت پسندوں کو ایسا نقاب نہ مل جائے جس کو اوڑھ کر وہ ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیں جو حقیقت میں ان کے کیمپ سے نہیں بلکہ انقلاب سے تعلق رکھتے ہیں۔

مَیں نے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے ایک بھائی سے گفتگو کے دوران اس سے کیوبا میں امریکی اڈوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ مَیں نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا کیوبن مستقبل قریب میں ان سے چھٹکارا پانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں؟

کیوبن حکومت لچک داری کو جتنی اہمیت دے رہی ہے اور جتنی احتیاط سے کام لے رہی ہے، وہ ہمارے لیے ایک مثال ہے۔ بلاشبہ ہمیں کیوبن حکومت کی انقلابی فطرت پر کوئی شک نہیں ہے۔

ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کیوبن حکومت نے انقلابی کاز کی بہتری کے لیے یہ طرزِ عمل اپنایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کیوبن حکومت کی انقلابی لچک داری کی پالیسی بہت اہم اور درست پالیسی ہے۔ واضح ہو کہ کیوبن نظام کی اس تعریف سے میری بعثی اور عراق شناخت پر کوئی زک نہیں پڑتی۔

ہم دنیا کے اس خطے میں اپنا تجربہ کرنا چاہتے ہیں، جو کہ نہ تو کیوبا کی نقل ہے اور نہ کسی

Marfat.com

دوسرے ملک کی لیکن ہم کیوبن یا کسی بھی دوسرے انقلابی اور سوشلسٹ تجربے سے سبق ضرور سیکھیں گے۔اس کے ساتھ ہی ہم دنیا کو اپنا تجربہ بھی مہیا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ دوسرے لوگ بھی ہم سے سبق سیکھیں۔ہم اپنے ذہنوں کو کشادہ رکھیں گے اور جہاں ضروری ہوگا دوسروں کے تجربوں سے سبق سیکھنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ کیوبا کی سرزمین پر امریکی اڈا موجود ہونے کے باوجود ہم کیوبن نظام کا جائزہ لے رہے ہیں۔اگر ایسا ہی اڈا عراق میں ہوتا تو ہمیں توقع ہے کہ ہماری پارٹی اور ہمارے عوام ویسی لچک داری سے کام نہیں لیتے جس سے کیوبن حکومت نے کام لیا اور اب تک لے رہی ہے۔حالانکہ ہمارے خیال کے مطابق دونوں ملکوں کے حالات ایک سے ہیں۔شاید ہماری پارٹی اور ہمارے عوام انقلابی عمل میں لچک داری کو دی جانے والی اہمیت پر غور کرنا ناممکن پاتے ہیں حالانکہ سیاسی عمل کی نصابی کتابوں اور انقلابی لٹریچر میں یہی لکھا ہے اور معروضی تجزیے سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔الٹا وہ ہم سے یہ کہتے ''جب تک ہماری سرزمین پر کوئی غیرملکی اڈا ہے ہم اپنے آپ کو سیاسی،معاشی یا دوسرے پہلوؤں سے آزاد تصور نہیں کرتے۔''

معاشرے میں عورتوں کی حیثیت کو بہتر بنانے کے حوالے سے تیار کیے گئے ورکنگ پیپر میں قانونی اقدامات کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن ہم نے مذکورہ بالا رکاوٹوں کا پیشگی اندازہ کرتے ہوئے انہیں ورکنگ پیپر سے نکال دیا ہے۔ہم نے انہیں تذبذب کے عالم میں یا معاشرے میں عورتوں کے درست کردار کی اہمیت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نہیں نکالا۔ہم نے نئے معاشرے میں عورتوں کی مردوں کے مساوی اور متوازن حیثیت پر اپنے کامل یقین کو برقرار رکھتے ہوئے مذکورہ اقدام اٹھایا ہے۔

Marfat.com

انقلاب کی باقاعدہ منصوبہ بند پیش رفت

مجھے امید ہے کہ یہ کانگریس ان بنیادی تصورات کو تشکیل دینے میں اپنا کردار ادا کرے گی جن کا اثر نہ صرف جنرل فیڈریشن آف عراقی ویمن کے عمل پر بلکہ مجموعی طور پر اس معاشرے اور اس کے فاتح انقلاب کی پیش رفت پر پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرے کے کسی ایک شعبے کی انقلابی ترقی معاشرے کی ترقی کے لیے بنائے گئے بنیادی منصوبوں کے عمومی رجحان اور تصورات کے دائرے میں رہتی ہے اس کی عکاسی دوسرے شعبوں سے بھی ہوتی ہے۔

''جدوجہد کرنے والی/والا'' *(Struggler)* کا خطاب ملنا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کسی معاشرے اور سماجی ترقی کے کسی بھی مرحلے میں کوئی شخص اپنے آپ کو خود ہی ''جدوجہد کرنے والی/والا'' کا خطاب نہیں دے سکتا۔ چنانچہ اگر یہ خطاب کسی فرد، اور جن سیاسی تحریکوں اور پارٹیوں سے اس کا تعلق ہے، ان کی قدر و قیمت کا تعین کرنے میں ایک اخلاقی اہمیت رکھتا ہے تو اسے محنت سے حاصل کرنا پڑے گا۔ ''جدوجہد کرنے والی/والا'' کا خطاب کوئی معمولی خطاب نہیں ہے، اس کے حامل فرد کو غیر معمولی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑتا ہے۔

دو سال پہلے مَیں نے یوگوسلاویہ کا دورہ کیا تھا۔ وہاں میں نے بلغراد کے باہر ایک پہاڑی پر گمنام مجاہد کا مجسمہ دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ اس جگہ کا انتخاب محض اتفاقاً نہیں کرلیا گیا تھا بلکہ شہیدوں کی قبروں کو ارادتاً ان لوگوں کی قبروں سے اوپر بنایا گیا تھا جو عام موت مر گئے تھے۔ وہ شہید جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا، اس لائق تھے کہ مرنے کے بعد ان کے ساتھ عام زندگی گزارنے اور عام موت مرنے والے لوگوں سے مختلف سلوک کیا جائے۔ مَیں یہ بات دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ جنرل فیڈریشن آف عراقی ویمن نے جو ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں ان میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خاندان کو ہمارے معاشرے کا زندہ مرکز بنا دیں۔ ہمیں عورتوں کو اپنے معاشرے کی ترقی کے لیے ہر شعبے میں آگے لانا ہے۔ ہم جس چیز کو حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں اگر وہ آسانی سے حاصل ہو جائے تو ہم ''جدوجہد کرنے والی/والا'' نہیں کہلا سکتے۔ سوویت یونین کی

Marfat.com

موجودہ نسل کو جدوجہد کرنے والی نسل نہیں کہا جا سکتا۔ اس سے پہلے والی نسل کو جدوجہد کرنے والی نسل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس نسل نے موجودہ نسل کے لیے قربانیاں دی تھیں۔ بلاشبہ یہ نسل بھی اپنی باری آنے پر آئندہ نسلوں کے لیے قربانیاں دے گی لیکن وہ قربانیاں گزشتہ نسل کے مضبوط ارادوں کے طفیل جنم لینے والے عمومی رجحان کا حصہ ہوں گی۔

ہمارے معاشرے کے جدوجہد کرنے والے، خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، بعثی ہوں یا غیر بعثی، اس نسل کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں جن سے قربانی دینے کا تقاضا کیا گیا ہے تاکہ عرب بعث پارٹی کے برپا کردہ انقلاب کے اصولی مقاصد کے مطابق معاشرے کی آئندہ ترقی کی بنیاد رکھی جائے۔ جہاں تک ممکن ہوگا عورتوں کو کام کرنے اور سماجی تعمیر کے زیادہ مواقع مہیا کیے جائیں گے، لیکن فی الحال ہمیں دستیاب مواقع کے مطابق ہی کام کرنا ہوگا۔ ہمیں ان مواقع کو سب سے زیادہ موزوں شکل میں مہیا کرنا ہوگا۔ درست توازن کا ایک اصول یہ ہے کہ ہم ہر معاملے میں عورتوں سے بہترین کارکردگی کا حصول ضروری نہ سمجھیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں عورتوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے تمام ضروری چیزیں مہیا کرنی ہوں گی۔

عراقی عورتوں کے ذہن میں ایک سنجیدہ سوال ابھرتا ہوگا۔ یہ سوال ہوسکتا ہے ان کے کام کے دوران ابھرا ہو اور بحث و مباحثے کا باعث بنا ہو اور انہوں نے انقلاب کے اصولوں اور نئے معاشرے کو تشکیل دینے کی اپنی استعداد پر یقین رکھتے ہوئے اس پر غور کیا ہو۔ وہ سوال یہ ہے: انقلاب کس طرح عوام کو تیل پر قائم اجارہ داریوں اور جاگیرداری کے غلبے اور استحصال سے نکال سکتا ہے، دوسرے شعبوں کی سرمایہ داری پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے، جنہوں نے نفع خوری کے لیے سرمایہ کاری کی ہوئی ہے، پان عرب (Pan Arab) جدوجہد کو تقسیم کر دینے والے رجحانات اور تصورات کو کس طرح مٹایا جا سکتا ہے؟ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ تیل کی صنعت کو قومیا کر سامراجی مفادات کو شکست کس طرح دی جا سکتی ہے؟ وہ سوچتی ہوں گی کہ اگر انقلاب نے مذکورہ بالا سارے سوالوں کے جواب دے دیے ہیں تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کی قانونی حیثیت کے حوالے سے کچھ نہیں کیا جا رہا ہے؟ یقیناً یہ سوال آپ میں سے چند عورتوں کے ذہنوں میں ابھرا ہوگا۔

انقلاب نے ان مسائل کو ہر طرح سے حل کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ ایسا کرتے

Marfat.com

ہوئے وہ صرف استحصال کرنے والوں کی حمایت سے محروم ہو سکتا تھا جبکہ بدلے میں سارے عوام کی حمایت اسے حاصل ہو سکتی تھی۔ تاہم جب انقلاب عورتوں کی مساوات اور اس کے تاریخی تناظر کے حوالے سے متوازن رجحانات کے بغیر بعض قانونی معاملات چھیڑے گا تو یقینی امر ہے کہ وہ لوگوں کی بڑی تعداد کی حمایت سے محروم ہو جائے گا۔ اس توضیح سے ایک اور سوال ابھرتا ہے، اور وہ یہ ہے: کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ انقلاب سماجی اعتبار سے پس ماندہ عناصر کی مخالفانہ ذہنیت کی وجہ سے قانونی مسئلوں سے نمٹنے اور عورتوں کی تاریخی حیثیت کا تعین کرتے ہوئے موجودہ حدود میں ہی رہے گا یا پھر انقلاب ریڈیکل انداز میں ان حدود سے آگے نکل جائے گا؟

عورتوں کی حیثیت بحال کرنے کے لیے اجارہ داروں اور جاگیرداروں کے خلاف اٹھائے جانے والے اقدامات جیسے اقدامات نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم لبرل ارتقا کے غیر ترقی پسندانہ نظریے پر عمل کر رہے ہیں۔ انقلاب معاشرے سے ہم آہنگی رکھنے والے اور متوازن اقدامات ضرور اٹھائے گا۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کی آزادی معاشرے کی آزادی سے متوازن ہونی چاہیے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ عورتیں اس وقت تک اپنے بندھنوں میں بندھی رہیں گی جب تک کہ سارا معاشرہ تمام اوہام اور پس ماندہ سوچ اور روایات سے نجات نہیں پالیتا۔ جب ہم توازن کی بات کرتے ہیں تو ہم عورتوں کی آزادی اور مردوں سے ان کی برابری کے معاملے کی اہمیت اور اس کے لیے غیر معمولی اقدامات اٹھائے جانے کے تقاضوں سے صرفِ نظر نہیں کرتے۔ توازن اور مساوات میں فرق ہوتا ہے۔ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورے معاشرے کو جن طریقوں سے آزادی دلائی گئی ہے عورتوں کی آزادی کے لیے انہی طریقوں کو استعمال کیا جائے۔ ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ عورتوں کی آزادی میں توازن کا اصول ضرور پیشِ نظر رکھا جائے یعنی جب انقلاب عورتوں کو آزادی دے تو ہمارے معاشرے کی ترقی کے درجے اور سطح کو ضرور پیشِ نظر رکھے۔

لوگوں کو چاہیے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ عورتوں کے حقوق کے مسئلے کو اس طرح حل کیا جا سکتا ہے جس طرح زرعی اصلاحات یا بینکوں کو قومیانے جیسے مسائل کو حل کیا گیا تھا۔ لوگوں کو چاہیے کہ عورتوں کو آزادی دینے کے مسئلے کو ویسی ہی اہمیت دیں جیسی اساتذہ کی یونین کو دی گئی تھی۔ عورتوں

Marfat.com

کی آزادی کا ہمارا تصور اور اس کے لیے ہماری فکر کو ان معاملات سے مختلف ہونا چاہیے اور اسے ان پر فوقیت ہونی چاہیے لیکن ساتھ ہی اس کو ان سے منسلک رکھنا بھی ضروری ہے۔ معاشرے کے مختلف شعبوں کی ترقی کا جائزہ ضرور لیا جانا چاہیے تاکہ ہم دباؤ کے تناسب کو جان سکیں جس کو ان میں سے ہر شعبہ جذب کر سکتا ہے۔ اس طرح ہم اپنے حامیوں کے ایک حصے کو غیر ضروری طور پر کھونے اور اس کے علم کی کمی اور ہمارے اقدامات کی اہمیت اور منصفانہ نوعیت سے اس کی ناواقفیت کی بناء پر اس کے انقلاب دشمنوں میں شامل ہونے سے بچ سکتے ہیں۔

عورتوں اور معاشرے کی تعمیر میں عورتوں کی تاریخی حیثیت سے متعلق قانونی مسئلوں پر غور کرتے ہوئے اگر ہمیں پتہ چلے کہ بعض فارمولوں کی وجہ سے ہم اپنے معاشرے کے ایک اہم حصے سے محروم ہو جائیں گے تو ہمیں انہیں بالکل استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ بایں ہمہ اس کے ساتھ ہی ہمیں دو یا تین سال کے بعد اپنے ذرائع اور طریقے اختراع کرنے چاہئیں جو اس نقصان کو گھٹا دیں اور اس طرح تبدیلی کا عمل آگے بڑھ سکے۔ پرانے ضابطوں کی جگہ نئے ضابطے بنائے جانے چاہئیں اور قانون سازی کو آسان بنایا جانا چاہیے۔

قانونی حقوق اور سماجی ضابطوں کے ذریعے عورتوں کی معاشی حیثیت کو مضبوط بنانا آزادی کے عمل کا حصہ ہے۔ ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کے رواج (Polygamy) کو ختم کرنا بھی اس عمل کا حصہ ہے۔ طلاق کو محدود کرنے کے لیے بھی اضافی پابندیاں اور وسیع اور سخت ضابطے نافذ کیے جانا بھی اسی عمل کا حصہ ہے۔ تعلیم کا پھیلاؤ اور مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں مواقع کی فراہمی بھی اسی سمت میں ایک اور قدم ہے۔ عورتوں کی آزادی کے لیے سب سے زیادہ اہم اقدام یہ ہے کہ انہیں معاشرے کی تعمیر نو میں عملاً شامل کیا جائے۔ ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس ملک میں ہونے والے تجربے کا تعلق صرف عراق سے نہیں ہے، اس کا تعلق پوری عرب قوم سے ہے۔ بلاشبہ ہمیں اُمید ہے کہ اس کے اثرات ہمارے وطن عرب سے باہر بھی پڑیں گے۔ اگرچہ عراق کے اندر ہمارے عوام ہمارے اقدامات کو پوری طرح سمجھتے ہیں تاہم کسی بھی فیصلے یا پروگرام کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں سرحد پار بسنے والے عرب عوام کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، جو کہ انہیں اپنا سکتے ہیں۔ اس شعبے میں دوسرے ملکوں کے تجربات کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں دو نکات کو ضرور ذہن میں رکھنا ہوگا۔ اول، ہماری فکر اور نظریہ

Marfat.com

عمل کے اپنے امتیازی خواص ہیں، جنھوں نے دوسرے لوگوں کے تجربات اور ایسے سماجی مسئلوں کو حل کرنے کے ان کے طریقوں کی نقل کرنے کو ناممکن بنادیا ہے۔

دوم، ہمیں کسی مثال کے مطابق عمل کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ نظام کتنے عرصے سے قائم ہے، اس کے حالات اور اس کے اجزا کیا ہیں۔ ترقیاتی عمل پر غور کرتے ہوئے ہماری جیسی آٹھ سالہ پُرانی اور ہم سے زیادہ برس پُرانی حکومتوں میں ایک حقیقی فرق ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر جب عورتوں کے موجودہ حقوق اور حیثیت کا سوال زیرِ غور ہو تو ہمیں اپنے آپ سے یہ پوچھنا چاہیے کہ ان کے انقلاب کے فوری بعد بلغاروی عورتوں کی صورتِ حال کیسی تھی۔ اسی طرح ہمیں انقلاب سے پہلے کی عورتوں کی صورتِ حال اور ان کے کردار کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ ہم جان سکیں کہ انقلاب نے انہیں اصولی اور عملی سطح پر کتنی ترقی دی ہے۔ اس سے ہمیں کیفیتی (Qualitative) سطح پر یہ جاننے میں مدد ملے گی کہ ہم انقلاب سے پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں۔ ہمیں یہ ضرور جاننا چاہیے کہ بلغاریہ اور دوسرے ملکوں نے اپنے اپنے انقلاب برپا ہونے کے بعد کس درجے تک ترقی کی ہے۔ جب عراق میں برپا ہونے والے انقلاب کے حوالے سے سوچا جائے تو یہ بات بھی ضرور یاد رکھی جائے کہ یہ پوری عرب قوم کے لیے ہے اور تیسری دنیا کا ایک انقلاب ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اس کی روشنی ہمارے وطن عرب کی سرحدوں سے باہر بھی پھیلے گی۔

ایسے جائزے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے اقدامات، جو عورتوں کو تاریخی حیثیت دیں گے، سارے عرب میں پھیلی پوری عرب قوم یا تیسری دنیا کے عوام پر منحصر ہیں۔

عورتوں کے تاریخی کردار اور قانونی ڈھانچے اور مسلمہ ضابطوں کے دائرے میں رہتے ہوئے اس کردار کو تشکیل دینے کے لیے ہمارے انقلاب کا رجحان انقلاب کی قوت اور خطۂ عرب اور تیسری دنیا کے ملکوں پر اس کے اثرات کا حصہ ہے۔ پارٹی کی آٹھویں علاقائی کانگریس کی سیاسی رپورٹ میں ہمارے معاشرے کے بعض خاص حصوں میں موجود رواجوں کے برعکس نئے رواج عام کرنے پر بحث کی گئی ہے۔ اس مرحلے پر بنیادی تعلیم ایک نئے رواج کو جنم دے گی جو کہ لوگوں کی اکثریت کو ان افعال و اعمال کی مذمت کرنے کی طرف لے جائے گا، جن افعال و اعمال کی

Marfat.com

مذمت آپ کرتے ہیں۔ عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی چاہیے کہ عورت مخالف اقدامات اور تصورات کی بھرپور مذمت کریں۔ صحیح طرزِ عمل اور سوچ کا سیاسی اور فلسفیانہ ڈھانچہ پارٹی کے بنیادی اصولوں اور عراق میں پارٹی کی آٹھویں علاقائی کانگریس کی سیاسی رپورٹ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

سوویت یونین میں انقلاب برپا ہوئے لگ بھگ 59 سال گزر چکے ہیں۔ اگر آپ کمیونسٹ پارٹی کی پولٹ بیورو کی ساخت کا جائزہ لیں تو آپ کو اس کے اراکین میں کوئی ایک عورت بھی نہیں ملے گی۔ اگر آپ اس پارٹی کی سینٹرل کمیٹی اور ریاست کے اہم اداروں کا جائزہ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ دوسرے شعبوں کی طرح اس شعبے کے حوالے سے بھی اصولوں کا عملی اطلاق نظریاتی تعلیمات اور بنیادوں سے بہت مختلف ہے۔

جب مَیں اپنے تجربے کے سوا کسی دوسرے تجربے کے حوالے سے بات کرتا ہوں تو اس کا یہ مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہمیں اس کو مثال بنا کر اس کی پیروی کرنی چاہیے یا یہ کہ ہمیں سوویت یونین کی سطح تک پہنچنے کے لیے 59 سال انتظار کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سوویت عوام کے اپنے نظریات ہیں اور ہمارے اپنے، ان کا اپنا طریقۂ عمل ہے اور ہمارا اپنا۔ اس کے باوجود ہمیں دنیا کے انقلابی تجربوں کے دوران اٹھائے جانے والے عملی اقدامات کا مطالبہ بھی کرنا ہوگا تا کہ ہم ان کے اوران کے اطلاق میں لچک داری کے درست استعمال کی اہمیت کے حوالے سے رائے قائم کر سکیں۔ میں نے محنت کشوں اور پارٹی کے بیوروز آف لیبر کے نمائندوں سے ماضی میں ہونے والی ایک ملاقات میں کہا تھا کہ محنت کشوں سمیت پورے عراقی معاشرے پر ناانصافی کا راج رہا ہے جس میں تمام سابقہ حکومتوں کا حصہ ہے۔ یہ توقع مت کرو کہ ناانصافی یک دم مٹ جائے گی۔ تاہم انقلابی فیصلوں اور اقدامات کے ریکارڈ سے مسلسل عیاں ہونا چاہیے کہ متواتر اقدامات اور ضابطوں کے ذریعے ناانصافی ہر روز کم ہو رہی ہے۔ انقلابی پیش رفت کو جانچنے کا بنیادی معیار یہ ہے کہ دیکھا جائے وہ ہمارے بیان کردہ اصولوں اور ہمارے معاشرے کے امکانات، اس کی بصیرت اور لچک داری سے ہم آہنگ ہے یا نہیں۔ اگر انقلابی پیش رفت اصولوں اور عوام کی برداشت کی استعداد کے مطابق ہے تو پھر ہماری پیش رفت درست ہوگی۔

حقوق اِسی حد تک دیئے جاتے ہیں جتنا کہ لوگوں میں ان کے موزوں استعمال کی

Marfat.com

استعداد ہوتی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ان حقوق کے اطلاق کے لیے زیادہ باشعور طبقوں کو دوسرے لوگوں پر فوقیت دی جائے اور ان کے کردار کو زیادہ نمایاں کیا جائے۔

آپ کی قیادت میں آنے والے انقلاب نے عورتوں کو آزادی دلانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ مَیں یہ بات پروپیگنڈا کے لیے نہیں کہتا، نہ ہی میرا مقصد آپ کو صرف نفسیاتی دلاسا دینا ہے۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ اس یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے فلسفے سے ہم آہنگ ہے۔

مَیں نے جس مرحلے کا ابھی ذکر کیا ہے، کہ جس میں مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے ہمارے اقدامات میں لچک داری ضروری ہوتی ہے، زیادہ لمبا نہیں ہوگا۔ عورتیں بہت جلد مکمل قانونی حقوق حاصل کر لیں گی۔

بعث پارٹی کی قیادت میں اتحاد، آزادی اور سوشلزم والے نئے معاشرے کی تعمیر کے منصوبے کے مطابق عورتوں کو ان کا تاریخی مقام جلد حاصل ہوگا۔

Marfat.com

مستحکم انقلاب کے تقاضے

یہاں مَیں بحث کا آغاز داخلی نقص سے کروں گا۔اس سے قطع نظر کہ ہم انقلاب کو ناکام بنانے اور عربوں اور خطے کے لوگوں کے خلاف خارجی سازشوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں، ہماری سدمتی کا انحصار داخلی استحکام پر ہے۔ہم خطرات کا اندازہ لگانے میں کتنے ہی محتاط کیوں نہ ہوں جب تک ہم داخلی طور پر مستحکم نہیں ہوں گے، ہم نہ تو انقلاب کے مکمل تحفظ کے قابل ہوں گے اور نہ ہی ہم پی پی این ایف (PPNF) کو تمام بیرونی اور اندرونی خطرات سے آزاد کر سکیں گے۔

بعث پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی بعض اوقات ایک دوسرے پر کڑی تنقید کرتی ہیں۔بعث پارٹی نے براہِ راست یا بالواسطہ کمیونسٹوں کو نشانۂ تنقید بنایا اور کمیونسٹوں نے بھی ایسا ہی کیا۔تاہم انہوں نے اپنا تنقیدی جائزہ نہیں لیا جو کہ میرے خیال میں کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔خیر انقلاب کی اپنے مقاصد کی طرف سماجی پیش رفت کے دوران اس مسئلے کو حل کر لیا جائے گا اور ہم اپنے آپ کو درست مقام پر رکھ سکیں گے۔

میرا خیال ہے کہ غلطی بعثیوں کی ہے لیکن کمیونسٹوں نے ان سے بھی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ہمیں یہ بات واضح طور پر کرنی چاہیے۔(مَیں ایسا اس لیے نہیں کہہ رہا ہے کہ مَیں خود بعثی ہوں بلکہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس پر گہرا یقین ہے۔) غلطی اس وقت رونما ہوتی ہے جب کوئی ایک کمیونسٹ ساتھی اپنے نظریاتی نقطۂ نظر سے اس بات پر یقین کر بیٹھتا ہے کہ وہ اکیلا ہی مکمل اور مطلق سچ کو عمل میں لا سکتا ہے۔اس سوچ کے تحت وہ دوسروں سے اپنی پیروی کا مطالبہ کرتا ہے۔اس طرح اس کے سارے اعمال و اقدامات اسی یقین کے تحت صادر ہوتے ہیں۔آزادی کا ایسا غلط خیال برقرار رہے تو اس سے فرنٹ کو اپنے تزویراتی افق پر پہنچنے میں کوئی مدد نہیں ملے گی۔

مَیں یہ بات مکمل ذمہ داری اور تمام محبِ وطن رجحانات کے لیے فکر و تشویش کے احساس کے ساتھ کر رہا ہوں۔ساتھیو مل جل کر عمل کرنے کی روح اور خواہش کا موجود ہونا ہی مل

Marfat.com

جل کر عمل کرنے کی اساس ہے۔ تاہم اگر خواہش مستحکم بنیادوں کے بغیر ہو تو ناکامی مقدر ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمیں نفسیاتی فضا تخلیق کرنی ہوگی جو کہ مل جل کر عمل کرنے کو بنیادی ضرورت بنا دے۔ یاد رہے کہ مل جل کر عمل کرنا کسی صورت نظریاتی آزادی سے غیر موافق نہیں ہوتا۔

کوئی شخص کرد ڈیموکریٹک پارٹی (KDP) کا رکن اس وقت تک نہیں بنے گا جب تک کہ وہ اس کی کوششوں کی صداقت کا قائل نہ ہو۔ یہی بات بعثیوں اور کمیونسٹوں پر صادق آتی ہے۔ تاہم ہمیں ان حقیقتوں کی بنیادوں پر غور کرنا چاہیے۔ جو ہمیں مل جل کر عمل کرنے پر آمادہ کریں اور حقائق کو ہمارے سامنے لائیں۔ سب سے اہم حقیقت یہ ہے کہ ہم انقلاب کو سب سے بڑی صداقت تسلیم کریں۔ انقلاب ایک ایسی چھت ہے جس کے نیچے ہم سب دوستانہ انداز میں مباحثہ کر سکتے ہیں۔ ہمارا آپس میں تعلق اور انقلاب کے ساتھ تعلق تصورات کے باہمی تبادلے کا تعلق ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نظریاتی آزادی مل جل کر ایسا عمل کرنے کی راہ نہیں روکتی جس کا مقصد نظریے کو ایک نئے تناظر میں دیکھنا ہو۔ نئے تناظر کا مقصد معاشرے کی حقیقتوں اور نئی صورتِ حال کو قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ اگر ہم اس انداز سے فرنٹ کو تشکیل دیں گے تو اختلاف کی راہیں بہت کم ہو جائیں گی بلکہ ہمارے درمیان نظریاتی اتفاق پیدا ہوگا۔

ہم میں سے ہر ایک کو لوگوں کے ساتھ اپنے تعلق میں استاد بھی ہونا چاہیے اور شاگرد بھی۔ اس سے کچھ لو اور کچھ دو کا عمل شروع ہوگا نیز صداقت تک پہنچنے کے لیے مل جل کر عمل کرنے کا آغاز ہوگا۔ اس کے علاوہ اس سے مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے مشترک محنت کرنے کا احساس پیدا ہوگا۔ اس طرح مل جل کر عمل کرنے سے فرنٹ کے اندر ہمارے تعلقات نفاق کے خطرے سے محفوظ رہیں گے اور ہم ایک مشترک مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں گے۔

ہم سب اس بات سے متفق ہیں کہ نظریہ حقیقت کی روشنی میں تشکیل دیا جاتا ہے۔ تو پھر ایسا کیوں ہے کہ آپ میں سے بعض افراد صرف استاد بنے رہنا چاہتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ مل جل کر عمل نہیں کرنا چاہتے؟ ہم سب کو بیک وقت استاد کا کردار بھی ادا کرنا چاہیے اور شاگرد کا بھی۔

اس کلیدی وصف کی عدم موجودگی میں مل جل کر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر یہ وصف نہیں ہوگا تو نہ ہی بعثی تنازعے سے باز رہیں گے اور نہ ہی کمیونسٹ (واضح رہے کہ کمیونسٹوں کے اقدامات سے ہی بعثیوں کو ناانصافی کرنے کی تحریک ملتی ہے۔)

Marfat.com

دیگر محبِ وطن دوستوں کی صورتِ حال بھی یہی ہے۔ پس حقوق اور فرائض میں توازن ہونا چاہیے۔ جو فرد چاہتا ہے کہ اسے تنقید کا حق ملے اسے چاہیے کہ اپنی روزمرہ کارکردگی کو غیر معمولی سطح پر لے جائے۔ بصورتِ دیگر اسے یہ حق نہیں ملے گا اور اسے دوسرے ساتھیوں کی تنقید کا نشانہ بننا پڑے گا۔

نظریاتی آزادی کے ساتھ ساتھ انقلاب سے وابستگی بھی ضروری ہے۔ انقلاب سے وابستگی نظریاتی آزادی کو سلب نہیں کرتی۔ کمیونسٹ ساتھیو! دنیا میں کئی ملکوں میں یہ تجربے ہوئے ہیں کہ کمیونسٹ پارٹیوں نے اپنے اپنے ملک کی قومی صورتِ حال کے مطابق اپنے عمل میں لچک داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر کیوبا میں کمیونسٹ پارٹی نے کاسترو کے انقلاب سے تعاون کیا۔ یہ تعاون اتنا بڑھا کہ آخر کاسترو کمیونسٹ پارٹی کا سربراہ بن گیا۔ مشرقی یورپ میں تو ایسی کمیونسٹ پارٹیاں ہیں جن کے نام بھی کمیونسٹ پارٹی نہیں ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے کہ ہمارے ملک میں نظریاتی آزادی کو ایسے مفہوم و معنی دیے جا رہے ہیں کہ جو آپ کو باہمی تعاون سے روک رہے ہیں۔

ایک ہمہ گیر نقطۂ نظر اپنانا بہت ضروری ہے۔ ہم سب کو خامیوں کی نشان دہی ضرور کرنی چاہیے لیکن یہ تنقید ایسی نہ ہو کہ انقلاب کی مخالفت بن جائے۔ ہمیں ہر صورت میں باہمی تعاون کرتے رہنا ہوگا۔

کمیونسٹ، بعث پارٹی سے مختلف نظریاتی مؤقف کے حامل ہیں۔ یہی بات کرد ڈیموکریٹک پارٹی اور دیگر پر صادق آتی ہے۔ یہ ساری پارٹیاں اپنے اپنے مفادات کو آزادانہ طور پر حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ صورتِ حال قابلِ قبول ہے؟ کیا اس سے اختلاف بڑھتے چلے جانے کا امکان نہیں ہے؟ میرے خیال میں ہمیں باہمی اعتماد کی بنیاد پر مل جل کر عمل کرنا ہوگا۔ صرف اس صورت میں انقلاب آگے بڑھ سکے گا۔

Marfat.com

ہمیں سب کو مل کر انقلاب کو آگے بڑھانا چاہیے

ایک ٹھوس نظریاتی اور سیاسی پروگرام ہمارا مقصد ہونا چاہیے جس کی بنیاد منطقی تجزیوں پر رکھی گئی ہو، جو کہ نہ تو نیشنل ایکشن چارٹر سے متصادم ہوں اور نہ ہی انقلاب کے بنیادی اصولوں سے۔ تنقید کی جائے لیکن درست تناظر میں۔ گلیوں میں تنقید کرنے کی بجائے فرنٹ کی کمیٹیوں میں تنقید کرنا زیادہ مناسب طرزِ عمل ہے۔

اگر ہم لوگوں کو محاذ کی کمیٹیوں اور جلسوں میں اور قیادت کے سامنے تنقید سے روکیں گے تو اس سے قومی تعمیر کا عمل اور جدوجہد متاثر ہوگی۔ اگر فرنٹ کی کمیٹیوں کے اجلاس نہیں ہوں گے تو ہمیں باہمی تعاون کی اہمیت کا کس طرح علم ہوگا؟ بے تکلفی کی عدم موجودگی میں حقیقی تعاون کس طرح ممکن ہے؟ بعض بعثی دوسرے گروپوں کے سامنے جانے اور کمیٹیوں کے اجلاسوں میں شرکت کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں؟ کیا وہ دوسروں کی تنقید کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں؟ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دوسرے گروپوں کی تنقید منطقی نہیں ہوگی یا غلط ہوگی تو آپ کو ان کا سامنا کرنے میں کسی شرمندگی سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔

فرنٹ کی کمیٹیوں کے اجلاس باقاعدگی سے ہونے چاہئیں۔ اس سے اراکین کو تعاون کے زیادہ مواقع میسر ہوں گے۔ اراکین کو چاہیے کہ جس کا مؤقف درست ہو، اسے اپنا لیا جائے۔

بعض گروپ ریاستی ڈھانچے میں زیادہ اختیارات اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ صورتِ حال درست نہیں ہے۔ پوری دنیا میں ایسا ہوتا ہے، خواہ حکومت سوشلسٹ ہو خواہ سرمایہ دارانہ، کہ بعض خاص گروپ سیاسی قیادت کو غیر معمولی صورتِ حال سے دوچار کر دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض گروپ غیر ارادتاً ایسا کرتے ہیں۔ ایسے گروپ غیر معمولی سیاسی اختیارات حاصل کرنے کے لیے ایسی صورتِ حال کو جنم دینے پر نفسیاتی طور پر مجبور ہوتے ہیں۔ تاہم اگر ہم تعلیم اور باہمی تعاون پر توجہ دیں تو بُرے یا ناخواندہ عناصر کو کسی بھی مسئلے پر غیر معمولی صورتِ حال کو جنم دینے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اگر آپ افواہوں کا خاتمہ چاہتے ہیں تو خود افواہیں پھیلانے سے باز رہیں۔ اس طرح آپ دیکھیں گے کہ افواہیں مختصر سے عرصے میں بہت کم ہو جائیں گی۔ اس کے بعد آپ باقی ماندہ افواہوں کو ختم کرنے کا منصوبہ بنا سکتے ہیں۔

ہم اس بات کو عملی جامہ کیسے پہنا سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں با قاعدہ اجلاسوں اور سیاسی فیصلوں اور اقدامات کے تجزیے کے ذریعے باہمی تعاون بڑھانا چاہیے۔ یاد رکھیے شفافیت شر کو اسی طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح شمع اندھیرے کو۔

اگر کوئی بعثی کسی معاملے پر دیگر پارٹیوں کے اراکین کو درست معلومات فراہم نہیں کرے گا تو یہ لازم ہے کہ وہ لوگ افواہوں پر کان دھرنے لگیں گے۔ سوال یہ ہے کہ انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹ؟ ایسا کیوں ہے کہ بعثی فرنٹ کے اجلاسوں میں با قاعدگی سے شرکت کر کے دیگر پارٹیوں کے اراکین کو حقائق سے آگاہ نہیں کرتے؟

آپ انہیں کہہ سکتے ہیں، ''کوئی بات واضح طور پر ہم سے معلوم کرنے کے بعد ہی باہر جا کر کیا کرو۔'' ساتھیو آپ ہی افواہوں کا سدِّ باب کر سکتے ہیں۔ انقلاب کے خلاف افواہیں پھیلانے والوں کا قلع قمع آپ ہی کر سکتے ہیں۔ جب آپ حقائق کو عام کریں گے تب ہی جھوٹ پھیلانے والوں پر تنقید کر سکیں گے۔

ساتھیو! آپ کو یاد ہوگا جب ہم باغیوں کی حیثیت سے پہاڑوں میں چھپے ہوئے تھے اور ریاستی فوج مضبوط پوزیشنوں میں تھی، مَیں اس وقت بھی کہا کرتا تھا کہ مستقبل پر اعتماد رکھو۔ ہو سکتا ہے اس وقت آپ میں سے چند ساتھی سوچا کرتے ہوں کہ ''کامریڈ صدام بڑے مغالطے میں ہیں۔'' تاہم جہاں تک میرا تعلق ہے تو میری خود اعتمادی عوام پر گہرے یقین اور محتاط انقلابی تجزیوں کا نتیجہ تھی۔ ہم انہی تجزیوں کی بنیاد پر لوگوں کو بتا سکتے تھے کہ ہم جیتیں گے یا ہاریں گے۔

ہو سکتا ہے بعض کمیونسٹ ساتھی یہ سوچتے ہوں ''یہ آسودہ حال لوگ فتح کے قابل کہاں جبکہ ایک سوشلسٹ کمیونٹی کو تشکیل دینے والی انقلابی پارٹی کی بنیادی شرائط ہی پوری نہیں ہوئیں۔ یہ لوگ ردِ انقلابی قوتوں پر کس طرح غلبہ پائیں گے؟ یہ خود فریبی کا شکار ہیں۔''

مَیں اپنی تعریف نہیں کر رہا۔ ساتھیو! یقین جانو جب دو مختلف فریقوں کے سامنے بحث

Marfat.com

کے لیے موضوعات رکھے جاتے ہیں تو ہم پورے اعتماد سے دوسروں کی تعریف کرتے ہیں۔ ہم نے جو فتح حاصل کی ہے وہ صرف بعث پارٹی کی فتح نہیں ہے بلکہ یہ ہم سب کی، عوام کی اور فرنٹ کی فتح ہے۔

ہمیں اپنی خامیوں پر ضرور نگاہ ڈالنی چاہیے۔ جب ہم اپنے عوام کے دل جیت لیں گے تب ہم فتح یاب ہوں گے۔ ہم پہلے بھی اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ اگر کردوں کے مسئلے کو فوجی ذریعے سے حل کیا گیا تو ہم نقصان اٹھائیں گے، خواہ پہاڑوں میں دشمن کے آخری مورچے پر بھی ہمارا قبضہ ہو جائے۔ اگر اس مسئلے کا حل درست اور اصولی اور سیاسی انداز میں ڈھونڈا گیا تو ہم جنگ جیت جائیں گے خواہ ہمارے دشمن اَن گنت ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر عراقی فوج سیاسی قیادت کے طے کردہ سیاسی اصولوں اور مقاصد کا تحفظ نہیں کرے گی تو وہ مؤثر انداز میں عمل کرنے سے قاصر رہے گی۔ ان اصولوں کی اساس ہمارے تمام عوام کے مسئلوں کے حوالے سے مشترک سوچ ہے۔ خواہ وہ کردستان میں ہوں یا بصرہ میں، یا خود ہمارے مسئلے ہوں۔ اگر اس سوچ کو نظر انداز کر دیا جائے گا تو سو دشمن ہزار ہو جائیں گے، ہزار پانچ ہزار اور پھر دس ہزار ہو جائیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خواہ مسلح بغاوت نہ بھی ہو، آپ خود اپنے آپ کو شکست دے دیں گے۔

ہم یہ بات محض پروپیگنڈے کے لیے نہیں کہہ رہے۔ ہمارا اس پر یقین ہے۔ ہم ملک کے شمالی پہاڑوں کو صرف اس لیے پسند نہیں کرتے کہ وہ عراق کا حصہ ہیں بلکہ اس لیے کہ وہاں ہمارے لوگ آباد ہیں۔ ہم اپنے لوگوں کا تحفظ کرنے کے لیے پہاڑوں کا تحفظ کرتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل یہی سوچ ہے۔ جو لوگ پہاڑوں کا تو تحفظ کرتے ہیں لیکن وہاں آباد لوگوں پر جبر و تشدد کرتے ہیں وہ فتح حاصل نہیں کر سکتے۔ جب آپ پہاڑوں کا تحفظ کر رہے ہوں تب آپ کو وہاں آباد لوگوں پر ضرور واضح کر دینا چاہیے کہ آپ بنیادی طور پر ان کا تحفظ کر رہے ہیں۔

کرد مسئلہ

کردوں کے مسئلے کے حوالے سے ہماری رائے کیا ہے؟ جب ہمارا تصادم نقصان دہ رجحانات سے ہوگا تو ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ ہم کمیونسٹ پارٹی کے اس رویے کو نہیں اپنا سکتے کہ وہ اپنے نظریات و تصورات کی مخالف قوم پرستانہ تحریک کے نقصان دہ پہلوؤں کو برداشت کر لیتی ہے۔ اگر کمیونسٹ پارٹی نے عراق میں انقلاب برپا کیا ہوتا تو جن اقدامات کو وہ انحراف قرار

Marfat.com

دے رہی ہے، اس نے انہیں خود گوارا کرلیا ہوتا۔ سوشلسٹ ملکوں کے تجربات اس کا ثبوت ہیں۔

چنانچہ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کمیونسٹ پارٹی جن خیالات کا اظہار کر رہی ہے، ان کا مقصد صرف اور صرف بعث پارٹی کی مخالفت ہے۔ وہ کسی اصولی مؤقف کا اظہار نہیں کر رہی۔ دوسری طرف جب کوئی بعثی غلطی اور اپنی قیادت کے احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ بھی انحراف کا مرتکب ہوتا ہے۔

ہمیں اس امر کو لازماً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ملک اپنی موجودہ جغرافیائی سرحدوں میں ہمیشہ رہے گا۔ اس کے سیاسی تصور میں کسی بھی تبدیلی کو پان عرب اتحاد اور مقاصد کے لیے جدوجہد سے مربوط کیا جانا چاہیے۔ ہمیں یہ بھی لازماً سمجھ لینا چاہیے کہ عوام پر یقین رکھتے ہوئے قومی مسئلے پر غور کرنا ہوگا۔

مَیں نے خود مختار علاقوں کی لیجسلیٹو کونسل سے خطاب کرتے ہوئے درجِ ذیل خیالات کا اظہار کیا تھا:

"علیٰحدگی کب مادّی اور روحانی طور پر ناممکن ہوتی ہے؟ مادی طور پر یہ اس وقت ناممکن ہوتی ہے جب اس کا راستہ روک دیا جاتا ہے اور روحانی و ذہنی طور پر اس وقت ناممکن ہوگی جب کرد اور عراقی عوام کی اکثریت علیٰحدگی کو رد کر دے۔ صرف تبھی ہمارے عوام کے اتحاد اور علاقے کی وحدت کو توڑنا ناممکن ہوگا۔ اگر ان دو عوامل کا توازن بگڑ جائے اور ایک کو دوسرے پر فوقیت دے دی جائے تو ہماری ترقی پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ چنانچہ اگر ہم میں سے کوئی یہ سوچتا ہے کہ علیٰحدگی کو صرف مادی طور پر ناممکن بنا دینا ہی عراقی عوام کے اتحاد کے لیے کافی ہوگا تو وہ یقیناً غلطی پر ہے۔ اسے ہمارے عمل اور پالیسیوں کی واحد اساس نہیں ہونا چاہیے۔

دوسری طرف اگر ہمارا خیال یہ ہے کہ اس مسئلے کو صرف عمومی سوچ کے ذریعے ہی غیر سیاسی طور پر حل کیا جا سکتا ہے تو ہم سامراج کو دعوت دیں گے کہ وہ عراقی عوام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے۔ صرف متوازن نقطۂ نظر کے تحت ہی ہم خود مختار اداروں کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان اداروں کو انقلاب کی روح کے مطابق نئے عراق کی تعمیر کے مقصد کے تحت سیاسی، سماجی اور معاشی عمل میں شریک ہونے دیں۔

طاقت کے استعمال کی یک طرفہ سوچ سامراجی سازشوں کو کامیاب بنا دے گی۔ لیکن

Marfat.com

ہم ان یوٹوپیائی تصورات کو بھی برداشت نہیں کر سکتے جو عراق کی ترقی اور خود مختاری اور قومی وحدت کے تحفظ میں طاقت کی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہیں۔

علیحدگی کی حمایت کرنے والی دشمن قوتوں کو نظریاتی اور مادی طور پر اپنے مقاصد کا حصول ناممکن پانا چاہیے .... نظریاتی ان معنوں میں کہ کردستان میں ہمارے لوگوں کو اس بات پر یقین ہے کہ ان کے تقدیر کردستان کی علاقائی سالمیت اور اپنے تمام مقاصد اور خواہشات کا مرکز و محور اسے بنانے سے مربوط ہے۔

اس مسئلے کا مادی پہلو ریاست کا قانونی، سیاسی، معاشی اور فوجی عمل ہے۔ اصولی طور پر ان دونوں عوامل میں توازن ہونا چاہیے۔ ان دونوں میں سے صرف ایک عامل کردستان خود مختار علاقے میں دشمن کی سرگرمیوں کا سدِ باب نہیں کر سکتا۔ مزید برآں جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ صرف تجریدی اصولوں کے ذریعے ہی عراق کی وحدت کا تحفظ کیا جا سکتا ہے، وہ ہمارے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سیاسی، فوجی، معاشی اور ایسے ہی دوسرے اقدامات کے بغیر مسئلے کا حل ڈھونڈنے والے بھی گمراہی کا شکار ہیں۔

معاندانہ سرگرمیوں کا تدارک انہیں ایک اصولی معاملہ مان کر اصولی بنیادوں پر اٹھائے گئے اقدامات کے ذریعے کیا جانا چاہیے۔ اس سوچ کے نتیجے میں خود مختار علاقے میں ہمارے حامیوں کو یقین ہوگا کہ بغداد کی قیادت ان سے الگ نہیں، بلکہ انہی میں سے ہے اور خود ان کی طرح ان کے فائدے اور قومی کاز کے لیے سرگرم عمل ہے۔ اس کے علاوہ چند دیگر اقدامات بھی ضروری ہیں یعنی سرحدوں پر کنٹرول، گھس بیٹھیوں کو روکنے کے لیے آبادی کو سرحدوں سے بیس میل دور لے جانا، علاقے میں فوج متعین کرنا اور پہاڑوں میں سڑکیں تعمیر کرنا وغیرہ۔''

ایک اور اہم نقطہ خود احتسابی کا موقع فراہم کرنا ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم سب کو اپنے اپنے مؤقف میں تبدیلی لانی ہے۔ مثال کے طور پر بعث پارٹی خود کو کمیونسٹ پارٹی کی جگہ رکھ کر سوچے اور کمیونسٹ پارٹی خود کو بعث پارٹی کی جگہ رکھ کر سوچے۔ آپ کو سوچنا چاہیے کہ عراق اس وقت جس سماجی، سیاسی، معاشی اور قومی صورتِ حال میں ہے یا مستقبل میں ہوگا، آپ کو کس طرح عمل کرنا ہے؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو یقینی بات ہے کہ ایک دوسرے پر تنقید میں کمی لے آئیں گے نتیجتاً باہمی تعاون میں اضافہ ہوگا۔

Marfat.com

شمالی علاقہ جات کی ہائر کمیٹی کے اجلاسوں میں شریک ممتاز ساتھیوں نے فوجی آپریشنز کے تجزیے کے دوران پوچھا: ''ہماری سب سے بڑی فتح کون سی ہے؟'' بعض نے کہا کہ ہماری سب سے بڑی فتح درّہ علی بیگ کو عبور کر لینا تھی۔ لیکن ہم نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ سب سے بڑی فتح یہ تھی کہ ہتھیار ڈالنے والے کسی مخالف فوجی کو گولی نہیں ماری گئی۔ سب سے بڑی فتح یہ تھی کہ لڑائی کے دوران کسی ایک عورت کے ساتھ بھی زنا بالجبر نہیں کیا گیا۔ ماضی کی غلطیوں کو نہیں دہرایا گیا۔ خون خرابے کے باوجود ہتھیار ڈال دینے والے فوجیوں کو فاتح فوجیوں نے اپنے ساتھ بٹھا کر وہی کھانا کھلایا جو انہوں نے خود کھایا تھا یہ ایسے تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

یہ ہے حقیقی فتح۔ عراق کی وحدت اب بھی ان کردوں کے دلوں میں اسی طرح مضبوط ہے جس طرح مسلح افواج میں شامل عربوں اور کردوں کے دلوں میں۔ جب تک اتحاد کی ذہنیت اور نفسیات برقرار ہے عظیم ترین فتح برقرار ہے۔

ہمارے سارے عوام نے فتح پائی ہے.......... انہوں نے بھی جو مخالف محاذ پر تھے۔ ہمیں اپنے عوام کے ساتھ اسی سوچ کے تحت برتاؤ کرنا چاہیے۔ مارچ 1975ء کے بعد چند لوگوں نے اس سوچ کے مطابق عمل نہیں کیا۔ وہ لوگ ضرورت سے زیادہ اعتماد میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے غلطیاں اور زیادتیاں کیں۔ ہمیں تاریخ کی خاطر اپنے آپ سے یہ ضرور پوچھنا چاہیے کہ کیا سائنسی نقطۂ نظر سے وہ غلطیاں فطری تھیں؟ جنگ جاری تھی اور بہت زیادہ ہلاکتیں ہو رہی تھیں۔ دشمن کی فتح کے امکان نے پورے انقلاب کو معرضِ خطر میں ڈال دیا تھا۔ وہ بعث پارٹی کی تاریخی صلاحیتوں کا ایک بہت بڑا امتحان تھا۔ اس تناظر میں دیکھیں تو زیادتیاں سراسر استثنائی نہیں تھیں۔ بلاشبہ ہم ان کا جواز پیش نہیں کر رہے۔ ہم ان پر سخت تنقید کر چکے ہیں اور 1975ء تک تنقید کرتے آئے ہیں۔ ہم نے رہنما ہدایات جاری کیں اور زیادتیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائیں دیں۔ مَیں یہ بات پہلی بار کہہ رہا ہوں، کہ جو غلطیاں ہوئیں وہ حالات کے تناظر میں مجھے فطری لگتی ہیں۔ مَیں نے اس سے پہلے یہ بات پارٹی لیڈروں کے سامنے بھی نہیں کی کیونکہ قائدین غلطیوں کے حوالے سے بہت زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ اور قائدین بھی جانتے ہیں کہ مَیں یہ بات پہلی بار کر رہا ہوں۔ ہم چھوٹی چھوٹی غلطیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزائیں دے چکے ہیں۔ اس کو معمول کا ایک حصہ سمجھنا چاہیے۔ لیکن ہم ایسی غلطیوں کے مستقبل میں ارتکاب کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے۔

Marfat.com

انقلاب میں عورتوں کا تاریخی کردار(1)

- عورتوں کے حقوق
- عورتوں کی سماجی حیثیت
- فوج میں عورتوں کی بھرتی

جنرل فیڈریشن آف عراقی ویمن نے عراقی عورتوں اور نئے معاشرے کی تعمیر میں ان کے کردار کے موضوع پر جو تحقیقی رپورٹ پیش کی تھی، وہ انقلابی معاشرے کی تعمیر میں حصہ لینے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے، بالخصوص اس کا وہ حصہ جس میں عورتوں کے منفی پہلوؤں پر بے تکلفانہ اور جرأت مندانہ تنقید کی گئی ہے۔ ایک اہم مثبت پہلو یہ ہے کہ مباحث میں حصہ لینے والے مردوں نے عورتوں پر اس تنقید کو نا منصفانہ قرار دیا۔ یہ کوشش نفسیاتی اور معاشرتی اعتبار سے کامیاب رہی ہے۔ ہمیں اندازہ ہے کہ اگر اس ورکنگ پیپر میں عورتوں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ان پر تنقید نہ کی گئی ہوتی تو ہمارے ملک کے بعض مرد شدید تنقید اور مخالفت کرتے۔

ورکنگ پیپر میں کی گئی تنقید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے کی تعمیر میں عورتوں کے تاریخی کردار کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ دراصل یہ معاشرے اور تخلیقی عمل میں عورتوں کے درست کردار کو لاحق خطرات سے نبرد آزما ہونے کی ایک تدبیر ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب ہم عورتوں اور معاشرے کی تعمیر میں عورتوں کے تاریخی کردار اور ان کے مردوں کے مساوی حقوق کے حوالے سے بات کریں تو اس کے لیے کون سا طریقہ موزوں ہے؟ اس معاملے کا نظری (Ideological) پہلو تو اپنی جانی پہچانی حدیں (Recognised Limitations) رکھتا ہے۔ جہاں تک عملی پہلوؤں پر بحث کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ ہم معاشرے کی تعمیر کی کوششوں اور حقوق کے حوالے سے عورتوں کو مردوں کے مساوی نہیں سمجھتے حالانکہ ہم جس معاشرے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اس کے تناظر میں اسے ہمارا ایک بنیادی

Marfat.com

اصول ہونا چاہیے۔

تاہم کیا ہم اپنے روزمرہ کاموں کے دوران اس موضوع پر بحث کر سکتے ہیں کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح کسی بھی قسم کا پیشہ اپنانے اور کوئی بھی فریضہ سرانجام دینے کی اہلیت رکھتی ہے؟ کیا یہ منطقی عمل ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ سوچ غلط ہے۔

مسئلے سے اس انداز میں نمٹنے کی بجائے ہمیں کسی دوسرے فارمولے پر غور کرنا چاہیے۔ ہمارا مقصد نظریاتی سوچ سے گریز نہیں بلکہ ہماری سوچ کے درست اطلاق میں حقیقت پسندانہ فارمولے کا استعمال ہونا چاہیے۔ چنانچہ ہمیں مساوات اور حقوق کے توازن پر زور دینا چاہیے۔ ہمیں ان تصورات کو لازماً سختی سے مسترد کرنا ہوگا جو عورتوں کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ ہم جاگیردارانہ اور قبائلی ذہنیتوں کو قبول نہیں کر سکتے۔ ہم ان تصورات کو قبول نہیں کر سکتے جو عورتوں کو سماجی اعتبار سے محتاج (Dependent) مخلوق بنا دیتے ہیں۔ ہم ان تمام تصورات اور رجحانات کو مسترد کرتے ہیں، جو عورت کے تاریخی کردار کو ثانوی یا ضمنی قرار دیتے ہیں۔ تاہم ایسا مؤقف یہ کہنے سے بہتر ہے کہ عورتیں ہر کام اُسی طرح کر سکتی ہیں جس طرح کہ مرد کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی جواباً آپ سے کہہ سکتا ہے: ''اچھا تو پھر ہم عورتوں کو بھی مساوات کی ایک شرط کے طور پر اور مردوں اور عورتوں کی صلاحیتوں کے مساوی ہونے کے ایک وسیلے کے طور پر عورتوں کو فوج میں بھرتی کرتے ہیں۔'' وغیرہ وغیرہ۔

دنیا کے بعض دوسرے ملکوں کی فوجوں میں عورتوں کی موجودگی محض علامتی ہے۔ 5/جون 1967ء کی جنگ میں دشمن کے لڑاکا یونٹوں کے ساتھ صیہونی عورتوں کی لڑائی کا تذکرہ حقیقت سے زیادہ پروپیگنڈا ہے۔ یہ پروپیگنڈا عرب معاشرے کے وسیع حصے کی عورتوں اور معاشرے میں ان کے کردار کے حوالے سے پس ماندہ سوچ کو استعمال کرتے ہوئے جنگ کے منفی نفسیاتی اثرات کو بڑھانے کی ایک کوشش ہے۔ اس کا مقصد عربوں کو یہ بات کہہ کر ان پر منفی نفسیاتی اثر ڈالنا ہے کہ انہیں جون 1967ء میں عورتوں نے شکست دی تھی۔

تاہم مسلح افواج میں عورتوں کے خدمات انجام دینے کی وجہ سے حقوق کی مساوات (Equality of Rights) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم تو نئے معاشرے کی تعمیر میں عورتوں اور مردوں کے لیے اپنے کرداروں میں مساوات کی توثیق کا تقاضا کر رہے ہیں

Marfat.com

جس کے نتیجے میں عورتوں کی قانونی، سماجی، سیاسی اور معاشی حقیقت میں واضح فرق رونما ہوگا۔

جہاں عورتیں مسلح افواج بالخصوص لڑاکا یونٹوں میں وسیع پیمانے پر خدمات انجام دینے سے قاصر ہیں، وہاں مرد بچوں کی اُس طرح دیکھ بھال کرنے کے قابل نہیں ہیں جس طرح کہ عورتیں عموماً کرتی ہیں۔ چنانچہ اگر مرد عورتوں کی نسبت فوج کے لیے زیادہ موزوں ہیں تو عورتیں بچوں کی دیکھ بھال کے لیے مردوں سے زیادہ موزوں ہیں۔ دونوں ہی کام معاشرے میں انتہائی اہم ہے۔

تمام عراقی عورتوں کے لیے میرا مشورہ اور میری ہدایت یہ ہے کہ وہ اس معاملے سے نمٹنے کے لیے درست سوچ سے کام لیں، اس سوچ سے کہ جو اس مسئلے پر مردوں کو عورتوں کا مخالف نہیں بلکہ عملی اور نفسیاتی طور پر ان کا ہمدرد بنائے۔ یہ درست سوچ ان نکات میں موجود ہے جنہیں مَیں نے بیان کیا ہے، نہ کہ ایسی مثالیں اور شواہد دینے میں کہ فلاں کام جو کسی مرد نے کیا تھا، اسے کوئی عورت بھی اسی طرح انجام دے سکتی ہے۔ موجودہ معاشرے میں عورتوں کی صلاحیتیں حالات کا نتیجہ ہیں۔ عورتوں میں جتنی کمیاں (Shortcomings) ہیں ان کا ذمہ دار صرف عورت نہیں بلکہ پورا معاشرہ ہے۔

ہمیں اس نکتے پر ضرور زور دینا چاہیے کہ جب معروضی حالات بہتر ہوں گے تو عورتوں کی صلاحیتوں میں بھی تبدیلی رونما ہوگی۔ اس طرح ہمارا استدلال صائب ہوگا، جاں دار ہوگا اور ہمارے نقصانات کم ہوں گے۔ ہمیں اپنے سٹریٹیجک مقاصد اور انقلاب اور معاشرے کی رہنما بعث پارٹی کے نظریاتی اصولوں کے مطابق بنائے گئے ایک واضح پروگرام کے ذریعے موجودہ حالات کو بدلنے کی خاطر اپنے کام اور تعلیم پر توجہ مرکوز رکھنی چاہیے۔ حالات کی تبدیلی کے مختلف مراحل میں ہمیں عورتوں کے تاریخی کردار کے موضوع پر لازماً بھرپور اور محتاط توجہ دینا ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ ہم ایسا کس طرح کریں؟

ہم عورتوں کے تاریخی کردار، ان کے اور مردوں کے مساوی حقوق اور مردوں اور عورتوں کے کردار پر ہونے والے مباحثوں میں اکثر دو مخالفانہ مؤقف اپنا کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف تو بعض اوقات ہم اپنے نظریات کے جوش میں ان تقاضوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں جنہیں عورتوں کی آزادی اور مساوات کے لیے پورا کیا جانا ضروری ہے۔ دوسری طرف بعض

Marfat.com

اوقات ہم عارضی حالات کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں جس کے نتیجے میں ہماری پیش رفت بھی رُک جاتی ہے۔

جیسا کہ ہمارے تجزیے سے عیاں ہوا ہے کہ عورتوں کی موجودہ حیثیت اور صلاحیت و استعداد حالات کی پیداوار ہے، لہٰذا ہمیں ان حالات کو درست انداز سے سمجھنا چاہیے۔ ہمیں حالات کو غلط انداز سے نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ اس طرح حالات ہم پر حاوی ہو جائیں گے اور ترقی کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ ہمیں حالات کو اس نقطۂ نظر کے ساتھ سمجھنا چاہیے کہ ہم ایک انقلابی پروگرام کے مطابق انہیں تبدیل کریں گے جس کے ذریعے معاشرے میں عورتوں کا مقام اور معاشرے کی تعمیر میں عورتوں کا تاریخی کردار تبدیل ہو جائے گا۔

حالات کو نظر انداز کرنا گمراہ کن اور غلط عمل ہے، تاہم حالات کا بہانہ بنا کر عمل اور ارتقا سے باز رہنا بھی گمراہی ہے۔ دونوں تصورات غلط ہیں اور ان سے بچنا چاہیے کیونکہ اگر ہم عورتوں کے متعلقہ مسائل سمیت تمام سماجی مسائل کے حل کے لیے ان میں سے کسی ایک تصور کو اپنائیں گے تو ہم ناموزوں حالات کی وجہ سے انقلاب کو ملتوی کر دینے کے خطرے سے دوچار ہو جائیں گے۔

بعض غیر انقلابی لوگ خاص طریقوں سے حالات کا ہوّا کھڑا کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد انقلاب کی پیش رفت کو اس بہانے روکنا ہے کہ حالات ناموزوں ہیں۔ ہم بہت سی خصوصیات اور نشانیوں کے ذریعے جان سکتے ہیں کہ کون انقلابی ہے اور کون نہیں۔ ایک بہترین نشانی یہ ہے کہ انقلابی وہ لوگ ہیں جو حالات کی بات کرتے ہیں تو انہیں تبدیل کرنے کے لیے ایک انقلابی پروگرام بھی تجویز کرتے ہیں اور نئے حالات تشکیل دینے کی بات بھی کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو موجودہ حالات کا حوالہ دے کر عوام اور منصوبہ سازی کرنے والوں کو ڈراتے ہیں۔ ایسے لوگ ڈراتے ہیں کہ حالات ناقابلِ برداشت ہیں اور وہ حالات کی سنگینی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں تاکہ تبدیلی لانے والے ادارے اپنے عمل میں ہچکچاہٹ کا شکار ہو جائیں۔ حالات سے ڈرانے والے یہ لوگ انقلابی پروگرام کو ردّ کر دیتے ہیں جس کا مقصد موجودہ حالات کو تبدیل کرنا ہے۔

یہ درست ہے کہ ہمیں سماجی حالات کو سمجھنا چاہیے لیکن ہمیں ان سے انقلابی انداز میں

Marfat.com

نبرد آزما بھی ہونا چاہیے۔ ہماری نیت، ارادہ، یقین اور منصوبے ہیں کہ ہم موجودہ حالات کو بہتر حالات سے بدل کر رہیں گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مردوں کی طرف سے عورتوں کی سرپرستی اس بنیاد پر ختم کر دی جانی چاہیے کہ اب وہ پختگی کو پہنچ چکی ہیں اور آزادی وخودمختاری کے ساتھ عمل کرنے کی اہل ہو چکی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کے حالات کچھ بھی ہوں، ان کو مردوں کی زیر سرپرستی ہی رہنا چاہیے۔ کام کے مساوی مواقع کے معاملے میں ہم عورتوں کو ایک کمزور مخلوق تصور کرتے ہیں جبکہ بعض دوسرے معاملات میں ہم انہیں معاشرے کی لیڈر *(Leader of the Society)* قرار دیتے ہیں۔ کبھی ہم کہتے ہیں عورتوں سے دیہی اور صنعتی شعبوں یا پُل اور سڑکیں بنوانے کا کام نہیں لیا جا سکتا۔ کبھی ہم اُس ذہنیت کو رد کر دیتے جو ملازمت اور تعلیم وتربیت کے معاملات میں مردوں اور عورتوں کو مختلف درجوں میں بانٹتی ہے۔ میری رائے میں عورتوں اور معاشرے میں ان کے کردار کے حوالے سے ہمارے تصورات اور گفتگو میں توازن ہونا چاہیے۔

یہ بالکل مت سوچیے کہ مثال کے طور پر عورتوں کو ہتھیار چلانے کی تربیت دینے کے معاملے پر قیادت *(Leadership)* سرسری غور کرے گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم نے پیپلز آرمی میں عورتوں کو شامل کرنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے چند خاص اصولوں پر کافی وقت لگا کر غور کیا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ہم نے 1967ء میں پیپلز آرمی میں عورتوں کی تربیت کی اجازت کیوں دی تھی اور اب 1970ء میں کیوں نہیں دی؟ ہم نے معاشرے کو مکمل طور پر تبدیل کرنے *(Transformation of Society)* کی اپنی انقلابی اور نظریاتی ذمہ داری ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے یہ اہتمام کیا جائے گا کہ نقصان کم سے کم ہو۔ بصورتِ دیگر ہم نے اس تجویز کو 1970ء میں اپنا لیا ہوتا۔

اب جبکہ سامراجیوں کو انقلاب کا راستہ روکنے کی اپنی کوششوں میں کامیابی نہیں ہو رہی ہے تو وہ اپنے ایجنٹوں کے تعاون سے کوئی ''حربہ'' استعمال کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ وہ اس موقعے کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم سے کوئی غفلت ہو یا ہم جلد بازی میں کوئی غلطی کر بیٹھیں یا مناسب تیاری کے بغیر کسی فارمولے کا اطلاق کر گزریں یا ترقی کے مواقع سے فائدہ اٹھانے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کریں۔ وہ اور ان کے ایجنٹ کسی تیکنیکی موقعے کی تاڑ میں ہیں۔ وہ ہماری کسی

Marfat.com

ٹیکنیکی غلطی، تدبیری خامی یا غلطی سے کیے ہوئے کسی عمل کو انقلاب کی بساط الٹانے کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں انہیں ایسا موقع بالکل نہیں دینا چاہیے۔ ہمیں ہر قدم یہ سوچ کر اٹھانا چاہیے کہ انقلاب کو ہر صورت میں آگے بڑھنا ہے۔ تاہم ان اقدامات کو نہایت سوچ سمجھ کر منصوبہ سازی کر کے اٹھانا ہوگا۔

ہمارے کچھ دوست نے انتظامیہ کے حوالے سے بعض باتوں کی نشان دہی کرتے رہتے ہیں۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ یہ شعبہ اب بھی پس ماندہ رجعت پسندانہ ذہنیتوں اور انقلاب کی روح سے مطابقت نہ رکھنے والے تصورات سے آلودہ ہے۔ ایسے رجحانات کے حامل لوگ انقلاب کے لیے ولولہ محسوس نہیں کر سکتے۔ وہ انقلابی نظریات و تصورات اور انقلابی روح کو جذب کیے بغیر پالیسیوں کا اطلاق کرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو محدود کر کے انہیں بھی تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے لیے ہم معاشرے میں مسلسل تحریک پیدا کیے ہوئے ہیں اور عوام کی اکثریت کو انقلابی نظریات سے متفق بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ انقلابی نظریات ایسے لوگوں کے لیے ایک ایسی محرک قوت بن جائیں جو اُن کے منفی رجحانات کو تبدیل کرتے ہوئے ان کے تخریبی رویے میں بھی تبدیلی لے آئے۔ جن افراد پر یہ تدبیر بھی کارگر نہیں رہے گی اور وہ اپنے پس ماندہ رجحانات پر اَڑے رہیں گے تو اُنہیں اُن کے عہدوں سے ہٹا دیا جائے گا اور انقلابی پیش رفت سے الگ کر دیا جائے گا۔

کسی کی کمیوں کو ایک داخلی عنصر (Subjective Element) تصور کرنا بہتر ہوتا ہے۔ جب ہم عورتوں کی کمیوں پر غور کریں.......... جیسا کہ جنرل فیڈریشن آف عراقی ویمن نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے.......... تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم معاشرے کی تعمیر میں عورتوں کے تاریخی کردار کو گھٹا رہے ہیں۔

Marfat.com

انقلاب میں عورتوں کا تاریخی کردار (2)

- عورتوں کی تنظیم
- آزادی اور انقلاب کے لیے عورتوں کا کردار
- عورتوں کی تعلیم و تربیت

انقلاب سے پہلے کے برسوں میں پارٹی کی ویمنز آرگنائزیشن کو بہت سی عسکری ذمہ داریاں سونپی گئیں نیز جدوجہد کے بعض خاص مراحل میں عورتوں نے مردوں کے شانہ بشانہ سیاسی اور سماجی میدانوں میں کام کیا۔ لاکھوں عراقی عورتوں کے خیالات کی ترجمانی کرنے اور ان کی توانائی کو سامراج اور صیہونیت کے خلاف لڑائی کے لیے متحرک کرنے اور آزادی اور بہتر زندگی کی جدوجہد میں لگانے والا کوئی تنظیمی ڈھانچہ نہیں تھا۔

ہماری پارٹی یعنی بعث پارٹی نے جو انقلاب برپا کیا ہے اس سے ایسی صورتِ حال وجود پذیر ہوئی ہے کہ جس میں چند سماجی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔ طلبا، محنت کشوں، کسانوں، ڈاکٹروں اور ادیبوں کے علاوہ عورتوں کے لیے بھی ایک تنظیم ''دی جنرل فیڈریشن آف عراقی ویمن'' کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

عورتوں کی بیشتر صلاحیتوں کو ضائع کر دینے والی پس ماندہ صورتِ حال کے باوجود ہمارے ملک کی عورتوں نے سامراج، آمریت اور ری ایکشنری (Reactionary) نظامِ حکومت سے چھٹکارے اور اتحاد، آزادی اور اشتراکیت کے پان عرب مقاصد کے حصول کی عوامی جدوجہد میں ایک قابلِ قدر اور اہم کردار ادا کیا ہے۔

1920ء کے انقلاب کے دوران، جس میں ہمارے عوام نے برطانوی سامراج سے ٹکر لی تھی، اور سامراجی معاہدوں اور اتحادوں، غیر منصفانہ قانون سازی، غیر عادلانہ صورتِ حال، بدعنوان اور ری ایکشنری آمریتوں کے خلاف عوامی بغاوتوں میں عورتوں نے حصہ لیا اور

Marfat.com

ہمت وجرأت کی مثال قائم کردی، جس سے جدوجہد کرنے والوں کے دلوں میں زیادہ ولولہ وجوش پیدا ہوا۔

ویمنز آرگنائزیشن نے ہماری پارٹی کی تشکیل اور عوام دشمنوں کو شکستِ فاش دینے اور انقلاب برپا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جدوجہد کے دشوار اور کٹھن عرصے میں جب جدوجہد کرنے والوں کو شدید ایذا کا نشانہ بنایا گیا، اس وقت عرب بعث پارٹی کی ویمنز آرگنائزیشن نے قیادت اور تمام پارٹی تنظیموں نیز گرفتار ہو جانے والے کامریڈوں اور گرفتاری سے بچ جانے والے کامریڈوں کے درمیان رابطے برقرار رکھنے کا اہم کام سنبھالا۔

ویمنز آرگنائزیشن نے عوام کو متحرک کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ جب سامراجی آمرانہ حکومت نے عرب بعث پارٹی کے جدوجہد کرنے والوں پر ظلم وجبر کی انتہا کر دی تو یہ ویمنز آرگنائزیشن ہی تھی جس نے انہیں احتجاج کی راہ دکھائی۔

وطن کے ہر حصے میں عراقی عورتوں نے معاشرے میں اپنے مقام کے لیے جنگ لڑی ہے اور قابلِ فخر ترقی کی ہے۔ ہر سال ہزاروں بچیاں سکول جا رہی ہیں اور ہزاروں عورتیں کارخانوں، سکولوں، ہسپتالوں اور انتظامیہ میں کام کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں بھی عورتیں ایک عظیم پیداواری کردار ادا کر رہی ہیں۔

ہمارے ملک میں نہ تو عورتوں کی تعلیم کو پرائمری تک محدود رہنا چاہیے اور نہ ہی انہیں ملازمتوں میں کمتر ذمہ داریاں دی جانی چاہئیں۔ عراق کی پانچ یونیورسٹیوں میں طالبات کی تعداد کافی زیادہ ہے جبکہ بے شمار لڑکیاں میڈیسن اور انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اب تو چند عورتیں یونیورسٹیوں میں پڑھا بھی رہی ہیں۔ عراقی خواتین اعلیٰ حکومتی عہدوں پر بھی پہنچ چکی ہیں اور وزیر اور ڈائریکٹر جنرل بن چکی ہیں۔ دیگر خواتین عدلیہ، فنون، ادب، تحقیق اور صحافت کے شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہیں۔

ہمارے ملک کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ انقلاب کے بعد عراقی عورتیں ٹریڈ یونینز میں بھی نمایاں عہدوں پر فائز ہوئی ہیں۔ زرعی اصلاحات کے قانون کے تحت عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔

جبر و استبداد اور جہالت کے زمانے میں عورتیں جن جکڑ بندھنوں میں جکڑی ہوئی

Marfat.com

تھیں، پارٹی اور انقلاب کا بنیادی مقصد ان کو توڑنا ہے۔ عورتیں ہمارے معاشرے کا ایک چوتھائی حصہ ہیں۔ ہمارا معاشرہ اس وقت تک پس ماندہ اور غلام رہے گا جب تک عورتیں آزاد یا روشن خیال اور تعلیم یافتہ نہیں ہو جاتیں۔

ملک کی آزادی کا دارومدار روشن خیالی، سائنس اور قومی خواص کی فہم کے ساتھ ساتھ عوام کے مفادات کا خیال رکھنے اور سامراج اور صیہونیت کے خلاف لڑنے پر ہے۔ نیز قومی اور پان عرب مقاصد لازماً حاصل کرنا ہوں گے۔ ایسی آزادی عورتوں کی صلاحیتوں کو جلا بخشے گی جس سے ہمارا ملک آزاد، متحد، مضبوط اور ترقی یافتہ بن جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم پارٹی، حکومت اور سماجی تنظیموں کی سطح پر عورتوں کو سکولوں، سرکاری محکموں، پیداواری تنظیموں، صنعت، زراعت، فنون، کلچر، انفارمیشن اور تمام اداروں میں لے کر آئیں۔

ہمیں اپنے راستے میں حائل مادی اور نفسیاتی رکاوٹوں کو ہٹانا ہے۔ زندگی کے بہت سے شعبوں میں عورتوں کی راہ میں مردوں کی نسبت زیادہ رکاوٹیں حائل ہیں۔ اسی لیے تمام باشعور لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے میں اپنا فطری اور جائز مقام حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف عورتوں کی مدد کریں۔

جو لوگ اب بھی عورتوں کو تاریکی اور پس ماندگی کے زمانے والی ذہنیت اور تصورات کے تحت دیکھ رہے ہیں، وہ انقلاب دشمن ہیں۔ وہ پارٹی کے اصولوں کے مخالف ہیں، کہ جن کی اساس آزادی ہے۔ بلاشبہ ایسے لوگ ترقی کی سچی خواہش کے دشمن ہیں۔

انقلاب روشن خیال آزادی کی جانب ایک جست ہوتا ہے۔ انقلاب عوام کی خدمت اور ترقی کے لیے برپا کیا جاتا ہے۔ اگر انقلاب کا مقصد عورتوں کی آزادی اور اس کی مادی اور تہذیبی ترقی نہ ہو تو وہ سچا انقلاب نہیں ہوتا۔

جابرانہ ذہنیت کے حامل جن لوگوں نے خود کو عورتوں کا سرپرست قرار دے رکھا ہے اور عورتوں کی آزادی اور معاشرے کی ترقی میں ان کی مکمل شرکت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں وہ اپنے ملک اور عوام کی کوئی خدمت بجا نہیں لا رہے۔ ایسے لوگ درحقیقت اپنے وطن اور اپنے عوام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ وہ شعوری یا لاشعوری طور پر اپنے عوام کی صلاحیتوں کو تباہ اور ان کی

Marfat.com

ترقی کی راہ مسدود کر رہے ہیں۔

ہمارے ملک کی عورتیں ان لافانی عرب عورتوں کی بیٹیاں ہیں جنہوں نے اپنے مردوں کے شانہ بشانہ جنگ لڑی، رزمیہ نظمیں لکھیں اور عظیم عرب تہذیبی ورثے میں اپنا حصہ ڈالا۔ ہم انقلاب اور عوام کے تصورات و مفادات سے ان کی وابستگی پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم اس امر پر انہیں قابلِ تحسین سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری تہذیب کے قومی خواص کو درست طور پر سمجھتی ہیں۔ عرب عورتیں بشمول اپنی کرد بہنوں کے اور عراق کی دوسری عورتیں درست راستے پر گامزن ہونے اور انقلابی معاشرے کی تعمیر میں قائدانہ کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

تمام جدید تخریبی وسائل سے لیس سامراج، صیہونیت اور ردِ عمل کے کیمپ کے خلاف جدوجہد کرنے کے لیے مخلص، تعلیم یافتہ اور آزاد انسانوں کی ضرورت ہے۔ اگر عورتوں کو معاشرے سے الگ تھلگ کیا گیا اور انہیں معاشرے میں شامل ہونے سے روکا گیا تو وطن اپنے نصف شہریوں اور ان کی دانش اور پیداواری و جنگجویانہ صلاحیتوں سے محروم ہو جائے گا۔

٭ ایک روشن خیال ماں، جو کہ تعلیم یافتہ اور آزاد ہو، ملک کو باشعور اور بے لوث مجاہدین کی ایک نسل عطا کر سکتی ہے۔ اگر عورتوں کو آزادی، تعلیم اور معاشرتی زندگی میں مکمل شمولیت کے حق سے محروم کر دیا گیا تو یہ نئی نسل پر ایک بہت بڑا ظلم ہوگا۔

عورتوں کی آزادی کی جدوجہد کے حوالے سے عورتوں کی فیڈریشن پر بھی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تاہم اس ملک کی عورتیں اس وقت تک مکمل آزادی حاصل نہیں کر سکتیں جب تک علاقائی سطح پر انقلاب کے مقاصد اور عرب وطن میں پان عرب سوشلسٹ انقلاب کے مقاصد پورے نہیں ہو جاتے۔

عورتوں کی آزادی کے سرمایہ دارانہ تصورات عورت کو نہ تو سچی آزادی دیں گے اور نہ ہی اخلاقی اور مادی ترقی۔ انقلاب کے ساتھ سچی وابستگی، اس کے مثالیوں (Ideals) اور حاصلات کا تحفظ اور محنت کش عوام کے مفادات کا تحفظ ہی وہ واحد طریقہ ہے جس سے عورتوں کو آزادی مل سکتی ہے۔

Marfat.com

مجھے امید ہے کہ ہماری خواتین تمام ترقی پسند اور محب وطن عورتوں کی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لیے بہترین فارمولے وضع کریں گی۔ مجھے یہ بھی امید ہے عورتوں کی کانگریس پورے عرب وطن کی تمام عرب عورتوں کی جدوجہد میں اتحاد پیدا کرنے والے عملی اقدامات کرے گی۔

ہماری عورتیں اپنی سرگرمیوں کا دائرہ کھیت، کارخانے، سکول، دفاتر اور معاشرے کے ہر شعبے تک وسیع کر دیں۔ اس طرح آپ کی فیڈریشن عورتوں میں آزادی، اتحاد اور معاشی خوشحالی کے لیے جدوجہد کے اصولوں کا پرچار کر سکے گی، جہالت سے جنگ کر سکے گی، ان میں زیادہ علم حاصل کرنے کا جذبہ بیدار کر سکے گی، انہیں اجتماعی بہتری کے کام کرنا سکھا سکے گی اور انہیں معاشرتی زندگی اور انقلابی تعمیر و تشکیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک دے سکے گی۔

Marfat.com

عرب عراق، بعث پارٹی، مسلمان اور انسانیت کے دشمن

Marfat.com

موجودہ دور کا فرعون اور مسلمانوں کا دشمن

- دین اسلام کی حقیقت
- بغداد کی حیثیت
- چین، روس اور ہندوستان کی حیثیت
- صیہونیت اور امریکہ کی حیثیت

ہم کچھ عرصے سے سوچ رہے تھے کہ اپنے مذہب کے عائد کردہ انسان دوستی کے فرض کو ادا کرنے کے لیے بغداد سے اپنے مسلمان بھائیوں کو مخاطب کریں کیونکہ بغداد اپنے قیام کے وقت ہی سے اپنا یہ فرض ادا کرتا آیا ہے۔ تاہم جب بھی ہم نے سوچا اس ڈر سے رُک گئے کہ اسے غلط معنی نہ دیے جائیں، کہیں جھوٹے لوگ صیہونی، اسلام دشمن اور انسان دشمن امریکی انتظامیہ اس کی غلط تعبیر نہ کرے۔ یہ ڈر بھی تھا کہ ایسے لوگ جو اسے سمجھ نہ سکیں گے وہ اس کی مخالفت کریں گے، انہیں مذہب کا یہ پیغام دینے کی ذمہ داری یاد نہیں رہے گی۔ ہمیں ڈر تھا کہ وہ لوگ سیاست اور اس کے مقاصد کے تنگ نظر تصورات کی وجہ سے ہمارے اس عمل کی مخالفت کریں گے۔ تاہم ہم نے اس سب کے باوجود سوچا کہ ہم لوگوں کی بہتری اور فائدے کے لیے جو پیغام دینا چاہتے ہیں، شاید چند لوگ اس پر توجہ دیں۔

مسلمان بھائیو! اسلام پوری انسانیت کے لیے ہے، یہ اسلام سے پہلے کے کسی مذہب سے تعصب نہیں رکھتا۔ اگرچہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ کو فراموش نہیں کیا:

"اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَ کُمْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الِاسْلَامَ دِیناً."

''آج ہم نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا، تم پر میری رحمت مکمل ہوئی، تمہارے لیے اسلام کو دین منتخب کر لیا گیا ہے۔''

Marfat.com

اور اللہ کہتا ہے:

''اسلام الوہی مذاہب کی مہر ہے۔''

تاہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہر نیا مذہب سابقہ مذاہب کی اصلاح کرتا ہے۔ اللہ اپنے پیغمبروں کے ذریعے لوگوں سے نئے مذہب کو اختیار کرنے کا کہتا ہے۔ نیا مذہب بھی وہی ہوتا ہے جس کو اللہ نے پہلے بھیجا ہوتا ہے۔ نیا مذہب ان وجوہات سے محترم ہوتا ہے: انبیاء ورسل اللہ کے منتخب کردہ بندے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے منتخب کرتا ہے۔ مذہب صرف ان کو بچانے کے لیے نہیں ہوتا جو اسے قبول کر لیتے ہیں۔ بلکہ وہ تو ساری نوع انسان کو بچانے کے لیے آتا ہے۔ اللہ کسی خاص خطے میں مذہب بھیجتا ہے لیکن وہ صرف اسی خطے تک محدود نہیں ہوتا، نہ ہی ان لوگوں تک جو کہ پیغمبر کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔ مذہب میں فرق کا مطلب یہ نہیں ہے کہ علاقوں کو تقسیم کر دیا جائے یا ایک ہی سرزمین کے بیٹے آپس میں لڑنے لگیں۔

عربوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعدد انبیاء ورُسل کو یہاں مبعوث فرمایا۔ بغداد ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو عام کرنے کا مرکز رہا ہے اور اسے اپنے اس الوہی کردار پر فخر ہے۔ ہمارے نزدیک مذہب کا مطمعِ نظر مختلف ملکوں اور قوموں کا اتحاد و اتفاق ہے۔ بغداد کی بنیاد ہی اللہ کے دین کو عام کرنے کے لیے رکھی گئی تھی۔ ہم اس کے اس کردار کو ہمیشہ برقرار رکھیں گے۔ ہم صیہونیوں، امریکیوں اور ٹرانس کانٹی نینٹل کارپوریشنوں (Transcontinental Corporations) کی طرح نوع انسان کے لیے عذاب نہیں بننا چاہتے۔ ہمارے دین کا پیغام تو محبت، مساوات اور آزادی کا پیغام ہے۔

ہم سامراج اور خود غرض بڑی طاقتوں کے ظلم و ستم کو رد کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ اگر سامراج اسلام کی راہ روکے گا تو ہم اس حرکت کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے۔

تاریخ کا تجزیہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ روسیوں نے آرتھوڈوکس عیسائیت کے پیروکار ہونے کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عمومی سیاسی پالیسی کی سطح پر کسی مذہبی تعصب کا اظہار نہیں کیا۔ موجودہ روس اور سابقہ سوویت یونین کے تعلقات، چند استثنائی معاملات کو چھوڑ کر کہ جن پر ہم تنقید کر چکے ہیں، مسلمان ملکوں اور مسلمانوں خصوصاً عربوں کے ساتھ اچھے رہے ہیں۔

چنانچہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ چیچنیا کے لوگوں کو روس کی حمایت سے ہاتھ نہیں دھونا

Marfat.com

چاہیے۔ اگر چیچنیا کے مسلمان روس کی مخالفت کریں گے تو اس سے صیہونیوں اور امریکا کو اسلام اور مسلمانوں کی پیٹھ میں چُھرا گھونپنے کا موقع مل جائے گا۔ بغداد پر دین اور انسانیت کی طرف سے فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ یہ رائے ظاہر کرے۔

مسلمان بھائیو! آپ بغداد کے اس کردار سے آگاہ ہیں کہ اس نے ہمیشہ انسانوں تک اللہ کے پیغام کو پہنچایا ہے۔ پس بغداد کی آواز سنو اور جو بات وہ کہہ رہا ہے اس پر غور کرو۔ اگر تم قائل ہو جاؤ تو پھر معاملات کو اس طرح سلجھاؤ جو تمہارے لیے بہتر ہو۔ اگر تم اسے نظر انداز کر دو گے تو یہ تمہارا گناہ ہوگا۔

چین اُس وقت سے اسلام اور مسلمانوں کا دشمن نہیں رہا جب سے اس نے عراق سے قتیبہ بن مسلم کی سالاری میں بھیجے گئے لشکر کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ اس کے عوام بھی ایک مختلف مذہب کو ماننے کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں۔ چین عربوں اور مسلمانوں کا دوست ہے۔

ہندوستان اپنی سرحدوں پر ہونے والے بعض تاریخی معاملات کے استثناء کے سوا خود کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن قرار نہیں دیتا۔ وہ تاریخی اعتبار سے عرب مسلمانوں کا دوست ہے۔ چنانچہ اپنے کسی عمل کو بھی صیہونیت، امریکا اور ان کے اتحادیوں کی سازشوں کا پردہ (Cover) مت بننے دو۔ تاکہ مذکورہ ریاستوں کے عوام کی ہمدردی مسلمانوں اور اسلام کے لیے برقرار رہے۔ ان سے حاصل ہونے والا فائدہ بظاہر کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو ہمیں عربوں اور مسلمانوں کے لیے ان کی ہمدردی کو برقرار رکھنا چاہیے۔

بغداد، آپ کا بغداد ہے اس حوالے سے آپ کو پکارتا ہے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں بغداد صیہونیت اور امریکا سے نبرد آزما ہے۔ روس، چین اور ہندوستان کا مؤقف اس تنازعے اور فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے صیہونیوں اور امریکا کے مؤقف سے مختلف ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگ میں بغداد کی فتح، فلسطین کی آزادی کا باعث بنے گی اور یہ فتح نہ صرف عربوں اور مسلمانوں بلکہ پوری نوع انسان کے لیے عظیم کامیابی ہوگی۔

بھائیو! موجودہ دور کا فرعون، ہندوستان، چین، روس یا کوئی دوسری ریاست نہیں بلکہ صیہونی، امریکا اور ان کے اتحادی ہیں۔ لہٰذا روس، چین اور ہندوستان کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر فرعونوں کا ساتھ مت دو۔

Marfat.com

بغداد کے دشمن کل اور آج

- بغداد کی تاریخی حیثیت
- عراق کے خلاف ایران کا کردار

انسان سوچ، مزاج اور عادتوں میں اپنے خاندان اور معاشرتی ماحول کا عکاس ہوتا ہے۔ اِسی طرح قوموں کی ترقی کا کوئی بھی مرحلہ ہو، وہ اس کی تاریخ، مزاج اور روایات کا عکاس ہوتا ہے۔ افراد اور اقوام میں کئی خصوصیات مشترک بھی ہوتی ہیں تاہم وہ مختلف خصوصیات کے حامل بھی ہوتے ہیں۔ لیڈر اپنی قوم کی خصوصیات، طرزِ عمل اور اثر و رسوخ کے تعین میں مرکزی اہمیت رکھتے ہیں۔

بغداد 1258ء میں کیوں تباہ ہوا تھا؟ بغداد 539 قبل از مسیح میں کیوں تباہ ہوا تھا؟ بغداد کے تباہ ہونے کے باوجود اس کے باسیوں کی روح فنا نہیں ہوئی اور نہ ہی احیا کی امید نے دم توڑا۔ بغداد آٹھ سو سال سے کیوں سویا ہوا ہے؟ اگر بغداد ایک بار پھر جاگ اٹھے تو کیا اُسے تباہ کیا جا سکتا ہے یا خریدا جا سکتا ہے؟

کیا ہمیں اپنی قوم اور اس کو نقصان پہنچانے والے کی خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سوال کا تفصیلی جواب دینا چاہیے؟ ہم دیکھیں گے کہ ہماری قوم اور ماضی میں تباہ ہونے والوں میں کون کون سی خصوصیات مشترک ہیں۔ تاہم آج ہم عظیم فتح کا یوم منا رہے ہیں جو کہ حال اور ماضی میں فرق کو نمایاں کرتا ہے۔

بابل، بغداد، آشور، نینوا اور اُر اپنے لیڈروں کی سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے اپنے زمانے میں مینارۂ نور بن گئے تھے جن کی روشنی دور دراز کے علاقوں تک پہنچتی تھی۔ اس روشنی سے راستہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ ملتا جبکہ حسد کرنے والے اور منفی ذہن کے لوگوں نے سازشیں شروع کر دیں۔ مختصر یہ کہ قدیم بغداد کو تباہ کر دیا گیا۔ وقت گزرتا گیا آخر عرب رفعتوں تک پہنچے۔ منگولوں اور

Marfat.com

تاتاریوں نے بغداد کا علمی سرمایہ برباد کر دیا۔ بغداد کے سائنس دانوں کو قتل کر دیا اور قوم کی ترقی کی راہ ایک طویل عرصے تک کے لیے بند کر دی۔

مَیں صرف زخموں کو نہیں کرید رہا بلکہ مَیں حقائق کو ان کے درست معاشرتی و تاریخی تناظر میں بیان کر رہا ہوں۔ ایران ہو یا کوئی اور ملک ہم نے امن اور محبت کے پُل تعمیر کرنے کا عزم کیا ہوا ہے اور جب بھی موزوں اور متوازن موقع ملے گا ہم اپنے عزم کو پورا کریں گے۔

جب کوئی حکمران خود میں یا اپنی قوم میں نہاں توانائی کو پالیتا ہے تو وہ اسے تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ بعض حکمران ان خصوصیات کا غلط استعمال بھی کرتے ہیں اور تخریب کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے حکمران اپنے پڑوسی ملکوں کے ساتھ تعلقات کو تباہ کر لیتے ہیں۔ جو حکمران مثبت اوصاف کا حامل ہوتا ہے، وہ متوازن سماجی، معاشی اور تہذیبی تصورات کے ساتھ تعمیر، اقدار اور ارفع اصولوں کے لیے سرگرمِ عمل ہو جاتا ہے۔ بدقسمتی سے موجودہ اور سابقہ تمام ایرانی حکمرانوں نے خود کو تعمیر کے لیے وقف نہیں کیا، نہ ہی انہوں نے محبت اور خیر کو عام کیا ہے۔ شاہ کے اقتدار کے خاتمے کے وقت ہی سے وہ جارحانہ نعرے لگا رہے تھے اور اس کا نتیجہ عراق ایران جنگ کی صورت میں نکلا۔

مصدقہ تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ قدیم ایرانی بادشاہ نے عراقی بادشاہ حمورابی کا ضابطۂ قوانین چوری کروالیا تھا اور حسد کے مارے اس پر سے حمورابی کا نام مٹوا کر اپنا نام کندہ کروالیا تھا۔ اس ایرانی بادشاہ نے نئی تہذیب کی بنیاد رکھنے کی بجائے عراقی تہذیب کا ایک بیش قدر حصہ چرا لیا تھا۔ کورش نے بھی بابل کو تباہ کیا، جو کہ انسانی تہذیب کا اولین گہوارہ تھا۔ یہودیوں نے جو کہ بابل کا کوڑھ تھے، اس تباہی میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ کورش نے حسد، نفرت اور اپنی تباہ کارانہ جبلت کے زیرِ اثر بابل کو تباہ کر دیا۔ اس عمل سے اس کی اہلیت نہیں بلکہ نااہلی عیاں ہوتی ہے۔ اس نے اپنی اس موروثی بیماری کو دوسروں میں منتقل کر دیا۔

بغداد اللہ کے فضل و کرم سے زندہ و پائندہ رہے گا۔ اس کے دروازے صرف ان لوگوں کے لیے کھلیں گے جو اچھے تعلقات اور دوستی قائم کرنے کے خواہش مند ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

Marfat.com

تہذیبی ورثے کی حامل قوم اور اس قوم میں بہت فرق ہوتا ہے جو کسی تہذیبی ورثے کی حامل نہیں ہوتی۔ اسی طرح جس قوم کو اپنی حق اور خیر پر مبنی تاریخ سے روشنی ملتی ہے، وہ اس قوم سے مختلف اور ممتاز ہوتی ہے جس کی تاریخ تنگ نظری، خود غرضی اور نفرت و تخریب پر مشتمل ہو۔ قوموں میں فرق و امتیاز کا ایک اور پیمانہ بھی ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ مذکورہ قومیں مادی عوامل کے زیرِ اثر کام کر رہی ہیں یا ان کے محرکاتِ عمل مادّی عوامل کے سوا بھی کوئی ہیں۔ اس سے اقوام کے کرداروں میں گہرا فرق نمایاں ہوتا ہے اور ایک قوم سراسر تباہی و بربادی اور شر کی نمائندہ بن جاتی ہے اور دوسری قوم حق اور نئی تعمیر کی۔

جس طرح انسان توانائی، احساسات اور سوچ کا مالک ہوتا ہے اسی طرح قومیں بھی توانائی، احساسات اور سوچ کی حامل ہوتی ہیں۔ نتائج کا انحصار اس نہج پر ہوتا ہے جس پر توانائی، احساسات اور سوچ کو لگایا گیا ہوتا ہے۔ یہاں لیڈر اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور چنیدہ مقاصد اور طرزِ عمل کے ذریعے متعین نتائج کو جنم دینے کی فیصلہ کن ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ اپنی توانائیوں کو شر اور تباہی کی سمت میں صَرف کریں گے تو وہ ان سے وابستہ نتائج ہی پائیں گے کیونکہ یہ وہی راستہ ہے جو پستی کو جاتا ہے۔ جب ذہن عظیم اصولوں اور ارفع اخلاقی ضابطوں کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتا ہے تو بربادی اور شر جنم لیتے ہیں۔ بلا شبہ ارفع تخیل کی ناکامی پستی اور زوال کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ پستی کی طرف مائل لوگ ارفع راستوں کا تصور کرنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں اور پستیوں میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ تاہم اگر وہ اپنی توانائیوں کو خیر کے لیے صَرف کریں تو انہیں رفعت و سربلندی حاصل ہوگی۔

ایران کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ ہو جانے کی صورت میں خیال تھا کہ ایران ام المعارک کے دوران عراق کے ساتھ دوستانہ تعاون کرے گا لیکن ایران نے اپنے نعرے امریکہ: ''شیطانِ بزرگ'' کے باوجود عراق کے خلاف معاشی پابندیوں میں امریکہ اور صیہونیوں کا ساتھ دیا۔ ایران نے عراق کے خلاف تیس ملکوں کی جارحیت کے بعد سلیمانیہ پر قبضے کے لیے امریکی انٹیلی جنس، صیہونیوں اور ان کے حامیوں کے ساتھ تعاون کیا نیز عراقی علاقوں پر ہوائی حملے کیے

Marfat.com

اور میزائل برسائے۔ بلاشبہ ان واقعات نے 1980ء کے واقعات کی یاد تازہ کردی۔

قومیں اپنی تاریخ کی اولاد ہوتی ہیں۔ تاریخ کسی قوم کی خصوصیات کا آئینہ ہوتی ہے۔ تاریخ کے ستونوں پر ہی کسی قوم کی عمارت کا ڈھانچہ استوار ہوتا ہے۔ لیڈر اپنی قوم کی تاریخی خصوصیات کو استعمال کرکے اسے ترقی کی منازل پر پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا واضح علم ہو چکا ہے کہ کس طرح کوئی لیڈر اپنی قوم کو مکمل طور پر تبدیل کر سکتا ہے اور اسے رفعت و سرفرازی عطا کر سکتا ہے۔ جب کوئی لیڈر اپنی قوم کا وفادار ہو اور ارفع اصولوں پر قائم رہے تو بے مثال کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔

حکمران ہی کسی قوم کو شکست خوردگی اور مایوسی کی پستیوں میں لے جاتے ہیں۔ ایسے حکمران اپنے عوام کی صلاحیتوں کو بیدار کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ ہم جان سکتے ہیں کہ دو مسلمان ریاستیں یعنی عراق اور ایران مختلف راستوں پر کیوں گامزن ہیں۔

Marfat.com

شر کی قوتوں نے عراق پر حملہ کیوں کیا؟

- 17 جنوری 1991ء کے عراق پر حملے کی تفصیلات
- انقلاب عراق 1968ء کی عظمت
- نو آبادیاتی نظام کے مقاصد
- سامراج کے خلاف ایک نئے اتحاد کی ضرورت

سلامتی ہو عراق کے عوام پر، مردوں اور عورتوں پر، قیادت میں صدام حسین کے رفقاء پر، صدام حسین جو کہ اے لوگو تمہارا بھائی ہے، تمہارا بیٹا ہے۔

صدام حسین.......... جو کہ تمہاری محبت کی ''بیماری'' میں مبتلا ہے!

ایسی ''بیماری'' جس کے بغیر اس کی قوم کا ہر افسر بیمار ہے۔

یہ وہ ''بیماری'' ہے جس کے حوالے سے چند عرب حُکام نے صدام حسین پر الزام لگایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صدام حسین کو ''عام عرب لوگوں'' کی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ یہ صدام حسین کا نقص ہے، عیب ہے، خامی ہے۔ بھائیو! ان کا یہ الزام ایک حقیقت ہے.......... اور ہماری قوم کی گلیوں، شہروں، بستیوں، کارخانوں، غریب علاقوں اور دیہاتوں کے بیٹوں سے محبت کی بیماری میں مبتلا ہونا ہمارے لیے فخر کی بات ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ ان عرب حُکام کو بھی صیہونیت اور امریکا سے محبت، ان کی غلامی، ان کے احکامات کی تعمیل، عربوں کی سلامتی اور مفادات کی قیمت پر ان کی سازشوں پر عمل کرنے کی بیماری کی بجائے یہ بیماری لگ جائے۔

اگر یہ بیماری.......... جو کہ اصل میں صحت ہے، فخر و اعزاز ہے.......... بعض عرب حکمرانوں کو لگ جاتی تو آج قوم کو صیہونیت، امریکا اور ان کے حامیوں کی زیادتیوں کا نشانہ نہ

Marfat.com

بننا پڑتا۔

17 رجنوری 1991ء کو دن کی روشنی پر گہری کالی رات چھا گئی تھی۔ اللہ جرم اور گناہ کرنے والوں کو الگ کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے ایک پردہ تان دیا تھا۔ اس پردے کے ایک طرف ابلیس کے پجاری تھے اور دوسری طرف صبر، برداشت، قربانی اور جہاد کے لیے وقف عظیم عراقی عوام تھے۔

اس طویل تاریک رات میں چندلوگ ناکام ہوئے اور چندلوگ کامیاب۔ ایک طرف وہ تھے جنہوں نے بغداد پر میزائلوں سے حملہ کیا، وہ تیس کمیں گاہیں تھیں، جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرمندگی سے دوچار ہو چکی ہیں، اور اٹھائیس افواج تھیں، جن کے تیر اپنے نشانوں سے دور جا گرے......... سوائے ان کے جن کے مقدر میں اللہ نے شہادت کا اعزاز لکھ دیا تھا۔ دوسری طرف وہ تھے جو اپنے عظیم الشان ماضی سے فیضان یافتہ تھے، جو تاریخ، نیکی اور معافی کے شہر بغداد کی عظمت کا تحفظ کر رہے تھے۔ عراق کے عوام اپنے قائد کے شانہ بشانہ کھڑے تھے، وہ قائد جسے اپنے عوام سے محبت ہے اور اس حد تک کہ وہ اس عظیم بیماری میں مبتلا ہو چکا ہے، وہ قائد جس نے ساری زندگی اپنی قوم کے لیے قربانیاں دی ہیں۔

وہ ایمان، نیکی اور عظمت کا ایک بے مثال اور عظیم الشان مظاہرہ تھا۔ شیطانوں کی طرف سے بھی ایسی شرانگیزی کا مظاہرہ کیا گیا جس کی مثال نہیں ملتی اور ان شیطانوں کا سرغنہ تھا امریکہ جس کی ذلت آمیز اطاعت باقی سارے شیطانوں نے قبول کر لی ہے۔

سارے کا سارا عراق اپنے ایمان، ولولہ و جوش، اور صبر و شجاعت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ قوم کے بیٹے اللہ جل جلالہ سے دعا کر رہے تھے کہ عرب ازم، انسانیت اور خیر کے ترجمان عراق کو دشمنوں پر فتح دے۔ قوم کا ہر فرد جس حیثیت میں بھی تھا اپنی قوم کے لیے سرگرمِ عمل تھا۔

اس شرم ناک حملے سے پہلے عراق پر ایسی معاشی پابندیاں لگا دی گئی تھیں جن کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہ معاشی پابندیاں شرانگیز اور انتہائی نقصان دہ تھیں۔ دشمن کمینگی، جارحیت اور شر کا پیکر تھا۔ دشمن امریکہ ہے جو کہ تحت الثریٰ تک شر ہے۔

عراقیو! بھائیو! قوم کے بیٹو! تم میری واحد محبت ہو!!

میں یہ سوال ایک بار پھر کر رہا ہوں کہ شر کی قوتوں نے صرف عراق کو نشانہ کیوں بنایا،

Marfat.com

خصوصاً جولائی 1968ء کے انقلاب کے ابتدائی بیس برسوں میں؟

انسان کے اخلاص کا پتا اس بات سے چلتا ہے کہ وہ جو کچھ کہے اور جو وعدہ کرے وہ سچا ہو۔ اگر انسان سچا ہو تو اسے جس اعتبار کے قابل سمجھا گیا ہو، اسے ہر حال میں قائم رکھتا ہے۔ عوام حکمران پر اعتبار کرتے ہیں کہ وہ انہیں تحفظ، سلامتی، وقار اور خوش حالی دے گا۔ میری قوم نے مجھ پر اعتبار کیا تھا کہ مَیں غیر ملکیوں کے شرانگیز عزائم کے خلاف جہاد کے لیے انہیں تیار کروں گا۔ میرا ایمان ہے کہ اس اعتبار کو قائم رکھنا ہی عظیم صداقت اور جہادِ اکبر ہے۔

اس قوم کے دشمنوں اور اس کی دولت پر ہوس کی نگاہیں جمانے والوں کو پتا چل چکا تھا کہ انقلابی رہنما سچے ہیں اور ان پر قوم نے جو اعتبار کیا ہے، اسے ہر قیمت پر قائم رکھنے والے ہیں۔ یہ دشمن اس وقت زیادہ مشتعل ہوئے جب انہیں اس حقیقت کا پتا چلا کہ اس قوم کا انقلابی رہنما ایک اہل انسان ہے، اللہ پر بھروسا رکھتا ہے، اپنے وعدوں کو عملی صورت دینا چاہتا ہے اور عراق کے قدرتی اور انسانی وسائل کو استعمال کر کے عراق کو اس کے ماضی کی عظمت وحشمت واپس دلانا چاہتا ہے۔

اُس زمانے میں عراقی عوام اتنے مفلوک الحال تھے کہ اکثریت کے پاس پہننے کو جوتے تک نہیں ہوتے تھے۔ بغداد جو کہ تہذیب کا گہوارہ ہے۔ بیسویں صدی میں ہر طرح کی سہولتوں سے محروم ایک فراموش کردہ بستی جیسا تھا۔ ملکی خزانہ خالی تھا اور چند لوگ ہی برسرِ روزگار تھے۔ پس ماندگی اور بے عملی نے ذہنوں کو تباہ کر دیا تھا۔ انقلاب کے بعد عراقی عوام کی زندگیوں میں عدیم النظیر تبدیلی آئی۔ دشمنوں کی پے در پے سازشوں کے باوجود انقلابی قیادت نے اپنے عوام کو تعلیم، صحت، روزگار اور جدید رہائشی سہولیات فراہم کیں۔ یہ تمام سہولیات شہروں کے ساتھ ساتھ دیہاتوں کو بھی فراہم کی گئیں۔

دشمنوں کو سچی قیادت کا یہ عمل ایک آنکھ نہ بھایا کہ وہ ملکی دولت کو غیر ملکی بینکوں کے حوالے کرنے کی بجائے اسے ملک اور عوام کی بہبود اور ترقی کے لیے خرچ کرتی تھی۔ عراقی انقلاب کی قیادت لوگوں کو خوش حال دیکھ کر خوش ہوتی تھی اور ہوتی ہے۔ شرکی قوتوں کو اس حقیقت کا بھی علم ہوا کہ قیادت اپنے وطن اور عوام سے مخلص ہے اور ان کی وفادار ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس قیادت کو نہ تو لالچ کے ذریعے ورغلایا جا سکتا ہے اور نہ ہی دھمکیوں سے ڈرایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ وہ زیادہ زور شور سے سازشیں کرنے لگے۔ گویا انہی کے جیسے چند عرب حکمرانوں کی خفیہ سازشیں کافی نہیں تھیں۔ چنانچہ تیس ملکوں نے ام المعارک *(Mother of All Wars)* کا آغاز کر دیا۔ یومِ الفتح پر شیطانوں کے چہرے عراقی عوام اور دنیا کے سامنے عیاں ہو گئے۔ اُس دن عظیم عراقی عوام نے، ہماری عظیم قوم نے دشمن کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔

شر کی قوتوں نے عراقی قیادت کے عوام دوست اور انقلابی عزائم سے ڈر کر وہ شیطانی اقدامات کیے جنہیں گذشتہ دس سال سے آپ سب دیکھ رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ شر کی قوتیں عراق کو تباہ کر دیں گی تو پھر ایک طویل عرصے تک خیر شر کی قوتوں سے نبرد آزما ہونے کے قابل نہیں رہے گا۔ شر بغداد کو تباہ کرنے سے باز نہیں آئے گا لیکن وہ اس وقت تک بغداد کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا جب تک بغداد کے بعض لوگ اس سے غداری نہ کریں۔ تاہم مجھے یقین ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکے گا۔ مجھے یقین ہے کہ شر کی قوتیں شرمندگی اور ذلت سے دوچار ہوں گی اور اپنے شیطانی مقاصد کو پورا کرنے میں ناکام ہوں گی۔

انتظار کرنے والوں کے لیے کل بہت نزدیک ہے۔

عربو! ساری دنیا کے لوگو!!

سب جانتے ہیں کہ مغرب مشرق کی دولت کو غصب کرنے اور نوآبادیاتی غلبے قائم کرنے کے لیے مشرق پر حملہ آور ہوا تھا۔ مغرب کے پروپیگنڈا کرنے والے اس یلغار کو مغرب کی انسان دوستی، نیکی اور خیر کا عمل قرار دیتے رہے ہیں لیکن یہ بالکل حقیقت نہیں۔ مغربی یلغار کے نتیجے میں مشرق کے لوگوں کی غربت اور پریشانیوں میں اضافہ ہوا۔ وہ فوجی تسلط اور نوآبادیاتی غلبے کے بوجھ تلے دَب گئے۔ جب تک ان علاقوں کے بیٹوں نے عظیم قربانیاں نہیں دیں، مغرب والوں نے ان نوآبادیات کو خالی نہیں کیا۔ جب انہیں اس حقیقت کا اندازہ ہو گیا کہ اَب پہلے کی طرح یہاں رہنا ممکن نہیں رہا تو انہوں نے اپنی زمینی افواج سمیت یہاں سے بوریا بستر باندھ لیا کیونکہ زمینی افواج کو یہاں رکھنے میں انہیں بہت پیسہ خرچ کرنا پڑتا تھا۔ تب حالات کے مطابق پُرانی نوآبادیات کاری کی بجائے نئی قسم کی نوآبادیات کاری کا آغاز کیا گیا۔ مغرب نے نہ صرف مشرقی ملکوں پر اپنی یلغار کے دوران بے گناہ انسانوں کا خون بہایا بلکہ آپس کی جنگوں میں بھی لاکھوں کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

Marfat.com

سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد امریکا اور اس کے اتحادی ناٹو کو مشرق کی طرف وسعت دینے لگے۔ انہوں نے اس کے اراکین کی تعداد بھی بڑھادی۔ بہانہ یہ کیا گیا کہ سوویت یونین کے ٹوٹنے سے پیدا ہونے والے خطروں کا سامنا کرنے کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔ حالانکہ اس اقدام کے پسِ پردہ مغرب کے اپنے مفادات تھے۔ آج امریکا، برطانیہ، صیہونیت اور ان کے اتحادی پوری نوعِ انسان کے لیے خطرہ بن چکے ہیں۔ عراق اس معاملے پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ دنیا کے بعض آمادہ ملکوں میں ایک نیا نظام قائم کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ اس کا آغاز مشرق سے ہوگا جس کا مقصد معاشی، سیاسی اور فوجی تعاون ہوگا تا کہ توازن اور امن کو برقرار رکھا جا سکے۔ واضح ہو کہ یہ اتحاد کسی کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ اس کا مقصد درست انسانی معیارات کے مطابق رکن ملکوں اور بین الاقوامی سلامتی کا تحفظ و دفاع ہوگا۔ سب ملک اپنے فائدے اور بین الاقوامی اور علاقائی سلامتی کے تحفظ کے لیے ایک دوسرے سے مثبت تعاون کریں گے۔ ہر وہ ملک جو اس اتحاد کی بنیادی شرائط سے متفق ہوگا، اس کا رُکن بن سکے گا۔

چونکہ عراق نے اس اتحاد کی بات کی ہے اس لیے وہ جانتا ہے کہ جو لوگ اپنے عوام اور ملکوں کی سلامتی کے حوالے سے متفکر ہیں، وہ بھی ایسا ہی سوچتے ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ خوف یا بزدلی کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کر سکتے۔

عراق اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مذاکرات کرنے کو تیار ہے۔ عراق متعلقہ ملکوں سے اس موضوع پر بات کرے گا۔

Marfat.com

اہلِ عراق کے خلاف صف آراء لوگ کون تھے؟

- عراقی فوجیوں کی عظمت
- بش کا خوفناک چہرہ
- اتحادی فوجوں کے ہاتھوں عراق کی تباہی

امریکی اور اتحادی ظالموں کے حملے کے بعد سے ہمیں دو مصیبتیں پیش آئیں تھیں جن کی نوعیت انسانی تاریخ میں بڑی اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمارے لیے حق اور استحقاق کی بنیاد پر بزرگی قسمت میں لکھی تھی۔ اس حملے میں سب اشرار اور شیطان کے دوستوں نے جمع ہو کر یہ نمونہ پیش کیا کہ باطل اس حق کے ساتھ ٹکرایا جو اللہ تعالیٰ کا دوست تھا جو رب کی رضا کے لیے چلتا تھا، اونچے مقاصد اور جہاد اس کا شعار تھا۔ ان کے دل رب کے حضور جھکنے والے تھے۔ تاکہ رب کی اطاعت کے ذریعے اس کی مغفرت اور رضوان و رضاء کو حاصل کریں۔

کیا تم جانتے ہو کہ یہ حق کی خاطر لڑنے والے دوسرے لوگ کون تھے؟ میں نہیں خیال کرتا کہ تم لوگوں کو ان کا نام معلوم نہ ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد اور فضیلت کی راہ پر چلتے ہیں اور انسانی اقدار کی بلندی کے لیے کوشش کرنے والے ہیں۔

عراقی عوام یہ تہذیبوں والی قوم ہے، یہ نبیوں کی جائے ولادت والے اور رسالتوں کی مشعل والے ہیں ان پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ان پر ہر طرف سے ظلم وستم کے ہتھوڑے برسنے لگے مگر اس نے ان سب کو جھیلا اور اس ظلم وطغیان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تاکہ ان لوگوں سے ترقی کا سورج منہ موڑ لے جو لوگ شر کے پہاڑوں پر چڑھے بیٹھے ہیں اور وہ لوگ اپنے کردار اور اخلاقی دلوالیہ میں شیطان کا نمونہ بن چکے ہیں۔

Marfat.com

تمہاری قوم اونچے اور عظیم آزادی کے مقاصد والی ہے، اے مجاہدو اور مومنو! تمہارا لشکر بہادر ہے۔ یہ عراق ہے اے انسانیت دوستو! یہ عراق ہے، یہ اَن مٹ لازوال دجلہ وفرات کی اولادیں ہیں، یہ تلوار، جھنڈے، موّقف، ایمان اور خلق وشرافت میں عظیم علامتوں اور کردار کے حامل لوگ ہیں۔ تم دس سالوں سے اس قوم کو جانتے ہو یہ ملک، قوم، اور دین وایمان اور امت عربیہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

دوسری طرف کون لوگ تھے؟ تم میں سے بعض اس کو بھول گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اکثر نہ بھولے ہوں گے یہ خدا کے دشمن اور ان کے ہم نوا، ان کے دم چھلے تھے، ان لوگوں نے اپنی ذلت ورسوائی اور ناکامی ونامرادی کو رہتی دنیا تک مزید پکا کرنے کے لیے کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ جبکہ دوسری طرف عظیم عراقی قوم نے بھی عزت وشرافت کو حاصل کرنے کے اس موقعہ کو ضائع نہ کیا۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ ان ذلیل حملہ آور کا موقع ذلت ورسوائی میں جا پڑا۔

کیا تم ان برباد شریروں کو جانتے ہو؟

کیا مَیں تمہیں اور انہیں سناؤں کہ وہ کون لوگ ہیں یا یہ کہ تم لوگ ان بگڑے چہرے والوں، برباد ہونے والوں، حق کے خلاف چلنے والوں کو خود ہی جانتے ہو جنہوں نے ان سرسبز شاداب کھلتے چہروں کا مقابلہ کیا جو اپنے رب پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں، ان کے چہروں پر اہل جنت کی نشانی ہے جو شہداء، ابرار ہیں اور وہ زندہ لوگ ہیں جنہوں نے رب سے کیے وعدے تبدیل نہیں کیے۔

مَیں تمہاری یادداشتوں پر لگی گرہوں کو کھولنا چاہتا ہوں اور امریکہ جیسی برباد اور رسواء قوموں اور ان لوگوں کے رسوائے زمانہ موّقف کو بتلانا چاہتا ہوں۔ یہی حال برطانیہ، فرانس، جرمنی، اسپین، ہالینڈ، ارجنٹائن، بیلجیم، اور آسٹریلیا کا ہے اور کیا مَیں اور دوسرے نامرادوں کے نام بھی گنواتا چلا جاؤں؟ (اور کہاں تک گنواؤں) یا یہ کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ 33 ممالک ہیں اور عراق پر حملہ کے شروع میں تقریباً 28 فوجی دستے تھے۔ جبکہ اس وقت اس حملہ کو مضبوط کرنے والے ممالک تقریباً 40 یا اس سے بھی زیادہ تھے۔ اس میں، یہودیت اور صیہونیت کی عالمی مسخ شدہ

Marfat.com

اور لعین اور بدخصلت وفطرت بھی شامل تھی۔

رہ گئے عرب ....

تو اے عربو! اے ہمارا فخر، اے ہماری عزت، اے ہمارے زخمو! اے ہمارے زخمو!

ہائے افسوس! کیا تم لوگوں کے نام بھی شمار کروں؟ اور بھلا میں تمہارے نام کیسے لوں، کس طرح گنوں؟ مَیں تم لوگوں کے نام کیسے گنواؤں کہ زخم اور چھل جائیں گے......

ہاں البتہ میں تمہارے نام گنوائے بغیر یہ ضرور کہوں گا کہ

بے شک قوم عرب ہماری امت ہے، ہم اس سے ہیں، وہ ہم سے ہیں، وہ ہمارے لیے ہیں، وہ ہمارا عزت و وقار اور فخر ہیں، وہ ہمارے دل کی گہرائیاں ہیں اور عراق امت عرب کے دل کی گہرائی ہے۔

ہم ان کے نام پر ہمیشہ سر اٹھا کر چلتے رہے ہیں، اس نام کے عظیم کرداروں اور اس کے بہادر سپوتوں کے بل بوتے پر ہم ہمیشہ باطل پر جھپٹتے رہے ہیں اور ہم نے ان کا بھیجا اڑا دیا اور وہ باطل ہوا ہو گیا۔

یہ انبیاء، شہداء اور اولیاء کی ہماری قوم ہے۔ مَیں اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہوں گا۔ اور ہر بزدل اور رُخ پھیرنے والا بھی میری بات سُن لے کہ عرب ہماری قوم ہیں کوئی شخص یا کوئی جماعت اس قوم کی طرف میلی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا اور ایسے بزدل لوگ اس قوم میں ہونے کے باوجود بھی اس قوم کی صفات کو بدل نہیں سکتے۔

کیا ایک سیلابی دریا کے پانی کی فطرت وخاصیت کو ایک بدبودار اور باسی پانی کی چھوٹی نہر مل کر بدل سکتی ہے؟

نہیں .... ہرگز نہیں .... ہمارے سیلابی دریا کی فطرت نہ بدلے گی۔ اس امت میں ہر بہادر کریم اور شریف مومن زندہ رہے گا اور باطل پر چاک وچوبند اور ٹوٹ پڑنے والا ہوگا۔

لیکن کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں اور اس وقت ان صیہونیوں

Marfat.com

سے جو جنگ جاری ہے اس سے ہمیں کیا ملا؟

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ان اقتصادی پابندیوں نے مظلوم عراقیوں پر کیا ظلم ڈھایا؟

کیا ہم آپ کو پوری تفصیل بیان کریں یا ایک مختصر تعارف کافی رہے گا؟

یہ شریر ٹیلی ویژن کی سکرین پر آ کر اپنی شیطانی حرکتوں اور ظالمانہ افعال پر فخر کرتے رہے۔اے بھائیو! کیا تم لوگ جانتے ہو کہ ان لوگوں نے بالآخر کیا کیا تھا؟ کیا تم لوگوں نے اس احمق، بے وقوف، نخوت کے پیکر، اور اپنے باپ کی تصویر نے گزشتہ زمانہ کے بادشاہوں، ظالم بادشاہوں کی طرح کیا کیا؟

ان لوگوں نے ہمارے بہادر مردوں اور عورتوں کے ایک ایمانی نشانیوں سے لبریز عجائب گھر کو جو امت اسلامیہ عربیہ کی تہذیبی وثقافتی یادگار تھا نہ صرف یہ کہ تباہ و برباد کیا اور تباہی و بربادی وہ سلسلہ اب تک جاری ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنے ہلاک آفرین ہتھیاروں سے عوام الناس کا بھی خون کیا۔ یہ عجائب گھر اپنی تہذیبی روشنیوں کو پورے معاشرہ میں پھیلاتا تھا۔ یہ دلوں کی گہرائی میں موجود ایمان کی حفاظت کرتا تھا۔اس نے دلوں کی جڑوں میں کھبے شجرِ حیات کی آبیاری کی تھی۔ یہ عجائب خانہ نسل در نسل عراق عظیم کی حکایت بیان کرتا تھا۔اور کیا یہ انسانیت کو تباہ کرنے والا شریر انسان نہیں جو روئے زمین پر فقط مادی ذہن رکھنے والا ایک انسان ہے جس کو انسانیت سے کوئی واسطہ نہیں؟

ان دشمنوں کے گولہ بارود اور میزائلوں نے ان لوگوں کو نشانہ بنایا جو مادیت کے دشمن تھے،ان کا قیمتی خون بہتا رہا مگر یہ نعرۂ تکبیر کے جھنڈے تلے جمع رہے ان کے بہادر لشکروں کے لشکر نے ظلم وستم کے اندھیروں کو دور کیا اور جب بھی اس سیاہی اور تاریکی نے ان کی فضاؤں اور روشنیوں کو ڈھانپنا چاہا تو رب پر بھروسہ رکھنے والی اس عظیم عراقی قوم نے ہمیشہ ان دشمنوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔

پھر عراقی صفوں کے بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ میں یہ بھی بتلاؤں کہ رب تعالیٰ نے کس طرح اپنی خاص عنایت سے عراق کی حفاظت کی؟ اور ان کی آگ کو کس طرح ٹھنڈا کیا اور

Marfat.com

سلامتی والا بنا دیا عراق کی مومنانہ اور روشن تاریخ اور اس کا ضمیر اور اس کے اونچے مقاصد کیا تھے؟ اور عراق نے اپنی حفاظت کے لیے کس طرح حملہ کیا اور بھرپور دفاع بھی کیا؟

کیا تم لوگوں نے کسی پہاڑ کو جوش میں اور غضب میں آتے دیکھا ہے؟

کیا تم لوگوں نے کسی عظیم سمندر کی بھاری لہروں کو موج مارتے دیکھا ہے؟

کیا تم لوگوں نے کبھی کسی عظیم سمندر میں جوار بھاٹا کا منظر دیکھا ہے؟

کیا تم لوگ ہر اپریل میں نہیں دیکھتے کہ دجلہ کس طرح ٹھاٹھیں مارتا ہے؟

کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ مومن خدا سے کس طرح محبت کرتے ہیں اور وہ خدا سے محبت کرنے والوں کے ساتھ کس طرح محبت کرتے ہیں؟

اور کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب خطرہ ہو تو ببر شیر اپنے چھوٹے بچوں کی اپنی کچھار میں کس طرح حفاظت کرتا ہے؟

پس جس نے ان سب باتوں کو دیکھا ہوا ہے وہ جانتا ہے کہ عراق پہلے کیسے تھا اور اب کیسا ہے؟ عراق نے ناگوار حالات کا حجت سے، کمزوری کا قوت سے، مایوسی کا امید و رجاء سے بزدلی کا شجاعت سے اور باطنی میل اور غدر و خیانت کا امانت، اخلاص اور نیک مؤقف میں صدق و سچائی سے مقابلہ کیا۔ عراقی اپنی قوم، اپنی تہذیب اور اپنی تاریخ سے محبت کرتے ہیں اور یہ اپنی امت اور اس کے وسائل سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح پہلے کبھی کسی نے نہ کی تھی۔ اور چونکہ یہ آزاد پیدا ہوئے تھے اس لیے ان کے دل میں پوری انسانیت کے لیے یہ جذبہ ہے کہ وہ بھی آزاد ہو اور کسی جبروتی و طاغوتی طاقت کے آگے نہ جھکے اور کوئی لالچ کرنے والا ان کا استحصال اور استیصال نہ کرے۔

یہ عراقی جیسے تھے ویسے ہی ہیں جیسے کہ تم لوگ بھی ان کو جانتے ہو..........

ان سب احوال میں تم لوگ اندازہ کر سکتے ہو کہ عراقی اپنی امت اور عراق سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے کس طرح صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ دشمنوں سے قتال کیا، ترقی کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر کیں۔ ان کی کھیتی کیسی لہلہاتی تھی اور ان کے باغات کیسے سرسبز و شاداب

Marfat.com

تھے۔لیکن یہ ایسی بھڑکاتی آگ کی لپٹوں کو بھی پیدا کرتے تھے جو شریر دشمنوں کے چہروں کو جھلسا کر رکھ دیتی تھی کہ کسی کو ان کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

عراق نے زندگی کو اُگایا، زندگی اس کے لیے مسکرائی، اس نے سربفلک عمارتوں کا ایک سلسلہ شروع کیا اور یہ ان دشمنوں کے اس کی عالی شان عمارتوں کو تباہ کرنے کے بعد کی بات ہے۔

عراق کو اپنے اور قوم کے دشمنوں پر فتح نصیب ہوئی۔اور ان شاء اللہ اس کو آئندہ بھی سخت ترین حالات میں جلد یا بدیر فتح ہی نصیب ہوگی کیونکہ یہ اپنے نفس و ضمیر اور عقل و دانش میں فتح یاب ہے۔

بھلا تم لوگوں سے یہ بات کون تصور کر سکتا ہے کہ تم لوگ ایمان کی واجبی ذمہ داریوں کو جو خدا نے تمہارے ذمہ لگائی ہیں بھول جاؤ گے۔ یقیناً تم لوگ انہیں یاد رکھو گے جب کہ انہی عربوں کے آباء و اجداد ایمان اور انسانیت و تہذیب کے قافلہ کے حدی خواں تھے اور انہوں نے ہی پوری شریعت کی فلاح و بہبود کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔

یہ سوچنے والا خود جانتا ہے کہ یہ عرب ایسے ہی ہیں۔ یہ انہی صحابہ کرامؓ کی اولادیں ہیں جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ میدانِ جہاد میں آگے آگے ہوتے تھے۔ ان میں حضرت حمزہ ؓ، حضرت صدیق ؓ اور حضرت علی ؓ بھی تھے جو لشکر اسلامی کے جھنڈے اٹھائے ہوتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں دین کی حفاظت کے لیے تلواریں ہوتی تھیں۔ حضرت علی ؓ نے ذوالفقار نامی تلوار اٹھائی ہوتی تھی۔ یہی حال حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت خالد بن ولید ؓ کا تھا کہ وہ لوگ سب کے سب نبی کریم ﷺ کی آواز، آپ ﷺ کی دعا، اور آپ ﷺ کی پکار پر کان دھرے بیٹھے ہوتے تھے کہ کیا حکم ملتا ہے کہ پھر اس پر جان نثار کر کے ہی پیچھے ہٹیں۔

یہ شخص جانتا ہے کہ عراقیوں نے کس طرح قتال کیا، ان کے سوار بہادر کس طرح جنگی نغمے پڑھتے تھے۔ان لوگوں نے رب سے کیا وعدہ پورا کیا۔ان لوگوں نے اپنی فضاء، اپنی زمین، وطن اور قوم و ملت اور اپنے دین کے لیے خوب دفاع کیا۔ ان لوگوں نے وہ نمونے پیش کیے جن سے ایمان، قوم اور ملت کا سر بلند ہو اور دشمن اشرار شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوں۔

Marfat.com

ان لوگوں نے کمزوری، ذلت، باطل اور اجنبی دشمنوں غرض ان سب کو مار بھگایا جو عربوں کے حقوق لوٹنے آئے تھے ایمانی عظمتوں کی ان عراقیوں نے حفاظت کی۔

پھر جب ''اُم المعارک' کا معرکہ ہو چکا، اور فلسطین کے بچے جوان بوڑھے مرد اور عورتیں سب کے سب ان امریکیوں اور صیہونیوں کے ہتھیاروں کا پتھروں اور کنکریوں سے مقابلہ کرر ہے ہیں تو کیا کسی عربی کو یہ سوال کرنا اب ممکن رہا ہے؟

کیا ان باتوں کے بعد کسی سے سوال کرنے کی حاجت رہ گئی ہے؟

اور جو ابھی تک اپنے اندر خوف پاتا ہے اور وہ بزدل تھے اور وہ اپنے ایمان اور وطنیت کی فضیلت کو اپنے اندر نہیں پاتا تو اس کے پاس قوم و وطن پر غیرت کھانے والے کسی بہادر مومن عرب یا عراقی کے سامنے پیش کرنے کے لیے کوئی عذر ہے؟

کہ جب وہ کسی اجنبی اور ظالموں کے ظلم کے خلاف انقلاب لے کر کھڑا نہ ہوگا تو کیا اس کے پاس کوئی عذر ہوگا؟

اور کیا جو اپنے اندر کمزوری پاتا ہے کیا وہ خود کو امت مسلمہ کی مدد کے لیے تیار کر سکتا ہے؟

Marfat.com

بغداد پر قبضے کے خواب دیکھنے والے نامراد ٹھہریں گے

- امریکا کا ظالمانہ کردار
- انبیاء کرامؑ کا کردار

جب ہمارے آقا ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، جو کہ ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کے جدِ امجد ہیں، اللہ کے پیغام کی تبلیغ کے لیے عراق سے نکلنے کا فیصلہ کیا، جہاں وہ پیدا ہوئے تھے اور اپنے خاندان کے ساتھ رہتے تھے، تو ان کے پاس راستے میں نمودار ہونے والے حوادث سے نمٹنے اور اپنے بلاوے کی مخالفت کرنے والوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے ایک عصا کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی کتا ان کی راہ میں آتا یا بھیڑیا ان کے پاس مقابلے کے لیے وہی ایک عصا تھا۔ ازل سے تمام پیغمبروں اور عظیم مصلحین کا معاملہ ایسا ہی رہا ہے۔

مَیں زمانہ طالب علمی سے یہی پڑھتے آیا ہوں۔ بالغ ہونے کے بعد یہی علم میرے سیاسی عزم کا پس منظر بنا۔ اس علم کو بعث پارٹی نے انصاف کے راستے میں حائل رکاوٹوں کا سامنا کرتے ہوئے مشعلِ راہ بنایا۔ دورِ حاضر کے ہر عراقی بلکہ ہر عرب کی سوچ کا پس منظر یہی ہے۔ اسی یقین کے سہارے میں بیسویں صدی کے آخری برسوں کے جابروں سے نبرد آزما رہا ہوں۔ مَیں نے ان جابروں کے عراق پر قبضے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ جابروں کا خیال تھا کہ وہ عراقیوں کو صرف وحشیانہ قوت کے مظاہرے ہی سے جھکا لیں گے۔ مادہ پرستانہ نقطۂ نظر کی وجہ سے جابروں کو عراق، عظیم عرب قوم اور 30-17 جولائی 1968ء کا تاریخی، روحانی اور تہذیبی ورثہ دکھائی نہیں دیا۔ اللہ نے دشمنوں کو عراق کے حوالے سے مغالطے میں رکھا جبکہ عراق کو دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہونے کے باوجود اس کی ہیبت سے لرزہ براندام نہیں ہونے دیا۔

Marfat.com

چنانچہ عراق نے اطاعت قبول کرنے اور ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ عراق کا پرچم بلند ترین مستول پر لہراتا رہا۔ ہم نے عصا کو لہرا کر جارح کتوں کو بھگا دیا۔ ان میں چند ''ایٹمی دانتوں'' والے بھی تھے۔ دلیر عراقی فوج اور عوام نے جو مثال قائم کی ہے، آنے والی عراقی اور عرب نسلیں اس کو یاد کر کے فخر محسوس کریں گی۔

آج 17 جنوری ہے۔ آج کے دن سات سال پہلے رات کے ڈھائی بجے شیطان نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کو خدا کے سچے راستے سے بھٹکا دیا۔ اس دن 30 سے زیادہ ملکوں کی افواج نے جابر امریکا کی سالاری میں یکجا ہو کر بغداد پر حملہ کر دیا۔ بغداد جو کہ نیکی، عظیم تاریخ، عظمت اور پوری عرب قوم میں ممتاز رجحان اور خصوصیات والا شہر ہے۔ اللہ نے پوری عرب قوم اور عراق کو ایک خاص کردار ادا کرنے کے لیے منتخب کیا۔ وہ کردار ہے پوری دنیا میں حتمی سفاک شیطانوں اور جابروں کے ظلم وستم کے ستائے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنا۔

اس روز پورے عراق اور الرشید، المنصور اور عظیم بعث پارٹی دارالحکومت بغداد پر بم اور میزائل برسائے گئے۔ صبح کا اُجالا نمودار ہوا تو عظیم عراقی مرد وخواتین اللہ اکبر کے پرچم اٹھائے گھروں سے نکل آئے۔

یہ دن ان لوگوں کے لیے بے شرمی و بے وقاری کا دن بھی بن گیا، جنھوں نے ایسا چاہا تھا۔ عراقی اپنے اصولوں پر ڈٹے رہے۔ امریکی حکام بے شرمی کے مجسمے ہیں۔ وہ جب بھی آئینہ دیکھتے ہوں گے انہیں اپنے چہروں پر کوڑھ کے اَن مٹ داغ نظر آتے ہوں گے۔ یہ کوڑھ کینے اور عراق کے سورما عوام کو نقصان پہنچانے کی خواہش بن کر ان کے پورے جسم میں پھیل گیا ہے۔ جب بھی ہوا چلتی ہے بے شرمی کا انتخاب کرنے والوں کی کمزوریوں کو عیاں کر دیتی ہے۔ کمینوں اور سراپا شر ملکوں کی قطار میں سب سے آگے امریکا کھڑا ہے۔

امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے دنیا پر یہ واضح کر دیا تھا کہ وہ دنیا کا بلاشرکت غیرے واحد بادشاہ ہے اور سب کو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا ہوگا۔ جب غلاموں نے امریکا کے سامنے وہ تاج رکھا جس پر اس کی اطاعت اختیار کرنے والے ملکوں کے نام درج تھے تو پورے عراق میں وہ ہوا پھیل گئی جس میں عراق میں پیدا ہونے والے اللہ کے پیغمبروں کی خوشبو رچی ہوئی تھی اور ہر عراقی مرد وزن کے سینے معطر کر گئی۔ انہیں اپنے آقا حضرت ابراہیم علیہ السلام یاد آئے،

Marfat.com

جن کے لیے قرآن میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے آگ کو گل زار بنا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف ایک عصا لے کر مصر کے فرعونوں کو توحید کا پیغام دینے گئے تھے۔

انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی یاد آیا جس سے انہوں نے اپنے دور کے فرعون کا مقابلہ کیا تھا۔ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی یاد آیا، جس سے انہوں نے کبھی کسی کو مارا نہیں تھا۔ انہیں عظیم جہاد کا عہد کرنے والے حضرت محمد ﷺ بھی یاد آئے۔ انہیں یاد آیا کہ آنحضور ﷺ نے اپنے دور کے جابروں کا مقابلہ کس طرح کیا تھا، انہیں یاد آیا کہ مسلمانوں فوجوں نے کس طرح باطل کے قلعوں کو مسمار کر کے انصاف کا بول بالا کر دیا تھا۔

جب میدانِ جنگ میں دونوں فریق آمنے سامنے صف آراء تھے تو عراقی عوام کو یہ سب یاد آیا۔ انہیں مغالطہ تھا کہ عراق بھی دوسروں کی طرح باطل امریکہ کے سر پر سارے عالم کی بادشاہی کا تاج رکھنا قبول کر لے گا۔ اس کے برعکس بغداد میں، میدانِ جنگ میں اور پورے عراق میں جابروں کے خوف کی بجائے ایمان اور استقامت کا وفور دیکھنے میں آیا۔

Marfat.com

اہل عراق کا اعزاز اور ان کی ذمہ داریاں

اس کائنات ہست و بود میں انسان جب اپنے گرد و نواح میں نظر دوڑاتا ہے تاکہ اپنے لیے اور دوسروں کے لیے ان باتوں کو اپنے گرد جمع کرے جو سراسر مفید ہوں تو اس کو اپنی اس امنگ و آرزو اور امید و توقع کے مطابق صفحۂ ہستی پر پھیلے اسباب و وسائل نظر آتے ہیں چنانچہ یہ انسان اپنی نیک تمناؤں کے ساتھ ان اسباب کو بروئے کار لانے کا ایک مثبت پروگرام تشکیل دیتا ہے پھر اس نیک مقصد کی تکمیل میں اندرونی و بیرونی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ نفسِ امارہ غلط راہ دکھاتا ہے اور نفس پرست لوگ اپنے مفادات کی جنگ شروع کر دیتے ہیں۔ فکر و نظر کا یہی تضاد اور مقاصد و مفادات کا یہی اختلاف لوگوں کے مختلف طبقات کو وجود دیتا ہے۔ نئی نئی تہذیبیں ورثے اور معاشرے قدیم یا جدید اس تضاد و اختلاف کی بدولت صفحۂ ہستی پر ابھرتے ہیں۔

زمانہ کئی رنگ بدل گیا قدیم رسمیں تہذیبیں بھی نظر آرہی ہے اور جدید معیار اور پیمانے بھی زندگی کے اُفق پر طلوع ہو چکے ہیں۔ پھر جب تعمیر و فلاح کی سوچیں اور فکریں زیادہ گہری، وسیع اور مضبوط ہوتی جائیں گی۔ اس مثبت جذبے کی مخالف جماعتیں بھی اتنا ہی زور پکڑتی جائیں گی۔ اسی کشمکش کے بڑھنے سے قربانیوں کا گراف بھی بڑھتا جائے گا۔ فکر و نظر کو جلا ملتی جائے گی انسانیت و اخلاق بلند ہوتے جائیں گے۔ اس سے زمین پر انسان کا کردار بلند ہوتا ہے اور رب السموات والارض کی وحدانیت پر ایمان و ادراک ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ رب السموات والارض کی وحدانیت کا ادراک یقین کی ترقی کا معیار ہے۔ چنانچہ انسان کو سطحی سوچ سے بلند ہو کر سوچنا ممکن ہو جاتا ہے اور اس کی سوچ کو تدریجی ترقی کی قوت عقلیہ نصیب ہونا شروع ہوتی ہے۔

پھر انسان اس حقیقت تک رسائی پاتا ہے کہ انسانیت کی بقاء اس کائنات کی بقا کے لیے ضروری ہے اس کے لیے اپنے ذوق، فکر و نظر اور دانش و بینش کو ایک تسلسل کے ساتھ انسانیت کی تعمیر میں خرچ کرنا ہوگا۔ پھر اس راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں گئیں اور انسان کو اپنی جن کمزوریوں سے سابقہ پڑے گا ان کو خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے درست کرے گا اور اس کی حالت کو ترقی و تشکیل

Marfat.com

کی بہتری تک پہنچائے گا۔

یہ مثبت سوچ، تعمیری کردار، لگاتار کوشش رکاوٹوں کے ساتھ آویزش اور مخالفوں کے ساتھ مزاحمت ہی ایک انقلاب کو برپا کرتی ہے۔

اس بناء پر اے ہماری عظیم قوم کے نوجوانو! میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارا یہ انقلاب فکر و امید کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ہے۔ اگرچہ عظیم عراقی اور عرب قوم وامت کے علاوہ بھی روئے زمین پر فکر و نظر رکھنے والی قومیں ہیں اور ان کے مستقل پروگرام اور اہداف بھی ہیں مگر حکیم و عزیز خدائے واحد نے ہمیں جتلا دیا کہ انبیاء و مرسلین کی جائے وحدت پر بسنے والی یہ عراقی قوم دوسری قوموں سے اپنے مقاصد میں ممتاز و نمایاں ہے یہ عراق ابوالانبیاء خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ولادت اور مقام پرورش ہے اور خدا نے انہیں عراقی بنایا۔ لیکن انہوں نے اپنی ذمہ داری کو اپنے وطن ولادت و پرورش سے وسیع رکھا چنانچہ انہوں نے اس رسالت کو جس نے رب تعالیٰ نے انہیں شرف و کرامت بخشی تھی اپنی امت کے باقی وطنوں میں پہنچائیں اور وہاں تک پہنچائیں جہاں تک رب رحیم و کریم صاحب قدرت مطلقہ کی رعایت میں پہنچ سکے۔ کچھ ایسی ہی ذمہ داری اس عراقی قوم کی بھی ہے کہ وہ اپنی فکر میں خود سے ماوراء ہو کر سوچے۔

نئی اہم بات انقلابی فکر نہیں اور نہ ہی وحدت حریت اور اشتراکیت میں اس کے اہداف ہیں بلکہ نئی اہم بات وہ انقلابی فکر کی عمدگی، اس کی صداقت اور قدیم عراقی قوم کے درمیان اپنی عمدگی کی گہرائی میں اس کا تاریخی دھارا ہے کہ اس قوم نے کس طرح اپنی فکر اور جہد میں اعلیٰ کردار کا نمونہ پیش کیا۔ حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے اس قوم کو جو افراط و تفریط کا شکار ہونے سے بچایا۔ رب تعالیٰ نے اس سرزمین کو انبیاء کرام کی جائے ولادت بنایا اور اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ اور ابوالانبیاء بنایا اور ساری انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی کوششوں کو منظم کیا اور اپنے کردار کو اس عام، افضل، گہرے اور بلند معیار پر پیش کیا جس کو رب رحمٰن و رحیم نے دیکھا۔

اس بانصیب قوم میں تمہارا یہ انقلاب اپنی وطنی قومی اور انسانی سوچ میں سچا اور مبنی بر امانت ہے اس تحریکِ انقلاب نے بڑے بڑے گھمنڈیوں کا سر جھکایا ہے تاکہ اس کی بلندی کردار کا امتحان ہو یہ عظیم عراقی قوم اور حزب البعث کی عظیم انقلابی تحریک امانت ہے۔ یہ دونوں تحریکیں سچی ہیں اور ان دونوں کا حال ایک ہو چکا ہے۔

Marfat.com

یہ دونوں تحریکیں ہر قسم کی عاجزی، کمزوری، تابعداری سچی بات پر سودے بازی، یقینی بات میں شک کرنے، عام کی جگہ خاص بات کو لینے، اقدام کرنے کی بجائے تردد کرنے، اور آگے بڑھنے کی بجائے رکنے سے انکار کرتی ہیں۔ جبکہ یہ اپنے عظیم اہداف کو حاصل کرنے کی ابتداء کر چکیں ہیں۔ اب یہ کسی ایسے بدل کو قبول کرنے پر سودے بازی نہ کریں گیں جس میں قوم کی ذلت ہو، عزت نہ ہو۔

اور اس کی قربانیوں کی سطح کے ساتھ کہ جس کا سبب اجنبی لالچیوں کا مقابلہ، ان پر بندش لانے والوں اور اس انقلاب کے قانونی اہداف کی مخالفت کرنے والوں کا مقابلہ ہے، اس انقلاب کی سطح بھی اپنے اہداف کی بلندی، گہرائی اور گیرائی میں ترقی کرتی گئی۔ اور رب عظیم کو راضی کر کے اور عقل و نفس کو ہر قسم کے تعصب سے پاک کر کے یہ انقلاب عمومی ہمہ گیر قوانین اور اساس کے ذریعے ان مخصوص حالات میں وطنی اور قومی خصوصیت عمل آوری کے قریب ہو گیا ہے تاکہ حق کے اصولوں اور اس کی دائمی وراثت کی بنیاد پر عدل و انصاف، محبت اور امن و امان عام ہو کر ساری انسانیت کو پہنچے۔

اس طرح تمہاری سچی، پاکیزہ، امانت دار انسانی قومی وطنی اور طاقتور انقلابی تحریک ایسی بن جائے گی جس کی وضاحت اس کے اہداف کی بلندی اور گہرائی ہی کر سکتی ہے۔ اس بناء پر یہ تحریک ایک وسیع و عمیق انسانی تحریک بن گئی ہے۔ رب تعالیٰ نے انبیاء کرام اور مرسلینِ عظام کے عہد نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اس قوم کو ایک بار پھر یہ شرف بخشا ہے کہ اس کو ایک خاص مقام دیا ہے اور ایسا اس قوم کے صحیح اور دقیق تصورات، صحت مند طرزِ فکر اور عظیم امیدوں کے بعد ہوا ہے جو ان تصورات و افکار کے متوازی ہیں۔ اب اس قوم کا روزانہ امتحان ہے تاکہ پتا چلے کہ رب تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے اور عظیم ہمت کا نمونہ پیش کرنے کے بعد ایسا کرنا ممکن ہوا ہے۔ اور یہ نمونہ عظیم سعادت مند عراقیوں، عظیم سربلند نوجوانوں اور ہر انسانیت دوست کی مدد سے پیش کرنا ممکن ہوا ہے۔

یوں اس انقلاب نے اپنی صحیح فکر کی روشنی میں صحیح لائحہ عمل پیش کیا ہے جس کو غیر متزلزل ہمت نے سہارا دیا ہے اور ثابت قدمی نے ممکن بنایا ہے اور ایسا ہر قدم کے اٹھانے کے بعد ہوا ہے جو کامیاب ٹھہرا کہ جس پر عراقیوں کا یقین تھا کہ اس کے بعد اٹھایا جانے والا قدم بھی کامل اہداف

Marfat.com

کے وصول تک پہنچائے گا اور ہمارا بھروسہ فقط رب پر ہے اسی سے مدد کے طلبگار ہیں۔

قومِ عرب اور خاص طور پر قومِ عراق ترقی و انقلاب کی راہ پر گامزن رہی اور پیش آنے والے ہر خطرے کا سامنا کیا دشمن کے مقابلہ میں جم کر لڑی اور دشمن کے ناجائز مطالبات کے آگے سر نہ جھکایا اور رب پر بھروسہ رکھتے ہوئے ذلت و عاجزی کو قبول نہ کیا۔

ان مذکورہ قواعد و اساس کی بنیاد پر تمہاری عظیم قوم جو تمہارے لشکر کا صفِ اوّل کا دستہ ہے جو تمہاری عراق کی مومن، طاقتور اور سر نہ جھکانے والی قوم ہے وہ آج بھی اور کل تک بھی نامراد صیہونیت اور اس زمانہ کے طاغوت سے لڑتی رہی ہے یہ امریکی ادارے ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں جو امریکی تکنیکی، اقتصادی اور علمی ذرائع و وسائل کو صیہونیت کے عربوں اور مسلمانوں کے ساتھ بغض و کینہ اور انتقام کے جذبات کی نیابت میں ہر طرح سے براہِ راست استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ ان یہودی صیہونی اداروں کے پس پردہ پوری انسانیت کے ساتھ بغض و انتقام کا جذبہ رکھتے ہیں۔

1938ء سے جاری بعث پارٹی کی اس تحریک اور اس کے برپا کردہ انقلاب کو سمجھنے کے لیے اس کی تاریخ پر نظر دوڑانا ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس کے یومِ تاسیس کے وقت کے اہداف و مقاصد کو بھی ذکر کریں گے۔ ہم ثابت کریں گے کہ یہ ایک جدید تحریکِ انقلاب ہے اور خدا کے حکم سے اس کی روشنی سے ہم اندھیرا دور کریں گے بعد اس بات کے کہ اس تحریک پر اور اس کے طرزِ عمل جو ایمان رکھتا ہے وہ ''ناممکن اور محال'' کی عبادت سے آزاد ہو جائے اور اس دور میں وہ اپنے اہداف، طرز اور عقل و ضمیر میں آزاد ہو جائے۔ چنانچہ عراقی قوم اور حزب البعث کے قائد ایک آواز سے یہ کہیں کہ (اس بات کو) ناممکن جاننے والا تباہ ہو............ بلند مقاصد اور اونچے عزائم کے لیے اپنے جذبوں کو تعمیر کرو............

اور آدمی زمین و آسمان کے مالک کے ساتھ اپنا تعلق درست کرے اور رب کی اس سرزمین پر آزاد عظیم انسان کے کردار کی فکر کو عملی تشکیل دے۔ وہ سرزمین جو تہذیبوں کا سرچشمہ ہے اور توحید اور رب کے بندوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی سب سے پہلی دعوت کی سرزمین ہے۔ جس سرزمین نے قوم کو بتوں سے نجات دلائی۔ جو رب رحمان و رحیم اور عقلمند صادق اور امانت دار مومن اور رب کے حکم سے قدرت و طاقت والے مومن کے درمیان واسطہ ہے۔

Marfat.com

پہلے عقل وضمیر آزاد ہوں گے تو ہمارے دست و بازو کو بھی آزادی ملے گی ملک کی تعمیر و ترقی کا مرحلہ اور دشمنوں پر فتح کی نوبت اس کا بدل ہے۔ لیکن پہلے پختہ ایمان اور آزاد دل چاہئیں اور شہریوں کا خون پینے والے منافق ایسا نہیں کر سکتے۔

ان قواعد اور ان کے مؤثر معانی اور جہاد میں ان کے مقتضیات کی بنیاد پر رب تعالیٰ نے تمہاری قوم کو عزت بخشی، اور عربوں میں سے انبیاء و مرسلین کو چُن چُن کر مسلسل بھیجا، اور انہیں ایمان و یقین کی جڑ اور افضل عمل کی طرف پیروی کرنے، عدل و انصاف قائم کرنے، ظلم اور ظالموں کے خلاف لڑنے کے لیے نمونہ بنایا۔ اور ان لوگوں نے انسانیت کو یہ نمونے پیش کیے ان بنیادوں اور ان کے بلند معانی کی بنا پر رب تعالیٰ نے ارضِ عرب پر انبیاء و مرسلین کو منتخب فرمایا اور انہیں پورے عالم کو رسالتِ الٰھیہ کے پہچانے کی کے لیے اور انقلاب برپا کرنے والا بنایا اور ایسا ان کی ولادت ونشأت کی سرزمین، سرزمینِ عرب کو پرامن قرار دینے کے بعد کیا۔ تاکہ سرزمین عرب کے یہ باشندے (جو خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں) اپنی ہمت و طاقت اور عقل و دانش کو جہاں خدا چاہے رسالت پہنچانے کے لیے انسانی کردار کو ادا کرنے کے لیے استعمال کر سکیں کہ جہاں حالات کے مطابق وہ اپنی عزیمت کا مظاہرہ کر سکیں۔

جی ہاں! رب کے پیغمبروں نے انقلاب برپا کیا اور حالات کو ان کے اعلیٰ و افضل نمونہ کی طرف بدلا۔ انسان کو پیدا کرنے کے بعد رب تعالیٰ نے انسان کو پہلا سبق یہ دیا کہ اس کو زندگی اور اس کی ترقی میں اپنا واجب کردار ادا کرنا سکھلایا۔ رب تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو فکر اور اس کی تطبیق کے موجبات کو سکھلانے کے بعد ان حضرات کو اس انقلاب کے برپا کرنے کے اہم اسباق کو سکھلا دیا اور ان کے دلوں ضمیروں اور عقلوں میں پکے یقین اور عظیم ایمان کی امید کو بو دیا۔

اسی طرح سب سے پہلے جس نے انبیاء کرام سے اس فکر کو جو محسوس و مشاہد اور رائج علم سے متجاوز ہے، سیکھا اور ان کے آگے زانوائے تلمذ طے کیا وہ عرب تھے، جو اس عظیم وطن کے فرزند تھے۔ اسی طرح جس نے سب سے پہلے اس انقلاب و تغیر، اور اس کی قیادت کے مناسب صاف کو سیکھا وہ بھی عرب تھے اور انہوں نے یہ سب کچھ ان کی زیرِ تربیت اور ان کے قائدانہ کردار کے تحت سیکھا۔ اسی قاعدہ کے مطابق انسان عام اور ہمہ گیر کردار، ہماری قوم اور عراق کے انسان کے کردار اور وطنی اور قومی کردار کے ساتھ مل گیا۔ اسی کے ساتھ ان کے کندھوں پر ایک انقلاب برپا کرنے

Marfat.com

کی ذمہ داری بھی آپڑی۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو اس بات کا مکلف بنایا اور جیسا کہ انبیاء کرامؑ نے انسان کو مسلسل ان باتوں کا مکلف بنایا۔ رہ گئے انقلاب کے طریقے، اس کے عناوین، اس کی مدت، اس کا وقت تو یہ سب کے سب امور اجتہادی ہیں۔ ان میں زندگی، اس کی نوع، اس کے حالات اور اس کے مراحل سے متعلقہ اجتہاد کے ذریعے سے اساسی نتائج نکالے جاسکتے ہیں۔ اس بنیاد پر اگر ایک عرب حالات کو بہتر رُخ کی طرف بدلنے کی ذمہ داری کے کردار کو ادا کرنے سے گریز کرے اور جمود کے بالمقابل لازمی حرکت کو فروغ نہ دے اور جس وقت زندگی اور دل، دماغ بوڑھے اور اندھے ہو جائیں تو ان پر سے زنگ اتار کر انہیں جلا بخشنے سے کنارہ کشی کرے اور بوسیدہ کو نیا اور تروتازہ نہ بنائے تو میں یہ کہوں گا کہ فقط یہی گناہ نہیں کہ ایک عربی نے اپنا کردار ادا کرنے سے اور قوانین الٰہیہ اور قانونِ حیات کے مطابق انقلاب برپا کرنے سے گریز کیا اور حق کو چھپایا بلکہ جب ایک عربی نے اپنا ایک مقتدایانہ انسانی کردار ادا نہ کیا اور فکر کی روشنی کو نہ پھیلایا تو اس نے یہ بھی گناہ کیا ہے۔

جولائی 1968ء سے حزب البعث اور انقلابی تحریک نے عربوں کو ایک ارادہ اور ایک فعل پر جمع کرنے کے لیے ایک قائدانہ کردار سنبھالا تا کہ وہ دشمن کی طاقت کو ختم کر سکیں اور ان کی طاقتور حرکت انہیں آگے لے جائے اور انہیں یہ اتحاد ملتِ عربیہ میں ایک روشن مثال بنا دے جس کی انسانیت میں پیروی کی جاتی رہے کیونکہ یہ ہی ایک ایسی آزمودہ کار قوم ہے جو اس کردار کو اخلاص اور دیانت کے ساتھ نبھا سکتی ہے نہ کہ کوئی دوسرا جابرانہ، ظالمانہ، استعماری و سامراجی اور استحصالی کردار اور اس آزمودہ کار قوم نے یہ کردار پوری دنیا میں اس وقت اپنایا جب دوسری قومیں اس سے نہ صرف تہی دست تھیں بلکہ اس کی محتاج تھیں کہ جس وقت ان قوموں نے اپنے براعظموں میں مادی وسائل کے زور پر طاقت وقدرت کے صحیح استعمال سے تجاوز کیا۔

1968ء کا یہ انقلاب کہ جس کی صورتِ کذائیہ ہم آج بیان کر رہے ہیں تا کہ اس میں مزید بہتر تبدیلیاں لائی جاسکیں اور یہ تحریک بغیر کسی توقف کے ترقی کی طرف چڑھتی چلی جائے اور اس کے انقلابی و مجاہد کارکن کسی قسم کی سودے بازی کے بغیر صبر کو ہاتھ سے کھوئے بغیر ا کو مسلسل ترقی دیں۔

پھر امتِ عربیہ کو آزاد فکر اور مبنی بر توحید ایمان کے جہاں تک ہو سکا پہنچانے کی،

Marfat.com

انسانیت پر جو فضیلت حاصل ہے اور اس نے دنیا کو جو آسمانی دین پیش کیے ہیں، یہ باتیں اس کو ایک عظیم اور سبقت والی قوم بناتی ہیں اور اس کو ان خطوط میں دوسروں سے زیادہ آگے کرتی ہیں۔

تو پھر اس وقت اے میرے بھائیو اور دوستو! تمہاری یہ انقلابی تحریک اپنی فکر، امید، لائحہ عمل اور جہاد اور کوشش میں اس طرز کی ہونی چاہیے کہ اوّل اس کی کارروائیاں مخفی ہوں کہ ابتداء میں ایسا ہی تھا۔ آگے یہ اپنے اس اصل وصف پر باقی رہے اور اس اصل کو کسی گھٹیا شے یا خیر کو شر سے نہ بدلے اور اونچے مقاصد سے ذلت کی طرف نہ آئے اور بہتر تعمیر و ترقی اور تشکیل و تکمیل کے لیے بلندی پر جانے سے سودے بازی نہ کرے۔ اس کا بھروسہ رب پر رہے کیونکہ یہ ایک عظیم تحریک کا حصہ ہے جو قوم کو نئے سرے سے بلندیوں سے سرفراز کرنے کے لیے اٹھی ہے۔ لہٰذا یہ انقلابی تحریک اپنا قومی ایمانی اور ہمہ گیر انسانی حقیقی کردار ادا کرے۔

اگرچہ میں بعض عرب حُکام کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ ان حالیہ واقعات کے بارے میں سچ اور حقیقی بات سننے یا دوسری کوئی رائے سننے کے بارے میں بڑے حساس ہیں۔ یہ چند خاص لوگوں کا حال ہے اور یہ فکر اتنی تیزی سے آبادیوں میں سرایت نہ کرے گی اور بسا اوقات مستقبل تک اس کا پہنچنا متعذر ہو جاتا ہے اور باوجودیکہ میں فلسطین کے بارے میں تلخ حقائق کی بابت بعض لوگوں کی حساسیت جانتا ہوں اور اس لیے کہ ہم عرب ہیں ہم نے (ہمیشہ) بلند امور پر بھروسہ کیا اور انہی پر سہارا لیتے ہیں جو اس خطاب میں بیان کی جا رہی ہیں کیونکہ عراقی قوم نے سب حالات اور زمانہ کے مراحل میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے اس نے پہلے بھی اور اب بھی ذمہ داری اور شرافت کا تحمل کیا ہے جو اس قوم کے عقیدہ اور امت کی بیداری میں اس کے تاریخی کردار کے خاص طور پر مناسب ہے۔ یہ اس کے لیے عظیم شرافت ہے۔ ہمارے لیے حقیقت کہنا اور نتائج سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کی اساس پر عمل کرنا ضروری ہے اور ہم کوؤں کے شور سے بچنے کی کوشش کریں گے اور لغزش کھانے سے بھی بچیں گے تاکہ معاملہ موضوعیت کا رنگ نہ اپنا لے اور ہم عناوین اور ان کے اصحاب کے ذکر سے اجتناب کریں گے۔ جیسا کہ قومی مسائل کے حل کے لیے ہمارا یہی طریقہ ہے اور یہ بات نہیں کہ ہم ان کا نام لینے سے بھاگ رہے ہیں یا ڈرتے ہیں۔

ہمارا موضوع فلسطین ہے جو ہمارا قومی اور انسانی موضوع ہے جو ہماری نگاہوں سے کبھی بھی اوجھل نہیں ہوا اور جس کو اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ نہیں وہ شاید اس معاملہ میں

Marfat.com

ہمارے اصرار کو بے جا جانے یہ موضوع ہماری قوم کے اہم معاملات اور اس کے منطقی انجام ۔ کے متعلق ہے۔ جب اس بات میں جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا اور اس کا اعلان کیا ہے گہری نگاہ ڈالنے سے غفلت کی جائے گی تو اس وقت لوگ اس کو ہمارا بے جا اصرار سمجھیں گے حالانکہ یہ عراق کے قومِ عرب اور انسانیہ میں کردار کے بالمقابل اور خود ہماری قوم کے اپنی بابت اور باقی انسانیت کی بابت کردار کے بالمقابل اس زندہ جز کی طرح ہے جس پر ہم آزاد بہادر عراقی ایمان رکھتے ہیں ۔لہٰذا جب کوئی ہمارے اس مؤقف پر گہری نگاہ ڈالے گا جو کسی بھی دوسرے رائے کو (جو اس کے موافق ہو) بھی قبول کرتا ہے اور وہ پہلے سے کسی مخالف نظریے پر مبنی نہیں ہے تو وہ سمجھ جائے گا کہ فلسطین کے بارے ہم میں جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ کوئی سرسری نظریہ نہیں اور نہ ہی کوئی جذباتی نظریہ ہے اور نہ ہی یہ کوئی جانبدارانہ پروپیگنڈا ہے جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور نہ ہی یہ قومی اور انسانی سطح پر کوئی خسار پر مبنی نظریہ ہے ہاں البتہ یہ بعض ہوا پرست اور مفاد پرست لوگوں کے نظریات کے خلاف ضرور ہے۔ یہ ایک ایسا نظریہ اور امید ہے جس کی آگ کبھی سرد نہ پڑے گی اور یہ ہر روز کے طلوع ہونے والے سورج کے ساتھ ظاہر ہوگی۔ حق وصداقت اور عدل وانصاف پر مبنی یہ نظریہ اپنی قانونی حیثیت اور کے ساتھ ہمیشہ اپنے وجود کا اعلان کرتا رہے گا اور اپنی روشنی پھیلاتا رہے گا۔

فلسطین سرزمینِ عرب ہے یہ فلسطینیوں کا وطن ہے، یہ عظیم سرزمین عرب اور ہماری سربلند قومِ عرب کا ایک ٹکرا ہے۔ اس میں قبلۂ اوّل ہے، یہ مقاماتِ مقدسہ کے سلسلہ کی تیسری عظیم کڑی ہے اب جو شخص بھی جو خود کو عرب کہتا ہے، یا عرب ہے یا اپنے پاکیزہ خون کو عربوں کی صفات کی طرف منسوب کرتا ہے کیا اس کے لیے یہ درست ہے کہ وہ ان سب باتوں کو یوں ہی اڑا دے ا(اور انہیں حرفِ غلط کی طرح مٹا دے؟) اور کیا جو شخص فلسطین پر سامراجیت کے قبضہ کو مانتا ہے اور اس کو تسلیم کرتا ہے اور اس پر صیہونی قبضے کو جائز قرار دیتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ قدس شریف ان صیہونیوں کے قبضہ میں رہے اس کے لیے اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا صحیح ہے؟

اور کیا خدا کے ہاں اسے اپنی نمازوں کے قبول ہونے کا عقیدہ اور یقین رکھنا صحیح ہے؟

ہم مجاہد، عظیم عراق کے باشندے، اس کو ہرگز قبول نہیں کرتے، جو باتیں ہم نے بیان کی ہیں ہمارا اس پر عقیدہ ہے ہم باآواز بلند یہ کہتے ہیں اور ہمارا مقصود کسی کو تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ،

Marfat.com

اپنے آپ، امتِ مسلمہ اور انسانیت کے سامنے اپنے ذمہ واجب کو ادا کرنا ہے کہ فلسطین سرزمینِ عرب ہے، اور صیہونی یہاں سے نکل جائیں اور جو یہودی وہاں فلسطینیوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو وہ سن لیں کہ فلسطینیوں کے وہاں حقوق ہیں۔ وہ ہی وہاں کے اصل باشندے ہیں، ہاں وہاں ہجرت کر کے آ بسنے والوں کے بھی (خواہ یہودی ہوں یا کوئی اور) ان فلسطینیوں پر حقوق ہیں اور انہیں ان حقوقات کی پاسداری ضروری ہے اور جو یہودی وہاں رہ کر ان باتوں کو نہ نبھا سکیں انہیں اپنے وطنوں کی طرف لوٹ جانا چاہیے اس کے علاوہ دوسرا کوئی حل نہیں۔

کہا جا رہا ہے کہ یہ نظریات غیر واقعی ہیں لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت رکھتے ہیں اور ہماری امتِ عربیہ واسلامیہ کے نوجوان جو کہہ رہے ہیں اور جس بات پر یہ ایمان رکھتے ہیں اس کی بھی ایک حقیقت ہے اور کبھی یہ باتیں دوسرے مذاہب کے لوگ بھی کہتے سنائی دیتے ہیں خواہ ان کا خود اس پر عمل نہ بھی ہو اور چونکہ یہ ایک قرار واقعی حقیقت ہے اور اس کے علاوہ دوسری حالت اور صورت جعلی (کھوٹی اور بے حقیقت) ہے اور وہ محض سخن سازیاں اور حقیقت و تاریخ کو مسخ کرنا ہیں۔ تو ضروری ہے کہ ہم اس حقیقت کو نہ صرف بیان کریں بلکہ اس پر اسی طرح جس طرح کہ یہ حقیقت ہے عمل بھی کریں۔

رہی یہ بات کہ اس پر عمل بھی کریں تو کیسے؟

تو یہ ایک دوسری بات ہے۔

لیکن صورتِ حال جو بھی ہو ہم پر یہ بات لازم ہے کہ ہم اپنے انجام و مقصد کا علم رکھیں اور کسی دوسرے مخالف نظریہ کو نہ اپنائیں اور ہم ایسا ہی کر رہے ہیں اور چونکہ ہم روئے زمین کی سب قوموں کے لیے امن و سلامتی اور عدل و انصاف کو پسند کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اپنی قوم کے مقاصد اور اس کے دشمنوں کی بابت بھی عدل و انصاف اور امن و امان کو لازم پکڑیں اور ذلت و خواری اور عاجزی کو قبول نہ کریں۔

اور چونکہ یہ ایک حقیقت ہے اور آج جو اس سے غفلت برت رہا ہے وہ درحقیقت غافل ہے اور اس پر گمراہی کے پردے پڑے چکے ہیں اور (دوسروں کی گمراہی کی وجہ سے حالات کی) بھیانک تصویر نے اس کو (حق اور سچ کی) روشنی سے دُور کر دیا ہے اور کوئی عقیدہ کا کمزور اس حقیقت کو بلندی پر رکھ کر پیش نہ کر سکے گا تا کہ ہر ایک اس کو جیتی آنکھوں سے دیکھ لے تو (یاد رکھیے

Marfat.com

کہ) یہ حقیقت کسی بھی وقت میں ظاہر ہوکر رہے گی جیسا کہ پہلے بھی ظاہر ہوئی۔

اور آج ہم اس حقیقت کو بیان کررہے ہیں اور اس پر ڈٹے کھڑے ہیں اور ہماری قوم کے اکثر نوجوان ان حقائق و وقائع میں ہمارے ساتھ ہیں تو یہ حقیقت ظاہر ہوکر رہے گی اور اس کو کہنے والا اس پر عمل پیرا ہوگا، اس کو ثابت کرنے کے لیے جان لڑائے گا جہاد کرے گا اور جیسا کہ چاہیے اس حقیقت کے اہداف کو پورا کرے گا۔

اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ کا کوئی بھی حل جو اس کے اساسی جوہر کے مناسب نہ ہو وہ جزوی حل ہے، جب کہ ہم وہ بھی خلافِ حقیقت اور بلکہ حقیقت کو بگاڑ کر نہ کہیں تو۔ اور نفس کی خباثت اس کو تباہ کن جوش کی طرف نہ لے جائے تو۔ بہر حال ان حالات میں امن کے نام پر جو بات بھی کہے جائے گی وہ یہودیوں کو (اپنے ظلم وستم کو جاری رکھنے کے لیے) اور موقعہ دینے والی بات ہے نہ کہ اس میں باقی فلسطینیوں کو اپنے ملک پر دوبارہ قبضہ دینے کا موقعہ دینا ہے۔

اور یہ عربوں کو باہم اختلاف میں ڈالنا ہے اور یہ صرف عرب حُکام کو ہی اختلاف میں نہیں ڈالنا بلکہ حُکام اور عوام دونوں کو اختلاف میں ڈالنا ہے۔ اور جس وقت سب حُکام اور ساری قومِ عرب میں پھوٹ پڑے جائے گی تو اس سے بڑے خطرے کی کوئی بات نہ ہوگی۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ عرب حکمرانوں کا آپس کا اختلاف نہایت خطرناک نتائج پر منتج ہوگا اور ان حالات سے نکلنے کی فقط ایک راہ ہوگی۔

اور وہ ہے..........انقلاب..........

اس لیے اس وقت ہماری رائے یہ ہے کہ وہ عرب حُکام جو دوسروں سے اختلاف رکھتے ہیں اور دوسرے قائدین و عوام جو، ان کے نظریات کے مخالف ہیں اور ان کے رویے انتہائی ضروری مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے رویوں کے خلاف ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے نظریات کو قبول بھی کریں اور اپنے رویے بھی بدلیں۔ وہ سینوں کو کشادہ کریں۔ اور کم از کم اپنے اور دوسرے عرب حُکام بھائیوں اور عوام کی رائے سننے کی اپنی عقلوں میں گنجائش پیدا کریں کہ جب وہ دوسروں کی جو عربوں کا اکثریتی حصہ ہے، تسلی وتشفی کرنے سے عاجز ہوں تو دوسروں کی رائے ضرور سنیں۔ ان میں اطراف عالم میں موجود ہمارے قومِ عرب کے نوجوان بھی ہیں جن کی ان اہم قومی و وطنی معاملات میں اپنی سوچ وفکر اور مؤقف ہے۔ جن میں سرِفہرست

Marfat.com

معاملہ فلسطین کا معاملہ ہے۔ اس لیے اپنے اس مؤقف میں انہوں نے اپنے اتفاق و یک جہتی کو پیش کیا ہے اور وہ انقلاب برپا نہیں کیا کہ اگر امت ان کی رائے کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھے گی اور ان کے مؤقف سے اختلاف رکھے گی تو اس انقلاب کے شعلے عنقریب بھڑک اٹھیں گے۔

جب ہم انقلاب کی اور اس کی تاریخی ضرورت کی بات کرتے ہیں تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ فلسطین بلکہ پورے عالمِ عرب کے مسائل کے حل کے لیے بہتر طریقہ تک پہنچنے کا ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ ہم یہ بات محض شور و غوغا اور دیوانے کی بڑ کے طور پر نہیں کہتے اور نہ ہی ہماری مراد اس سے فقط عرب حکام کو ہی اپنا یہ مؤقف سنانا ہوتا ہے کیونکہ ہماری یہ دعوت کوئی شخصی دعوت نہیں۔ ہم تو اس کو عام دعوت کے طور پر اور بغیر کسی برے مقصد کے پیش کرتے ہیں اور ہماری کوئی ذاتی شخصی غرض نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ کوئی معروضی حل ہوتا ہے جس کو دوسرے وسائل و ذرائع سے عاجز ہونے کے وقت اختیار کیا جاتا ہے یا جس کو کسی بھی دوسری تدبیر و حل سے درماندہ ہونے کے وقت اختیار کیا جاتا ہو۔

یہ جو لوگ صیہونی اور مغربی ڈپلومیسی اور ان کے جلادی کوڑوں کے زیرِ اثر یہ کہتے ہیں کہ عراق میں ڈکٹیٹر شپ ہے، ان لوگوں نے جس بات کا نام ڈکٹیٹر شپ رکھا ہے اس میں دوسرے کی رائے اور اس کے ساتھ مذاکرات کی گنجائش اور ان کا احترام ہے اور ایک آزاد، نیک نیتی والے مذاکرات کے ذریعے، انذار وابلاغ یا ڈپلومیسی برتنے کے بہتر ذرائع تک پہنچنا ممکن ہوتا ہے۔
اب وہ شخص جو اجنبیوں کے ساتھ کسی قسم کی سازش اور یا انہیں تباہ کرنے یا بری نیت نہیں رکھتا، وطنِ عربی کی بابت اس کے بنیادی نظریات کو بغیر کسی تعصب کے قبول کرتا عربوں کو مضبوط کرے گا۔
بلکہ ایسی رائے والوں کی یہ رائے جو ان شکلوں کے قریب ہو جن میں فلسطین اور اسی طرح کے دیگر مسائل کے لیے پر امن حل کی طرف دعوت ہے اور وہ ہمارے مؤقف کی روح کے قریب ہے، وہ مفید ہے اس مؤقف کی روح کے ذریعے ہمیں ان صیہونیوں اور ان کے انتہا پسند درندے حلفاء کے اس متکبرانہ، توہین آمیز سلوک کو دفع کرنا ممکن ہو جائے گا جو ہر عقل و ارادہ رکھنے والے شخص کے نزدیک رد ہے۔

اس طریقے سے تم دونوں مقاصد حاصل کر لو گے۔

ایک تو مختلف خیالات و نظریات کے تحت اختلاف رائے

Marfat.com

دوسرے ہر ایک کا دوسرے کی رائے کو قبول کرنا اور اس کو اپنی رائے کے مطابق قبول کرنا کہ یہ مفید ہے۔

یہ جو بعض لوگ پرامن (مذاکرات اور) حل کے پیچھے بھاگ رہے ہیں یہ محض جنگ بندی کی صورت میں (اپنے عجز ودرماندگی کا) اعتراف ہے۔ ان صیہونیوں نے فلسطین اور دوسری اپنی خاص جگہوں میں صیہونیت کے مراکز قائم کر رکھے ہیں، یہاں بیٹھ کر یہ لوگ عربوں کی توہین کرتے ہیں اور اپنے قول وفعل اور اپنے دعووں سے صرف نظر کر کے عربوں کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اپنے حقوق سے کثرت کے ساتھ دست برداری نے قومِ عرب کو اندرونی و بیرونی شدید خساروں میں مبتلا کر کے دنیائے عالم کے سامنے ناقابلِ اعتبار بنا دیا ہے۔

کسی بھی حاکم یا قائد کے لیے جمہور کا اعتماد ضروری ہے خواہ جنگ ہو یا امن ہو۔ بلکہ اہم حالات میں جمہور کو گفت وشنید کی طرف لانا چاہیے جب کسی اہم مسئلہ پر عوام کو گفتگو کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا تو وہ قائد اپنے حقوق سے دست بردار ہونا شروع ہو جاتا ہے جو عدل کی میزان پر پورے نہیں اور بلکہ اس کا نظریہ عوام کے حقوق کے متضاد ومتناقض ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات تو وہ حاکم عوام اور جمہور کے ساتھ کسی بھی قومی مسئلہ میں نرمی اور لچک دکھانے سے باز رہتا ہے تو اس کا عوام میں اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور عوام اور قوم میں خواہ وہ کوئی بھی ہوں اپنا اعتماد کھونا نقصان ہے ہاں البتہ جو غدار اور کمینہ ہو اس کو پرواہ نہیں ہوتی اور نہ ہی اس صورت پر افسوس ہوتا ہے۔ خدا پر ایمان و اخلاص اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھنے والی امت میں ایک حزن وملال کو چھوڑ جاتی ہے اور قوم بھی وہ قوم جو ساری انسانیت کے ساتھ اخلاص، محبت، امن وسلامتی، عدل وانصاف برتنے میں قائدانہ کردار ادا کر چکی ہو۔

ان قواعد وضوابط اور بیان کردہ بنیادوں کی بناء پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جو لوگ یہودیوں کے ظلم وستم پر شیخیاں مار رہے ہیں اور یہ جو لبنانی حکومت نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے عراق کی یہ مخالفت گزشتہ وزیراعظم کی قرارداد کی بنیاد پر کی ہے لیکن یاد رہے کہ وہ ایسا کبھی بھی امریکی "بلیک ہاؤس (وہائٹ ہاؤس) کے اشارے کے بغیر نہیں کر سکتے۔ اِسی طرح بعض لوگ نئے یہودی وزیراعظم کی تعریفیں اور خوشامدیں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ حالات و واقعات اور کرداروں کی تبدیلی ان یہودیوں کی ضرورت ہے اسی طرح یہ لوگ زمانہ کو اپنے ساتھ

Marfat.com

ملاتے ہیں اور ہلاک ہونے والوں کو نئی نئی ہلاکتوں میں ڈالتے ہیں اور یہ یہودی لوگ اس طرح لوگوں کو اپنی قوم اور وطن کی رائے کے خلاف رائے پر ڈالتے ہیں یوں یہ لوگ اس انقلاب یا بیداری کی تحریک کو بدنام کرنے کا فائدہ اٹھاتے ہیں جس سے حُکام اوران کی رعایا میں عدمِ اعتماد اورشکوک وشبہات کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔

مَیں نے کہیں گزشتہ صفحات میں کہا ہے کہ ہمارا یہ نعرہ کہ ''عربوں کا تیل عربوں کا ہے'' یہ بعث پارٹی کے کارکنوں کا نعرہ ہے۔اسی لیے ہم نعرہ لگاتے تھے اور مقابلہ کرتے تھے، ہم نے اس نعرہ کی خاطر عراق کے کئی علاقوں میں شہداء کی لاشیں گرائیں ہیں اور ہم نے یہ نعرہ اس وقت لگایا تھا جب ہم پرائمری اور اسکینڈری جماعتوں کے سٹوڈنٹ تھے۔مگر زمانہ بدل گیا اور آج جیسا ہو گیا۔اور آج جب ہم نے اقتدار سنبھالا تو اس وقت بھی ہمارا نعرہ یہی تھا۔ ہمارے حزب البعث کے مجاہدین نے ہمیں اس بات کی حقیقت واہمیت سے آگاہ کیا کہ ''عربوں کا تیل عربوں کے لیے'' ہے۔ جب کہ اَب کہا جارہا ہے کہ اب یہ اجنبیوں کے لیے ہے، تو بھلا یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

ہماری تیل کی اس دولت پر وہ غیر ملکی کمپنیاں قابض تھیں (اور ہیں) جو استعماری اور امپیریلسٹ حکومتوں کے تابع ہیں۔اس کو نکالنے، ان پر کارخانے لگانے (ریفائنریز قائم کرنے) ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے، ایکسپورٹ کرنے، نرخ مقرر کرنے کے سب اختیارات انہی کے پاس ہیں۔اس سے قبل ہم اس کے نرخ سے واقف تک نہ تھے کیونکہ ہم غیر جانبدار ممالک تو اس کو آپس میں خریدتے اور بیچتے نہ تھے۔

اس سے قبل صنعتی دنیا دو حصوں میں تقسیم تھی ایک کمیونسٹ بلاک بن گیا اور دوسرا سرمایہ دارانہ بلاک بن گیا۔ جب ان دونوں نظاموں کے مابین ایک غیر جانبدار نے یہ دیکھا کہ یہ ایک ایسی حالت ہے جس کا ملکی سیاست میں کوئی وزن نہیں اور یہ دونوں نظم انسانیت کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ ہیں۔ ہاں یہ کہ ساٹھ اور ستر کی دہائیوں میں غیر جانبدارانہ پالیسی کے عنوان کے تحت ذرا ترقی ہوئی ضرور تھی۔اب دنیا اپنی تیل کی ضرورت کو یا تو سرمایہ دار ملکوں سے پورا کرتی تھی کہ جب اس کو ضرورت پڑتی تو وہ ان کی امداد (یعنی گرانٹ) کو قبول کر کے اپنی ضرورت مٹاتی۔ یا پھر وہ سوشلسٹوں کی امداد کے عنوان کے تحت اس امداد کو قبول کرتی۔

مَیں نے پہلی مرتبہ تیل کی دولت کی قیمت وحقیقت کو اس وقت جانا جب عالمی منڈی

Marfat.com

میں اس کی مانگ بہت زیادہ دیکھی اور دنیا کے ملکوں کی حکمت عملیوں میں اس کا اہم کردار نوٹ کیا۔

اور دوسری طرف سامراجی امپیریلسٹ سیاست یا بیرونی اثرات میں اس کے حصول کے لیے بھاگ دوڑ دیکھی اور ایسا اس وقت ہوا جب 1972ء میں عراق نے تیل کی اس دولت کو نیشنلائز کر دیا اور یہ نیشنلائزیشن اس اقتصادی پابندی کے 9 ماہ بعد مکمل ہوئی کہ جب دنیا کی حکومتوں نے اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے تیل کی اس دولت پر اپنا محاصرہ کرنا چاہا۔ البتہ فرانس اس محاصرہ بندی میں شریک نہ ہوا تھا۔ اور اس نے ان شرائط کو قبول کیا جو عراق نے اس کے لیے جاری کی تھیں۔

اس صورتِ حال کو دیکھ کر امپیریلسٹ حکومتوں نے تنگ کرنا شروع کیا اور تیسری دنیا کے ممالک کے ساتھ بڑے وسیع پیمانے پر اپنا امتیازی سلوک برتنا شروع کیا، وہ عراق کی تیل کی نیشنلائزیشن کی ہوا سے ڈر گئے تھے کہ جس میں عراق کامیاب بھی رہا کیونکہ وہ تمام سامراجی طاقتوں کے سامنے سینہ ٹھونک کر آ گیا تھا۔ اور اس نے دنیا کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اس کے تیل کو عالمی منڈی میں نرخوں میں تقابلی جائزے کے بعد خریدیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اس کا ریٹ لگائیں۔ تاکہ عراق کی نیشنلائزیشن کی مہم پوری ہو۔ اور وہ ہماری بیان کردہ دو بلاکوں (کمیونسٹ بلاک اور سرمایہ دارانہ بلاک) کی سیاست کے توازن کو بھی مدنظر رکھیں جو اس موجودہ صورتِ حال میں ہے۔

اب جب کہ بڑی طاقتوں کہ جن کے مفادات کے اثرات ان کے ممالک کی حدود سے نکل کر دوسرے ممالک پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور وہ طاقتور ممالک جو سامراجیت اور امپیریلزم پر یقین رکھتے ہیں، دنیا میں جب ان دونوں طاقتوں کا توازن برابر ہوا تو پٹرول کی قیمت بڑھ گئی اور بہت زیادہ بڑھ گئی تو اب امریکہ اور اس کی دوسری ہم نوا مغربی امپیریلیسٹ ریاستیں تیل کی دولت پر زبردستی قبضہ جمانے کی سیاست کو اختیار کرنے لگیں کہ ایک تو وہ تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لیں اور دوسرے عالمی منڈی لے جا کر بیچنے کی ذمہ داری اور قیادت بھی انہی کے ہاتھ میں ہو۔ کہ اب امریکہ تیل کے کنوؤں پر قبضہ کرنے کے بعد عالمی منڈی میں تیل کے خریداروں کے لیے اس کی قیمت خود مقرر کرے گا کہ خریدے گا تو سستے داموں اور بیچے گا اپنی مرضی سے، جیسا کہ گزشتہ سالوں میں ہوتا رہا۔

Marfat.com

پھر امریکہ نے فقط یہ سامراجی اور غاصبانہ منحوس رویہ ہی نہیں اپنائے رکھا بلکہ اس نے اپنا وہ سیاسی وقار اور اس کی قدر و قیمت اور اپنی مؤثر اسٹریٹیجک پالیساں بھی بے اثر کر دیں جو تیل کے مالکوں کے مؤقف کو مضبوط کرتی تھیں اب اس نے ایسا کرنا شروع کر دیا کہ تیل کے مالکوں کے لیے، خاص طور پر خلیجی ممالک کے لیے تیل کی قیمت اپنی ضرورت کے مطابق مقرر کرنا شروع کی اور اس کی صورت بھی یہ طے کی کہ اس تیل کے بدلے تم ہم سے اپنے لیے اسلحہ خریدو جو تمہارے لیے ضروری ہے اور ہماری شہری اور فوجی خدمات قبول کرو (کہ تیل بھی لے گئے اور بجائے قیمت دینے کے الٹا اپنی فوجیں خلیجی ممالک میں گھسا کر ان کی رہائش وغیرہ کا خرچ بھی لینے لگے کہ یہ تمہاری خدمت کے لیے آئی ہیں)

اب امریکہ نے تیل کے بدلے میں ہمیں اپنی مصنوعات اور طرح طرح کی اشیاء اپنی مرضی کے بھاؤ پر بیچیں اور ہماری فوجی امداد کو تیل کی قیمت ٹھہرایا۔ پھر اپنے بحری جنگی بیڑوں کی مدد سے کہ جن کی وجہ سے امریکہ خلیج عرب میں تیل کے کنوؤں پر سامراجی قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا، امریکہ نے نہ صرف یہ کہ ڈنڈے کے زور پر اپنا حکم چلایا بلکہ تیل کے ان حاکموں کی آزادی اور تیل کے بارے میں ان کی قراردادوں کی تاثیر تک کو چھین لیا۔ اب یہ عربوں کے لیے ایک عام شے بن گئی تھی کہ جس کی قیمت امریکہ مقرر کرتا تھا (حالانکہ اس وقت دنیا کی سب سے قیمتی شے تیل ہے) اور خود بلاد عرب میں، تیسری دنیا کے ممالک میں اس کا بھاؤ اور مقرر کرتا اور بیرونی دنیا میں اور، اب عرب حُکام فقط اس کے چوکیدارہ پر مامور ہو کر رہ گئے تھے اور کبھی یہ ان کی ریزرو فوج کے طور پر بیٹھے رہتے (کہ جب امریکہ کا دل چاہے گا ان سے کام لے گا)۔ اور (سب سے گھٹیا کام یہ ہے کہ) کبھی آنے والے ان سامراجیوں کے لیے عربوں سے جاسوسی کا کام لیتے۔

اس انتہائی نازک اور بُری صورتِ حال نے تیل کی مالک عربی حکومتوں کو سر جوڑ کر بیٹھنے پر مجبور کیا۔ اب جب بھی ہم اس مشورہ کے لیے خواہ چھوٹے پیمانے پر ہی سہی نہ کہ اس بڑے پیمانے پر کہ جس کو یہ بدبخت سامراجی عیب اور بُرا کہتا ہے، مشورہ کرنے اور ایک نیت ہونے کی کوشش کرتے تو یہ سامراجی صیہونی امریکہ ہماری راہ میں رکاوٹ بنتا۔ کیونکہ چھوٹے پیمانے پر یہ باہمی مشاورت بھی اتحاد کی ایک صورت تھی۔ یہ مشورہ ان کو ان کے بُرے حال سے نکالنے کے لیے ہمیشہ مفید رہتا اور انہیں ان سامراجی درندوں کی کچلیوں میں ادھڑنے سے محفوظ رکھتا۔ اگرچہ

Marfat.com

دوسروں کو ان کے خونخوار پنجوں سے نہ چھڑا سکتے مگر خود تو نکل جاتے۔

اور یہ صورت بھی اس وقت ہے کہ جب ان ممالک کی غفلت اور لاپرواہی یا باہمی کینہ و دشمنی نے ان کی حالت کو کمزور کر دیا ہے۔

کہ یہ ان سب کی ذمہ داری ہے جو آزاد ہونا چاہتے ہیں یا اپنی آزادی کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں!

اور پوری قوم اپنے اپنے علاقوں میں اپنے حُکام کو مضبوط کرنے، انہیں مصائب سے نکالنے یا انہیں مزید دشواریوں میں پھینکنے سے بچانے میں اپنا تاریخی کردار اور عظیم کردار ادا کر سکتی ہے کہ وہ ناسازگار حالات کے سامنے خود کو نہیں سنبھال سکتے۔

اے عرب بھائیو!

ہماری جولائی کی انقلابی تحریک کے اسٹریٹیجک اہداف میں سے ایک ہدف جو عربوں کی وحدت اور انسانیت کے لیے فکری، تعمیری، نفسیاتی، علمی، عملی، عقلی اور نظری آزادی کے ساتھ ساتھ ''اشتراکیت'' ہے۔ کیونکہ اشتراکیت کی فاعلیت اور اس کی عملی اور انسانی تاثیر کا جوہر یہ معاشرتی و اقتصادی عدل و انصاف کو قائم کرنا ہے اور سوسائٹی کے توازن کو بگڑنے سے بچا کر اسے مضبوط کرتا ہے اور اس کے تعمیری رجحان، اور طاقت کی نشو ونما میں خلل آنے اور دولت و ثروت کے مآخذ و مصادر میں گڑبڑ ہونے سے بچاتا ہے۔

ہماری نظر میں اس اشتراکیت اور ہمارے وطنی اور قومی منصوبوں عملی طور پر اور یہ عظیم بعث پارٹی کے نوجوان کی رضا کے ساتھ، اسی وقت ہی عمل ہو سکتا ہے جب خود عربوں میں ایک دوسرے کے مفادات کے حق میں تعلقات قائم ہوں اور ان تعلقات کا فقط ایک قوم میں قائم ہونا ہی کافی نہیں۔ کیونکہ جب ہم ایک قوم بن جائیں گے تو جو خیر عراق کو ایک اور صورت میں ملے گی تو ہماری قومِ عرب کے دوسرے نوجوانوں کو وہی خیر دوسری صورت میں ملے گی مگر ملے گی ضرور۔

ایسا ہی مصریوں، شامیوں، یمنیوں، خلیجیوں اور دوسری مغربی عرب ریاستوں کے ساتھ ہوگا۔ وگرنہ تو وحدتِ قوم کا تصور ناقص رہے گا۔ اور ہماری امت کے نوجوانوں میں قول و فعل میں یگانگت کے محرکات بھی ناقص رہیں گے۔ اسی لیے ہم نے گزشتہ کئی متفرق اسکیمیں اور پلاننگز ترک کر دیں جو ہمارے اس مؤقف کے مناسب حال نہ تھیں اور خاص طور پر عراق پر پابندیاں

Marfat.com

لگنے کے بعد۔ اور اس کے بالمقابل ان حالات کو دیکھ کر ہم نے گزشتہ اجلاسوں میں اپنے آئندہ کے پروگراموں کو عرب ممالک کے سامنے رکھا۔

اسی مناسبت سے ہم قومِ عرب کو چند مزید باتیں بتانا بھی مناسب سمجھتے ہیں جس سے انہیں خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بعد قدرت اور طاقت حاصل کرنا آسان ہوگا اور یہ دولت مند ممالک جو کہہ رہے ہیں کہ ان قدرتی وسائل کو مختلف ملکوں میں تقسیم کرنا اور خاص طور پر عرب مملکتوں میں جبکہ ان کے درمیان پہلے سے کوئی دستوری تعلقات بھی نہیں ہیں یہ بات انہیں دشمن ملکوں کے خلاف غیرت مند بنادے گی اور قربانیوں کی استعدادوں میں دوسروں کے برابر کھڑا کرے گی۔ اور یہ لوگ دشمن عناصر کے خلاف دوسروں کے شانہ بشانہ لڑیں گے۔ اس سے انہیں ایک دستوری قرارداد کے تحت مختلف ریاستوں کے درمیان وحدت کو پیدا کرنے کا موقعہ ملے گا۔ وگرنہ یہ لوگ ڈھیلے اور کمزور پڑ جائیں گے چہ جائیکہ باقی رہیں گے۔

اگرچہ ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کرتے ہم بہرحال قومِ عربیہ کا ایک حصہ ہیں اور ہم ہر ممکن یا غیر ممکن بات کو بھی جانتے ہیں اور ان باتوں کی حقیقت اور اس کے نتائج بھی جانتے ہیں لیکن ہماری رائے میں عربوں میں اقتصادی، اجتماعی اور ثقافتی تعلقات کا ہونا اور باہمی روابط کا ہونا ضروری ہے اور موجودہ حالات کو درست کرنے کے لیے متوقع اہداف کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ البتہ ممکن اور غیر ممکن امور کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ جو شے کسی ایک کی نظر میں ناممکن ہو ممکن ہے کہ وہ دوسرے کی نظر میں ممکن ہو۔ لہٰذا کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ میں نیتِ صادقہ اور پختہ ارادہ کا کردار بڑا اہم ہے۔ اور ان سب باتوں کا مدار سچی نیت، ارادہ اور سوچ پر ہے عراق میں ہم نے ان امور کو آزمایا ہے حتیٰ کہ ہم نے ان باتوں کو اقتصادی پابندیوں کے دنوں میں بھی آزمایا ہے کہ اگر ہم مختلف عرب ممالک ایک دوسرے کی باہم اقتصادی امداد کریں تو ہمیں یورپی ممالک کی ضرورت نہیں۔ ہم نے اس بات کو ممکن پایا ہے۔ اقتصادی منڈیوں میں اس تعاون نے اپنا مضبوط کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے اس تعلق اور اجتماعی فکر نے ترقی کی سطح کو بلند کیا ہے اور اس سے محض عربوں کے آپس میں تعلقات ہی بلند نہ ہوں گے بلکہ اس سے عربیت بھی بلند ہوگی اور عربوں کی منڈیاں اور تجارتیں بھی بلند ہوں گیں اس سے کمیت اور نوعیت دونوں اعتبار سے ترقی حاصل ہوگی اور سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری قوم بلند ہوگی۔ اس سے اعلیٰ ترقی یافتہ ممالک

Marfat.com

کم ترقی یافتہ ممالک کی ترقی میں شریک ہوں گے۔ اور وہ ان کے سب طرح کے معاملات میں جب شریک ہوں گی تو اس کا نتیجہ بہت بڑا نکلے گا۔ اور ایسا اس وقت ہوگا جب سب کے سب ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے اسلام کے خیمے تلے آ جائیں گے اور ایک امت بن جائیں گے اور ان کا باہمی پھیلاؤ اور تعاون جو اقتصادی، اجتماعی، علاقائی، اور ثقافتی رابطوں تک پھیلا ہوگا اور یہ ان کے ہر طرح کے مفادات کا تحفظ کرے گا۔ یہ خیمہ باہمی مدد و تعاون کی مختلف انواع پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ قومِ عرب کا ایک ٹھکانہ بھی ہوگا۔

یہ خیمہ انہیں تلخ حالات کی سردی اور گرمی سے بچائے گا۔ اس کے بغیر ہر طرح کی ترقی اور نشو ونما محض باتیں بن کر رہ جائیں گی۔ اور بعض نے اس کو مجذوب کی بڑ قرار دیا ہے کہ بڑی طاقتیں تلخ حالات کی عالمی منڈی پر قابض ہو جائیں گی۔ یوں سرمایہ دارانہ نظام، کمیونزم کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوگا جس کی دعوت یہ ہے کہ سب کے ذرائع و وسائل پر قبضہ کر لو۔ اور امریکی ادارے جو آزادی کے بارے میں زبان درازی کرتے رہتے ہیں وہ زندگی کے سب میدانوں میں اقتصادیات اور اسباب و وسائل اور خدمات کی آزادانہ روش کا گلا گھونٹ دیں گے اور یہ دوسرے ملکوں کو اپنی مصنوعات بنانے سے پہلے ہی اپنی مرضی کے نرخوں پر بیچنے پر مجبور کریں گے اور انہیں اس سے کیا کہ وہ ان اشیاء اور مصنوعات کو کتنا اور کتنے بھاؤ پر خرید رہے ہیں.............؟ اگر ہماری یہی روش رہی تو قومِ عربیہ کی ترقی اور تعمیر کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔

ہم تمہیں جس بات کی طرف بلا رہے ہیں جو قوم کی داخلی وحدت کا یہ کم از کم درجہ ہے کہ ہمارے مفادات ہماری منڈی اور ہمارا ارادہ و منصوبہ ایک ہو۔ اور اس کے نتائج مستقبل میں نہایت قلیل وقت میں نکل آئیں گے۔

جب قومِ عربیہ، اس کی عظیم بعث پارٹی، اس کی عظیم بیداری اور ہماری قوم کے نوجوانوں کے اعتبار سے ہماری قومی اور انسانی ذمہ داریاں اور ساری کی ساری قوم کی طرف سے ہماری قوم کا کردار اور اس کی انسانی ذمہ داری ہمیں عرب قوم کے ایک ہونے کی طرف دعوت دیتی ہے۔

تو جب تک قومِ عرب کو خیر حاصل نہیں ہوتی اس وقت تک کسی بھی جگہ کی قوم کو سکون اور اطمینان حاصل نہیں ہوگا اور جب تک قوم کو سلامتی حاصل نہ ہو اس وقت تک یہ دوسروں کے لیے

Marfat.com

خیر کا نمونہ اور اسوہ نہیں بن سکتی۔ اور چاہیے کہ دوسروں کے لیے قوم کی تکلیف کے ہوتے ہوئے خیر کی صورت حال کو قبول کرنا مشکل ہو۔

عراق نے قومِ عربیہ کی وحدت کو ثابت کر دیا ہے اور اس نے قومِ عربیہ کے نظریہ اور اس کی روح کو پیش کیا ہے اور اس کے آفاقی پیغام کو پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائی ہے تا کہ یہ قومی و انسانی دونوں سطح پر اپنا بیدارانہ کردار ادا کرے۔ اسی لیے عظیم عراق نے ہی صرف ان بنیادی افکار کو پیش نہیں کیا بلکہ ہماری ساری کی ساری قوم نے ان خیالات اور افکار و نظریات کو پیش کیا ہے جس میں جہاد کا ہراوّل ایک دستہ عراق بھی ہے۔

ہمارے بعض عرب بھائیوں نے، ہماری جمہور عربوں کے بارے میں فکر، ان کی بابت نظر، اور ہمارے ان کے ساتھ تعلق کو دیکھتے ہوئے ہمیں متعدد مناسبتوں اور کئی عناوین کے ساتھ نصیحتیں کی ہیں۔ انہوں نے ہمیں (گویا کہ) روکتے ہوئے کہا ہے کہ ''تم لوگوں نے قومِ عربیہ پر ضرورت سے زیاد بوجھ ڈال دیا ہے کہ اتنا بوجھ ڈالنا مناسب نہ تھا۔ تم لوگوں نے قومِ عربیہ پر جو ناقابل برداشت بوجھ ڈالا ہے وہ تمہاری طرف سے ہے یعنی عراق کی طرف سے ہے کیونکہ قومِ عربیہ کا ایک بڑا طبقہ اس مؤقف کو ان حالات وحوادث اور وطنِ عربی کے متعلق مؤقف اور تشکیل نو کو قبول نہیں کرتا۔

ہمارے بعض عرب بھائی ہمیں یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں۔

اس لیے مَیں نے انہیں جواب دینا چاہا ہے۔ ہم ان کی رائے کا احترام بھی کرتے ہیں اور ہمیں ان کی قومِ عربیہ کے احوال و مواقف کی درستی کے لیے کی جانے والی کوششوں کا احترام بھی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اپنے ان بھائیوں پر ان کی غلطی کو بھی ایک اور اعتبار سے واضح کر دینا چاہتے ہیں۔

ان سب بھائیوں کی نصیحت اور خیر خواہی جس غلطی پر مشتمل ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو یعنی جمہور قومِ عربیہ کو ان کے کردار کو آزمانے کے لیے اس بات کی دعوت دی ہے کہ اِن میں اُن پابندیوں کو جو عراق پر لگی ہیں ہٹانے کی قدرت ہے اور ہم ان کی قدرت وطاقت کی تاثیر دیکھنا چاہتے ہیں۔

اور یہ کہ ہم نے اپنے مؤقف میں جمہور قوم کے متعلق جلد بازی سے کام لیا ہے۔

Marfat.com

غالب گمان یہ ہے کہ ان بھائیوں کی سوچ انہیں اس بات کی طرف لے گئی ہے کہ ہم اس پابندی کو اٹھانے میں قوم کے جمہور طبقہ سے مدد مانگنے میں ہم نے جلد بازی سے کام لیا ہے اور ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ دشمن جو ہم پر ظلم کر رہا ہے تم لوگ اس کو ختم کرا سکتے ہو۔

ان حالات اور ان افکار کے تناظر میں شاید ہماری جمہور قوم کو یہ دعوت محض حالاتی ہو۔

لیکن ہم بتلا دینا چاہتے ہیں کہ اے بھائیو!

ہماری یہ رائے جو قوم اور جمہور کے انقلاب اور اس کی بھرپور حکمت عملی کے کردار کے متعلق ہے وہ ہمارے عقیدہ سے پیدا ہوئی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ اپنی قوم کے لیے ہماری انتہائی کوشش، جہاد، جدوجہد، اور اس کی تعمیر وتشکیل کی تعلیم دیتا ہے اور ایک انتہائی کامیاب انقلابی قدم اٹھانے کے لیے ہمارے خطوط متعین کرنے اور اس کے لیے اہداف حاصل کرنے کے لیے ایک کامیاب لائحہ عمل ہے اور محض وسیلہ یا وقتی حل نہیں ہے۔

رہا ہمارا قوم عربیہ کے ساتھ تعلق یا ان کے بارے میں ہمارا رویہ تو وہ ایسا نہیں جیسا کہ بعض بھائیوں نے بیان کیا ہے اور یہ جو ہم جمہور عربوں کو جہاد کی طرف بلا رہے ہیں اس کا نتیجہ ظالموں کے خلاف ہماری کوششوں میں ان کے تاریخی کردار کا رقم ہو جانا ہے۔ اور اگر جمہور عرب کسی اور طریقہ کے ذریعے دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم عراقی اس کو غلط نہ کہیں گے۔ البتہ صورت اس کی جو بھی رہی ہو مگر وہ ہماری اس تجویز (کہ دشمنوں کے خلاف مزاحمت کے لیے متحد ہو جاؤ) کے متضاد یا مخالف نہ ہو (مزاحمت کی صورت خواہ کوئی بھی ہو)۔

اور جن قربانیوں کا میں نے تذکرہ کیا وہ ہم نے فقط عراق کے لیے نہیں دیں بلکہ وہ تو ہم نے اپنی عظیم قوم عربیہ کی خاطر دی ہیں۔ یہ انقلابی جدوجہد عراق، امت مسلمہ اور بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھی اور میں نے یہ فقط دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ قول وفعل سے اس کو ثابت بھی کیا ہے اور اس کے لیے ہم نے اپنے خون کی ہر حال میں بڑی بھاری قیمت اور اس کا امتحان بھی دیا ہے۔

اب جب تک یہ انقلاب قوم کے لیے قربانیوں سے آراستہ رہے گا تو ہماری قوم کے نوجوانوں کے ذمے ہے کہ وہ اس انقلاب کا حالات، اپنی وسعت وگنجائش اور ہر طرح کی قدرت وطاقت کے بقدر دفاع کریں خواہ وہ نوجوان عراق کے ہوں یا کسی اور عرب ملک کے۔ اس وقت ہماری نظریں سب عربوں پر ہیں اس طرح دوسری (انصاف پسند) قوموں پر بھی ہیں کہ وہ اپنا

Marfat.com

تاریخی کردار ادا کریں اور اس میں پوری طرح شریک ہوں اور وقتی طور پر نہیں اور تشتت وافتراق سے نہیں بلکہ اکٹھے اور مجتمع ہو کر ساتھ دیں اور صحیح بنیادی مقاصد میں ساتھ دیں نہ کہ مصلحت پسندانہ، اور دائمی ساتھ دیں نہ کہ گاہے بگاہے اور جم کر ساتھ دیں نہ کہ ڈانواں ڈول ہو کر۔ چاہے یہ جمہور عرب اس مسئلہ میں اپنا تاریخی کردار ادا کریں یا کسی بھی دوسری سطح کا۔

اب چاہے ان کی قدرت وطاقت کی حقیقی سطح کی تاثیر تھوڑی ہو مگر یوں باہمی اتفاق و اتحاد سے اور ایک دوسرے کے ساتھ یوں مل جانے سے ان کا اثر اپنی طاقت کے حقیقی اثر کی سطح سے بڑھ کر ہوگا۔ یوں ہم اپنی امت اور جمہور کی قومی اور اخلاقی ذمہ داری کو ادا کریں گے اور اس بارے میں ہمارا عزم وارادہ اور عمل اور امید اپنے مدار سے نہ ہٹے گی۔

ہماری عراقی قوم ایک تہذیبوں اور انسانی کردار رکھنے والی قوم ہے جس کو سب جانتے ہیں۔ یہ ان انبیاء کرامؑ اور مرسلین عظام کی امت ہے جنہیں رب تعالیٰ نے اس قوم کی ہدایت و راہنمائی کے لیے چن لیا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس قوم کی سرزمینِ عراق کو نبیوں کی جائے ولادت بنانے اور انہیں اپنا تاریخی جدوجہد کا میدان بنا کر کردار ادا کرنے کے لیے چُنا۔

اس قوم نے ہمیشہ اپنا تاریخی کردار ادا کیا اور ہمیشہ بیدار رہی اور کبھی اپنے تاریخی اور زندہ کردار میں کسی قسم کی کمزوری کو اپنی طرف منسوب نہ ہونے دیا۔

اس لیے کوئی صحافی، ادیب یا مصنف اس قوم کی طرف کسی قسم کے سلبی یا منفی کردار کو منسوب کرنے سے پہلے ذرا خود اپنا گریبان جھانک کر دیکھ لے کہ خود اس نے اس قوم اور اس طرح کے حالات میں انسانیت کے لیے کیا مؤثر کردار ادا کیا ہے؟

اب اگر تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو روزی، جان مکان، اور عہدہ ومنصب کا ڈر ہے اور اسی لیے وہ کسی قسم کا جرأت مندانہ قدم نہیں اٹھا سکتا۔ تو اب ذمہ داری اس پر آن پڑتی ہے نہ کہ عراقی قوم یا امت پر؟ کیونکہ قوم کی کسی قسم کی کمزوری یا مشکلات کی صورت میں اصل ذمہ داری ان بھاری بھاری عہدوں والوں پر ہے۔

بات سمجھ میں آجائے اس کی تقریبی صورت کی ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ اگر ایک معرکہ میں فوجی افسران کو شکست ہو تو اس پر وہ سپائیوں اور فوجیوں کو لعنت ملامت کرنا شروع کر دیں تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ باوجود کہ قیادت واوامر کے مزے ان افسروں نے لوٹے اور فوجیوں پر ان کا

Marfat.com

تجربہ بھی کیا اور شکست سے پہلے تمام حالات میں اپنے مناصب اور عہدوں پر مفادات کے حصول کے ساتھ فخر بھی کیا۔

کیونکہ جو شخص بھی حیثیاتی یا غیر حیثیاتی مناصب اور عہدوں اور امتیازات سے فائدہ اٹھاتا ہے اس پر لشکروں کی صفوں میں کمزوری آ جانے پر ذمہ داری بھی اتنی ہی زیادہ ہے۔ بالکل ایسی ہی کسی صورت حال کا انطباق ان اصحاب فکر پر ہوتا ہے جن کی فکر، سوچ اور نظریہ ہماری فکر اور نظر کے مطابق نہیں۔ خواہ وہ حکام ہیں یا صحافی، مصنفین ہیں یا ادیب حضرات اور بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے اساتذہ وغیرہ۔

اب ہمارا اپنی قوم اور قوم کے ساتھ معاملہ ان کی تاریخ اور گزشتہ کردار کے اعتبار سے نہیں بلکہ ہمارا ان کے ساتھ معاملہ موجودہ حالات کے مطابق ہے تا کہ ان کا کردار اور فعل دونوں عظیم بنیں۔

ہم امت اور قوم کے ساتھ ایک اشتراکی عمل اپناتے ہیں نہ کہ گوشہ نشینی اور راہ فرار کا رویہ کہ ہم ایک کونے میں بیٹھ رہیں اور انہیں جنگ میں جھونک دیں۔ ہم خطروں کو مل کر برداشت کرتے ہیں اور خوشی و غمی میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

ہم ایک گھر والے ہیں، ہم صبر جمیل اور مصائب جھیلنے کی اعلیٰ سطح کے ساتھ پوری بصیرت اور غور و فکر کے ساتھ امت کی ذمہ داری اور قیادت کو سنبھالتے ہیں تا کہ ہم اس کے مطابق قرار واقعی احترام اور عزت افزائی کے مستحق ٹھہریں۔

انشاء اللہ ہمیں یقین ہے کہ ہم عراقی قوم کے ہر طبقہ کے تعاون اور ان کی قیادت سے فتح یاب ہوں گے خواہ وہ مخلصین حکام و قائدین ہوں یا امت اور قوم کی صفوں میں قربانیاں دینے والے مخلصین مجاہدین صابرین ہوں۔

مرد ہوں یا عورتیں، فوجی ہوں یا سویلین، عدالتوں کے قاضی ہوں یا یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور پروفیسر۔ اہل فنون، ادیب، مصنفین ہوں یا صحافی اور انجینئرز وغیرہ ہوں، کہ جب ان سب کا جب ساتھ ہو گا تو ہماری فتح یقینی ہے اس دوران خواہ ہمیں جتنے بھی سخت حالات آئیں ہم ان کو برداشت کریں گے خواہ ہمیں جو وغیرہ بھی کھانی پڑے ہم باذن خداوندی اس کو نوشتۂ تقدیر سمجھ کر جھیل لیں گے۔ اس خدا پر ہمارا بھروسہ ہے اور ہم اس پاک ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

Marfat.com

اے پوچھنے والو!

شروع شروع میں تقریباً تیس سال تک ہم نے ان باتوں کو سوچا اور سمجھا اور ان کی رعایت کی لیکن ہمارے اس تیس سالہ تجربہ نے جس میں ہم نے عراق کی قوم اور قوم عرب کی قیادت کرتے ہوئے انہیں ظالموں اور سرکشوں کی دست درازیوں اور ان کے ظلم وستم کے جھیلنے اور انہیں اس سے بچانے کے لیے قیادت کی، کئی طرح کے علمی، عملی اور قومی و وطنی کردار کے متعلق سبق دیئے۔

ہم نے نہایت گہرائی کے ساتھ اور روحی و اعتباری اساس کی بنیاد پر یہ سیکھا کہ قوم عرب اور قوم کی نجات ان کی عملی، علمی اور نظریاتی وحدت میں ہے۔ آپ لوگوں کی طرح ہم بھی یہ جانتے ہیں کہ ہماری قوم عراق اور قوم عرب اپنے کسی بھی قسم کے کردار کو ادا کرنے سے پیچھے ہٹ گئی ہے اور ان سے غافل ہوگئی ہے لیکن کیا یہ ہمیشہ غفلت اور پست ہمتی کا ہی شکار رہے گی؟ ایسا ہونا ناممکن ہے کہ یہ ست اور شکست خوردہ ہی رہے کیونکہ جب اسے اپنے انتہائی ضروری مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک عقل وضمیر اور فکر ونظر کے اعتبار سے مناسب قیادت مل جائے گی تو یہ ایسی نہ رہے گی اور کسی بھی حالت میں شکست نہ کھائے گی۔

لیکن جب اس قوم کی قیادت ہی ان کو تشکیلِ نو کی طرف دعوت نہ دے گی تو پھر قوم کے پیچھے رہنے پر انہیں ملامت نہ کی جائے۔ البتہ جب قوم کے لوگ اپنے گھر کی اور بینک اکاؤنٹس کی رقیں ملک کی تعمیر وترقی اور تشکیلِ نو کے لیے دینے سے گریز کریں گے تو اس وقت یہ ان کا دھوکہ ہوگا۔

البتہ جب خود قائدین ان اجنبیوں کے ساتھ مل کر اپنی قوم اور ان جمہور کو دھوکہ دیں گے تو پھر قوم اور ملت پر کوئی ملامت نہیں کہ یہ قائدین ایک ہی وقت میں دعویٰ بھی کرتے ہیں اور خود اس کے خلاف بھی کرتے ہیں۔

جب قوم کے جمہور لوگ خواہ وہ کوئی بھی ہوں، وہ اپنے حُکام اور قائدین کی مدد اور ان کی تائید کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ حاکم اور قائد بھی اپنی زندگی اور عزت کو قوم کی عزت و آبرو اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کردے گا تو اس وقت قوم کی جو غلطیاں اور خطائیں ہوں گئیں وہ قابلِ درگذر ہوں گی اور ان سے چشم پوشی کی جائے گی۔

Marfat.com

ان تمام بیانات کی روشنی میں اب ہمارا براہ راست خطاب جمہور قوم کی طرف ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ ہم عراقی قوم کو ہی اپنی تمام مشکلات کا واحد حل نہیں سمجھتے اور ہر حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے قومی کردار کو ادا کرے۔ ہاں یہ بات ہے کہ جمہور قوم ملک و وطن کی کسی بھی ہنگامی حالت میں ایک ریزرو فوج کی طرح ہوتی ہے اور ہم نے ان بعض خاص حالات کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔

اب کوئی بھی حاکم اس راہ پر چلنے سے کترا سکتا ہے۔ لیکن قوم اور امت دو ایسی تاریخی قوتیں ہیں کہ جو کسی بھی حال میں پیش منظر سے ہٹتی نہیں۔ انہیں جتنے بھی سخت حالات پیش آئیں اور ان کی سلامتی کے سورج کو جتنا بھی گرہن لگ جائے لیکن ان کا سورج پھر بھی ترقی کے مشرق سے طلوع ہو کر ہی رہتا ہے اور وہ اپنی مقررہ تاریخ کو پورا چاند بھی بنتا ہے۔

اور جو لوگ حالات کے منظر سے ہٹتے نہیں یہ ہی وہ لوگ ہیں جو بڑے عظیم موقف والے اور عمل والے ہیں اور صرف یہ لوگ ہی احساس اور ضرورت کے میدان سے غائب ہونے والوں کے درمیان قوم کا پختہ اور مضبوط ضمیر اور زندہ عقل رکھنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی زندگی سب کو رزق دیتی ہے۔ یہ لوگ دوسروں کی غفلت کے وقت ایک حساس اور باشعور کردار ادا کرتے ہیں یہ لوگ اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے ہیں جبکہ دوسرے لوگوں کو اس ذمہ داری کا نہ شعور ہوتا ہے اور نہ قدر دانی، اور نہ ہی یہ لوگ اس ذمہ داری کے امین ہوتے ہیں۔

اس صورت میں یہ غفلت شعار طبقہ محض مردار جسم ہوتے ہیں جبکہ زندہ شعور رکھنے والے زندہ کہلائے جانے کے مستحق ہوتے ہیں۔

تم لوگوں نے ہمیشہ ہمارے ساتھ اونچے نظریات کے ساتھ، ساتھ دیا۔ ان خطابات میں حاضر ہوئے جو ہم نے عربوں سے کیے کیونکہ تم لوگ ان کے ساتھ قوم کے نوجوان ہو۔ کیونکہ تم لوگ ہماری باتوں اور آنکھوں کے اشاروں کو سمجھتے ہو کہ انہیں قبول کیا جائے یا رد کیا جائے۔ اور تم جانتے ہو کہ ہم نے ایک طویل زمانہ تک اپنے موقف اور تعلق کو بیان کیا ہے اور ہم کسی بھی قول کے لیے جو اہمیت کا حامل ہو، کوئی وقت مقرر نہیں کرتے۔ کیونکہ ہر قول و فعل کے کہنے اور کرنے کے لیے خدا کی طرف سے ایک وقت ہوتا ہے۔

ہمارا بھروسہ رب تعالیٰ پر ہے، ہم نے گذشتہ سال بھی یہ باتیں کیں۔ اور اس رواں

Marfat.com

سال بھی یہ باتیں عرض کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ جاری سال ہم پر اور ہماری ساری قوم پر خوشیوں اور مسرتوں کے ساتھ گزر جائے۔

اسی لیے اتنی بات پر اکتفاء کرتے ہوئے ہم تم سب کو، سب انقلابیوں کو، تمہارے ٹھوس مضبوط اور پختہ عزائم کو اور تم لوگوں نے عربوں کی تاریخ اور عصرِ حاضر میں ان کی نشأۃ ثانیہ کے لیے جو نمایاں اور گراں قدر خدمات پیش کیں ہیں۔ ان سب کو خراج عقیدت و تحسین پیش کرتے ہیں۔

ہمارا بھروسہ رب پر ہے اور ہمارا یقین اس ذات باری کی قدرت پر ہے جو بغیر کسی گمراہی کے واضح اور روشن ہے کہ وہ ہمیں عزت و آبرو اور فتح و نصرت نصیب کرے گا۔ انشاءاللہ............

میں رب کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ تمہیں عزت، آبرو، سربلندی، صحت و عافیت میں زیادتی عطا فرمائے، اور ایمان، صبر اور نصرت کی نعمت سے تمہیں ہمیشہ سرفراز رکھے۔ اور تم لوگوں کو ہر طرح کی خوشی اور سرور عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

Marfat.com

اہلِ عراق کی عظمت اور ایران کی سازشیں

ہر انسان اپنی سوچ فکر اور طبیعت و عادت میں اجتماعی معاشرہ اور اپنے خاندان کا ایک جُز ہوتا ہے اور ہر معاشرہ اپنی تاریخ، طبیعت اور عادات میں اپنے انہی اجزاء سے مل کر متشکل ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہر معاشرہ اور قوم کی چند عمومی مشترکہ صفات بھی ہوتی ہیں جن کا اجمال اور تفصیل قابلِ بیان ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی کچھ خصوصی صفات بھی ہوتی ہیں جس میں افرادامت اور معاشرہ کے لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ صفات وعناوین کی اسی اختلافی سطح کی وجہ سے معاشرہ اور قوم میں تعمیر و ترقی اور تشکیل وتہذیب کی مختلف صورتیں ہمیں نظر آتی ہیں۔

انہی خصوصیات میں عرب قوم کی قیادت نے ایک فیصلہ کن خصوصیت، مؤقف اور پالیسی کا کردار ادا کیا ہے جس کی بنیاد انسانیت اور قوموں کی ذمہ داری پر تھی۔

مجھ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ 539 قبل مسیح میں بابل کو اور 1258ء میں بغداد کو اتنے بُرے طریقے سے کیوں تباہ و برباد کیا گیا؟ بعد میں ان دونوں شہروں میں چند سالوں کے لیے انسانی روح کھڑی بھی نہ ہو سکی اور تعمیرِ نو کے لیے کسی قسم کا جذبہ اور امید بیدار کرنے کے لیے کسی میں حرکت کیوں نہ ہوئی؟

اب اگر مَیں ان سوالات کا تفصیلی جواب دیتا ہوں تو دے سکتا ہوں جو ہماری قوم بغداد اور اہلِ بغداد کو ستانے والوں کے متعلق ہے جس کو اہلِ انصاف نے بیان کیا ہے جو ہمارے لیے اس مسئلہ کا تفسیری (تفصیلی) جوہر ہے۔ اس میں گزشتہ زمانہ کے ظالموں اور موجودہ زمانہ کے ظالموں کے تفصیلی تقابلی اور مشترکہ احوال آ جائیں گے۔ اور ان کا تعلق ہمارے اس آج کے فتح کے دن کے بھی مناسب ہے باوجودیکہ گزشتہ اور موجودہ زمانہ کے احوال میں فرق ہے۔

بابل، بغداد، اشور، نینوا، حضر موت، اور اُد کے شہروں نے ترقی و زوال کے مابین ایک غیر جانبدار زندگی نہیں گزاری۔ جس وقت یہ بلندیوں کی اوجِ ثریا کو چھوتے تھے تو ساری دنیا ان شہروں کی طرف کھنچی چلی آتی تھی اور یہ ملک اور خطۂ عراق دوسروں کے لیے روشنی کا مینارہ ثابت

Marfat.com

ہوتا تھا جس کی روشنی میں دور پار کے شہر بھی اپنی اپنی ترقی کی سمتوں کو متعین اور طے کرتے تھے اور اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے تھے اور جب بھی وہ لوگ راہِ ترقی سے ہٹنے لگے تو اسی تہذیبی عراق کو دیکھ کر اپنی سمت کو دوبارہ درست کر لیتے تھے۔

اسی دوران دوسرے لوگ بھی تھے جنہوں نے حسد، کینہ اور اپنے عاجز ہونے کی وجہ سے معاصرانہ چشمک اور حاسدانہ غیرت کا رویہ اختیار کیا اس سے انہوں نے جنگ و جدال کی آگ بھڑکائی اور اس تہذیبی خطہ پر چڑھ دوڑے اور اسی کو اپنی اعلیٰ ترقی سمجھا۔ ان لوگوں نے عراق کی تہذیبی ترقی سے کوئی مصالحت نہ کی جس کا لازمی نتیجہ صرف اور صرف تصادم نکلا۔

عراق کی اور قومِ عربیہ کی تاریخ تو یہ بتلاتی ہے کہ اس نے بار بار عملی میدان میں محنت کر کے ترقی کی اوج کو چھوا۔ اور انہوں نے یہ ترقی محض بیٹھے بیٹھے حاصل نہ کر لی جس کو دور و نزدیک کے سب لوگوں نے دیکھا اور جب بھی اس کی ترقی اپنی ارتقائی بلندی تک پہنچی تو دوسری حاسد قوموں نے انہیں کچلنا چاہا لیکن اس وقت عموماً عراق اور اہلِ بغداد غفلت اور خطا کا شکار ہوئے کہ وہ دشمنوں کی چالوں کو نہ سمجھے۔

اس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب بھی عراق کی آنکھیں غفلت کا شکار ہوئیں تو وہ تو غافل ہوئیں سو ہوئیں لیکن سارا عرب کیسے غفلت کا شکار ہو گیا؟

اور ایسا کیوں ہوا کہ جب دوسرے موقعہ پر عراق نے غفلت کی بند آنکھ کھول دی تو سارے عرب بھی جاگ اٹھے اور انہوں نے بھی قلم کے ساتھ ساتھ تلوار پکڑ لی؟ اور انہوں نے بھی اپنی تہذیبی وراثت کو بچانے کے لیے ان سامراجی صیہونی شکاری درندوں پر حملہ کر دیا اور عراق کے ارض و سماء کو بچایا تا کہ عراق اپنی ترقی کی راہ پر پہلے کی طرح گامزن رہے۔ اور اس کے ہاتھ میں قلم بھی رہے اور تلوار بھی یہی اس کا زادِ راہ ہو کہ عراقی قوم کی اور اب قوم کی عبقریت اسی میں ہے۔

اسی لیے بغداد نے بلندیوں اور ترقیوں کی روشنیاں پھیلائیں تا کہ رب رحمٰن کی اس معمورۂ ہستی میں اس کی روشنی چہار سو پھیلیں۔ تلوار ان کا جھنڈا تھا اور یہی جھنڈا ان کا ہادی اور رہنما تھا۔ اب جس نے بغداد کی دشمنی کی سوچی، اس سے حسد اور کینہ رکھا، اس پر اپنی فوجیں چڑھائیں، اس کو غلام بنانے کی کوشش کی اور اپنے خبثِ باطن کا ثبوت دیا اور اس کے مفادات کو برباد کیا جیسا کہ منگولوں نے بغداد کو جلایا، تاتاریوں نے اس کی علم و معرفت کی کتابوں کو برباد کیا اور اس کے

Marfat.com

علماء کا قتل عام کیا اور ایک طویل عرصہ تک بغداد کی ترقی کو روکے رکھا۔

ان لوگوں نے اگرچہ ارادہ تو یہ کیا تھا کہ وہ علماء کا قتل عام کر کے اور بغداد کی اٹھتی اور ابھرتی تحریکوں کو کچل کر اس پر قبضہ کر سکیں گے مگر یہ محض ان کا خیال تھا اور یہ لوگ اپنی تدبیروں اور خیالوں میں ناکام اور اپنے کیے دھرے میں برباد ہوئے۔

اے میرے مخاطب بھائیو!

مَیں نے جو کچھ کہا اور جو کچھ مَیں آگے کہنا چاہتا ہوں اس سے ہماری غرض محض مختلف عوامل کی نشاندہی نہیں اور نہ ہی ان زخموں کو چھیلنا ہے جو ابھی تک کھلے بھی نہیں۔ بلکہ ہم نے تو اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا کے سامنے ایسے حقائق رکھ دیں جو صحیح ایمانی اور تاریخی معلومات رکھتے ہوں اور جو علمی سیاق میں ہوں تاکہ ہم خیر کی طرف لوگوں کی طرف راہ نمائی کر سکیں جو ہماری قومی، وطنی اور انسانی ذمہ دار کے متعلق ہو اس کا تعلق خواہ ایران کے ساتھ ہو یا دوسرے ملکوں اور دوسری امتوں کے ساتھ ہو۔ اور ہماری غرض اس سے لوگوں کو امن و امان کی وہ صورتیں فراہم کرنا ہیں جو اس سے قبل صحیح توازن کے ساتھ ہم دوسری امتوں کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔

اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ایک حاکم میں اس بات کی طاقت و قدرت ہو کہ وہ اپنی قوم اور ملک میں ان کی فلاح و بہبود کے کام کر سکتا ہے اور وہ پھر بھی نہ کرے تو یقیناً اڑوس پڑوس کی دشمن طاقتیں اس ملک پر چڑھ دوڑیں گی اور اس ملک کو برباد کر دینے کی کوئی کسر نہ چھوڑیں گی جبکہ وہ حاکم اس ملک میں امن و سلامتی، عدل و انصاف اور محبت و الفت کے خلاف پالیسیاں اختیار کرے۔

اسی لیے قومی، اقتصادی، معاشرتی اور معاشی ترقی کو سامنے رکھ کر قوم اور ملک کے لیے ایک حاکم کا اپنی فکر و نظر جان و مال اور قومی و اجتماعی طاقت کو استعمال کرنا یہ ملک و قوم کی انسانی تہذیبی تعمیر و ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے اور یہ سوچ تباہی و بربادی پھیلانے کی بجائے ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کے ساتھ محبت کرنے کا رویہ ہے۔

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایران کی موجودہ حکومت اور ان سے پہلے کے اور ان لوگوں نے بجوان گزشتہ حکام کے مسلک کی پیروی کرتے ہیں کبھی بھی محبت و الفت کو کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اسی لیے شاہ ایران کے بعد ان کے دعوے اور نعرے اور بڑھ گئے ا

Marfat.com

زیادہ بلند ہونے لگے، ان لوگوں نے اپنی دشمنی وعداوت کو اور بڑھایا بلکہ ان لوگوں نے اس عداوت کو سارے خطۂ اسلامیہ میں پھیلانا شروع کیا تو بالآخر جنگ نے اپنے پنجے گاڑھ دیئے۔

اسی لیے یہ بات تاریخی حقائق میں سے ہے کہ مشہور ایرانی فارسی بادشاہ "عیلامی شوترک تاخونتی" نے شاہ عراق "حمورابی" کے قوانین کو حسد و کینہ اور انتقام کی وجہ سے مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور اس عیلامی نے ایسا اس لیے کیا کہ وہ اپنے نفس و عقل کی اس بیماری کو شفا دینا چاہتا تھا جو مسلمانوں کے ساتھ نفرت و انتقام کے جذبے پر مشتمل تھی جو اس کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی تھی۔

اس لیے عیلامی نے عراق میں گھس کر اس کی ثقافت اور تہذیب کو تباہ و برباد کیا اور عراق کی تعمیر و ترقی اور تہذیب و ثقافت کے لیے کچھ بھی نہ کیا۔ کیونکہ یہ بادشاہ ترقی کے کاموں کو کر ہی نہیں سکتا تھا اسی لیے وہ ذلت کی پستیوں میں گرتا چلا گیا۔

کیونکہ اس کی فطرت اور صلاحیتوں کے مناسب یہی بات تھی۔ پھر اس کے تقریباً چھ صدیاں بعد ایک اور فارسی ایرانی بادشاہ "کورش" نے بابل کو جو اس وقت تہذیب و ثقافت کا گڑھ اور گھر سمجھا جاتا تھا، تباہ و برباد کر دیا۔ اس وقت بابل پوری انسانیت کو اپنی ترقی کی شعاعوں سے متاثر اور منور کر رہا تھا۔

ٹھیک اس وقت ان ایرانیوں نے بابل کے جسم کو "یہود" کا کوڑھ بھی لگا دیا۔ کہ انہوں نے یہودیوں کو اندر آنے کا رستہ دیا۔ یہ ایرانی بادشاہ نبوخذ نصر تھا۔ جس نے ان یہودیوں کو بابل میں قید کر لینے کی اجازت دی اور انہیں لے آگھسے۔

شاہ کورش نے اپنے کینہ اور حسد کی بناء پر بابل کو تباہ و برباد کیا یقیناً یہ ایک اندھے اور احمق شخص کی نااہلی اور عاجزی تھی کہ جو تہذیب و ثقافت کی ترقی سے بے بس و لاچار تھا۔ دراصل اس نے اپنے کمزور اور اپاہج جذبے اور اپنی بے بصیرت عقل اور انسانی قدر و قیمت سے بے بہرہ انتقام کو تسکین دی تھی۔ لیکن آخر کب تک؟ بالآخر خدا نے چاہا کہ بغداد اور بابل باقی رہیں، دلوں اور ضمیروں کو روشن کرتے رہے، سینوں کے اندھیروں کو مٹاتے رہیں۔ دشمنوں کے آگے سینہ ٹھونک کر کھڑے رہیں۔ اور انسانی اقدار کی شناسا اقتدار کے ساتھ ان دونوں شہروں کی حفاظت ہوتی رہے۔ اسی لیے ان دونوں شہروں نے اپنے دروازے نیک فطرت، سچی فطرت کے اہل

Marfat.com

ایمان کے لیے کھول دیئے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

اِسی لیے گہرے اور بنیادی تہذیبی کردار والی قوموں کے رویے دوسری قوموں کے رویوں کے بالمقابل اور طرح کے ہوتے ہیں جو اپنی حیات، تاریخ اور اہم انسانی مہموں میں خیر کی دعوت کے قطعی اور یقینی نمونے پیش کرتی ہیں۔ اونچے انسانی اور اعلیٰ نظریات کے رویوں کے بالمقابل دوسری قومیں محدود، تنگ اور انانیت پر مبنی رویے پیش کرتی ہیں۔ جن کا مادی اور متفرق حیاتیاتی رویوں اور ان کی ترقی سے کوئی دخل نہیں ہوتا۔ جبکہ ترقی پسند قوموں کے رویے حق کو برباد کر کے باطل کو اوپر لانے والے، امن کو برباد کر کے انتشار کو پھیلانے والے نہیں ہوتے۔ وہ حق و انصاف اور عدل کی خاطر خیر، محبت، ایثار اور انسانی عظیم کردار کے نمونے پیش کرتی ہیں۔

اس طرح حکام کے قوموں کے بارے میں یہ رجحانات بھی بڑا قوی اثر رکھتے ہیں کہ آیا وہ قوم کو دشمنی وعداوت کی راہ سے ہٹاتے ہیں یا شہروں اور عوام میں اس رجحان کو زیادہ کر رہے ہیں اور انہیں ترقی کی راہ سے ہٹا کر اور جس غرض کے لیے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے اس سے ہٹا کر دوسرے غیر ضروری راستوں پر ڈال رہے ہیں۔

ہم نے قوموں کی تاریخ میں بلکہ نااہل اور شر پسند قوموں کی تاریخ میں یہ بات پائی ہے کہ ویران اور بنجر علاقوں کے ملک اکثر اوقات دوسرے اپنی پڑوسی سرسبز و شاداب اور ترقی یافتہ قوموں کی سرزمین کی طرف لڑھکے چلے آتے ہیں۔ بعض ان میں سے بڑے شریر تھے اور مسلح ہو کر آئے تھے۔ ان لوگوں میں طرب عیش لوٹنے کے لیے ظلم وستم کی انتہا کر دی۔

البتہ بعض لوگ ان علاقوں میں اپنی تنگ زندگی کو سنوارنے آئے۔ ان لوگوں کی گرتی حالت کو ان ممالک نے سہارا دیا اور سنبھالا اور اپنی ترقی کی روشنیوں سے انہیں منور کیا۔ جس طرح ایک انسان کی اپنی طاقت، اس کے احساسات اور اپنی فکر و نظر ہوتی ہے اسی طرح قوموں کے بھی احساسات طاقت اور فکر و نظر ہوتی ہے۔ جن کی بنیاد پر اس قوم کے قائدین ومسؤلین اپنا قطعی ذمہ دارانہ کردار ادا کرتے ہیں اور اس کردار کی روشنی میں وہ اپنے اہداف اور طریق کو متعین کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی ان صلاحیتوں کو شر اور تباہی و بربادی میں استعمال کرتے ہیں وہ ذلت و رسوائی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ترقی کے تصور تک سے عاجز ہوتے ہیں اسی لیے پسپائیوں میں لڑھکتے چلے جاتے ہیں اور اس پست کردار کی وجہ سے مشکلات کی دلدل میں دھنستے

Marfat.com

چلے جاتے ہیں۔ اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب ان کی عقل، دماغ اور ضمیر وسیع عقلی میدان میں دوڑنے، اعلیٰ مقاصد کے حاصل کرنے اور اونچے عقلی اہداف کے حصول سے لاچار اور عاجز ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ اپنے آپ کو درست خیال کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اگر اپنی انہی صلاحیتوں اور استعدادوں کو خیر کے کاموں میں خرچ کریں تو اس کے نتائج بھی انہیں ہی ملیں گے۔

ان بیان کردہ بنیادوں پر کسی بھی معاشرے یا متعدد معاشروں کو ایک ہی رُخ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے یا پھر وہ راہ راست سے ہٹ کر اور ترقی سے منہ موڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ تاریخ کی روشنی میں قادسیہ کی بھڑکنے والی جنگ کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ ایرانی حُکام کی عداوت اور دشمنی کے سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ یہ جنگ شاہِ ایران اور اس کے ایوان نے بھڑکائی تھی۔ اور یہ جنگ عرصہ دراز تک ایرانی قوم میں جاری رہی۔ اس جنگجو ماحول کے زیرِ اثر ایرانی قوم نے ہر طرح کی ذلت رسوائی اور بھوک برداشت کی۔ وہ لوگ اپنے بچاؤ کے لیے دوسرے رستے کی تلاش میں رہے لیکن نئے ایرانی ذمہ داروں نے انسانیت اور اس کی روح سے خالی اس بربادی پھیلانے والی جنگ کو جاری رکھا۔ لیکن عراق نے اس جنگ کا اپنے ایمان سے معمور سینوں سے مقابلہ کیا، اور جب اس کے آگے بند باندھا تو یقیناً عراقیوں کو فتح نصیب ہونا ہی تھی۔

اب مَیں آپ کے سامنے عراق کے عظیم کردار کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ جب جنگ میں تھوڑا وقفہ آیا تو عراق نے ایران کے متعدد قیدیوں کو رہا کر دیا۔ کچھ کو تو ہم نے اوائل ہی میں چھوڑ دیا اور کچھ کو جنگ کے اخیر میں چھوڑا۔ ہمارے سامنے اس بارے میں وہ عظیم اسلامی تعلیمات تھیں جو دینِ حنیف کا حصہ ہیں۔ اس پوری جنگ کے دوران ایرانی قیدی ریڈ کراس کی زیرِ نگرانی رہے اور انہیں وہ حقوق ملے جو بین الاقوامی سطح پر قیدیوں کے حقوق ہیں۔ دوسری طرف ایران کے قبضے میں ہزاروں عراقی قیدی تھے ان لوگوں نے ایک تو انہیں ان کے حقوق دینے سے انکار کر دیا اور دوسرے انہیں ریڈ کراس کے حوالہ بھی نہ کیا۔ پھر کہ قید خانوں میں ہمارے قیدیوں کو طرح طرح کی سزائیں بھی دی گئیں اور بسا اوقات انہیں قتل بھی کر دیا گیا اور یہ سزا ان بہادروں کو فقط اس لیے دی گئی کہ وہ آدمیت وانسانیت کا احترام کرنا چاہتے تھے اور کرنا جانتے تھے۔ اور وہ لوگ اپنی قوم اور وطن کے ساتھ نہ غدار و بد دیانت تھے اور نہ ان کے حق میں بُرے تھے۔ اور ان

Marfat.com

لوگوں نے اپنی قوم کے اور سرکاری رازوں کو ان کے حوالہ نہ کیا تھا۔

ایران نے یہ ایک ایسا نمونہ پیش کیا جس کی مثال دوسری قوموں میں نہیں ملتی۔ ہم نے جب اس کے تاریخی اسباب پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ایسا انہوں نے فقط عراقی قوم اور اس کے نظام سے بغض کی وجہ سے کیا تھا اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھی کہ عراق اور ایران کی اقوام اپنے مسالک و اہداف اور رویوں اور نظاموں میں ایک دوسرے کے بالکل خلاف بالعکس اور متناقض ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ''ام المعارک'' کی لڑائی سے قبل عراق نے اپنے چند جنگی اور شہری طیارے ایران کے پاس انہیں یہ تصور کر کے امانت رکھوائے تھے کہ وہ انسانی حقوق کی پاسداری کریں گے۔ اور یہی یہ ہماری غلطی تھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے 1988-08-08 میں عراق کو ایران پر فتح نصیب کی، اور طرفین کی رضامندی سے جنگ بند ہوگئی تو ہم نے جنگ کے دوران عراق کے متعلق ایرانی ذمہ داروں کے نعروں کے بارے میں اور ان کے امریکہ کے بارے میں نعروں کے بارے میں پوچھا کہ ایک طرف تو یہ لوگ اس کو ''شیطان اکبر'' کہتے تھے اور دوسری طرف ہمیں بھی غلط تصور کرتے تھے۔ اگرچہ ان میں سے دیندار لوگوں کے بارے میں ہمارا یہ خیال نہ تھا کہ وہ ہمارے بارے میں ایسا خیال کرتا ہوگا۔ اور یہ لوگ ضمیر کی آواز کے خلاف بولیں گے اور رات کے اندھیروں میں ان لوگوں نے جو نعرے لگائے تھے اور جو ایجنڈے بنائے تھے، دن کی روشنی میں اس سے پھر جائیں گے۔ اور بالکل اس کے بالعکس اور خلاف چلیں گے۔ خاص طور پر جب کہ عراق کہ جو رب رحمان کی پناہ میں آکر ان کے نام نہاد شیطانِ اکبر امریکہ اور اس کے حلیف صیہونیت اور دوسرے حلیفوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھا (کہ ٹھیک اس وقت ایران اپنے قول و فعل سے پھر جائے گا)۔

یہ میں نے صرف دو مثالیں پیش کی ہیں جبکہ دوسری مثالوں سے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں جو دو طرفہ جنگ لڑنے والوں کے اخلاق اور ان کے رویوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ اور جب تک ہماری مذکورہ باتوں کی طرف نہ دیکھا جائے ہم انصاف کے ساتھ اس جنگ کے نتائج پر تبصرہ نہیں کر سکتے۔ انہی حقائق پر میں نے کئی بار روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے حقائق بھی ہیں جو ان دونوں ملکوں کے جغرافیائی کردار اور ان کے آزمودہ رویوں کو بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان

Marfat.com

ایرانی حکام نے عوام کو عربوں کے خلاف جنگ کی آگ میں جھونک دیا اور انہیں نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس عظیم بہادر مثلِ سدِ سکندری عراقی عوام کے ساتھ ٹکرا جانے پر بھڑکایا۔

شر کو دور کرنے کی تمام دعوتوں اور اس کے اسباب و بواعث سے ہٹنے کی تمام تر مساعی اور امن کی ان تمام کوششوں کے باوجود جن کو عراق نے اعلیٰ سطح پر پیش کیا، یہ لوگ مسلسل پروپیگنڈے کرتے رہے اور جنگ و عداوت کا طبل بجاتے رہے اور نامراد خواہشوں کے نعرے بلند کرتے رہے۔ آخر کار میدان جنگ نے فیصلہ کر دیا۔ ان کی غدارانہ نیتیں برباد ہوئیں۔ کھوکھلے نعرے پادر ہوا ہوئے، حق باطل پر غالب آیا اور عظیم انسانی قدروں کے مقاصد کو فتح ملی اور اسی ضمن میں ان ایرانیوں کو بھی فتح ملی جو باقی ایرانی قوم کے بر خلاف امن کے طریق پر ایمان رکھتے تھے۔

قلم اور تلوار، یا دستِ ہمت اور حکمتِ عقل یہ دونوں باتیں عراق اور قومِ عراق کی تاریخ کے متوازن فعل ہیں جو ان کی دائمی وراثت میں متوازن موجود ہیں اور یہ دونوں اس جنگ میں بھی متوازن تھیں۔ اس لیے جب جنگ بند ہوتی ہے تو نہ تو ہم دشمنوں پر خوشی مناتے ہیں اور نہ ہی غدر کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حکمت یہ ہے کہ تلوار کو قلم کی جگہ استعمال نہ کیا جائے (کہ جو کام قلم سے نکلتا ہے اس کے لیے تلوار نہ اٹھائیں)۔ اور جہاں حجت اور دلیل اور دوسرے کو مطمئن کرنے سے کام چلتا ہے وہاں طاقت کا استعمال نہ کیا جائے۔ اور زمین پر آسمان کے بغیر نہ جئیں۔ اور بغیر راسخ عقیدہ اور ایمان کے زمین پر زندہ نہ رہا جائے۔ اور جب تلوار اٹھائے بغیر کام نہ چلے تو اس کے اٹھانے میں بھی تردد نہ کیا جائے۔ اور جب باطل تلوار کے بغیر نہ سمجھے تو کہیں وہ جرائم کے ارتکاب کے لیے ظلم پر نہ اتر آئے اس کے خلاف تلوار اٹھالی جائے۔

ہمیں گزشتہ 9 سالوں کی اقتصادی پابندیوں کے دور کے اسباب کو بھی جاننا چاہیے۔ ان پابندیوں کے لگانے میں پڑوسی حکومتوں اور خاص طور پر ایران نے صیہونیوں اور امریکیوں کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ یہ لوگ سب وسائل کو استعمال کر کے ان پابندیوں کے ذریعے عراقی عوام کا قتل عام کرنا چاہتے ہیں۔

ایرانیوں نے مقدس مقامات کی زیارت کے پروپیگنڈے کی آڑ میں عراق پر مسلح چڑھائی کر دی تھی۔ ان لوگوں نے اس وقت عراق پر یہ الزام لگایا تھا جو خلاف واقعہ تھا کہ عراق ایرانیوں کو مقدس مقامات کی زیارت سے روکتا تھا۔ اس جھوٹے پروپیگنڈہ کی آڑ میں ایران نے

Marfat.com

عداوت پر مبنی نعرہ بازی کی۔ ان کی یہ حرکات صیہونی اور امریکی انٹیلی جنس کے ساتھ ان کے خفیہ رابطوں پر سے بھی پردہ اٹھاتی ہیں۔ ایرانیوں نے امریکہ، یہودیوں اور ان کے حلیفوں سے مل کر عراق پر جو حملہ کیا تھا جس میں انہوں نے شمالی عراق کے شہر سلیمانیہ پر قبضہ کر لیا تھا، یہ سب واقعات ایران کے ان دشمن ممالک کے ساتھ گہرے مراسم کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے کئی جنگی واقعات معروف ہیں کہ ان کے دوران ایران نے امریکہ کی مدد کرتے ہوئے عراق کو تباہ و برباد کرنے کے لیے جنگی طیاروں کے ذریعے بمباری کی اور اس غرض کے لیے عراق پر بے دریغ میزائل داغے۔

یہ سب واقعات اور جنگی عداوتیں 1980ء کے عراق کے خلاف حملہ کی روح اور اس کے پس منظر میں اغراض و اہداف پر خوب روشنی ڈالتی ہیں۔

ان باتوں کی بنیاد پر اب میرا جواب واضح ہے کہ کیا دجل وفریب کو آشکار کرنا اور اسے رسواء و روسیاہ کرنا اور حق وحقیقت کو طشت از بام کرنا عظیم انسانی خدمت نہیں؟ اور کیا فقط عراق یا قوم عربیہ کے لیے ہی یہ خدمت ایک عظیم خدمت نہیں؟

امتیں اور قومیں، یہ اپنی عام اور خاص تاریخ کی نشانیاں ہیں اور زمانہ کے مراحل تدریجی ترقی کے مراحل ہیں اور قوموں اور امتوں کی ترقی کی تدریجی تاریخ ان کے مطابق ہوتی ہے۔ جو ان کی ترقی یا تنزلی کے ادوار کی روداد بیان کرتی ہے۔ اور اسی میں اس کی تاریخی قیادت کی صورت کو مثال بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے میں کہہ سکتا ہوں کہ تاریخ کے دو ستون ہوتے ہیں ایک عام اور ایک خاص۔ عام یہ وصف فعل اور خاص تاثیر پر مبنی ایک حالت کا نام ہے اور خاص یہ قوم اور امت کی تشکیل پانے والی ایک مجموعی تاریخی حالت ہوتی ہے۔ بہر حال صورت حال جو بھی ہو جب تک ایک قوم اپنے کلی کردار، روش اور اپنے اصل منبع کے ضمن میں روشن رہتی ہے تو وہ مضبوط رہتی ہے۔ جیسے ایک تنا جب تک جڑ سے جڑا رہتا ہے کمزور نہیں پڑتا اور جب وہ اپنے جڑ سے جدا ہو جاتا ہے تو کمزور پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

یہی وہ باتیں ہیں جن کی بنیاد پر شاہ ایران نے اسلامی تاریخ کے بالمقابل عالم اسلام کے ساتھ بغض اور حسد کا رویہ اختیار کیا۔ چونکہ اس کو امت مسلمہ کے ساتھ یہ بغض ڈھائی ہزار سال سے متجاوز قائم اس ایرانی حکومت کی گود میں پلنے کی وجہ سے ملا تھا۔ اسی لیے اس نے خود ایرانی عوام

Marfat.com

کے موقف کی بھی پرواہ نہ کی۔

ان ہی جذبات کو لے کر 1980ء میں شاہِ ایران بغداد کو غارت کرنے چلا اور عراق پر حملہ آور ہوگیا اس وقت اس نے ایرانی مسلمان قوم کی بھی پرواہ نہ کی تھی۔ اس بغض نے اس کی نگاہوں سے عظیم اسلام کو اوجھل کر دیا تھا۔ اسی طرح ہی 539 قبل مسیح میں ''کورش'' (شاہِ ایران) نے یہودیوں کی مدد سے بابل پر قبضہ کرنے کے لیے حملہ کر دیا تھا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

میری ان گزارشات سے واضح ہوگیا کہ ایرانی طالب علم بالآخر اسلامی تاریخ کیوں نہیں پڑھتے؟ اور یہ بات دنیائے انسانیت کے ہر شخص کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ایران کے تعلیمی اداروں میں اسلامی تاریخ نہیں پڑھائی جاتی۔ حالانکہ خود ایران اسلامی تاریخ کا ایک حصہ ہے؟

دوسرے بالآخر ایران نے یہ جنگ کیوں بھڑکائی، حملہ کیوں کیا، نو سال تک جنگ کا بازار کیوں گرم رکھا؟ جبکہ وہ اس جنگ میں کامیاب بھی نہ ہو سکے۔

میری بیان کردہ باتوں کی روشنی میں آپ لوگ ایرانی قیادت کے جنگ قائم کرنے کے اسباب و محرکات کو سمجھ سکتے ہیں۔ جبکہ اس جنگ کو بند کروانے کے لیے اسلامی کانفرنس اور اس کی کمیٹی نے بھی کوشش کی تھی کہ ایران عراق جنگ بند ہونی چاہیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ میدانِ جنگ میں جب تک کہ اہلِ ایمان کو فتح نہ ہو یہ جنگ بند نہ ہو۔ پس خدا تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لیے عظیم تاریخی رموز کو ظاہر فرمایا۔

میری ان مذکورہ باتوں کی بنیاد پر یہ بات بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ کیوں اور کیسے یہ امریکی ادارے جو حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں وہ ان صیہونی یہودیوں کے حلیف بن گئے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور عرب کی سرزمین اور ان کے حقوق کو غصب کر رہے ہیں اور فلسطینیوں کی حق تلفی کرنے میں اور ان کی زمینوں کو چھیننے میں ان لوگوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی دوسری طرف وہ عربوں کی عورتوں اور خاص طور پر فلسطینیوں کی عورتوں، ان کے بوڑھوں اور بچوں کو اور حضرت مسیح کی جائے ولادت فلسطین کے باشندوں کو قتل کرتے ہیں۔

ان امریکی اداروں نے ان یہودیوں کے ساتھ عربوں کے قتل پر کیسے ایک دوسرے کا مددگار بن کر ساتھ دیا تاکہ عراق کی قوم کو بھوکا کر دیں اور ان کے تہذیبی مراکز کو تباہ و برباد کر دیں حتیٰ کہ اس کے تہذیبی آثار تک کو ختم کر دیں؟

Marfat.com

چنانچہ بتلایا جاسکتا ہے کہ بغداد کا شہر ایک ترقی یافتہ مہذب اور متمدن شہر اس بے دریغ گولہ باری کی وجہ سے کیسے مختلف زمانی مراحل سے گزرتا ہوا ایک دیہات کی شکل اختیار کر گیا اور اس کی ترقی جمود کا شکار ہوگئی بلکہ سوائے چند کو چھوڑ کر پوری امت عربیہ اسلامیہ ہی اس پستی کا شکا رہوگئی۔ اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر میدان میں ان کا جمود ٹوٹنے میں نہ آیا۔ اور یہ ترقی کا توقف تقریباً آٹھ صدیوں تک جاری رہا۔

عثمانیوں نے باوجودیکہ وہ نام تو اسلام کا لیتے تھے لیکن بغداد اور خاص طور پر عربوں کے بارے میں تنگ نظری سے کام لیا۔ یہ اپنی قوم کی ترقی کو تو مدنظر رکھتے تھے مگر قومِ عربیہ کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ اور ان لوگوں نے دولتِ اسلامیہ کی تاریخ اور ان کے عظیم نمونوں اور مثالوں کو بھی قلم زد کر دیا۔ ان لوگوں نے ایک عظیم وسیع العلم، اور گہرے سمندر کا سا کردار ادا نہ کیا۔ اس لیے قوم اور امت نے حاکم عثمانی کے ساتھ مل کر کام نہ کیا، بالآخر وہ معزول بن کر باقی رہ گیا۔ کہ قوم کی رائے اس کے موافق نہ رہی اور اس کا مؤقف وقرارداد بھی حاکم کے خلاف ہوتی تھی۔ یہ سب کچھ حاکم کے خواص کے قوم کے ساتھ مناسب برتاؤ کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ہوا۔ جس کی صورت بالآخر عثمانی حکومت کے سقوط کی صورت میں نکلا۔ یوں ان عثمانیوں کا بغداد پر خصوصاً اور امت اسلامیہ پر عموماً اقتدار باقی نہ رہا۔

اس تفصیل سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ بغداد جو قدرتی خزانوں سے معمور تھا اور جس کے اونچے نظریات و مقاصد دور سے روشن دکھائی دیتے تھے، خاص اس بغداد پر عہد عثمانی میں جو اسلام کا نام لیوا تھا ترقی وارتقاء کا سورج کیوں طلوع نہ ہوا۔ اور جب بغداد میں طلوع نہ ہوا تو پوری امت پر بھی طلوع نہ ہوا اور جس وقت بغداد سے ترقی کا سورج طلوع ہوتا تھا اس وقت تمام بلادِ اسلامیہ کی پیشانیاں اس کے نور کی ضیاؤں سے منور کیوں تھیں؟

آج مَیں صرف یہ نہیں بتلانا چاہتا کہ عراقی قوم ایک بہادر اور ایمان کی جڑ سے جڑی قوم ہے اور اس کے دلوں میں ایمان بڑی گہرائی تک اترا ہوا ہے اور یہ قوم ہمیشہ سے مجاہد رہی ہے اور یہ رب رحمٰن ورحیم کا جھنڈا اٹھانے والی مومن قوم رہی ہے اور ترقی کے ادوار طے کرنے کے لیے یہ انسانیت کی قیادت سنبھالنے والی ایک امین قوم رہی ہے۔ بلکہ مَیں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم عظیم انسانی کردار ادا کریں جو انسانی زندگی کی ترقی میں اہمیت رکھتا ہے اور یہ

Marfat.com

تباہی و بربادی کی روح ختم کر دینے والی قوم ہے اور یہ موجودہ تہذیب کو ایمان کی جڑوں کے ساتھ جوڑنا چاہتی ہے اور اس کو اپنے عظیم ماضی کے ساتھ ملانا چاہتی ہے۔

ہمارا اس رویے نے ہمیں دو فتحیں دلوائی، ایک فتح تو وہ جو آدمی کے اندر ہوتی ہے کہ آدمی کا شعور اس کو پکارتا ہے کہ تو پوری انسانیت کا ایک جز ہے نہ کہ ان کا ایک اچھوت فرد کہ جس کا انسانیت کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

دوسری فتح یہ دی کہ ہمیں دشمنوں پر غلبہ دیا جبکہ بعض لوگ اس کو ناممکن سمجھتے تھے۔ یہ کوئی ایک فتح نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وحشتِ شعور اور وحشتِ قنوطیت سے دونوں سے بچایا کہ جس کی وجہ سے آدمی دشمن کے سامنے بسا اوقات شکست و ہزیمت کا شعور رکھنے لگ جاتا ہے۔

مَیں پورے عالم کو جن میں ایرانی قوم بھی شامل ہے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ عراقیوں کو جو فتح نصیب ہوئی ہے وہ پوری انسانیت کی ایک عظیم فتح ہے کیونکہ یہ تنزلی کے مقابلے میں ترقی کی، کھوٹ کے مقابلے میں حقیقت کی اور تخریب کے مقابلہ میں تعمیر کی اور منافقت کے مقابلے میں ایمان کی فتح ہے۔ کیونکہ اگر یہ فتح نہ ہوتی تو شیطان مردود کی خوشی کے لیے کسی اور کی فتح ہو جاتی اور خدا ایسا نہ کرے۔ اور اس مادیت کی بھی فتح نہ ہو جو مغرب شیطان امریکہ اپنی قیادت میں شرقِ اوسط اور دوسرے مقامات میں لانا چاہتا ہے۔ اور ان امریکیوں نے جو دنیا کو تباہ کن بھیانک حالات سے دوچار کیا ہے اس کو دیکھ کر نام نہاد دین کے لباس میں ملبوس گھبرا اٹھے۔ امریکہ سے پہنچنے والے نقصانات کو دیکھ کر لوگوں کی عقلوں نے دین پر چلنے سے انکار کر دیا۔ لیکن ہم لوگ دولتِ ایمان کو ضائع نہ کریں گے۔ امریکہ اور صیہونیت نے لوگوں کو امن و سلامتی دینے کا ڈھونگ رچایا حالانکہ دوسری طرف انہوں نے قوموں کے لیے جنگ کا طبل بجا رکھا ہے اور لڑائی کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ تاکہ دوسری قوموں کی طرح ایرانی قوم بھی ایک طویل زمانہ تک حالتِ جنگ کی اسیر رہے اور وہ اسیر رہی۔ اس وقت تک اس کی فوجی طاقت بھی تباہی کے دہانے تک پہنچ گئی ہے اور یہ قوم اپنے ان بھیانک جرائم کی پاداش میں اپنا نام و نشان تک مٹا بیٹھے گی۔ البتہ عراق کی فتح نے ایرانی قوم کو ان حالات سے دوچار ہونے سے بچا لیا اور ان کے ساتھ ساتھ دنیا کی باقی اقوام کو بھی ان حالات سے نکال لیا اور اب مغربی مادیت اپنی حریص نگاہیں ہمارے اس خطۂ ارض پر نہ جما سکے گی۔ ،

Marfat.com

یوں صرف ہم ہی نہیں یعنی عراقی قوم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کہے گی کہ 1988-08-08 کی فتح کا دن صرف عراق کی ہی فتح نہیں بلکہ پوری دنیا کی اقوام کے لیے یہ باطل پر حق کی فتح ہے اور اونچے بلند مقاصد کی گھناؤنے، گھٹیا اور ذلیل مقاصد پر فتح کا دن ہے۔

اگر چہ میری گزارشات ذرا طویل ہوگئی ہیں جس سے یقیناً بعض لوگوں کو گرانی ہوئی ہو گی خواہ وہ نوجوان ہوں یا بوڑھے بزرگ۔ لیکن ہماری مشکل اور ہمارا مسئلہ صرف عراقی قوم کا ہی نہیں بلکہ یہ دوسری قوموں کا بھی ہے جو یہ سب کچھ پہچانتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے ظلم وستم میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ اس میں ایک خاص فکر کے حامل ہیں ہماری مشکل ان لوگوں کے ساتھ بھی ہے۔ ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان کی غلط سوچ کو ان پر واضح کریں۔ اور ان پر اپنا اعتقاد، اپنا ایمان، اور وہ نظریہ واضح کر دیں جو ہمارے نزدیک ہماری نگاہوں میں صحیح ہے۔ حتیٰ کہ عام لوگ جن عام اور مشترک قیاسات وقواعد کو درست باور کرتے ہیں ہم ان لوگوں پر ان قیاسات وقواعد کی غلطی بھی واضح کر دیں اور ان نظریات میں اپنا عذر بیان کر دیں۔

ہم عراقی لوگ اس قدر عقلمند ہیں کہ ہم بات سے پہلے اشارہ سمجھ لیتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کی تعمیر وترقی کے لیے ایک عظیم دائمی عہد باندھتے ہیں کہ جس میں اہل ایمان اور سب انسانوں کی حالت کی بلندی وتعمیر ہے اور جس میں عظیم اور بلند وطن کی قیمتی متاع کا دفاع ہے۔

اے عراقی قوم تم لوگ خلاصۂ عرب ہو، یقیناً تم ہماری بات سمجھ سکتے ہو کیونکہ تم لوگ عقل مند ہو۔ ہمارا یہ طویل کلام دشمنوں کا سر کچل دے گا ان کے دلوں کو پھاڑ دے گا اور وہ جانتے ہیں کہ تم لوگ نامِ خدا پر جو قادر ومقتدر ہے بھروسہ کر کے ان کے بھیجے اڑا سکتے ہو۔ اور ان کی اقتصادی پابندیوں کی دھجیاں اڑا سکتے ہو۔

ہم بیمار اور روگی نفسوں کا علاج کرنا چاہتے ہیں اور احسن طریقہ سے بند آنکھوں کو کھولنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں حقائق نظر آئیں یہ ہماری قومی اور انسانی ذمہ داری ہے اور ہم خدائے واحد سے ہی اس بارے میں مدد طلب کرتے ہیں۔

ہم اپنے آٹھ ہزار سالہ قبل پُر از حکمت طریقہ کو جو ہماری لازوال قوم کا سرمایۂ حیات ہے، بروئے کار لاتے ہیں کہ جب رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیھما السلام کو فرمایا تھا:

Marfat.com

"اِذْ هَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا." (طٰہٰ:۴۴)

''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو رہا ہے اور اس سے نرمی سے بات کرنا۔''

اس کے ساتھ ہی ہم اپنی مجاہد عراقی قوم کے مؤقف کے جوہر کی بھی حفاظت کریں گے اور اس کی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والی قیادت کی بھی پاسداری کریں گے جو وطن اور قوم پر بھی ایمان رکھتی ہے۔

قادسیہ کے قابلِ احترام شہداء کے لیے (جنت کا مقام) علیین اور (ان کے لیے) بزرگی ہے اور ان کے لیے رب تعالیٰ کے ہاں سے رزق ہے۔

اور ہمارے زخمیوں کے لیے عزت اور بلند عزائم ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا." (الاحزاب:۲۳)

''مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اپنے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔''

Marfat.com

عراق تاابد قائم رہے گا

سورج کی اس شعاع کے ساتھ جو طویل غیوبت کے بعد نکلا، کہ اس سے پہلے نہ نکلا اور ان آنکھوں کی پلکوں سے جن کو اپنے چلے جانے والوں کے غم میں بہنے والے مسلسل آنسوؤں نے زخمی کر دیا تھا۔ ایک صبح کا چاند نا آسمان کے کنارے پر پھیلنا شروع ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اور پھیلایا بڑھایا اور ایک نئی صبح طلوع ہوئی جس میں نئی زندگی بیدار ہوئی۔ اس کی فضاء میں نئے پرندوں نے اڑنا شروع کیا۔

یہ تمہارا وہ انقلاب تھا جو اللہ تعالیٰ نے نئے عراق میں پیدا کیا تھا۔ جو عراق کے ایمان کی گہرائی سے اٹھا تھا۔ یہ "اُم المعارک" کے میدان میں 16/17-01-1991 کی رات میں پیدا ہوا۔ یہ تمہارے قیمتی خونوں اور صبر جمیل کا بدلہ تھا۔

یہ جدید عراق تھا۔ نیا عزم وارادہ، قلب مصمم، مصائب وشدائد پر صبر، ترقی کی راہوں کی طرف گامزن، قوم کے ساتھ محبت کرنے والا اور دشمنوں کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن جانے والا عراق تھا۔ گہرے ایمان کا مالک جو رب تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کی قربانیوں کے بعد بغداد کے گزشتہ حاکموں کی خطاؤں کو معاف کرنے کے بعد عطا کیا تھا۔

یہ وہی وہ عراق تو ہے جس کے گزشتہ حاکموں نے (اگر تاریخ اٹھا کر دیکھیے تو) غفلت کی، تو غیروں نے اپنے گھوڑے اس میں داخل کر دیئے اس کی روشن آنکھیں امت وانسانیت سے چندھیا گئیں۔ دجلہ کا پانی مسلمانوں کے قیمتی خونوں سے رنگین ہوا۔ علم ومعرفت کے قیمتی ذخائر دجلہ کی نذر ہوئے۔ یہ 1258ء کا روح فرسا واقعہ ہے۔ بغداد کی تہذیب وایمان کی روح نکال لی گئی اور اس کی انسانیت شناس آنکھوں پر کووے ٹھونگیں مارنے لگے اور سرزمینِ عراق پر شور مچانے لگے۔

اِسی عراق نے تہذیب وتمدن کو دکھلایا۔ انسانیت کو راہ دکھائی، لوگوں کو بصیرت دی۔ مگر حکمرانوں کی غفلت نے اس کو دشمنوں کے ہاتھوں تہِ تیغ کر دیا۔

Marfat.com

اب عراق نے ایک نئی کروٹ لی ایک انقلابی روح عراق میں بیدار ہوئی ہے، تیر تلوار کی جگہ گولہ بارود اور بندوق اور توپ نے لے لی ہے تا کہ اب کوئی کوا عراق کی شاخوں پر شور نہ مچائے اور ہمارے بچوں کی آنکھوں پر ٹھونگیں نہ مارے۔

یہ عراق کی نشاۃِ ثانیہ تھی جو انسانیت کے اُفق پر نمودار ہوئی اب کوئی کوّا عراقی قوم کے چہرے پر ٹھونگ نہیں مار سکتا، کوئی سانپ عراق پر پھنکار نہیں سکتا اور کوئی دور پار کا مگرمچھ ہمارے پانیوں کو عبور کر کے ہمارے ساحلوں پر اتر نہیں سکتا۔ تا کہ یہاں کے کیڑے مکوڑے انہیں ہم پر حملہ کرنے میں مدد دیں۔ اب کوئی بیرونی طاقت بغداد میں گھس کر اہلِ بغداد کا خون نہیں بہا سکتی اور نہ ہی یہاں کے سورج کی روشنی کو بجھا سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی تم لوگ اس بات کا بھی تصور کرو کہ عراق کے شجر و نباتات نے اس کی سرزمین کو گل و گلزار اور شاداب کر دیا۔ ان کی خوشبوؤں نے عراق کی فضا کو معطر کر دیا انہوں نے ایمان و یقین، ہمت و بلندی کی ایسی خوشبو بکھیری جس نے نا امیدی کے سوکھے درختوں کو بھی ہرا بھرا کر دیا اور ان درختوں نے بھی پھل دیئے جو برگ و بار سے محروم ہو چکے تھے۔ یہ وہ دَور تھا کہ جب زمین کی تہوں سے بھی میرے وطن کے درختوں کی جڑوں کو رگوں میں دوڑانے کے لیے پانی نہ ملتا تھا۔ مگر اب صورتِ حال بدل گئی ہے۔ اور ابلیس شیطان اس صورت کو دیکھ دیکھ کر جل بھن رہا ہے اور منہ سے آگ برسا رہا ہے۔

مگر عراق کی نشاۃ ثانیہ ایک صحت مند اور صحیح انقلاب ہے، رب ذوالجلال نے اس پر ابرِ کرم برسایا ہے اس باغ کے رکھوالوں نے 17/16 جنوری 1991ء کی فجر میں اپنی بندوقوں سے اس کی حفاظت کی ہے۔ اب یہ بغداد عراق کے نام پر زندہ رہے گا، ترقی کرتا رہے............اور ہر بہادر غیور شخص عراق کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر غیرت مند عورت بغداد اور عراق کا دفاع کرے گی۔ ان کے ارادوں میں کمزوری نہیں آئے گی۔ یہ تیس سے اوپر غیر ملکی فوجوں کے شرکاء مقابلہ کر سکیں گے اور مجاہدین نے اس رات تقریباً 42 ملکوں کی اتحادی فوج کے حملہ کا مقابلہ کیا تھا۔ اور یہ بھرپور مقابلہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا تھا۔ اس کے بعد تقریباً تیرہ سال تک عراق اقتصادی پابندیوں کی زد میں رہا جو آج تک جاری ہیں۔ یوں عراقیوں نے آج بھی اور پہلے بھی اپنے وطن کا دفاع کیا۔

Marfat.com

یہ جدید موَقف جس کے تانے بانے اس دن کی فجر کی اذان نے بنے ہمیں یہ موَقف دیا کہ ہر شریر، غدار لالچی کی بات ماننے سے انکار کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ باتیں بغداد اور اس کی نشأۃِ ثانیہ کے لائق نہیں۔ اور اس کو نہ تو خدا تعالیٰ ہی قبول فرمائیں گے اور نہ لوگ۔ رب رحیم کی رحمت و عنایت سے اب بغداد کے دشمن ناکام و نامراد ہوں گے اور ان کی اب تک جو مکارانہ فریبانہ اور صیہونی چالیں ہیں وہ ناکام ہوں گیں اور جو کمینہ، لعنتی، گھٹیا، شر پسند، غدار اور ظالم اس کی چار دیواری کو پھاند کر اندر گھس آنے کی غیر منصفانہ اور ظالمانہ جرأت کرے گا وہ ناکام ہو گا۔

اے مومن مجاہد سچے اور غیرت مند عراقی مرد اور عورتو!

کیا یہی بات نہیں جو مَیں نے کہی ہے یا صدام حسین یہ سب باتیں اپنی طرف سے کہہ رہا ہے؟ کیا مَیں تم لوگوں میں زندگی نہیں گزارتا؟ کیا مجھے عراق اور بغداد کی روح اور کیفیت معلوم نہیں؟

نہیں بلکہ خدا کی قسم! یہ تمہارے موَقف، تمہاری محنت، تمہاری سچائی، قربانیوں اور صبر کا پھل ہے۔ اور یاد رکھو کہ یہ شریر کوّے اور شریر مگر مچھ اپنے دلوں میں ابھی تک شر چھپائے پھرتے ہیں اور ان لوگوں نے ابھی تک اپنی نامراد امنگوں اور آرزوؤں کو ختم نہیں کیا۔ باوجودیکہ انہیں اتنے گہرے زخم لگے ہیں جو ایک زمانہ تک بھی نہ بھریں گے۔

تفسیری روایات میں آتا ہے کہ اس مردود نامراد چھپکلی نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو تیز کرنے کے لیے اس میں پھونکیں ماریں تھیں۔ جان رکھو کہ آج وہی چھپکلیاں نئی شکلوں نئے چہروں اور نئے ہتھکنڈوں کے ساتھ دوبارہ عراق میں آگ بھی لگانا چاہتی ہیں اور اس میں پھونکیں بھی مار رہی ہیں اور اپنے تئیں یہ ہماری ساری ترقی کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتی ہیں جبکہ رب تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ اس آگ کو بردوسلام بنادے گا اور ان کے چاہنے کے باوجود اس آگ کو بجھادے گا۔

اسی لیے اٹھو!..........اور دلیری سے اٹھو!..........اللہ اکبر کا جھنڈا بلند کرو اور اپنے ایمان کی گہرائیوں سے اس تکبیر کے اونچے نظریے کو سمجھو اور اپنے ہر شہر اور گاؤں میں پہاڑوں میں اور میدانوں میں اس تکبیر کو بلند کرو۔ یہ تکبیر ملک کے طول وعرض میں گونجے دجلہ وفرات اور خلیج کے یہ پانی تمہاری مدد کریں گے تمہاری اس آواز کو دوسروں تک منتقل کریں گے۔ اور ہر ایک

Marfat.com

غیرت مند، بہادر دلیر اور مومن مرد و عورت تک تمہاری یہ صدا پہنچے گی جس کو ہر منصف اور انسانیت دوست شریف آدمی سُنے گا۔ جب ہم قلم، تلوار اور تکبیر کا جھنڈا اٹھالیں گے تو خدا کے حکم سے ہماری قوم اپنی نشاۃ ثانیہ کا صحیح اور حقیقی کردار ادا کرے گی۔

ہر قوم کی تاریخ اس کا عقیدہ ہوتی ہے جس کو اس کے وارثین بڑے غور و فکر اور گہرے تدبر سے پڑھتے بھی ہیں اور سنبھالتے بھی ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ آگے چل کر آنے والی نسلوں کی اس کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

ماضی ہر قوم کو یونہی درس دیتا رہا ہے جس سے ہوش والے سبق لیتے ہیں اور اپنی روح کو نیا رنگ، نیا ڈھنگ، نیا لباس اور خاص نیا طریقہ عطا کرتے ہیں اور اونچے عزائم والے نئے عزم کے جھنڈے کو مضبوط ہاتھوں سے تھامتے ہیں اور ان کے مضبوط ایمان کے سامنے ان کی دلیل ''اللہ اکبر'' کا نعرہ ہوتا ہے اور وہ ہر طوفان کے سامنے اور ہر شریر بدخواہ کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مشہور مقولہ ہے کہ ''تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے'' اس کا کیا مطلب ہے یعنی ماضی کے احوال بار بار منصۂ شہود پر ابھرتے ہیں خواہ ان کے رنگ، ان کی زمین اور ان کے آسمان دوسرے ہی ہوں۔

اس بات کو قوت و ضعف، ترقی و تنزلی، ارتقاء و انحطاط، پستی و ذلت کی طرف انحطاط، ترقی و بلندی کی طرف ارتقاء، خیر اور فضیلت کے چاہنے والوں، شر و کمینگی کے لیے بھاگ دوڑ کرنے والوں، لوگوں کو ستانے اور انہیں ایذا دینے کے در پے رہنے والوں، لوگوں کو خیر اور نفع پہنچانے والوں کی فطرت اور ان کے کردار کے تجزیہ و تحلیل سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

غرض باہمی تضاد کے کسی بھی سلسلہ کا مبنی بر حقیقت تجزیہ کر کے تاریخ کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ جی ہاں!!!! تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ضرور ہے مگر ضروری نہیں کہ اس کا پیمانہ اور معیار اور اساس و بنیاد وہی ہو جو گزشتہ زمانہ میں تھی۔

اے بھائیو!

عراق نے اپنا یہ تاریخی کردار ادا کیا ہے کہ یہ عربوں اور مسلمانوں کی آنکھ، روئے زمین پر نیزۂ خداوندی، عربوں کا طرۂ امتیاز، ان کے سروں کا تاج، ان کی حکمت اور قیمتی میراث کا خزانہ

Marfat.com

اوران کی عظیم تہذیبی وتمدنی استعدادوں کا جامع رہا ہے۔ پھر بغداد میں زمانہ کی نیرنگیاں منصہ شہود پر ابھریں، منگولوں اور تاتاریوں نے عراق پر چڑھائی کردی۔ انہوں نے چین، ہندوستان اور ایران کے متعدد مقامات پر قبضہ کرلیا۔ ان لوگوں نے تباہی و بربادی کو پھیلایا، کسی قسم کی ترقی کا کوئی کام نہ کیا۔ خاص طور پر ان لوگوں نے دارالاسلام بغداد کو اپنی تخریبی سرگرمیوں کا مرکز اور ہدف بنائے رکھا۔ ان لوگوں نے بغداد کو ہر اعتبار سے تباہ و برباد کر کے کمزور کردیا۔ پھر بغداد کا غدار عنصر بغداد کی تباہی و بربادی میں پیش پیش رہا۔ ہلاکو خاں اور اس کے لشکریوں نے صرف چالیس دن میں بغداد کو زیروزبر کر کے رکھ دیا تھا۔ ان لوگوں نے بغداد میں اہل بغداد سمیت کوئی زندہ شے باقی نہ چھوڑی تھی۔

چین، ہندوستان اور ایران میں اس جنگجو قوم نے جو تباہی پھیلائی اس کو تاریخ کے اوراق میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اب ان کا رُخ شام اوراس کے ملحقہ علاقوں کی طرف تھا۔ بغداد ان کے شر سے خود کو جیسا چاہیے تھا نہ بچا سکا۔ لیکن شام اور مصر کے علاقوں میں ایسا نہ ہوا۔ ان لوگوں نے ہلاکو کا بھرپور مقابلہ کیا۔ ''عین جالوت'' کا مشہور معرکہ اس کا گواہ ہے۔ ان لوگوں نے تاتاریوں اور منگولوں کی گزشتہ جنگوں حالات ونتائج سے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا کیونکہ ان لوگوں کے سامنے ہلاکو خان کی نیتیں کھل کر سامنے آگئیں تھیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اہل مغرب نے ہلاکو خان کو بلاد مشرق اور خاص طور پر بلادِ عرب کی طرف رُخ کرنے پر تیار کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ یہود اور ان کے ہم نواؤں نے اس میں اپنا خبیث کردار بڑھ چڑھ کر ادا کیا۔ بغداد کی تباہی میں ان خبیث یہودیوں کا نہایت پرفریب اور سازشانہ حصہ تھا۔ تاریخ آج پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ آج پھر وہی یہودیت اور صیہونیت ننگی ناچ رہی ہے۔ سازشوں کے جال بچھا رہی ہے، تخریبی منصوبوں کو لے کر میدانِ جنگ میں اتر چکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے حلیف بھی ہیں جو ان سازشوں میں ان کے شانہ بشانہ ہیں۔ خاص طور پر حکومت امریکہ اور امریکن انٹلی جینس جو عراق کی قوم، ملت، امت اور اس کی تہذیب و تمدن کو تباہ و برباد کرنے میں آگے آگے ہے۔ یہ وہی امریکہ ہے جو کسی قسم کی تہذیب کو پیش کرنے سے خود عاری ہے۔ اس کے پاس انسانیت کو متاثر کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں، یہ صرف تباہی و بربادی پھیلانے والا ایک گھناؤنا کردار ہے۔ چالباز صیہونیت اور اس کے ہم نواؤں نے انہیں

Marfat.com

عراق میں جوہری اور کیمیاوی ہتھیاروں کی تفتیش کے عنوان سے جنگ کا بازار گرم کرنے کے لیے دھکیل دیا ہے، ان کا یہ کردار آج کے تمدنی، تہذیبی اور انسانی کردار سے کسی طرح بھی مطابقت و مماثلت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی یہ معتدل اور متوازن قوموں کا رویہ اور مثالی کردار ہے۔

ان سب حالات کے باوجود آج بھی بغداد کمزور نہیں، اس کی آنکھیں کھلی اور دل بیدار اور عقل ہوشیار ہے، وہ دشمن کے سامنے سینہ ٹھونک کر کھڑا ہے۔ رب پر بھروسہ رکھنے کے بعد اس کا اپنی فوجی قوت پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ وہ اپنا کردار ادا کرنے کے لیے بالکل تیار ہے باوجودیکہ انسانیت کی آنکھیں آج کھلی نہیں ہیں اور جو نہیں کرنا چاہیے وہ اس کی طرف دیکھنے کو تیار نہیں۔ لیکن بغداد نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ وہ آج کے تاتاریوں اور منگولوں کو عراق اور بغداد کی سرزمین پر قدم نہ رکھنے دے گا اور انہیں عراق کی چار دیواری پھاند کر مظلوم اور بے قصور انسانیت کو جان سے مار ڈالنے کی اجازت نہیں دے گا۔ وہ اس مقصد کے لیے پورا مقابلہ کرے گا اور کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کرے گا۔ اور وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھتے ہوئے ترقی کی منازل طے کرے گا۔

اس بناء پر ہماری سرزمین پر بسنے والے اے بھائیو اور دوستو!

ہم لوگ تم سے وعدہ کرتے ہیں اور اپنے اس وعدہ پر رب قدیر کی ذات کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے ایسے خطوط متعین کر لیے ہیں، اور ان کو پختہ بنیادوں پر مرتب بھی کر لیا ہے اور اس کے لیے اپنی استعدادوں کو تیار بھی کر لیا ہے اس کے ساتھ ہی ہماری قوم اور ہماری قیادت بھی تیار ہے۔ اور ان سب حالات میں ہمارا بھروسہ رب تعالیٰ کی ذات پر ہی ہے اور مدد و نصرت اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں۔

جس وقت 1258ء میں ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا تھا اس وقت بغداد کی پہلی قیادت کھوکھلی ہو چکی تھی انہوں نے رب کے حکم کو پورا نہ کیا تھا اور رعیت کے متعلق اپنے امور کو پوری ذمہ داری سے ادا نہ کیا تھا۔ یوں ہلاکو خان کو بغداد میں گھس کر اپنی امنگیں پوری کرنے کا موقعہ مل گیا۔ لیکن ماضی کا ہلاکو خان بھی ہمارے آج کے ہلاکو کی طرح اجنبیوں کے ساتھ مل کر بغداد پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور ادھر سورج طلوع ہوا اور ادھر بغداد کے مقدر کا سورج بھی غروب ہو گیا۔

آج بھی کچھ لوگوں میں ہلاکو خان کی روح حلول کر آئی ہے ان کے کرتوت بھی ہلاکو خان کے کرتوتوں کی طرح ہیں اپنے افعال و اقوال میں یہ لوگ ہلاکو خان کے پورے پورے نائب

Marfat.com

اور قائم مقام ہیں۔ بلکہ شاید اس سے چند قدم آگے یہ صیہونی کمیونٹی کے لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کے اکثر حصے کو جنگ کی آگ میں دھکیل دیا ہے۔ یہ لوگ ہماری قوم کے ساتھ ٹکرانے نکلے ہیں مگر ہماری قوم کے جوانوں کے دل اور سینے اس وقت نورِ ایمان سے لبریز ہیں۔ یہ لوگ اپنا صحیح ایمانی، تہذیبی اور انسانی کردار ادا کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کل بغداد کے مقدر کا سورج ماضی کے ہلاکو خان کے ساتھ غروب ہوا تھا مگر آج کا ہلاکو خان جان لے کہ آج بغداد کی قسمت کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اس کے جوان اس ایمانی مظاہرے کے لیے تیار ہو چکے ہیں جو بغداد کی قسمت کے لائق ہے۔ آج کا دور آج سے سات سو سال پہلے کا پرانا دور ثابت نہ ہوگا۔

بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اے عراقیو!

تم لوگوں نے بغداد کا سورج طلوع کیا ہے، اس کے زمین و آسمان کو اس کی ضیاء سے روشن اور منور تم نے کیا ہے۔ ہلاکت اور دوری ہو آج کے ہلاکو کے لیے وہ بغداد اور عراق پر اپنا قبضہ نہ جما سکے۔ آج رب تعالیٰ نے امتِ اسلامیہ، عربیہ اور عراقیہ کو دوبارہ انقلاب کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کی توفیق دے دی ہے تو یہ آج کا ہلاکو سوائے بربادی کے اور کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔ یہ ظالم لیٹرے، بدمعاش اور غنڈے تم لوگوں سے، سرزمینِ عرب سے اور فلسطین سے کچھ حاصل نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ رب کا ارادہ ہو چکا ہے اور اب رب کا ارادہ ہی چمکے گا وہ ہی سرسبز ہوگا، حق ہی غالب آئے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ہر مومن کے سینے کو ایمان و یقین کی دولت سے بھر دیا ہے۔

اے سرزمینِ عراق پر بسنے والے لوگو! خواہ تم جس مذہب و ملت یا قوم کے ہو!

تم جانتے ہو کہ انسانی تہذیبوں کی تاریخ عراق سے ہی اٹھی، پھیلی اور اس نے ترقی کے مدارج طے کیے، یہیں سے ترقی کے بیجوں کو ہوائیں اڑا کر دوسری سرزمینوں تک لے گئیں پھر انہوں نے بھی عراق کے ساتھ ساتھ خوب ترقی کی۔ آج اس تہذیبی و تمدنی قوم کے ساتھ وقت کا ہلاکو ٹکرانا چاہتا ہے، پس تم لوگ بآوازِ بلند صاف صاف اور سنا کر اس سے کہہ دو کہ

''اے شریر شیطان امریکہ اور اسرائیل! اپنے شر کو ہم سے دُور رکھ، اس تہذیبی، تاریخی اور ترقی پسند و ترقی یافتہ قوم سے اپنے شر کو دور رکھ، یہ نبیوں اور رسولوں کی جائے ولادت ہے جہاں تو شر پھیلانا چاہتا ہے اور عراق و فلسطین کے ساتھ ساتھ باقی دنیا کے بھی سب کے سب انسانوں کو ان کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دے۔ تخریب چھوڑ تعمیر کی روش اختیار کر، عمل، باہمی تعاون، ایک

Marfat.com

دوسرے سے محبت اور نفرت کے خاتمہ سے تعمیر کی شادابیوں سے خود بھی فائدہ اٹھا اور دوسروں کو بھی فائدہ اٹھانے دے۔ اور ہر حق والے کو اپنے حق سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنے دے۔ دارین کی سعادت اور رب کی رضا کا یہی ایک راستہ ہے۔

یہ دشمن عنقریب بغداد کی فصیلوں اور عراق کے شہروں میں اپنی موت آپ مرجائے گا۔ جس طرح کہ یہ جنین اور فلسطین کے شہروں میں بے موت مارا گیا۔ اور جو بھی نیت اور فعل کے اعتبار سے ہلاکو بن کر آئے گا اس کا یہی حشر ہوگا۔

عنقریب یہ قوم اپنے حقوق، اپنے کردار اور اپنے مقدس مقامات کی عزت وحرمت کی خاطر اس کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑی ہوگی۔

انشاءاللہ ان کے تیر دشمنوں کی گردنوں میں پیوست ہوں گے۔

اور رب رحمان کے وعدے کے مطابق ان شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی۔

ذخیرہ

Marfat.com

عراق میں کہیں بھی کیمیائی ہتھیار نہیں تھے!

مَیں نے امریکی صیہونی اوران کے اتحادیوں کے عراق پر حملہ سے پہلے کہا تھا کہ یہ شریر اتحادی عراق کوایذاء پہنچا سکتے ہیں اور یہاں قتل وغارت گری، تباہی و بربادی اور لوٹ کھسوٹ کرنا چاہتے ہیں اور اس وقت امریکہ اور صیہونی حقیقت رسواء ہوکر آشکار ہو چکی ہے اور ان کے وہ ''عزائم'' بھی کھل کر سامنے آگئے ہیں جن کا یہ دھوکہ کھانے والوں کو دھوکہ دے رہے ہیں یا ان باتوں میں وہ ان کے مطیع ہو گئے ہیں اور یہ کوئی زیادہ عرصہ کی بات نہیں۔ مَیں نے یہ سب کچھ عرض کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میں پورے ایمان اور اس شخص کے یقین کے ساتھ کہتا ہوں جس کو تم کئی دہائیوں سے اپنی صفوں کا ایک مجاہد جانتے ہو کہ یہ شریر کبھی بھی عراق پر قبضہ اور اس کا استحصال نہیں کر سکیں گے جبکہ انہوں نے یہ بات کر دی ہے جس کو تم لوگوں نے ان دنوں میں سُن لیا ہے اور انہوں نے اس کا تصور بھی کر لیا ہے اور دوسروں کو اس کی تصویر بھی بنا کر دکھا دی ہے کہ ہم تو عراق کا جائزہ لینے اور وہاں تباہ کن اسلحہ تباہ کرنے آئے تھے۔ لیکن وہاں انہوں نے جو کچھ کیا اس نے ان کی نیتوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے وطن عربی کے اندر صیہونیت کو کاشت کرنے کے اپنے پہلے بڑے جرم پر پردہ ڈالنے کی طرح اس دفعہ بھی اپنے اس بڑے جرم پر پردہ ڈالا ہے۔

اَب یہ لوگ کہتے ہیں کہ عراق ان کے مزعومہ اسلحہ سے خالی ہے۔ اب یہ لوگ بات کر رہے ہیں اور اقوام عالم میں بھی اس بات پر آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ بات وہی ہے جو ہم نے عراق پر حملہ سے پہلے کہی تھی کہ عراق ان کے مزعومہ اسلحہ سے خالی ہے۔ اور انشاءاللہ ان کی جو بُری نیتیں ہیں اور اپنی فوجوں کو یہاں قبضہ دینے کے ان کے جو استعماری مقاصد ہیں۔ عراق ان سے انکاری ہے۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اس مصیبت میں ڈال لیا جس میں انہیں اللہ تعالیٰ ڈالنا چاہتے ہیں جبکہ ہم ایسا نہیں چاہتے یا یہ کہ ان کے شیطان نے انہیں یہ باتیں مزین کر کے بتلا دیں ہیں۔

اس لیے اب ریاست ہائے متحدہ کے صدر بش اور برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر پوری دنیا میں چکر لگاتے پھرتے ہیں اور مال، فوجی مدد اور ٹھکانے اور اڈے حاصل کرنے کے لیے اپنا کردار ادا

Marfat.com

کرر ہے ہیں۔ دنیا کے بعض ممالک ان کی مدد کرر ہے ہیں۔ لیکن ان کی مدد خوف یا کسی لالچ کی وجہ سے کرر ہے ہیں۔

ان لوگوں نے ہزاروں فوجی اور لاکھوں ڈالرز کرائے اور قرضے پر لیے ہیں۔ ان پر خدا اور لوگوں کی لعنت ہو۔ اور بعض بہادر ممالک نے کچھ بھی دینے سے انکار اور عذر کر دیا ہے۔ یہ خائب و خاسر لوگ جانتے ہیں کہ عظیم عراق جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے بعد جہاد اور جرأت مندانہ مقابلہ کی عزت بخشی ہے میں ہزاروں کی تعداد میں فوجیں ہیں جو ان کا مقابلہ کریں گی اور جو لائحہ عمل انہوں نے بنایا ہے وہ ان کی امیدوں کے مطابق پورا ہونے دیں گے۔

یہ امریکی اور صیہونی پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر عراق میں اپنا مزعومہ اسلحہ ڈھونڈنے آئے تھے۔ ان کے جھوٹے ایجنٹوں نے انہیں اس اسلحہ کی موجودگی کی غلط اطلاع اور معائنہ کاروں کی ٹیموں کو بلا لیا۔ وہ اس کی سڑکوں اور گلیوں میں دھکے کھاتے پھرتے رہے مگر انہیں کچھ نہیں ملا۔ پھر یہ سفارتی سطح پر عراق کے خلاف مختلف ملکوں سے بات چیت کرتے رہے اور عراق پر حملہ کے اپنے ناپاک عزائم کی راہ ڈھونڈتے رہے اور بالآخر یہودیوں کی پشت پناہی میں امریکہ اتحادی فوجوں کے ساتھ عراق کی مظلوم عوام کا خون اس نے آدھمکا۔ لیکن حقائق یقیناً اس کے برعکس ہیں امریکی اور صیہونی لابی ہمیشہ کی طرح جھوٹ سے کام لے رہی ہے۔

اگر عراق کے پاس خاص طور پر کیمیائی ہتھیار ہوتے تو اس کو چلانے کے ماہر وہی لوگ ہوتے جو مخلص ایمان دار اور عراق کے فرزند ہوتے۔ لہٰذا اگر ان کی تلاش میں وہ عراق کے مخلص اور امن پسند لوگوں کی معاونت اور مشاورت مانگتے تو بہتر تھا۔ مگر ان شریر و حاسد حملہ آوروں کے لیے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے عراق پر حملہ کر دینے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

اور یہ لوگ سیاسی طریقہ اختیار کرتے جو ان کی غلطی بلکہ بڑے جرم کی اصلاح کر دیتا پھر عراقی غیرت مند نوجوان عراق میں دوبارہ واپس آتے اور وہ جہاں تک خدا چاہتا زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرتے۔ عراق کے یہ نوجوان پوری آزادی کے ساتھ عراق واپس آتے تاکہ عراق کے امور کا نئے سرے سے آغاز کریں۔ کئی دہائیوں نے قوم سے انہیں آزمایا ہے اور وہ انہیں جانتے ہیں اور یہ لوگ اپنے نفع و نقصان کی تفصیلات کو جانتے ہیں اور یہ سب کچھ اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب حملہ آور عراق سے باہر ہوں اور کسی بھی اجنبی کا عراق میں کسی بھی قسم کا غیر قانونی

Marfat.com

تصرف ختم ہو جائے اور عراق اس حالت میں لوٹ جائے جس میں وہ پہلے تھا۔ یہی حل ہے نہ کہ کوئی اور مگران حملہ آوروں کو یہ ترکیب پسند نہیں آئی۔ اب چند ماہ مزید اس کا تجزیہ نہیں کر سکتے تا کہ یہ امریکی صیہونی چند مزید لوگوں کا قتل کریں اور تباہی و بربادی اور لوٹ کھسوٹ کریں اور یہ لوگ سوائے نامرادی کے اور کچھ ہرگز نہ کمائیں گے۔ اور اس نامرادی کے ساتھ ساتھ ان امریکیوں برطانویوں اور دوسرے اتحادوں کا قتل بھی ہوگا۔ اور عراق خود مختار بن کر زندہ رہے گا۔

اے قوم عراق!

سدا خیر و عافیت سے رہو۔ تمہیں رمضان مبارک ہو اور اس کے بعد آنے والی عید بھی اور انشاءاللہ تمہارے روزے بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوں گے اور ہمارے شہید جنت میں ہیں اور ان جنگلی گدھوں اور دوسرے دشمنوں کے لیے جہنم ہے۔ اے اللہ ماہِ رمضان کو ہمارے لیے فتح و نصرت کی بنیاد اور پیش خیمہ بنا دے۔ جس طرح کہ رب تعالیٰ تو نے بدر کبری میں عرب اور مسلمانوں کی فوجوں کو فتح دی۔

Marfat.com

ہمارے پاس نہ تو جوہری ہتھیار ہیں اور نہ ہی ہمارا القاعدہ سے کوئی تعلق ہے

بن: میرے آنے کی ایک وجہ یہ جاننا ہے کہ کیا ہم بات چیت کے ذریعے کوئی ایسا راستہ نکال سکتے ہیں یا کیا آپ مجھے امن کو برقرار رکھنے کی کوئی راہ سمجھا سکتے ہیں۔
مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ جنگ مجھے میرے ہلاک ہونے والے بھائی کی یاد دلاتی ہے اور میں دوسری جنگ ہوتے نہیں دیکھنا چاہتا۔
دنیا میں ایسے لاکھوں افراد ہیں جو جنگ کے خلاف ہیں۔ اس تاریخی انٹرویو پر رضا مندی کا اظہار کر کے آپ میری مدد کریں گے کہ میں دنیا کو کوئی مثبت اور اہم بات بتاؤں۔

صدام: بغداد آپ کا خیر مقدم کرتا ہے۔ آپ اس کردار سے بخوبی آگاہ ہیں جو عراق اپنی ثقافت اور تہذیب کے تناظر میں ادا کرنا چاہتا ہے۔ اور کردار کو پروان چڑھانے کے لیے امن کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد عراق اپنے حقوق کا اتنا ہی پاسدار ہے جتنا کہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی پر کاربند۔
امن کے بغیر ایسی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ جن کے باعث عراق انسانی قدروں کو پورا نہیں کر پائے گا۔

بن: جناب صدر، کیا میں آپ سے کچھ سوالات کر سکتا ہوں۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا عراق کے پاس وسیع تر تباہی کے ہتھیار موجود ہیں؟

صدام: بیشتر عراقی اعلیٰ اہلکار چونتیس برس سے زائد عرصے سے اقتدار میں ہیں اور بیرونی

☆ برطانوی کابینہ میں لیبر پارٹی کے سابق وزیر اور جنگ مخالف رہنما ٹونی بن نے عراقی صدر صدام حسین کا بغداد میں تفصیلی انٹرویو کیا ہے جس میں اہم حقائق موجود ہیں۔ جو موجودہ صورتِ حال میں عراقی قوم کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ (المختار)

Marfat.com

ممالک سے معاملات طے کرنا خوب سمجھتے ہیں۔

کوئی بھی منصف شخص جانتا ہے کہ جب عراقی حکام کچھ کہتے ہیں تو ان کی بات پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

چند منٹ پہلے جب آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا مَیں انٹرویو سے پہلے پوچھے جانے والے سوالات پر نظر ڈال سکتا ہوں تو مَیں نے کہا تھا کہ مَیں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کیونکہ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

آپ براہ راست مجھ سے ہر طرح کا سوال کر سکتے ہیں تا کہ میرا جواب بھی بلاواسطہ ہو۔

یہ برطانوی اور بین الاقوامی امن فوجوں پر اپنا مؤقف واضح کرنے کا موقع ہے۔

مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب بھی یہی دہراؤں گا کہ اصل حقیقت یہی ہے کہ عراق کے پاس بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار موجود نہیں۔

عراق چیلنج کرتا ہے کہ اگر کسی کے پاس بھی ایسے کوئی ثبوت موجود ہیں تو وہ انہیں لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

بن: میرا دوسرا سوال پہلے بھی اٹھایا جاتا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا آپ کے القاعدہ کے ساتھ روابط ہیں؟

صدام: اگر ہمارا القاعدہ سے تعلق ہوتا اور ہمیں اس پر یقین بھی ہوتا تو اس کا اعتراف کرنے میں ہم شرمسار نہ ہوتے۔ اس لیے مَیں آپ کو اور ہر اس شخص کو جو اس قسم کے تعلق کے بارے میں جاننے میں دلچسپی رکھتا ہے، براہ راست یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا القاعدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بن: معائنہ کاروں کے حوالے سے یہ سوال کہ بظاہر انہیں مشکلات کا سامنا رہا ہے، مَیں سوچتا ہوں کہ کیا آپ مجھے اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں اور کیا آپ کے خیال میں ان مشکلات کو بائس بلکس اور بردائی کی بغداد واپسی سے پہلے دور کیا جائے گا؟

صدام: اقوامِ متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد ہو یا نہ ہو، حالیہ صورتِ حال کے تناظر میں ان قراردادوں پر عمل درآمد کی کوششیں جنگ پر منتج ہوں گی یا قیامِ امن پر۔ اس لیے موجودہ صورتِ حال انتہائی اہم اور پیچیدہ ہے۔

Marfat.com

ساتھ ہی ہمیں یہ نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ عراقی عوام بُری طرح متاثر ہوں گے۔ آپ کو اس بات سے بھی آگاہ ہونا چاہیے کہ گزشتہ تیرہ برس سے عائد پابندیوں کے باعث عوام خصوصاً بچوں اور بوڑھوں کو خوراک، ادویات اور دیگر ضروریاتِ زندگی میسر نہ ہونے کے باعث بہت نقصان پہنچا ہے۔ اسی لیے ہمیں ایک انتہائی مشکل صورت حال کا سامنا ہے۔

انہی عوامل کے تناظر میں اگر ہمارے نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو معائنہ کاری میں درپیش مشکلات کی شکایات کا امکان باعث حیرانگی نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معائنہ کاروں کے ساتھ فائز کیے گئے عراقیوں کو معائنہ کاروں کے رویے سے شکایت ہو اور انہوں نے شکایت بھی کی ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ معائنہ کاروں نے تفصیلی اور عملی کارروائیوں یا دیگر وجوہات کی بناء پر عراقی ردِعمل کی شکایت کی ہو۔ عراق جنگ میں قطعی دلچسپی نہیں رکھتا۔ عراق حُکام یا عوام، کسی نے بھی جنگ کی تائید نہیں کی۔ اس لیے سوال دوسرے فریق سے کیا جانا چاہیے کہ آیا وہ جنگ کا آغاز کرنے کے لیے کوئی بہانہ تلاش کر رہا ہے؟

اگر مقصد محض یہ تھا کہ اس بات کی یقین دہانی کر لی جائے کہ عراق کے پاس کیمیائی، حیاتیاتی اور جوہری ہتھیار موجود نہیں تو معائنہ کار یہ کام بآسانی کر سکتے ہیں۔

یہ ہتھیار دوا کی گولیوں کی شکل میں تو ملتے نہیں کہ انہیں جیب میں بآسانی چھپایا جا سکے۔ یہ مہلک ہتھیار ہیں اور ان کے بارے میں پتہ چلانا آسان کام ہے۔ ہم پہلے بھی بارہا کہہ چکے ہیں اور اب پھر یہی کہتے ہیں کہ عراق کے پاس ایسے ہتھیار نہیں ہیں۔ دنیا کی سپر پاورز کسی بھی دن یہ بہانہ بنا سکتی ہیں کہ عراق قرارداد چودہ سو اکتالیس پر عمل درآمد نہیں کر رہا ہے۔ یہ ممالک پہلے بھی دعویٰ کر چکے ہیں کہ عراق نے پہلے کی قرارداد پر عمل درآمد نہیں کیا تھا۔ تاہم ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عراق نے ان قراردادوں پر عمل کیا تھا ورنہ یہ ممالک نئی قرارداد کو مرکز نگاہ کیونکر بنائے ہوئے ہیں، وہ پرانی قراردادوں کے ڈھول کیوں نہیں پیٹ رہے۔

Marfat.com

بن: مَیں اپنے سوال میں مزید توسیع کرتا ہوں۔ جنابِ صدر، عراق اور اقوامِ متحدہ کے تعلقات اور قیام امن کے امکانات کے ضمن میں پائی جانے والی تمام تر کمزوریوں اور مشکلات کے تناظر میں کیا آپ کی رائے میں ایسا کوئی راستہ ہے کہ اقوامِ متحدہ انسانی بہبود کا مقصد حاصل کر پائے گا؟

صدام: آپ کا یہ نکتہ اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں بھی درج ہے اور آپ بخوبی واقف ہیں کہ عراق اس چارٹر کے بانیوں اور اس پر دستخط کرنے والے اوّلین ممالک میں سے ایک ہے۔ اگر ہم برطانیہ اور امریکہ جیسے سپر پاور ممالک کے نمائندگان کے کردار اور زبان پر غور کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ وہ قیام امن کی ذمہ داری نبھانے کی بجائے جنگ کا آغاز کرنے پر زیادہ آمادہ ہیں۔ اور جب وہ امن کی بات کرتے ہیں تو ان ممالک پر الزام عائد کرنے لگتے ہیں جنہیں وہ امن کے نام پر تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

بن: بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ حالیہ تنازعہ کی وجہ عراقی تیل کے ذخائر ہیں۔ آپ عراقی تیل کے بڑے ذخائر کو کس طرح استعمال کریں گے کہ ان سے ملکی عوام کو فائدہ پہنچے اور انسانی ضروریات پوری ہوں؟

صدام: ہم پوری دنیا کا ایک اہم حصہ ہیں اور جب ہم دنیا کے اس حصے میں تیل کی بات کرتے ہیں تو ہمیں زندگی کے تمام دیگر عوامل مثلاً اقتصادی اور سماجی، تکنیکی اور سائنسی معاملات پر توجہ مرکوز کرنی ہوتی ہے۔ امریکہ میں آنے والی دو مسلسل حکومتوں نے اس علاقے کے لوگوں کو سخت رویے کا نشانہ بنایا جن میں ہمارے عوام بھی شامل ہیں۔ ایسے ہی عناصر اور دیگر عوامل مختلف امریکی حکومتوں کو خصوصاً موجودہ انتظامیہ کو یہ باور کروا رہے ہیں اگر وہ دنیا پر قابو پانا چاہتے ہیں تو انہیں تیل کے ذخائر پر قابو پانا ہوگا۔ اس لیے تیل پر قابو پانے کے لیے عراق کی تباہی پہلی شرط ہوگی۔ جس کا مطلب ہے کہ عراق قومی شناخت کی تباہی جبکہ عراقی عوام بین الاقوامی قانون اور اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے عین مطابق اپنے اصولوں پر قائم ہیں۔ ہم تیل کے کنوؤں یا تیل کی صنعت کو مزید فروغ نہیں دے پائیں گے اور اس لیے جنگ اور تباہی کا مقابلہ کرنے کے لیے، انسانی بنیادوں پر عالمی تعاون کے خواہاں ہوں گے۔ کیا یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ یہ

Marfat.com

طریقہ کار اور موجودہ راستہ کسی کے لیے مفید نہیں، نہ ہی امریکہ اور نہ ہی اس کے عوام کے لیے۔ اس حکمتِ عملی سے امریکہ میں بعض با اختیار عناصر کو تھوڑی مدت کے لیے فائدہ تو ہو سکتا ہے لیکن ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اس سے امریکی عوام یا دیگر ممالک کو دور رس نتائج حاصل ہوں گے۔

بن: یورپ، امریکہ، برطانیہ اور دنیا کے دیگر ممالک میں لاکھوں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو اس مسئلے کے پرامن حل کے خواہاں ہیں۔ میرے دس پوتے پوتیاں ہیں، جن میں انگلش، سکاٹش، مسلمان، آئرش، فرانسیسی، امریکی اور یہودی سبھی شامل ہیں اور میرے لیے سیاست کا مطلب ان کے مستحکم مستقبل اور ان کی بقا ہے۔ کیا آپ اس انٹرویو کے ذریعے دنیا میں امن کے نام کوئی ایسا پیغام دینا چاہیں گے جو دنیا میں امن کی مہم کے لیے سودمند ثابت ہو سکے۔

صدام: سب سے پہلے مَیں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم، گزشتہ چند برسوں کے دوران دنیا بھر میں چلائی گئی امن کی مہم کو خوب سراہتے ہیں۔ مَیں آپ کے ذریعے یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ عراقی عوام برطانوی عوام کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ 1991ء سے پہلے عراق کے امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ عمومی سفارتی تعلقات بحال تھے۔ اس وقت برطانیہ کی جانب سے ایسے عراق مخالف بیانات سننے میں نہیں آتے تھے جیسے اب آ رہے ہیں۔

آپ برطانوی عوام سے کہہ دیجیے کہ اگر عراق کے خلاف جارحانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کا آغاز کیا گیا تو وہ بہادری سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ بالکل ویسے ہی جیسا کہ برطانوی عوام نے جنگ عظیم دوئم میں شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا اور ہم ویسے ہی اپنے ملک کا دفاع بھی کریں گے جیسے انہوں نے اپنے ملک کا دفاع کیا تھا۔ تاہم دونوں کا انداز الگ ہوگا۔

ہم ان لوگوں کو کبھی مایوس نہیں کریں گے جو انصاف کے طلب گار ہیں۔

Marfat.com

مَیں عراق میں ہی رہوں گا، یہیں مروں گا، یہیں دفن ہوؤں گا اور اپنا وقار برقرار رکھوں گا

راتھر: مَیں آپ سے دو قسم کے سوال پوچھوں گا۔ ایک قسم کے سوال تو وہ ہیں جن کے جواب امریکی عوام آپ سے لینا چاہتے ہیں۔ دوسری قسم کے سوال فلسفیانہ نوعیت کے ہوں گے۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا آپ ان میزائلوں کو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جن پر اقوامِ متحدہ نے پابندی لگا دی ہے؟

صدام: ہم قرارداد کے مطابق عمل کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ ہم اقوامِ متحدہ کے تقاضوں کے مطابق اس قرارداد پر عمل کر رہے ہیں۔ ہم اس بنیاد پر عمل کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اس قرارداد میں 150 کلومیٹر تک مار کرنے والے میزائل تیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

راتھر: مَیں صرف یہ یقینی بنانا چاہتا ہوں کہ مَیں آپ کی بات درست سمجھا ہوں۔ مسٹر پریذیڈینٹ تو کیا آپ کا ارادہ میزائلوں کو تباہ کرنے کا نہیں ہے؟

صدام: آپ کن میزائلوں کی بات کر رہے ہیں؟ ہمارے پاس ایسے کوئی میزائل نہیں ہے جو مقررہ حد سے زیادہ مار کرنے والا ہو۔ انسپکشن ٹیمیں معائنہ کر چکی ہیں۔ انہوں نے ہر جگہ کا معائنہ کیا ہے۔ اگر آپ یہ سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو ان سے پوچھیں۔ میرا خیال ہے امریکہ اور دنیا کو بھی علم ہے کہ ہمارے پاس ممنوعہ ہتھیار نہیں ہیں۔ آپ نے عجیب سے سوال پوچھنا شروع کر دیئے ہیں تاہم آپ کو ہر طرح کا سوال پوچھنے کی اجازت ہے۔

(یہ انٹرویو عراق پر حملے سے پہلے 2 فروری 2003ء کو شہید صدام حسین نے ڈان راتھر (Dan Rather) کو دیا تھا۔) اس میں شہید صدام حسین نے اپنی ذات کے حوالہ سے اہم رازوں سے پردہ اٹھایا ہے اس لیے اسے کتاب کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ (المختار)

Marfat.com

امریکہ جانتا ہے، دنیا جانتی ہے کہ عراق کے پاس کچھ نہیں ہے .... جس کے حوالے سے شور مچایا جا رہا ہے۔ مَیں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ یہ شور جو کیا جا رہا ہے اور عراق پر حملے کی جو تیاریاں کی جا رہی ہیں، یہ سب اس بڑے جھوٹ کو چھپانے کے لیے ہے، جو کہ عراق کے خلاف بولا جا رہا ہے۔

عراق نے قرارداد کو تسلیم کیا ہے حالانکہ عراق جانتا ہے کہ اس میں کیا کہا گیا ہے۔ عراق کے پاس ایسے ہتھیار بالکل نہیں تھے، تاہم عراق نے قراداد کو تسلیم کیا تا کہ اس کے مؤقف کو غلط مفہوم نہ دیا جا سکے۔ عراق اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اس کے پاس ممنوعہ ہتھیار نہیں ہیں۔ عراق نے قراداد پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ جن میزائلوں کی بات کر رہے ہیں انہیں تو تباہ کیا جا چکا ہے۔ عراق میں کوئی ایسا میزائل نہیں ہے جو اقوامِ متحدہ کے معیارات کے مطابق نہ ہو۔

جن میزائلوں کی آپ بات کر رہے ہیں، انہیں تباہ کیا جا چکا ہے اور اَب وہ موجود نہیں ہیں۔

راتھر: آپ کے خیال میں بنیادی اہمیت کے حامل مسائل کون کون سے ہیں؟

صدام: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے دو بنیادی، زندگی کی دو سب سے اہم چیزوں پر زور دیا ہے۔ وہ دو بنیادی چیزیں ہیں۔ خوراک اور امن۔ ان کی اہمیت اسلام میں ہے، اور عیسائیت اور دوسرے سارے مذاہب میں ہے۔ پس کسی انسان کی زندگی کے تحفظ اور دوسروں کی زندگیوں کے تحفظ کے لیے سب سے ضروری اقدام امن کا قیام ہے اور اپنا تا حیات تحفظ اور اس کے ذریعے زندگی کے حق کا تحفظ ہے۔

انسان نہ صرف خوراک کے حصول کے لیے بلکہ امن کو یقینی بنانے کے لیے وہی کچھ کر سکتا ہے جس کی توقع اسے دوسروں سے ہو۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ! کیا آپ کو توقع ہے کہ امریکہ کی قیادت میں عراق پر حملہ ہو سکتا ہے؟

صدام: ہمیں اُمید ہے کہ عراق پر حملہ نہیں کیا جائے گا البتہ ہم نے حملے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاریاں کر لی ہیں۔ آپ عراق میں کافی دنوں سے موجود ہیں۔ میرا خیال ہے آپ

Marfat.com

نے عمومی زندگی کا مشاہدہ کیا ہوگا۔ ہمیں امید ہے ایسا نہیں ہوگا، تاہم آپ خود دیکھ چکے ہیں۔ اپنے قیام کے دوران آپ دیکھ چکے ہوں گے کہ لوگ کس طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ معمول کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ شادیاں کر رہے ہیں۔ وہ رشتے قائم کر رہے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ہمسایوں سے ملتے جلتے ہیں۔

وہ سارے عراق میں سفر کرتے ہیں۔ وہ زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

لیکن چونکہ امریکی حکام عراق پر حملہ کرنے کے بارے میں بیانات دیتے رہتے ہیں، وہ ان کی خبریں بھی سنتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ فطری بات ہے کہ عراقی عوام حملے کے لیے تیار ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ امریکہ حملے سے باز رہے۔ اللہ تعالیٰ امریکیوں کو ایسی غلطی کرنے سے بچائے اور عراق اور عراقی عوام کو اس سے بچائے۔ جو لوگ باطل کے حاشیہ بردار بن چکے ہیں، فیصلہ انہیں کرنا ہے۔

راتھر: کیا آپ مارے جانے یا گرفتار ہونے سے خوف زدہ ہیں؟

صدام: جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو، ہمیں منظور ہے۔ ہم صاحبِ ایمان لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ کرتا ہے، ہم اسے قبول کر لیتے ہیں۔ عقیدے کے بغیر کوئی زندگی نہیں ہے۔ ایمان والے لوگ اپنے دشمنوں کے شکنجے سے بچنے کی ہر کوشش کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ جب ہم بچے تھے تب عراق کے حالات بہت خراب تھے۔ لوگ پس ماندہ اور محرومیوں کا شکار تھے۔ انہیں پہننے کو جوتے تک نہیں ملتے تھے۔ دیہاتوں کے لوگ زندگی کی بہت سی بنیادی ضرورت کی چیزوں سے بھی محروم ہوتے تھے۔ شہروں کے لوگوں کو بھی شائستہ زندگی کے لیے ضروری بیشتر اشیاء میسر نہیں ہوتی تھیں۔

ہم نے اس زمانے میں اپنے عوام کی خدمت کرنے کا عہد کیا تھا۔ میں آپ کو یہ کہانی نہیں سناؤں گا کہ ہم نے اور ہمارے عوام نے کیسی کیسی قربانیاں دیں اور کیسے کیسے خطرات کا سامنا کر کے عراق کو اندھیروں سے نکالا۔ یہ کہانی معروف ہے۔ اس

Marfat.com

زمانے میں ہم یہ نہیں سوچتے تھے کہ ہم زندہ رہیں گے یا مر جائیں گے۔ ہم تو بس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔ ہمارا ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ کرے گا ہمیں قبول ہوگا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ کرتا ہے، وہی لوگوں کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

اَب ہم سب کچھ حاصل کر کے اس ملک کے قائد بن چکے ہیں۔ میرے بعض ساتھی وزیر اور نائب صدر ہیں۔ اب ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہمیں اپنا راستہ تبدیل کر لینا چاہیے۔ ہم زندگی اور موت کے بارے میں نہیں سوچتے۔

ہم مجاہدین آزادی ایسا سوچ ہی نہیں سکتے۔ ہم نے تو ابتداء میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔ لوگوں نے ہمیں قبول کیا ہے اور ہمارے انقلاب کی حقیقت کو اور ہمارے انقلاب کے اصول کو تسلیم کیا ہے، اور انہوں نے انقلاب کے اصولوں کے ساتھ وابستگی کا عہد کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں موجود کسی رکنِ حکومت کو زندگی اور موت کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

سوچنا تو یہ چاہیے کہ وہ اپنے عوام کے ساتھ کتنا گہرا اور مضبوط وابستہ ہے، جو کہ ہمارے ارتقا کا بنیادی اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو کوئی شے تبدیل نہیں کر سکتی۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ میں سمجھتا ہوں کہ امریکی عوام کو کسی بھی شخص کے اسامہ بن لادن سے تعلق پر تشویش ہوتی ہے۔ کیا آپ القاعدہ اور اسامہ بن لادن سے کوئی تعلق رکھتے ہیں یا رکھتے تھے؟

صدام: کیا یہ امریکی حکمرانوں کے اضطراب کا سبب ہے یا امریکی عوام کے؟

راتھر: مسٹر پریذیڈنٹ! مَیں امریکی عوام کی تشویش آپ تک پہنچا رہا ہوں۔

صدام: عراق اور اسامہ بن لادن کے درمیان تعلق کا مسئلہ امریکی حُکام نے حال ہی میں اٹھایا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ عراق پر لگایا جانے والا یہ الزام بے نتیجہ ثابت ہو رہا ہے کہ اس کے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار موجود ہیں تو اس نے یہ نیا شوشا چھوڑ دیا ہے۔ میرا خیال ہے خود اسامہ بن لادن نے حال ہی میں اس سوال کا

Marfat.com

جواب اپنی ایک تقریر میں دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

راتھر: آپ اصولی طور پر 9/11 کے حملے سے متفق ہیں یا نہیں؟

صدام: ذرا مجھے قطعی وضاحت کے ساتھ بات کرنے دیجیے۔ ہمارے اصول صرف قومی یا پان عرب (Pan-Arab) نہیں ہیں۔ بلکہ یہ انسانی اصول ہیں۔ ہم نوع انسان پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارا ایقان ہے کہ دنیا کو امن کے مواقع لازماً تلاش کرنے چاہئیں۔ دنیا کو جنگ کے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کے مواقع نہیں ڈھونڈنے چاہئیں۔ ہم جب سے اقتدار میں آئے ہیں انہی اصولوں کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور ان سب کو جو کسی بھی مذہب کو مانتے ہیں، وہ حکم دیا ہے کہ حکمرانی قانون کی ہونی چاہیے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی جارحیت کرے اور باقی سب اس پر خاموش رہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی قتل کرے اور دیکھنے والے تالیاں بجائیں۔ دوسروں کی زمین پر قبضہ نہیں کرنا چاہیے اور باقیوں کو ایسے قبضے پر خاموش نہیں رہنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ ہم اقوامِ متحدہ کے چارٹر پر یقین رکھتے ہیں، جو وہ ہمیں حق دیتا ہے کہ جب بھی ہم پر جارحیت ہو، ہم اس کا مقابلہ کریں اور اقوامِ متحدہ کا چارٹر مسلمانوں یا مسلم قوم نے نہیں بنایا۔ اسے عیسائی قوموں نے بنایا ہے۔ پھر بھی ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسے قبول کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ! کیا آپ کو سیاسی پناہ کی پیشکش کی گئی ہے؟ کیا آپ اپنے عوام کو ہلاکت اور تباہی سے بچانے کے لیے جلاوطنی اختیار کریں گے؟

صدام: مَیں آپ کے سوال کا پسِ پردہ محرک سمجھتا ہوں۔ یہ امریکی سٹائل ہے جسے بعض لوگ پسند نہیں کرتے تاہم مَیں اسے سمجھتا ہوں۔ مَیں آپ کے سوال کا جواب دوں گا۔ تھینک یو۔ مَیں عراق میں پیدا ہوا تھا اور مَیں پیدائشی سچا ایمان والا ہوں۔

مجھے فخر ہے کہ مَیں پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا انسان ہوں۔ مَیں نے اپنے بچوں کو تاریخ کی اور انسانی عوام کی اہمیت سکھائی ہے اور اَب مَیں اپنے پوتے پوتیوں

Marfat.com

اور نواسے نواسیوں کو بھی سکھا رہا ہوں۔
مَیں آزادی کی زیرِ زمین لڑائی کے زمانے سے عراقی عوام سے اسی انداز سے بات کرتا آیا ہوں۔ میرا ایقان ہے کہ ہر حکمران کو اسی انداز سے اپنے عوام اور دوسروں سے بات کرنی چاہیے۔ انہیں نوعِ انسان سے اصولوں کے مطابق بات کرنی چاہیے۔
ہم اپنا بنیادی مؤقف تبدیل نہیں کر سکتے۔ ہم عراق میں پیدا ہوئے تھے۔ ہم عظیم عرب قوم کا حصہ ہیں اور ہم نے یہاں زندگی بسر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عراقی عوام کے توسط ہم پر جو ذمہ داری عائد کی ہے، ہم اسے ہر صورت ادا کریں گے۔ ہم یہیں مریں گے۔ ہم اسی ملک میں مریں گے۔ ہم اپنا وقار برقرار رکھیں گے۔ ہم اپنے عوام کے سامنے اپنا وقار ہر حال میں برقرار رکھیں گے۔
آپ ایسے سوال پوچھ سکتے ہیں جو اخبارات کے لیے سنسنی فراہم کریں۔ آیئے مَیں بھی آپ سے سنسنی خیز سوال پوچھوں۔
میرا ایقان ہے کہ جو بھی صدام کو اپنے ملک میں سیاسی پناہ لینے کا کہے، درحقیقت وہ شخص اخلاق سے عاری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عراقی عوام کی توہین کر رہا ہے۔
ہم اللہ تعالیٰ پر یقین کرتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہماری قسمت کا فیصلہ کرے گا۔ کوئی ملک کتنا بھی طاقت ور ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مَیں یہاں رہتا ہوں اور ہم اپنی آزادی کا دفاع کرتے رہیں گے۔ ہم یہاں آزادی سے رہتے ہیں اور ہمارے عوام اپنی آزادی، اپنے وقار اور اپنے ملک کا دفاع کرتے رہیں گے۔
امریکہ عراق کو صنعتی دور سے پہلے کی حالت میں پہنچا دینا چاہتا ہے۔ امریکہ عراق پر جنگی جہازوں، ٹام ہاک میزائلوں، بحری جہازوں، ہیلی کاپٹروں اور ہر طرح کے بموں سے ڈیڑھ ماہ تک حملے کرتا رہا۔
انہوں نے پل تباہ کر دیئے، انہوں نے گرجا گھروں، مسجدوں، کالجوں، عمارتوں، کارخانوں کو تباہ کر دیا۔ انہوں نے مکانوں کو تباہ کر دیا۔ انہوں نے لوگوں کو ہلاک کر دیا، بوڑھوں تک کو نہیں چھوڑا لیکن وہ عراق کو پسپا نہیں کر سکے۔ عراقیوں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہر چیز کو دوبارہ تعمیر کر لیا ہے۔ ایک امریکہ نے عراق پر ڈبلیو ایم ڈیز

Marfat.com

(وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں) *(Weapons of Mass Destruction)* کی تیاری کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے ان کے پاس انفارمیشن یا ڈیٹا موجود ہے۔ ہم نے کہا کہ عراق نے ایسے ہتھیار نہیں بنائے۔ سوال یہ ہے کہ ان کے اس الزام کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عراق کو اپنی دی ہوئی دھمکی کے مطابق صنعتی دَور سے پہلے کے زمانے میں پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ پہلے بھی اس میں ناکام رہے ہیں اور اب بھی ایسا ہوگا۔ کوئی بھی عراق کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ کی رضا یہ نہیں ہے۔

اگرچہ ہم پر جنگ مسلط کی گئی تو عراق بھرپور مقابلہ کرے گا۔ یہ ملک تہذیب کا اولین گہوارہ ہے۔ اسے آسانی سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ خواہ ایک سپر پاور ایسا کرنا چاہتی ہے۔

راتھر: مَیں آپ سے وہ سوال پوچھ رہا ہوں جو امریکی عوام کے ذہنوں میں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ موجودہ صدر کے باپ جارج بش اول سے لڑنے، اس کی سالاری میں اس کی فوج میدانِ جنگ میں غالب رہی۔ اب آپ بیٹے کا سامنا کر رہے ہیں، جس کی فوج پہلے سے زیادہ ماڈرن اور زیادہ خطرناک ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے آپ اس مرتبہ میدانِ جنگ میں حاوی رہیں گے؟

صدام: آپ جانتے ہیں کہ عراق نے نہ تو پہلے اپنی سرحدوں کو عبور کیا تھا اور نہ اَب کیا ہے۔ ہم نے بحرِ اوقیانوس کو عبور کر کے امریکہ پر زمینی یا ہوائی یا بحری حملہ نہیں کیا۔

خود امریکی حُکام نے عراق کے خلاف جارحیت کے اپنے ارادوں کا اظہار کیا ہے۔ کیا ہماری ذمہ داری اور ہمارا عمل اور ہمارا اخلاق اور درحقیقت ہمارے ایمان کا بنیادی مفہوم یہ نہیں ہے کہ ہمیں جارج سے کہنا چاہیے کہ ہم پر حملے کے باوجود ہمیں تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ سوال کسی امریکی سے، کسی امریکی شہری سے، کسی اچھے دیانت دار امریکی شہری سے، خود مسٹر راتھر سے پوچھتے ہیں اگر کوئی فوج بحرِ اوقیانوس پار کر کے امریکہ کے خلاف جارحیت کرے تو کیا آپ کچھ نہیں کریں گے؟

مَیں دیانت دار امریکیوں سے کہتا ہوں کہ ایسا ہوا تو آپ کو اپنے ملک کا دفاع کرنا پڑے گا، آپ کو اپنے خاندان اور اپنے وقار کا دفاع کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ آپ جانتے

Marfat.com

ہیں ہم نے امریکہ کے خلاف کوئی جارحیت نہیں کی۔اس وقت مَیں آپ سے باتیں کر رہا ہوں تو ہوسکتا ہے امریکی جنگی ہوائی جہاز عراقی فضا میں اڑ رہے ہوں .... جنوب یا شمال میں، بم گرا رہے ہوں، سرکاری یا ہماری شہریوں کی املاک کو تباہ کر رہے ہوں۔ایسا روز ہوتا ہے۔

اگر دنیا میں اس قانون کو نافذ کرنا ہے تو یہ جنگل کا قانون ہوگا۔ہم ایسے لوگ جو اپنے مقدر پر یقین رکھتے ہیں اور ہم جنگ کے قانون کو تسلیم نہیں کریں گے۔یہ ہمارا فریضہ ہے، یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ملک کا، اپنے بچوں کا، اپنے عوام کا دفاع کریں۔امریکہ ہو یا دنیا کی کوئی اور طاقت ہمیں مٹا نہیں سکتی۔

آپ نے جس طاقت کا ذکر کیا ہے، خواہ کوئی فوج اس سے جتنے بھی گنا زیادہ طاقت ور ہو ہم اپنے دفاع کے لیے ڈٹے رہیں گے۔اگر ایسی کسی قوت نے حملہ کیا تو ہم مقابلہ کریں گے کیونکہ شکست و فتح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

1991ء میں عراق کو شکست نہیں ہوئی تھی۔جب مسٹر بش اقتدار میں تھے تب مَیں انہیں مسٹر بش نہیں کہتا تھا لیکن جیسے ہی ان کا عرصہ صدارت ختم ہوا، مَیں نے انہیں مسٹر بش کہنا شروع کر دیا۔ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہمیں اپنے دشمن کا بھی احترام کرنا چاہیے کیونکہ وہ انسان ہے۔اسی لیے مَیں انہیں مسٹر بش کہتا ہوں۔مسٹر بش نے صبح سویرے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ جنگ بند کر رہے ہیں اور جب تک ان کی فوج پر حملہ نہیں ہوگا، وہ حملہ نہیں کرے گا۔چنانچہ عراق کو شکست نہیں ہوئی۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ مَیں کامل احترام کے ساتھ یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو شکست نہیں ہوئی۔امریکی لوگوں کو تو یقین ہے کہ آپ کو شکست ہوئی تھی۔

صدام: مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔آپ جانتے ہیں کہ مسٹر بش سینئر نے بعد میں بھی حملہ کروایا تھا۔اگر عراق کو شکست ہو چکی تھی تو پھر دوبار حملہ کیوں کروایا گیا تھا؟

ہم پر اٹھائیس (28) افواج نے حملہ کیا تھا۔جنگ میں ایسا ہوا کرتا ہے کہ آپ کبھی پیش قدمی کرتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

Marfat.com

ہمارے خلاف پوری دنیا نے جارحیت کی تھی۔ انہوں نے ہمارے ملک، ہمارے عوام، ہماری فوج پر حملہ کیا تھا۔ ہم نے اس کا جواب تو دینا تھا۔ ہم پر ڈیڑھ مہینے تک بارود برسایا جاتا رہا۔ جنگ مسلط رکھی گئی۔ چنانچہ ہم نے اپنی فوج کو عراق واپس لے آئے تا کہ ملک کے اندر جنگ جاری رکھ سکیں۔ ہم نے بصرہ کے نزدیک دشمن کے ٹینکوں کو شکست دی۔ یہ بات شائع ہو چکی ہے۔ پھر مسٹر بش نے اپنے جنگی اتحادیوں سے مشورہ کیے بغیر اعلان کر دیا کہ جنگ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے اور اب وہ جنگ روک رہے ہیں۔

چنانچہ ہم نے جنگ نہیں ہاری، ہمیں شکست نہیں ہوئی۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے اور ایران کے درمیان آٹھ سال تک جنگ جاری رہی تھی۔ اس دوران ہم ان سے بعض معرکوں میں ہارے اور وہ ہم سے لیکن اصل فیصلہ تو آخر میں ہوتا ہے۔

کیا امریکیوں نے ایسے ہتھیار بنا لیے ہیں کہ دنیا پر غلبہ پا سکیں؟ کیا امریکی سائنس دان، امریکی عوام، امریکہ کے ٹیکس دہندگان اسے درست سمجھیں گے کہ کوئی طاقت جس کے پاس ہتھیار ہوں، دوسروں کو ان کے ذریعے تباہ کرے۔

اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہم اپنا دفاع کریں گے، ہم اپنے وقار کے حق کا دفاع کریں گے، ہم امن اور وقار اور آزادی کے ساتھ جینے کے حق کا دفاع کریں گے۔ کیا عراق نے امریکہ کو دھمکایا ہے؟ عراق نے امریکہ کے خلاف کوئی جارحیت نہیں کی۔ کوئی عراقی سرکاری افسر اور کوئی عراقی شہری امریکہ کو اپنا دشمن نہیں کہتا۔ بہر کیف ہم امریکہ سے ہر حال میں لڑیں گے۔

آپ عراق میں گھوم پھر سکتے ہیں۔ ہم امریکیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن کوئی امریکی فوجی قابض کی حیثیت سے عراق میں آزادانہ چل پھر نہیں سکتا۔ اگر آپ فوجی نہیں ہیں تو آپ مہمان ہیں۔ ہم ہمیشہ اپنے مہمانوں کا احترام کرتے ہیں۔

راتھر: اپنے دوبارہ صدر منتخب ہونے کے حوالے سے آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

صدام: یہ انتخاب جنگ کے دوران، معاشی پابندیوں کے دوران ہوا۔ مجھے عوام نے پہلے سے بڑھ کر ووٹ دیے، جس سے عیاں ہوا کہ عراقی عوام اپنی قیادت کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

Marfat.com

راتھر: آپ کو کتنے فی صد ووٹ ڈالے گئے تھے؟

صدام: مجھے جتنے فی صد ووٹ ڈالے گئے تھے، وہ آپ کو حیران کر دے گی کیونکہ آپ اتنے فی صد ووٹوں کے عادی نہیں ہیں۔ ساری دنیا سے صحافیوں کو مدعو کیا گیا تھا کہ وہ پولنگ کا جائزہ لیں۔ وہ پولنگ باکسز کے قریب کھڑے ہو کر دیکھتے رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو ہمارے حق میں ووٹ ڈالتے دیکھا۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ معاف کیجیے گا مَیں آپ سے دو واضح سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک کیا آپ اِسی ہفتے منظور کی جانے والی اقوامِ متحدہ کی نئی قرارداد کے مطابق عمل کریں گے۔ کیا اس سے آپ کے مؤقف میں کوئی فرق آئے گا؟

صدام: ہمارا بنیادی مؤقف تبدیل نہیں ہوا۔ انسپکٹرز جائزہ لے چکے ہیں۔ انہوں نے خود دیکھ لیا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ممنوعہ ہتھیار نہیں ہے۔ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ ہم نے پہلے جو کچھ کہا تھا، سچ ہے۔ ہم نے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار نہیں بنائے۔ پس آپ نئی قرارداد جاری کر کے کیا کرنا چاہتے ہیں۔

راتھر: تو بنیادی طور پر آپ کے مؤقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی؟

صدام: ہم اپنی آزادی اور وقار پر سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود ہم سلامتی کونسل کے فیصلوں کے مطابق عمل کریں گے۔ اگر کسی قرارداد سے ہمارے وقار پر حرف آئے گا تو ہمارا مؤقف بھی پہلے والا ہی رہے گا۔

راتھر: مَیں دوبارہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ میزائل تباہ نہیں کریں گے؟

صدام: الحمود؟

راتھر: ہاں۔ الحمود میزائل۔ آپ انہیں تباہ نہیں کرنا چاہتے۔

صدام: آپ کا مطلب ہے وہ میزائل جو اقوامِ متحدہ کی مقررہ کردہ حد کے اندر ہیں۔ 50 کلومیٹر.......... کیا آپ ان میزائلوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

راتھر: مَیں ان میزائلوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جن کے بارے میں ہانس بلکس نے کہا ہے کہ آپ انہیں تباہ کرنے کا وعدہ کریں۔

صدام: عراق نے اقوامِ متحدہ کے کسی فیصلے کے خلاف ورزی نہیں کی۔ سلامتی کونسل نے

Marfat.com

اجازت دی ہے کہ ایک خاص حد تک مار کرنے والے میزائل بنائے جا سکتے ہیں۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ اگر حملہ ہوا تو کیا آپ اپنے تیل کے کنوؤں کو آگ لگوا دیں گے؟ کیا آپ ڈیموں کو بموں سے تباہ کروا دیں گے؟

صدام: مَیں ان مفروضوں کے جواب دے چکا ہوں۔ عراق اپنی دولت کو آگ نہیں لگائے گا۔ عراق اپنے ڈیموں کو تباہ نہیں کرے گا۔ عراق کے تیل کے کنوؤں اور ڈیموں کو وہ تباہ کریں گے جو کہ عراق پر حملہ کریں گے۔

عراق اپنے ڈیم یا اپنے تیل کو تباہ نہیں کرے گا۔ عراق ان وسائل کو محفوظ رکھے گا اور ان کا تحفظ کرے گا.......... زندگی کو بہتر بنانے کے لیے.......... ایران سے جنگ کے دوران ایران نے ڈیم تباہ نہیں کیے تھے اور ہم نے بھی ڈیم تباہ نہیں کیے تھے۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ افسوس تو یہ ہے کہ مَیں عربی نہیں بول سکتا ہے۔ کیا آپ انگریزی بول سکتے ہیں۔

صدام: مَیں انگریزی روانی سے نہیں بول سکتا تاہم سن کر کسی حد تک سمجھ سکتا ہوں۔

راتھر: خوب، کیا آپ میری خاطر انگریزی میں کوئی بات کر سکتے ہیں؟

صدام: میری زبان عربی ہے، اور مَیں عربی میں ہی بولنا پسند کروں گا۔

راتھر: مَیں جانتا ہوں مسٹر پریذیڈینٹ! آپ کے خیال میں امریکی عوام کا کس بات کا جاننا ضروری ہے؟ کون سی سب سے اہم بات ایسی جو آپ چاہتے ہیں کہ امریکی عوام کو ضرور جاننی چاہیے۔ تاریخ کے اس اہم موڑ پر؟

صدام: پہلی بار.......... انہیں بتا دیجیے کہ عراقی عوام امریکی عوام کے دشمن نہیں ہیں۔ عراقی عوام صرف اور صرف امریکی حکومت کی پالیسی کے خلاف ہیں، جو کہ دنیا کے عوام کے خلاف ہے، جن میں امریکی عوام بھی شامل ہیں۔ عراق کو امید ہے کہ وہ امن میں رہے گا۔ اِسی طرح عراق سب کے لیے یہی امید رکھتا ہے اور دعا کرتا ہے، بشمول امریکی عوام کے۔ دعا ہے کہ وہ امن اور احترام کے ساتھ جیئیں۔

اگر امریکی عوام براہِ راست مکالمے کے ذریعے حقائق کو جاننا چاہتے ہیں تو مَیں صدر بش کے ساتھ براہِ راست مکالمہ کرنے کو تیار ہوں۔ وہ عراق کی پالیسی کے حوالے

Marfat.com

سے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، کہیں .... اور یہ مکالمہ ٹیلیویژن پر سب کے سامنے ہوگا .... غیر سینسر شدہ، دیانت دارانہ انداز میں۔

یوں لوگوں کو معلوم ہو جائے گا حقیقت کیا ہے۔

راتھر: کیا آپ ڈیبیٹ کی بات کر رہے ہیں۔ کیا آپ صدر بش کے ساتھ ڈیبیٹ کی تجویز دے رہے ہیں؟

صدام: جی ہاں یہ میری تجویز ہے۔

راتھر: یہ دلچسپ بات ہے۔

صدام: ہم نے فلموں میں دیکھا ہے کہ امریکی عوام عظیم ہیں۔ ہم نے فلموں میں دیکھا ہے کہ جب امریکی عوام کو کوئی چیلنج درپیش ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلے میں ڈٹ جاتے ہیں .... عربوں کی طرح۔ ہم چاہتے ہیں کہ امریکی عوام صدر بش کے ساتھ ہماری ڈیبیٹ دیکھیں۔

یہ صدر بش کے لیے ایک موقع ہوگا۔ انہوں نے جنگ کا تہیہ کرلیا ہے تو یہ ان کے لیے دنیا کو قائل کرنے کا موقع ہوگا۔ اگر انہیں اپنے مؤقف پر یقین ہے تو یہ ان کے لیے موقع ہوگا کہ دنیا کو بھی قائل کریں کہ وہ فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ یہ ہمارے لیے بھی ایک موقع ہوگا، دنیا کو کہانی کا اپنا رُخ سنانے کا، اور یہ کہ ہم کیوں امن اور سلامتی میں جینا چاہتے ہیں۔

میرا ایقان ہے کہ یہ امریکی عوام، عراقی عوام کا اور دنیا کے عوام کا حق ہے اور ہمارا فرض ہے کہ انہیں حقائق سے آگاہ کریں۔

آپ امریکہ میں سچ کے بیان کیے جانے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے امریکی فلسفیوں کے بارے میں تو ایسا ہی پڑھا سنا ہے۔

ہم نے ان کی کتابوں میں، فلموں میں .... ہم لوگوں سے کیوں چھپائیں؟ ہم اپنے آپ کو بے اعتبار کیوں بنائیں؟ ہم اپنے آپ کو .... ہم اپنے آپ کو لوگوں پر عیاں کیوں نہ کردیں؟ ہمیں .... امریکہ کے صدر اور عراق کے صدر کو .... اپنے عوام کے سامنے جانا چاہیے .... یہ ہے میری تجویز، میرا آئیڈیا۔

Marfat.com

راتھر: یہ مذاق نہیں ہے۔

صدام: نہیں۔ مَیں نے دیانت داری سے یہ تجویز دی ہے۔ مَیں نے یہ تجویز امریکی رائے عامہ کے لیے احترام کے تحت دی ہے، اور امریکی عوام کے لیے اپنے احترام کے تحت دی ہے، نیز عراقی عوام کے.........اور عمومی طور پر نوع انسان کے لیے اپنے احترام کے تحت۔ مَیں اس کا مطالبہ کرتا ہوں، کیونکہ جنگ مذاق نہیں ہوتی۔ جو شخص جنگ کو اپنی زندگی کا پہلا انتخاب بنالیتا ہے، وہ نارمل انسان نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ڈیبیٹ ہمارے لیے امن اور تحفظ کو یقینی بنانے کا موقع ہوگا۔ تو پھر ہم مباحثہ کرنے کا فیصلہ کیوں نہیں کرتے؟ ایسا کر کے ہم اپنے اپنے ملکوں کے اعلیٰ ترین عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے اپنے عوام کا احترام کریں گے۔ دونوں کے لیے فیصلے کرنے ضروری ہیں.........اپنے اپنے فیصلہ سازی کے اداروں کے ذریعے۔

عراق میں ہمارا اپنا ادارہ ہے، ایسے فیصلے کرنے کا، اور ہم جانتے ہیں کہ امریکہ میں، آپ کا اپنا نظام ہے لیکن ہم دو ملکوں کے لیڈروں کی حیثیت سے مباحثے کا فیصلہ کیوں نہیں کرتے۔ تاکہ ہم اپنے عوام اور نوع انسان کے لیے اپنے احترام کا اظہار کر سکیں۔

راتھر: مسٹر پریذیڈینٹ! یہ ڈیبیٹ کہاں ہوگا؟ اس حوالے سے آپ کا کیا خیال ہے؟

صدام: امریکہ کے صدر امریکہ میں ہوں گے، اور صدام حسین عراق میں، اور ڈیبیٹ سیٹلائٹ کے ذریعے ہوگا۔

راتھر: اچھا، ایک سیٹلائٹ ڈیبیٹ، لائیو۔

صدام: اور اگر مسٹر بش کے پاس کوئی اور تجویز ہو تو ہم اسے سننے کو تیار ہیں۔

راتھر: کیا آپ ایسے مباحثے کے لیے اقوامِ متحدہ آنے کو تیار ہیں؟

صدام: بنیادی بات یہ ہے کہ مباحثے کو نارمل، فطری انداز میں سنا جائے۔ اقوامِ متحدہ میں آوازیں سُنی نہیں جاتیں۔ مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مَیں اقوامِ متحدہ میں تقریر کروں اور پھر مسٹر بش اقوامِ متحدہ میں تقریر کریں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ہم ایسے بیٹھیں جیسے آپ اور مَیں بیٹھے ہیں۔ مَیں ان سے سوال پوچھوں اور وہ مجھ سے سوال پوچھیں۔ وہ واضح کریں گے کہ وہ جنگ کیوں کریں گے۔ مَیں واضح کروں گا کہ ہم امن پر کیوں

Marfat.com

اصرار کرتے ہیں اور امن کو برقرار رکھنا کیوں چاہتے ہیں۔ یہ مباحثہ بغیر ایڈیٹنگ کے نشر ہو۔ پہلے سے تیار شدہ تقریروں کے بغیر۔ لوگ لائیو ڈیبیٹ سننا پسند کرتے ہیں۔

راتھر: اس بات نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ مَیں یقین کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مَیں اسے سمجھا ہوں۔

صدام: اس ڈیبیٹ کو ٹی وی پر دکھایا جانا چاہیے۔

راتھر: ایک لائیو بین الاقوامی مباحثہ بذریعہ سٹیلائٹ۔

صدام: بالکل ٹھیک۔ لائیو، براہِ راست مباحثہ سٹیلائٹ کے ذریعے۔ آپ سے یہ میری دوسری ملاقات ہے۔ اس سے پہلے آپ نے 1990ء میں میرا انٹرویو لیا تھا۔

راتھر: مسٹر پریزیڈینٹ! مجھے یاد رکھنے کا شکریہ۔ ہاں مَیں نے اسی عظیم عمارت میں 1990ء میں آپ کا انٹرویو لیا تھا۔ ہوسکتا ہے یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔

مسٹر پریزیڈینٹ! آخری سوال۔ ایک زمانہ تھا کہ فلسطینیوں سے لے کر اردنیوں تک آپ عرب دنیا میں مشہور تھے۔ کیا آپ اب بھی عرب عوام میں مقبول ہیں یا اسامہ بن لادن نے آپ کی جگہ لے لی ہے؟

صدام: یہ ہمارا مقصد ہی نہیں ہے۔ ہم اس کے آرزومند نہیں ہیں۔ ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ ہم صرف اپنے عوام کا طمینان چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے انہیں مغالطوں کا شکار نہ بنا دیں۔ انسان کو اپنی قوم سے مخلص ہونا چاہیے۔ اپنی قوم کے ساتھ سچ بولنا چاہیے۔ ہر قوم کے ہر شہری کا حق ہے کہ وہ سچ جانے۔

راتھر: کیا آپ متفق ہیں کہ اب اسامہ بن لادن عرب عوام کے ہیرو ہیں؟

صدام: نوعِ انسان ہمارے اصولوں کو سمجھ جائے گی .... ویسے نہیں جیسے کہ دوسرے انہیں غلط رنگ دے کر پیش کر رہے ہیں۔ یہ ہے ہماری جدوجہد کی بنیاد۔ ہم ذاتی اطمینان کے خواہش مند نہیں ہیں۔

راتھر: مسٹر پریزیڈینٹ! اتنا وقت دینے پر آپ کا شکریہ۔

صدام: مَیں خوش ہوں۔ مجھے امید ہے کہ مَیں آپ سے مستقبل میں ملوں گا۔

راتھر: مَیں بھی آپ سے مستقبل میں ملنا پسند کروں گا۔ مسٹر پریزیڈینٹ!

Marfat.com

عربوں کے خلاف
سامراجی سازشیں
اور اُن سے مقابلہ کی حکمتِ عملی

Marfat.com

عربوں کو سامراجی ملکوں کا مقابلہ کس طرح کرنا چاہیے

اے عظیم عراقی خواتین و حضرات، انقلابیو، مجاہدینِ آزادی، جدوجہد کرنے والو اور عرب قوم کے بیٹو! یہ انقلاب آپ کا ہے۔ دوستو یہ وہ انقلاب جس کے سچے وعدے، ذمہ داری اور موقف کی آپ ستائش کرتے ہیں۔ یہ عظیم تعمیر، تہذیب، مقصد اور عظیم جہاد کی سرزمین عظیم عراق کا عظیم الشان "انقلابِ جولائی" ہے۔

آج ہم سب معاشی پابندیوں کے عذاب سے گزر رہے ہیں۔ ہم سب اللہ کے بھروسے پر استقامت، وقار اور جرأت کے ساتھ ہر خطرے کا سامنا کر رہے ہیں۔

میں پہلے کہیں لکھ آیا ہوں کہ سلامتی کونسل کی متفقہ قرارداد کی رو سے معاشی پابندیاں عائد رہیں گی۔ دراصل یہ پابندیاں اس وقت تک عائد رہیں گی جب تک عراقی عوام اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ یہ پابندیاں اس وقت تک عائد رہیں گی جب تک کہ تمام عرب ہمارے موقف کی صداقت سے واضح طور پر آگاہ نہیں ہو جاتے نیز دنیا کے انسان دوستوں کو ان پابندیوں کی سنگینی کا احساس نہیں ہو جاتا۔

اگر عراق کے دشمنوں کا خیال یہ ہے کہ وہ عظیم عراقی عوام کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ عراق کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تا کہ انہیں پتا چلے کہ ہم باطل کی قوتوں سے کتنے مختلف ہیں۔ ہم ایک بار پھر کہہ رہے ہیں کہ بعث پارٹی اور انقلابی کمان کونسل نے یکم مئی 1998ء کو جو خط سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو بھیجا ہے، وہ صرف احتجاج نہیں بلکہ ایک متبادل حکمتِ عملی ہے۔ انقلابی

Marfat.com

قیادت جلد ہی اس موضوع پر اجلاس منعقد کرے گی اور عظیم عوام کی امنگوں کے مطابق کام کرے گی۔

عراقی عوام کی استقامت اور صبر کے سامنے معاشی پابندیاں پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتیں۔ ہمیں اعتماد ہے کہ آئندہ بھی عوام عظیم حوصلے سے کام لے کر ان معاشی پابندیوں کے تباہ کن اثرات کو برداشت کریں گے۔

عربو! تاریخ سے ہمیشہ بے مثال سبق حاصل ہوتے ہیں۔ 1945ء میں سات عرب ریاستوں نے عرب لیگ قائم کی، جو آج بھی موجود ہے اور اس کے اراکین کی تعداد 22 تک پہنچ چکی ہے۔ عرب لیگ انگریز اور فرانسیسی نوآبادیات کاروں کے خلاف عرب عوام کی جدوجہد کے پس منظر میں بنائی گئی تھی۔ سامراج عرب عوام کے ولولہ و جوش کی وجہ سے عرب لیگ کے ارتقا کو روک نہیں سکا۔ 1967ء میں خرطوم میں عرب لیگ کا اجلاس ہوا جس میں تمام عرب حکمرانوں نے شرکت نہیں کی۔ تاہم اس اجلاس میں چند اہم فیصلے کیے گئے۔ سب سے اہم فیصلے صیہونیوں اور امریکیوں کے فلسطین کے خلاف جارحانہ اقدامات کے دفاع کی تیاریوں کے حوالے سے کیے گئے۔ یہ فیصلے ناصر کی محبِ وطن اور قومی سوچ کی وجہ سے ممکن ہوئے۔ اللہ اس کی روح پر رحمت کرے۔ یہ فیصلے اس وقت تک برقرار رہے جب تک کہ 1977ء میں سادات نے عرب موقف سے انحراف نہیں کیا۔

1978ء میں بغداد میں اجلاس ہوا، جس میں مصر اور بعض دیگر عرب ریاستوں کے حکمرانوں نے شرکت نہیں کی۔ تاہم 1973ء میں صیہونیوں سے عربوں کی جنگ ہوئی۔ چند عرب ریاستوں نے بین الاقوامی اثر ورسوخ کے حامل بعض ملکوں پر زور دیا کہ وہ منصفانہ موقف اپنائیں ورنہ عرب ان ملکوں سے اپنے تعلقات پر نظرِ ثانی کریں گے اور تیل انہیں فراہم کرنا بند کر دیں گے۔

جب صیہونی ریاست نے دنیا کے ملکوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے سفارت خانے تل ابیب

Marfat.com

سے یروشلم منتقل کریں تو مَیں نے سعودی عرب کا دورہ کیا۔ اللہ شاہ خالد کی روح پر رحمت کرے، ان کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا اور ہمارے دباؤ کی وجہ سے ملکوں نے اپنے سفارت خانے یروشلم منتقل نہیں کیے۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح صرف دو عرب ریاستوں یعنی عراق اور سعودی عرب کے ایک چھوٹے سے بیان کا کتنا اثر ہوا اور عرب قوم کا وقار دیگر قوموں کے درمیان بلند ہوا۔ چونکہ متعلقہ ملکوں کو پتا تھا کہ دونوں عرب ریاستوں کا مؤقف ٹھوس ہے، اور اس کا مقصد محض پروپیگنڈہ نہیں ہے لہٰذا وہ اس خیال سے یروشلم سے سفارت خانے تل ابیب واپس لے آئے کہ عراق اور سعودی عرب ان کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کر لیں گے اور ان کے ساتھ دوسرے عرب ملک بھی ایسا ہی کریں گے۔

1990ء میں بغداد میں عربوں کا اجلاس ہوا۔ شام نے اس اجلاس میں دعوت دیے جانے کے باوجود شرکت نہیں کی اور چند عرب ریاستوں کے حکمرانوں کی بجائے حکومتی اہل کاروں نے شرکت کی۔ بایں ہمہ اس اجلاس کو منعقد کیے جانے کے جرأت مندانہ فیصلے نے صیہونی ریاست کو ہلا کر رکھ دیا اور عرب عوام نے اس فیصلے کی بھرپور تائید کی۔ اس اجلاس میں کیے جانے والے فیصلوں کی وجہ ہی سے عراق کے خلاف تیس ملکوں کی جارحیت کی گئی تھی۔

عرب بھائیو! 1996ء میں قاہرہ میں اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں ایک فیصلہ یہ کیا گیا کہ امریکہ کی طرف سے عراق پر عائد معاشی پابندیوں کی تائید جاری رکھی جائے گی اور عراق سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق عمل کرے۔ گویا عرب ملک امریکہ کی طرف سے اقوامِ متحدہ کے ایک دفتر کے طور پر کام کر رہے تھے۔

جہاں تک امریکا کا تعلق ہے تو وہ پہلے ہی سے عراق کے حوالے سے کچھ فیصلے کر چکا ہے اور اب ان پر عمل کر رہا ہے۔ بعض عرب ملک امریکا کے لیے احترام کا اظہار کر رہے ہیں۔ انہیں اُمید ہے کہ امریکا ان کی دوستی اور پچھلے دو تین عشروں میں دی گئی ان کی قربانیوں کا پاس کرے گا۔ تاہم فلسطین اور دوسرے عرب علاقے آج بھی مقبوضہ ہیں۔ مسلمانوں کا دوسرا مقدس ترین مقام

Marfat.com

آج بھی مقبوضہ ہے۔عربوں سمیت بہت سے مسلمان حکمران خود کو مسلمان تو شریف القدس کہتے ہیں، قرآنِ مقدس کو اللہ کی کتاب تو مانتے ہیں لیکن وہ القدس پر صیہونیوں کے نامنصفانہ قبضے پر کوئی احتجاج نہیں کرتے۔کیا ان کا یہ عمل صداقت، حقیقت، فرض اور ایمان سے متضاد نہیں ہے؟ ہم نے جدوجہد، جہاد اور تعمیر کے تیس سال کے تجربے سے بہت کچھ سیکھا ہے۔اس سے پہلے کی زیرِ زمین جدوجہد نے بھی ہمیں بہت سے اصول سکھائے۔ہم نے یہ سبق سیکھا ہے کہ حکمرانوں کو ہر صورت میں اپنے عوام کی توقعات پر پورا اُترنا چاہیے اور اپنے اختیارات کو قومی مفاد اور عوامی خدمت کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

جو شخص حکمت کا متلاشی ہو، اُسے کسی تجربہ کار انسان سے رابطہ کرنا چاہیے اور جو ملک اپنے دشمن کو انتباہ دینا چاہتا ہو، اُسے چاہیے کہ اپنی جنگی صلاحیتوں کو عیاں کر دے تاکہ دشمن اس پر حملہ کرنے سے پہلے ضرور سوچے۔جو ملک طاقت استعمال کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ ایسے جوانوں کو میدانِ جنگ میں بھیجے جو اپنے زورِ بازو سے جنگ جیتیں۔

کچھ سالوں سے بعض عرب حکمران حقائق کو مسخ کر رہے ہیں۔وہ ارادتاً ایسا کر رہے ہیں یا اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ صیہونی ریاست نے عربوں کے مقدس مقامات پر قبضہ کر رکھا ہے جس کی وجہ سے عربوں اور صیہونی ریاست کے درمیان تنازعہ جاری ہے۔صیہونی ریاست عربوں کو فنا کر دینے کی بے رحمانہ دھمکیاں دے رہی ہے۔صیہونی ریاست نے مقبوضہ علاقوں کے عربوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے۔کوئی شخص فلسطین لبنان اور جولان کے جدوجہد کرنے والے عربوں پر ہونے والے مظالم کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔بعض عربوں نے عربوں اور غاصب و جارح صیہونی ریاست کے مابین تنازعے کی حقیقت کو ایسا مفہوم دینا شروع کر دیا ہے جو انتہائی مغالطے پیدا کرنے والا ہے۔اس کے علاوہ اس معاملے کی سنگینی کو بھی گھٹا رہے ہیں اور یوں ظاہر کر رہے ہیں جیسے یہ تنازعہ محض چند عرب حکمرانوں اور نیتن یاہو کے درمیان ایک ثانوی نوعیت کا معاملہ ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عرب نفسیاتی طور پر شکست کھا جائیں گے۔ چند عرب امریکی حکومت

Marfat.com

سے التجائیں کر رہے ہیں کہ وہ نیتن یاہو پر زور ڈال کر اُسے نام نہاد میڈرڈ اوا وسلو امن معاہدوں پر دوبارہ مذاکرات شروع کرنے پر آمادہ کرے۔ ادھر صیہونی امریکی حکومت عربوں کی آنکھوں میں وقتاً فوقتاً دھول جھونکتی رہتی ہے۔

دلیر عربو! عراقی جانتے ہیں کہ انہیں اپنے مبنی برحق مؤقف پر قائم رہنے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ یاد رہے آج کے زمانے میں مبنی برحق مؤقف پر قائم رہنے کی قیمت یہ نہیں ہوتی کہ چند ملکوں سے معاشی وثقافتی اور سفارتی تعلقات ختم ہو جائیں بلکہ بے شمار شہیدوں کی خون کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ تاہم عراقی یہ بھی جانتے ہیں اور ایک دوسرے کو یاد دلاتے رہتے ہیں کہ عظیم مقاصد کے لیے بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ جو لوگ تنگ وادیوں کی بجائے رفیع و بلند چوٹیوں پر پہنچنے کے آرزومند ہوں انہیں ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہونا پڑتا ہے۔ سامراجی قابضین اور غاصب دشمن کو خون کی ندیاں بہا کر ہی اس کے منفی عزائم سے باز رکھا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

مشرق وسطیٰ کو غلامی سے عربوں کا اتحاد ہی بچا سکتا ہے

گزشتہ پچیس برسوں میں خلیجی عرب ریاستوں اور امارتوں (Emirates) میں فی کس آمدنی میں بہت اضافہ ہوا ہے، جس سے بعض لوگوں میں عرب ازم اور عرب جدوجہد بالخصوص اتحاد اور اشتراکیت کے خلاف ایک مخصوص خودغرضانہ رویے نے جنم لیا ہے۔ وہ لوگ عرب اتحاد کو دولت اپنے قبضے میں رکھنے کا ایک ذریعہ قرار دینے لگے۔ انہوں نے اشتراکیت کے بارے میں اس طرح کی باتیں شروع کر دیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے نزدیک اپنی قوم سے اتحاد اور اپنی قوم کے لیے اتحاد کا کیا مفہوم ہے؟

ایک عرب کے لیے اس حقیقت کا ادراک بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ وہ اپنی قوم کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، اور یہ کہ یہ ایک عظیم قوم ہے۔ اسے اس حقیقت کو بھی سمجھنا چاہیے کہ ہر عرب ملک، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اپنی قوم کا اٹوٹ حصہ ہے۔ ایک عرب کے لیے اس حقیقت کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ عرب قوم سے اس کا تعلق نہایت فخر کی بات ہے کیونکہ یہ تعلق اس کی جڑوں کی توثیق کرتا ہے۔ یہ تعلق اس کا نقص نہیں بلکہ وصف ہے۔ یہ بوجھ نہیں ہے۔

اپنی قوم سے الگ ہونے والا عرب ایسے ہی ہے جیسے ایک بچہ جسے اپنے باپ کا علم نہ ہو یا کم از کم ایسا بچہ جو اپنے ماں باپ سے بچھڑ گیا ہو۔

جب کوئی عرب ملک قوم کا اٹوٹ حصہ بن جاتا ہے تو وہ بادِ مخالف سے بالکل محفوظ ہو جاتا ہے اور اسے ترقی کا عظیم موقع ملتا ہے۔

بیس کروڑ لوگوں کا حصہ ہونے کے تصور سے جو احساس جنم لیتا ہے، وہ اس سے مختلف ہے کہ کوئی شخص چند لاکھ لوگوں کا حصہ سمجھے، جو کہ اپنے سے بڑی علاقائی قوموں اور عالمی سطح پر بڑی قوموں اور سپر پاورز کی دھمکیوں کا نشانہ ہوں۔ ایران اور ترکی مثال سامنے ہے۔ جب فرانس، انگلینڈ، اٹلی اور سپین جیسی ریاستوں نے دیکھا کہ الگ الگ رہنے سے انہیں نقصان ہو رہا ہے اور

Marfat.com

صرف ایک بڑی یونین کا حصہ بن کر ہی نقصانات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے تو انہوں نے پوری یونین بنالی۔ ہم جانتے ہیں کہ پوری اقوام نے آپس میں ایسی ایسی جنگیں کی ہیں، جن میں لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اس کے باوجود اب وہ ایک عظیم اتحاد کا حصہ بن چکی ہیں۔

چنانچہ ایک عرب کے لیے یہ محسوس کرنا بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ عرب ہے، نہ صرف شکل وصورت اور نام کے حوالے سے بلکہ اپنے تعلق کے حوالے سے بھی۔ اسے اس حقیقت کو سمجھنا چاہیے کہ یہ تعلق اگر حقیقی تعلق ہوگا تو اس میں حقیقی آگہی پیدا ہوگی اور قوم کے حوالے سے اس کے فرائض کا احساس پیدا ہوگا۔ جب گہری اور حقیقی آگہی رونما ہوئی تو اس عرب کو محسوس ہوگا کہ عرب اتحاد اس کی سچی حُبّ الوطنی کا تحفظ کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی قومی تعلق اس میں ایک عظیم گہرائی کو جنم دے گا جو اس کی دولت کا تحفظ کرے گی اور اسے غیر ضروری اخراجات میں ضائع کرنے سے بچائے گی۔ یہ حقیقی تعلق اس کی دولت میں اضافہ کرے گی اور اسے زراعت، صنعت اور سروسز کے شعبوں میں کمزور نہیں کرے گی۔ اس سے بڑے ملکوں کے علاوہ چھوٹے ملکوں کے بھی فوجی اخراجات یا تو کم ہو جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ حقیقی تعلق اور قومی اتحاد میں کوئی خسارہ نہیں۔ جن ملکوں نے عرب ازم کے لیے بڑی قربانیاں نہیں دیں انہیں بھی اس اتحاد اور تعلق کا بہت فائدہ ہوگا۔

جو عرب یہ پوچھتے ہیں کہ اس اتحاد سے کیا فوری مادی یا تجارتی فائدہ ہو سکتا ہے، وہ نادان ہیں۔

کسی انسان کا اپنی قوم سے تعلق اس کا انتخاب نہیں ہوتا جب کہ وہ کسی دوسری قوم کی قومیت لینے کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ اپنی قوم سے انسان کا تعلق فطری ہوتا ہے اور وہ اس کی جڑوں سے منسلک ہوتا ہے۔ قوم کا ماضی، حال اور مستقبل اس کا ماضی، حال اور مستقبل ہوتا ہے۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ تعلق کے مانند وہ اپنی قوم کے ساتھ تعلق کو بھی محبت کا تعلق پاتا ہے۔ اس تعلق سے اسے عظیم ترین فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو یہ سوچتا ہے کہ اسے کسی شعبے میں جزوی نقصان ہو رہا ہے تو وہ دیکھے گا کہ وہ اور اس کی آنے والی نسلیں اخلاقی اور مادی شعبوں میں بہت زیادہ فائدہ پائیں گی۔

جو لوگ عرب قوم کے پورے ماضی کو اپنی تاریخ اور اپنا ورثہ سمجھتے ہیں، وہ ان لوگوں سے

Marfat.com

زیادہ بہتر ہوتے ہیں جو ایسا نہیں سمجھتے اور انہوں نے قوم کے اندر ایک تاریک گوشہ اپنے لیے منتخب کرلیا ہے۔ ایک تو ہے غیر یقینی حال پر بھروسہ کرنا اور دوسرا ہے اپنے ماضی پر اس انداز میں بھروسہ کرنا کہ جس سے حال اور مستقبل یقینی بن جاتے ہیں، دونوں میں فرق ہوتا ہے۔

ہم جس اتحاد پر یقین رکھتے ہیں، جس کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اور جس کے لیے ہم پکار رہے ہیں۔ مجہول اتحاد نہیں ہے، جو کہ عرب ملکوں کو ان کے لازمی خواص سے محروم کردے گا بلکہ یہ باہمی میل جول کا ایک ایسا عظیم الشان نظام ہے جس سے قوم مجموعی طور پر اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جائے گی۔

قوم کے اچھے فرزند اتحاد کے ذریعے موجودہ انتشار کی حالت ختم کردیں گے۔ اس کے علاوہ اس اتحاد سے اتحاد کے اس تصور کا بھی خاتمہ ہوجائے گا جس میں ہر مجہول اور مثبت شے کو برقرار رکھنے کا کہا جاتا ہے۔

عرب اتحاد کے اس نظام کے اندر الگ الگ معاشی نظام قائم کرسکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مقاصد اور نتائج کا تعلق ہے، ان معاشی نظاموں کو ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہونا چاہیے۔ انہیں ایک دوسرے کا معاون ہونا چاہیے۔ ان سارے الگ الگ معاشی نظاموں کو متحد معاشرے کا ہر استعداد کو بڑھانے میں کردار ادا کرنا چاہیے۔ ایسا معاشرہ جس میں امن اور انصاف کا دور دورہ ہو۔

اتحاد کو قومی، انسانی اور ثقافتی تخلیق کا عمل تصور کرنا چاہیے، جو کہ ایک اعلیٰ تر وجود کو جنم دے گا۔ اس عمل سے رونما ہونے والے وجود کو اعلیٰ تر، برتر، وسیع تر، زیادہ محفوظ، زیادہ مضبوط، زیادہ پیداواری اور زمانے کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کا زیادہ اہل ہونا چاہیے۔ یہ وجود حال کو نظر انداز نہیں کرے گا لیکن وہ اس کے مجہول پہلوؤں سے مغلوب بھی نہیں ہوگا اور ترقی و تخلیق کے لیے فیصلہ کرتے ہوئے نہیں جھجکے گا۔ اسے حال اور مستقبل دونوں کا حصہ ہونا چاہیے لیکن حال کے سارے منفی پہلوؤں اور اس کی کمزوریوں کو نظر انداز کردینا ہوگا۔ جبکہ یہ وجود مستقبل کو اس انداز سے دیکھے گا کہ یہ وجود اور اس کے پروگرام آپس میں نامیاتی انداز میں جڑے ہوئے ہوں گے۔

اتحاد تمام افراد اور ملکوں کو (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) تحفظ عطا کرے گا نیز ان میں مساوات پیدا کرے گا۔ امیر ملکوں کو چاہیے ہوگا کہ وہ اپنے غریب عوام کی حالت میں بہتری لائیں۔

Marfat.com

اتحاد کی سوچ کے برعکس ان لوگوں کی غلط سوچ ہے جو زہریلی بھڑوں کے چھتوں سے نکل کر آنے والے غیر ملکیوں کی مدد کر رہے ہیں۔ وہ غیر ملکی دنیا کے بارے میں ایسی بات کرتے ہیں جیسے وہ ایک چھوٹی سی بستی ہو، جس کا محافظ (درحقیقت چور) امریکہ ہے۔ خلیج کی تیل سے مالا مال ریاستوں نے امریکہ کو اس کے استعماری عزائم کی تکمیل کے لیے اربوں ڈالر دیئے ہیں، اور مزید دینا چاہتی ہیں۔ جبکہ امریکہ خطے کے بعض ملکوں کے خلاف بدترین جارحیت کا مرتکب ہو رہا ہے۔

ایسے نادان عرب ملک سامراج کی راہ ہموار کر رہے ہیں، جس کے قائد صیہونیت اور امریکہ ہوں گے۔ امریکہ اور صیہونیت کے تحفظ کے نام پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا تسلط قائم ہو گیا تو وہ ملک جو کہ ان کا ساتھ دے رہے ہیں، اپنا وقار اور آزادی کھو بیٹھیں گے۔

ہم اتحاد کے جس تصور کا ذکر کر رہے ہیں، اس سے قطع نظر عربوں کو سوچنا چاہیے کہ غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں اپنا مستقبل دینا بہتر ہے یا متحد ہو کر اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کرنا بہتر ہے؟ میرا خیال ہے کہ کوئی بھی دانا اور حقیقت پسند انسان، خواہ اس کا قوم پرستانہ یقین پوری طرح پختہ نہ ہوا ہو، اپنی قوم اور اس کے اتحاد ہی کا انتخاب کرے گا۔

مَیں بچپن سے عرب اتحاد کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں۔ مَیں اس وقت سے اس عظیم مقصد کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں، جب کہ مَیں محض سیکنڈری سکول میں پڑھتا تھا، اور بعد میں مَیں نے اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں اس مقصدِ عظیم کے لیے جدوجہد کی ہے۔

مَیں نے اپنی اس جدوجہد کے دوران پس ماندگی پر فتح پائی اور شاندار ترقی کے باب کھولے۔ اگر معاشی پابندیاں عائد نہ کی جاتیں تو عراق کا ترقی کا سفر جاری رہتا۔

اس سب کے باوجود ہم اصولوں سے تحریک پاتے ہوئے مستقبل کے دروازے کھولیں گے۔ عراق کا حال اور مستقبل ان سے زیادہ محفوظ ہے، جو عرب اتحاد پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے لیے کام نہیں کرتے۔

ہم نے ذمہ داری کے عظیم احساس کے ساتھ عراق کی تعمیر میں اور ایرانی خطرے سے اس کے تحفظ میں کامیابی حاصل کی۔ ہم عظیم الشان ''قادسیہ'' کے دوران خلیجی عرب ریاستوں اور عرب قوم کے تحفظ میں بھی کامیاب رہے۔

اِسی طرح ہم نے بیسویں صدی کے شیطان کا مقابلہ بھی کیا۔ ہم نے ہمیشہ جاری

Marfat.com

رہنے والی اُم المعارف کے دوران اکتیس ملکوں کا بھی مقابلہ کیا۔ ہمارے یقین نے باطل کو شکست دے دی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے فتح حاصل کی اور آئندہ بھی فتح حاصل کریں گے۔

کیا اتحاد اور ہماری قوم کے فرزندوں کے لیے ''عرب اشتراکیت'' ضروری ہے؟ کس طرح؟ کیوں؟

اگرچہ عرب اشتراکیت ایک اہم موضوع ہے تاہم عرب اتحاد سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ عرب اتحاد قائم کرنے کو اولیت دی جانی چاہیے۔ جب ایسا اتحاد وجود پذیر ہوگا تب عرب اشتراکیت کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کے باوجود ہمیں اس سوال کا جواب دینا چاہیے جس کا جواب دینا ہماری سماجی ذمہ داری ہے۔ وہ سوال یہ ہے: ایک قوم کے مختلف قومی آمدنیوں والے فرزندوں کے درمیان ایک مشترکہ راستہ کس طرح ڈھونڈا جا سکتا ہے؟

ہوسکتا ہے دوسرے لوگ اس سوال میں یہ بھی اضافہ کریں کہ ہماری قوم کے فرزندوں اور ملکوں، خصوصاً خلیجی عرب ریاستوں کے لوگوں میں ترقی کے درجے کا فرق ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ کم آمدنی والے اور غریب لوگ قوم کے اتحاد پر اعتراض نہیں کریں گے۔ اگر ایسا ہوگا تو وہ عرب دشمن اثرات کے تحت ہوگا۔ ان کا فائدہ اتحاد میں ہے، خصوصاً ان کا، جو کہ اس معاملے کی جزئیات سے واقف ہیں۔ اتحاد کے حوالے سے ان کے احساسات اس میں ان کی گہری دلچسپی کو عیاں کرتے ہیں۔ اسی طرح اتحاد کو بھی اس حقیقت کا آئینہ دار ہونا چاہیے تاکہ عرب قوم پرستی اور اس سے تعلق کی باتیں سچی اور مخلصانہ ثابت ہوں۔

آمدنی میں عدم مساوات بڑے خاندانوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ ایسی بستیوں اور چھوٹے شہروں میں بھی پائی جاتی ہیں جہاں کے لوگ مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ عدم مساوات جب تک اپنے متوازن فریم ورک میں ہی ایک ملک کے اتحاد اور اس کے فرزندوں کے مشترکہ قومی عمل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی۔ ایسی عدم مساوات دنیا کی بہت سی ریاستوں اور دوبارہ متحد ہونے والے ملکوں میں بھی ہے۔ اس کی چند مثالیں حالیہ برسوں میں سامنے آئی ہیں۔ مثال کے طور پر جرمنی دوبارہ متحد ہوا ہے۔ اس کا مغربی حصہ زیادہ ترقی یافتہ ہے اور اس کے لوگوں کی آمدنی زیادہ ہے۔ ہانگ کانگ دوبارہ چین کا حصہ بنا ہے حالانکہ اس کی زیادہ آمدنی اور ٹیکنالوجیکل اور سائنسی ترقی معروف ہے۔

Marfat.com

نوعِ انسان کی پیش رفت کے دوران جب سے ملکیت کا تصور اُبھرا ہے، تب سے یہ عدم مساوات چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ آمدنی میں فرق اور اس کے ساتھ ملکیتوں کی شکل اور حجم میں فرق ہر معاشرے میں موجود ہے، جن میں جدید عراق بھی شامل ہے۔ اس طرح اتحاد کے بعد بھی یہ عدم مساوات موجود رہے گی۔

تاہم اس حقیقت کے باوجود ہمیں یہ ضرور کہنا چاہیے کہ جن معاشروں میں آمدنی اور ملکیتوں کا فرق ناانصافی کی وجہ سے ہوگا، ان کے اندر تنازعے بڑھیں گے۔ اگر اس معاشرے کی ریاست ان تنازعوں کو حل نہیں کرے گی تو اس کے وہ باشندے، جو کہ نیک ہوں گے، خود اس کا کوئی حل ڈھونڈیں گے۔ اگر ایسے لوگوں کو آئینی ادارے دستیاب نہیں ہوں گے تو وہ عدمِ مساوات کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے کوئی اور راستہ ڈھونڈیں گے۔ یہ راستہ انقلاب بھی ہو سکتا ہے۔ اگر وہ موجود آئینی اداروں کے توسط سے عدم مساوات کے مسئلے کا حل ڈھونڈنے میں ناکام رہے تو وہ اپنی سوچ، رویوں اور رجحانات میں بے عمل ہو جائیں گے۔ وہ، یا ان کا بہت بڑا حصہ، اپنے معاشرے اور اس کی ریاست کی داخلی اور خارجی سلامتی ترقی، وقار یا اس کے زوال کی طرف سے لاپرواہ ہو جائے گا۔ ان کا مثبت احساس اس حد تک کمزور ہو سکتا ہے کہ وہ یہ شعور تک کھو بیٹھیں کہ یہ احساس قوموں کے عروج کا ایک بنیادی عنصر ہوتا ہے۔

بنیادی طور پر اشتراکیت کا مفہوم معاشیات، تہذیب و ثقافت اور تعلیم کے میدان میں سماجی انصاف (Social Justice) ہے، اور سماجی انصاف تو عرب معاشرے کی جڑوں میں اس وقت سے موجود ہے جب اللہ رحیم و کریم نے انسان کے غیر منصفانہ سوچ اور رویوں کے خلاف اپنا پیغام دے کر پہلا پیغمبرانہ انقلاب برپا کیا تھا۔ اس تناظر میں عرب معاشرے میں تمام انسانوں کے حقوق و فرائض میں مساوات ہونی چاہیے۔ اگر انصاف کے بارے میں صرف باتیں کی جائیں اور اس کو عملی طور پر رائج نہ کیا جائے تو وہ لایعنی ہوتا ہے۔ اگر انصاف کو سنجیدگی سے رائج کرنا ہے تو قوم کے فرزندوں کو تعلیم و تدریس، صحت، تہذیب و ثقافت اور معیشت اور روپے پیسے اور دولت سے منسلک معاملات میں مساوی مواقع لازماً فراہم کرنے چاہئیں۔ قومی دولت کو قوم کے فرزندوں کی اکثریت کے مفادات کے مطابق خرچ کرنا ضروری ہے۔

جس سماجی انصاف کی ہم بات کر رہے ہیں، باہمی انحصار اور مواقع کی مساوات اس کی

Marfat.com

بنیاد ہے، اور سماجی انصاف کے حصول کا سب سے اہم وسیلہ ملکی دولت ہے۔قومی اتحاد کی صورت میں سماجی انصاف کو رائج کرنے کے لیے ملکی دولت کو اس طرح خرچ کرنا ہوگا کہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو خوشی حاصل ہو نیز انہیں تخلیقی اور عملی اعتبار سے کارآمد بنانا ہوگا۔

چنانچہ اشتراکیت میں سماجی انصاف ایک اخلاقی اور اصولی فریضہ نیز ایک عملی اور آئینی تقاضا ہوتا ہے۔

ہمارے نزدیک اشتراکیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک طبقے سے نجی ملکیت ختم کر کے دوسرے طبقے کی نجی ملکیت بڑھا دی جائے نہ ہی اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ دولت کو صرف تقسیم کرنا ہے بلکہ ہمارے خیال میں اشتراکیت سے بنیادی طور پر مراد ہے انصاف، دولت کی پیداوار اور ترقی۔ چنانچہ اس کا بنیادی فریضہ قوم کے فرزندوں کی مساوات کو مجروح کرنے والی ہر صورتِ حال کا خاتمہ ہے۔

اگر یونیورسٹیوں میں داخلے میرٹ کی بجائے سفارشوں پر ہوں گے تو نتیجہ قوم کے لیے منفی نکلے گا۔ اِسی طرح اگر ریاست چند مخصوص تاجروں کو درآمدی لائسنس دے اور باقیوں کو ان سے محروم رکھے تو ملکی معیشت غیر متوازن ہو جائے گی۔

تاہم اگر سکولوں میں داخلے مساوی بنیادوں پر ہوں گے تو معاشرے کے ہر طبقے کے بچے ملک کو ترقی دینے کے قابل بنیں گے۔ اگر تمام اہل تاجروں کو درآمدی لائسنس اور دیگر کاروباری مواقع مساوی بنیادوں پر ملیں گے تو ملکی معیشت ترقی کرے گی۔

Marfat.com

عرب ریاستوں کے اتحاد کا دستورالعمل

دورِ حاضر میں موجودہ حالات اور مستقبل کے ترقیاتی پروگراموں کی روشنی میں اور اہم احتمالات کی روشنی میں جو ایک طرف تو عرب قوم کے امن وسیادت کے لیے تو دوسری طرف دنیا کی امن وسلامتی کے لیے خطرہ ہیں، اس کے حوالہ سے مَیں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

قومِ عربیہ، سرزمین، تہذیب وتمدن، میراث اور بنیادی وسائل ومسائل کے ساتھ چلتے ہوئے غیر جانبداری کو اختیار کرتے ہوئے قومی ذمہ داری کے اسباب ومحرکات کو لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے خود عراق اس اعلان کرنے کی طرف جلدی کرتا ہے۔ تاکہ یہ اعلان عرب علاقوں کی عرب ریاستوں کے درمیان قومی تعلقات کی ایک تنظیم تشکیل دے۔ دوسرے یہ کہ عرب ریاستیں پڑوسی ممالک میں اس بات کا اعلان کردیں کہ وہ اس اعلان کا احترام بھی کریں اور اس پر عمل درآمد بھی کریں۔

اس اعلان کی بنیادی شقیں یہ ہیں!

i) تمام عرب ممالک اپنی اپنی سرزمینوں سے ان اجنبی فوجوں کو نکل جانے پر مجبور کریں اور دوسرے انہیں کسی بھی موضوع کے تحت اپنی زمین پر رہنے کی جگہ نہ دیں اور ان کے کسی بھی ایجنڈے کو قبول نہ کریں اور وہ کسی بھی حکومت کی برطرفی کو یا اور کسی بھی بات کو بہانہ بنا کر تمہارے علاقوں میں داخل ہونا چاہیں تو انہیں آنے کا راستہ نہ دیا جائے۔

ii) کوئی بھی عرب ریاست اپنے کسی جھگڑے یا مسئلہ میں کسی بھی دوسری عرب ریاست کے خلاف ان اجنبی افواج کی فوجی خدمات حاصل نہ کریں اور حتیٰ الامکان اپنے جملہ تنازعات کو اپنے مشترکہ قومی اور سفارتی سطح پر حل کریں۔

iii) دوسری شق میں ذکر کی گئی بات کی بنیاد پر ہم اجنبی ملکوں سے اپنے تنازعات میں کسی صورت میں بھی فوجی امداد نہ لیں گے، ہاں جب عالمی امن اور حکومتوں کے نظام کو خطرات لاحق ہوں اور ان خطرات کو دُور کرنا ہو تو اور بات ہے۔

Marfat.com

iv) جب بھی کوئی اجنبی ملک کسی بھی عربی ملک کی حرمت پامال کرنے کے لیے یا اس پر حملہ کرنے کے لیے یا اس میں آ گھسنے کے لیے کسی بھی ملک کے ساتھ مل کر سامنے آئے گا، اس وقت تمام عرب ممالک کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ایک ہو جائیں اور سب مل کر اس حملہ آور ظالم قوت کو للکاریں اور اس کا مقابلہ کریں۔ اس میں اپنے تمام وسائل کو استعمال کریں، ان کے ساتھ سفارتی و سیاسی بائیکاٹ کریں اور ہر میدان میں جس میں ملک و قوم کی ضرورت و مصلحت ہو اس میں دشمنوں کے خلاف قوم و ملک کی مدد کریں۔

v) تمام عرب ممالک تیل کے کنوؤں، فضائی حدود اور جغرافیائی حدود میں عرب ممالک کے مشترکہ قوانین کا التزام کریں۔

vi) تمام عرب ممالک جہاں تک ممکن ہو سکے غیر جانبدار رہ کر جنگ وغیرہ سے خود کو دور رکھیں اور جب تک کہ کوئی دوسرا ملک ان کی سرحدوں کی یا اس کے حقوق کی بے حرمتی نہیں کرتا اس وقت تک اس کے خلاف کوئی جنگی قدم نہ اٹھایا جائے اور کسی بھی غیر ملک کے ساتھ مل کر اس کے حق میں یا کسی بھی دوسرے ملک کے خلاف خواہ عرب ملک ہو یا غیر عرب، مشترکہ فوجی جنگی مشقیں نہ کی جائیں اور نہ ہی انہیں اپنی حدود میں کسی بھی ملک کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دی جائے۔

vii) تمام عرب ممالک ایک دوسرے کے ساتھ مشترکہ اقتصادی، ثقافتی، تعلیمی ترقیاتی پروگراموں وغیرہ میں حصہ لیں۔ جس سے خلیجی ممالک ہر طرح کی ترقی کی طرف گامزن ہوں اور سب ممالک ایسے کسی بھی فعل کے ارتکاب سے پرہیز کریں جو کسی بھی دوسرے ملک کے تعلقات کے بگڑنے کا ذریعہ بنے۔ اس میں ہم ایک دوسرے کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنے کی پالیسی بھی اختیار کریں، اور عرب تنظیموں، علاقائی سیاست جو اس اہم اعلان کی بنیاد پر مبنی ہے، میں کسی قسم کی دوری پیدا کرنے سے بچیں۔
تمام عرب علاقے ایک دوسرے کی اقتصادیات کو مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے کی بھرپور مدد کریں اور ایک دوسرے کی اقتصادیات کو اس طرح سہارا دیں کہ ''سامراج کی اجنبی قوت'' پر بھروسہ کرنے کی روش ختم ہو جائے۔

Marfat.com

viii) اس اہم اعلان کے بعد اس کی تمام بنیادی باتوں پر پوری استعدادیں خرچ کرنے کا پہلا اعلان خود عراق کرتا ہے اور اس بارے میں وہ اپنے تمام عرب بھائیوں کے ساتھ مذاکرات کرنے، ان کے تحفظات سننے اور ان کی گہری سوچ کو سمجھنے کے لیے بھی تیار ہے۔

عراق بڑی تاکید کے ساتھ یہ بات کہتا ہے کہ یہ اعلان ''جامعہ عربیہ'' کے میثاق اور مشترکہ دفاع اور جامعہ کے ممالک کے ساتھ مشترکہ اقتصادی تعاون کے معاہدہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ ہمارا یہ اعلان اس معاہدہ و میثاق کو اور زیادہ عزت دیتا ہے۔ اور نئی ہمتوں کے ساتھ اس کی ترقی کا ضامن ہے۔ اور مستقبل میں قومِ عربیہ اور ممالک اسلامیہ کو جو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں ان کو پوری قوت کے ساتھ ڈراتا ہے۔

اس اعلان کے وقت خود عراق ہر قسم کی قومی ذاتی اور علاقائی مصلحتوں سے بالاتر ذمہ داری نبھانے کی ابتداء کر رہا ہے۔ اس اعلان کو اسلامی و عربی حکومتوں کے سامنے پیش کرنے کے وقت میں خود دل کی گہرائیوں سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ یہ قومی اعلان اس وقت ہی حقیقت کی شکل اختیار کرے گا جب سارے کے سارے عرب اپنے خلاف ہونے والی جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے کیونکہ یہی بات ان کی بنیادی مصلحتوں کی حفاظت کی ضامن ہے اور یہی نقطہ نظر ہی آزادی کے مطمع نظر کو پورا کرتا نظر آتا ہے اور یہی وہ راستہ ہے جو قومِ عرب کی وحدت و اتفاق کو آسان کر دے گا۔

Marfat.com

عرب تنظیموں اور قوموں کو میری صدا!!

مَیں اپنی قوم اور حکومت دونوں کی طرف سے ایک بھائی کی حیثیت سے تم سب کی طرف متوجہ ہوں اور تم سے چند اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جبکہ تیز طوفان آ چکا ہے، اور تباہی و بربادی، قتل و غارت اور مقاماتِ مقدسہ کی اہانت اور توہین کی صورتیں اپنی انتہاء کو پہنچ چکیں اور یہ سب کچھ ہمارے اور ہمارے فلسطینی عربوں کے خلاف کمینہ فطرت بدمعاش مجرم، قاتل اور دہشت گرد صیہونی یہود اور اس کے باغی حلیف امریکہ کا کیا دھرا ہے۔ اور خدا نہ کرے کہ ان شریروں کے یہ اہداف و مقاصد پورے ہوں کہ اگر ایسا ہوگا تو پھر ان کا اگلا نشانہ ہمارے وسیع و عریض خطۂ عرب کے دوسرے ممالک ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ بھی یہ دہشت گرد طبقہ وہی کچھ کرے گا جو ہماری قوم اور قومِ فلسطین کے ساتھ ہوا۔ اسی لیے مَیں آج اپنی قوم کی خاطر، اپنے فلسطین کی خاطر، تم سب کی خاطر اور انسانیت کی خاطر تم سب کو پکار رہا ہوں کہ دیکھو کہ آج اس شریر امریکی اور صیہونی بدمعاش نے عالمِ اسلام کو کن مصائب میں ڈال دیا ہے۔

مَیں تمہیں ایمان کی گہرائیوں سے مخاطب ہوں اور میری یہ باتیں محض میرا خیال نہیں ہیں بلکہ یہ اس قوم کے ایمان کی گہرائی، اس کی عظیم تاریخ کی بنا پر ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ اس قوم کو ماضی میں بڑے سخت حالات سے دوچار ہونا پڑا اس کی تاریخ مصیبتوں اور تنگیوں کی تاریخ ہے اور جب اس کی ہمتیں چور ہو گئیں، مصائب کی راتوں نے اپنے پردے اس کمزور قوم پر ڈال دیئے۔ اس وقت بھی اس قوم نے اپنی ہمتیں نہیں ہاریں بلکہ جرأتوں کی شمعیں روشن کر کے اپنے لیے راستے متعین کیے اور انہیں منور کیا۔

ہم دنیا و آخرت میں تم سب کے لیے عزت اور آبرو اور ثواب کے امیدوار ہیں، ہم ہر کام میں تمہارے ساتھ ہیں، کہیں بھی تم سے جدا نہیں۔ البتہ شدید اضطراب کے حالات میں ہر ایک کو اپنے اپنے موَقف پر ڈٹ جانا چاہیے چونکہ ہم لوگ ہر ایک کے مقاصد اس کے اہداف اور اس کی ہمتوں سے واقف ہیں اسی لیے ہم سب کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہم ہر سطح پر مکمل

Marfat.com

کامیابی حاصل کرنے کے لیے اس استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور یہ کام ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور قوم اور انسانیت کے بھلے کے لیے کریں گے۔

اگر چہ اپنے علاقہ اور خطہ کے اعتبار سے ہم میں سے ہر ایک کی ایک اپنی اساس بنیاد اور اصل ہے اور اس کی ہمت وقدرت اور طاقت کے اعتبار سے اگر چہ اس کا اپنا ایک مقصد اور ہدف ہے لیکن چونکہ دراصل ہم ایک قوم ہیں اور ہمارا ایک مشترک مقصد بھی ہے، اس اعتبار سے ہماری جدو جہد اور ہمت وقدرت کا استعمال بھی ایک ہونا چاہیے۔ چنانچہ ہماری مشترکہ محنت اور جدو جہد وہ استعماریت اور سامراجیت کی دہشت گردی کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا ہے۔ ہمارے جوانوں میں اس کے لیے ہمت وقوت اور صبر واستقلال اور پائے ثبات بہت زیادہ ہے۔ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے جو ایمان والی اور اس کی ذات پر بھروسہ کرنے والی ہو۔ کیونکہ جو باطل کے خلاف حق کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اس کو دنیا میں بھی فتح دیتا ہے اور آخرت میں عزت وآبرو کے ساتھ بہتر ثواب دیتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ اس شریر صیہونیت اور امریکہ نے امت مسلمہ کو کن مصائب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ہم اس کو بار بار دہرا کر آپ لوگوں کو بوجھل نہیں کرنا چاہتے یہ باتیں تم لوگوں کے سامنے واضح ہیں اور تم لوگ انہیں میڈیا اور ٹیلی ویژن پر بھی دیکھتے رہتے ہو۔

اگر چہ آپ لوگوں میں سے اکثر کو فلسطینیوں پر یہ شکوہ ہے کہ وہ ارض فلسطین پر ان صیہونی یہودیوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر رہے اور انہوں نے 1930ء کے بعد صیہونی سامراج کے خلاف سر نہیں اٹھایا۔ پھر 1948ء میں تقریباً اکثر عرب تنظیمیں شکست کھا گئیں۔ لیکن اب تو اس بات کو کسی شک وشبہ کے بغیر کہا جا سکتا ہے کہ بہادر فلسطینیوں کا بچہ، بوڑھا، جوان اور مرد وعورت سب کے سب ان یہودیوں کا بھرپور مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ مجاہد بہادر فلسطینی اکیلے ہی ان دہشت گرد صیہونیوں، یہودیوں اور امریکیوں کی سازشوں اور دہشت گردیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ لوگ عربوں کی طرف سے بھی دفاع کر رہے ہیں۔ ان کی کوششیں اگر چہ کمزور ہیں لیکن ان کی کمزوری کا سبب فلسطین قوم کے ارادہ اور قوت کی کمزوری نہیں بلکہ حکام کی قراردادوں کی کمزوری یا ان کی اس ذمہ داری کے ادنیٰ احساس سے بھی عدم دلچسپی ہے جو انہیں قومی اور وطنی شرف سے آراستہ کرے گا اور انہیں غلامی اور ذلتوں کے طوق سے نجات دے گا اور انہیں امن و

Marfat.com

سلامتی کے کنارے لا کھڑا کرے گا۔

تمہارے جاننے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنی قوم کے بنیادی حقوق تک کے بارے میں قومی یا عالمی سطح پر بات تک نہیں کی اور اس قوم کی ان اقدار کو اجاگر نہیں کیا جو انہیں رب رحمان و رحیم کا لشکر بناتی ہیں تا کہ رب واحد واَحد پر ایمان رکھنے والی اس قوم کا کردار دوسروں کے لیے ایک مثال بنتا اور باطل کے اندھیروں میں نور پھیلانے والا ایک مینارہ ثابت ہوتا۔

ہم سب پر لازم ہے کہ ہم نہ تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بھولیں بلکہ انہیں یاد رکھیں اور نہ ہی قوم، بلکہ ساری انسانیت کے جو ہم پر حقوق ہیں ان کو بھولیں۔ ہم اس صورتِ حال کو بھی نگاہ میں رکھیں جو فلسطینی قوم کی قتل و غارت اور ان کی تباہی و بربادی کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے اور 1948ء کی غداروں کی غداری اور جانبداری بھی ہمارے نگاہوں کے سامنے رہنے چاہیے۔

آج ہم سے اس بات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ہم سب کے سب بیک زبان اور قلبی یکجائی سے بغیر کسی تردّد وانتشار اور اپنی صفوں کے خلفشار کے یہ بات کہیں اور ہمیں اس پر پورا یقین بھی ہو اور یہ ہماری قومی وطنی اور انسانی ذمہ داری بھی ہے کہ بدخصلت دہشت گرد امریکہ اور صیہونی یہودی جوارضِ فلسطین اور دوسری عرب زمینوں پر قبضہ جما کر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہمارے قانونی اخلاقی اور انسانی حقوق کو غصب کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سب کے سب دہشت گرد بدمعاش استعماری سامراج ہماری قومِ عرب اور فلسطینیوں کے خلاف آج ایک بربادی اور دہشت گردی کا مرکز بنا کر بیٹھ گئے ہیں۔ بلکہ آج یہ ہماری پوری اسلامی اور عرب قوم کے ہی خلاف دہشت گردی کا ایک اڈہ بنا چکے ہیں۔ اب ہماری صفوں پر واجب ہے کہ وہ عاجزی، کمزوری، چاپلوسی، امن اور رازداری کی سیاست ترک کر دیں، تا کہ ہم ان امریکیوں، صیہونیوں سے اپنے حق کا پورا پورا حساب لیں اور ان سے دوٹوک صاف صاف کہہ دیں کہ یہ امریکہ ان بدخصلت یہودیوں صیہونیوں کو ان کے حقوق دبانے، انہیں قتل کرنے اور انہیں برباد کرنے پر ابھار رہا ہے۔ ان بدفطرت صیہونی یہودیوں اور امریکہ کے اغراض و مقاصد ایک ہیں اور ان کا شریر مسلک ایک ہے اور امتِ مسلمہ کو برباد اور ذلیل کرنے کا مقصد و ہدف ان دونوں کا ایک ہے اور 9/11 کا حادثہ تو ان لوگوں نے اپنے ناپاک عزائم پر پردہ ڈالنے کی ایک چادر بنا رکھا ہے تا کہ یہ دونوں

Marfat.com

امتِ مسلمہ کو تباہ و برباد کرنے اور انہیں ذلیل کرنے کی پالیسیوں کو جاری رکھ سکیں۔

ہم پر لازم ہیں کہ فی الحال ہم اپنے اختلافی امور کو ایک طرف رکھ دیں تا کہ ہم باعزت طور پر اپنے مقاصد کو حاصل کر سکیں اور ہم سب کی سب مسلمان عرب اور غیر عرب مملکتیں قومیں اور حکومتیں اپنے مقاصد اور اہداف کو ایک بنالیں تا کہ دنیا ہمارا احترام کرے۔ جبکہ اب تک دنیا اور اقوام متحدہ امتِ مسلمہ اور قومِ عرب کی توہین کرتی چلی آئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ بعض ہمیں کمزور سمجھ کر ہماری توہین کرتے ہوں اور عربوں کا مذاق اڑاتے ہوں اور اس منحوس کام میں پیش پیش سرفہرست دہشت گرد امریکہ اور بدفطرت صیہونیت یہودیت ہے۔

ان سخت ترین حالات میں ہم پر لازم ہے کہ ہم ایک ہو جائیں اور اگر ہم سے ہو سکے تو اپنے تمام اختلافات کو یا تو بھلا دیں یا فی الحال انہیں مؤخر کر دیں اور ہر وہ فکر اور نظریہ جو ہمارے مقصد کی وحدت کو توڑتا ہو اور ہمارے بہادر مجاہد فلسطینی اس کو چھوڑ دیں اور جبکہ تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ یہ خبیث صیہونی یہودی امتِ مسلمہ کے خلاف نہایت خبیث جنگی پلانز بنا رہے ہیں۔ ان کی قیادت امریکہ اور دوسری مغربی ریاستیں کر رہی ہیں۔

لہٰذا اس نہایت خوفناک خطرہ میں اس آدمی کو بھی قوم کی خدمت کے لیے خود کو تیار کر لینا چاہیے جس میں اس سے قبل قوم کے ان شدید حالات کو دیکھ کر بھی کوئی حمیت پیدا نہیں ہوئی۔ انہیں چاہیے کہ وہ اس کے لیے مل کر ایک اجتماعی عمل کا خاکہ مرتب کریں۔ اور جو آدمی کمزور ہو وہ کم از کم قوم کے اس عظیم مقصد کو تو ضرور یاد رکھے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی جو ذمہ داری بنتی ہے اس کو تو یاد رکھے اور یہ بھی یاد رکھے کہ ہم سے بارگاہِ خداوندی میں جس بات کا سوال ہوگا اس کا حصول فقط باہمی اتحاد و اتفاق سے ہی ممکن ہے نہ کہ انتشار و افتراق سے۔

عراق اس وقت قومی، ملکی اور سیاسی اور قیادت کی سطح پر اس مسوؤلیت کو نبھانے کی استعداد رکھتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اور ہماری قوم کی رضا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کو دہرائیں، اس کو حیاتِ نو بخشیں، ہم ہر عقلِ مومن، سینۂ مومن، آزاد شریف آدمی کے جذبات اور پاک ضمیر کی نداء پر لبیک کہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کا حامی و ناصر ہوگا جو ذاتِ خداوندی پر بھروسہ رکھتا ہے۔

ان درپیش احوال میں ہم اپنی ذمہ داریوں کو خواہ ان کا تعلق ملکی سیاست سے ہو یا قوم

Marfat.com

سے ضرور محسوس کریں اور اگر امن وسلامتی کے احوال کا تقاضا سکوت یا سیاسی خاموشی ہو تو اور بات ہے لیکن جب شر اور ظلم وزیادتی کے حالات ہوں تو امتِ مسلمہ اور قوم پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ ان حالات کا نہایت غور وغوض سے مطالعہ کریں تاکہ ان امور کو طے کیا جا سکے جو شر کو دفع کریں اور باطل کو مٹائیں اور حق کی مدد کر کے اس کو کم سے کم نقصان سے بھی بچائیں۔ اور وہ امور سرانجام دیں جو امت مسلمہ اور قومِ عرب کو عزت وآبرو دینے کے ساتھ ساتھ رب قدیر کو بھی راضی کریں اور امت مسلمہ کے مستقبل کو روشن کریں اور اس کی حفاظت کریں اور اس کا مستقبل مشکلات سے دوچار نہ ہو۔

ہم مصائب ومشکلات کا رب کی مدد سے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے مقابلہ کریں ہمارا یقین ہے کہ فلسطین میں امتِ مسلمہ کو فتح نصیب ہوگی اور جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں قادر ہیں وہ کر ڈالیں اور اگر ہمارے دل ایک صف میں کھڑے ہو جائیں تو ہم جو چاہتے ہیں وہ کر سکتے ہیں۔ ہم دشمنوں کے فلسطین کو پوری طرح گھیر لینے کا انتظار کیے بغیر ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ آئندہ سال مارچ میں ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے تو یہ ایسا شخص ہے جو جلتے کوئلوں پر کھڑا ہو کر یہ کہے کہ آئندہ چند ماہ میں یہ کوئلے بجھ جائیں گے۔ عرب لوگ ایک دوسرے کو اس بات کی اب دعوت دے رہے ہیں کہ اس سے پہلے کہ فلسطین مزید مشکلات سے دوچار ہو اس کی مشکلات کے حل کے لیے کچھ ضروری اقدامات کر لیے جائیں۔ وگرنہ حالات اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو جائیں گے۔

ہم صاف دلوں اور پاکیزہ عقلوں کے ساتھ اس بات کی دعوت دیتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم میں سے جس میں بھی جو بھی طاقت اور اقتدار ہے وہ اس کو استعمال کرے۔ ہم اپنی مشترکہ قوت کو مل جل کر فلسطینیوں اور اسلام کی مدد کے لیے استعمال کریں تاکہ امتِ مسلمہ پر جو شر اور زیادتی دشمن کی طرف سے ہو رہی ہے اس کو دور کر سکیں۔ اس سب میں ہمارا بھروسہ رب تعالیٰ پر ہو۔ اس کی ایک نہایت مناسب صورت یہ ہے کہ ہم سب مل کر کعبہ شریف کو اپنا مرکز بنالیں یا کسی عرب ملک کو اپنا ایک دارالحکومت بنالیں۔ اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اکٹھا ہونے کی جو دعوت دے رہے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم میں پہلے اتفاق نہ تھا بلکہ یہ درپیش احوال کی وجہ سے ایک بار پھر مل بیٹھنے کی دعوت ہے۔

Marfat.com

عرب قیادت کے لیے ابھی سوچنے کا وقت ہے!!

اِن گزارشات کے شروع میں مَیں اس بات کی طرف اشارہ کر دینا چاہتا ہوں کہ باوجودیکہ ہمارے اور آپ کے درمیان گہرے اختلافات ہیں اور مقاصد ورجحانات میں تباین ہے پھر بھی مَیں نے تم سے مخاطب ہونا مناسب سمجھا۔ وہ اس لیے کہ اس وقت امت مسلمہ کو بڑے بحرانوں نے گھیر لیا ہے۔ اور اس کے مختلف پارٹ کھل کر سامنے آ رہے ہیں اور یہ ایک بہت بڑی سازش ہے جو امتِ مسلمہ کے خلاف ہے۔ مَیں نے بارہا اس سازش سے ڈرایا اور اس کو بار بار دھرایا کہ یہ طویل مدت سے صیہونی یہودی امپریلزم کی سازش ہے۔ ہاں جو عالمِ دنیا اور خاص طور پر عالمِ عربی کے سامنے اس صیہونی سازش کا نام لے گا وہ سازش اور خود وہ بھی زندہ نہ بچے گا۔

اس وقت عراقی عراق چاروں طرف سے غفلت اور غضب کا شکار ہے اور اس کے خلاف عالمی سازشوں کا جال بُنا جا رہا ہے۔ جس کی زد میں فلسطین بھی آ رہا ہے۔ اور یہ ساری صورتِ حال اقوامِ متحدہ اور دنیائے عالم کے سامنے ہے۔ اس سازش میں دشمنوں کے ساتھ ساتھ بعض اپنے بھی شریک ہیں، چاہے ان کے سامنے ایک ٹھوس مؤقف ہی کیوں نہ ہو۔ بس وہ ان سازشوں کے سامنے خاموش بے بس اور لاچار ہیں۔

اس وسیع عربی قوم کا حال یہ ہے کہ وہ روٹی کے ایک ٹکڑے، دوائی کی ایک گولی اور تعلیم کے لیے کاپیوں کتابوں تک کے لیے ترس رہی ہے۔ جمہور ملت اسلامیہ اور قوم عربیہ اس وقت حیران و پریشان ہے کہ ہم اسلامی عربی آب وہوا اور فضاء کو تباہ وبرباد ہونے سے کیسے بچائیں۔ اور اُن اسباب ووسائل کو کیسے مہیا کریں جو ملک کو تباہی سے بچائیں؟

چونکہ مملکت عراق اس وقت ان اسباب و وسائل کی سخت محتاج ہے اس لیے مجھے اجازت دیں کہ مَیں کچھ اہم باتوں کو عرض کروں جو ہم پر گزری ہیں اور آئندہ واقع ہونے والی ہیں۔ شاید رب تعالیٰ عرب ممالک کے رؤوسا کو ایک ٹھوس لائحہ عمل تیار کرنے کی توفیق دے کہ جس میں ہمیں خود اپنا اتنا لالچ نہیں جتنا کہ ہمیں امتِ مسلمہ اور قومِ عربیہ کی حفاظت وحمایت کا لالچ ہے

Marfat.com

تا کہ وطنِ اسلامی کو اس آگ میں جلنے سے بچائیں جس میں جلنے والے ممالک کا دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ جو ہر رطب و یابس کو جلاتی جا رہی ہے۔

مثلاً عراق کو ہی لے لیجیے کہ یہ حالات و واقعات کی ایک حقیقی تصویر ہیں، اس کی سیاسی جماعتوں سے قطع نظر عالمی طاقتیں جو اس کے درپے ہیں ان کا تعلق 2003ء کی جنگ سے نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے سے ہے۔ جس کو ریاست ہائے امریکہ اور اس کے حواری کب سے لڑ رہے ہیں، ان میں سے پہلے وہ جنگ تھی جس میں امریکہ نے اس جنگ کے لیے نہایت جھوٹے اور بے ہودہ دلائل دیئے تھے، جن میں وہ جھوٹا ثابت ہوا تھا اور اس جھوٹ کو خود امریکی ایجنسیوں نے جنگ بھڑکانے کے لیے گھڑا تھا☆۔ اور اس جنگ کا حقیقی مقصد عراق میں دخل اندازی کر کے اس کو تین ملکوں میں تقسیم کرنا تھا۔ اسی دن سے اقوامِ متحدہ عراق کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ختم کر دینا چاہتی ہے۔ بغداد پر قبضہ کے بعد ان لوگوں نے بغداد میں لوٹ کھسوٹ ملکی املاک کو آگ میں جلانے اور تمام حکومتی اور سویلین اداروں کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اور امن فوجوں کے نام سے جو فوجی دستے عراق میں آئے خود انہوں نے چوریاں کرنے املاک جلانے، چھینا جھپٹی کرنے، اور تباہی و بربادی پھیلانے کے تمام گزشتہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ یہ عراق کو جنگل میں تبدیل کر کے اس میں جنگل کا قانون نافذ کرنا چاہتے تھے تا کہ یہاں لاقانونیت اور زور زبردستی کا راج ہو اور روزانہ عوام قتل ہوں۔ (اور اس عراق میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ مترجم) امریکہ، برطانیہ اور صیہونیوں، یہودیوں نے ملک کے سب نظاموں کو تہس نہس کر دیا جس سے ہر انسان ان استعماری سامراجی فوجوں کی پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔

ان سامراجی افواج کے آنے سے پہلے ملک میں ایک جمہوری قانون تھا۔ پھر اس نظام کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کرنے کے لیے نئی جماعتوں کو جو عراق کو تقسیم کرنا چاہتی تھیں، کھڑا کرنے کے لیے کئی ملین ڈالر خرچ کیے گئے۔ جس سے ملک میں انتشار پھیل گیا۔ ملک میں ایک طوائف الملوکی کا دور دورہ ہونے لگا اور عراقی عوام کا اس طوائف الملوکی کو قبول کرنے پر مجبور کرنے کے لیے خون بہایا گیا۔

☆ یہ خبر بعد میں تمام دنیا کے سامنے آ گئی تھی کہ امریکی ایجنسیوں نے عراق کے خلاف جھوٹ بولا تھا، لیکن بش اور اس کے حواری دنیا سے معافی مانگنے کے لیے تیار نہیں۔

Marfat.com

سامراج نے ملک میں یہ انارکی پھیلانے کے لیے ایران کا تعاون حاصل کیا جس کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقہ کو استعمال کیا گیا۔ عراقی عوام کی مظلومیت کا نعرہ لگایا گیا اور خود ان میں فرقہ وارانہ فسادات کو بھڑکایا گیا۔

ایک عرصہ سے عراقی عوام اس غیر یقینی ماحول اور فضا میں اس عذاب اور خانہ جنگی کو بھگت رہے ہیں۔ یہ استعماری افواج جب ایک علاقہ میں خانہ جنگی برپا کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پوری قوت کے ساتھ دوسرے علاقوں پر ٹوٹ پڑتی ہے حتیٰ کہ انہوں نے ''سامرا'' میں امام الھادی ؓ کے مقبرہ پر بھی بمباری کی۔ ان لوگوں نے خون آشام فرقہ واریت کو ہوا دی اور لوگوں کو زبردستی علاقے چھوڑنے پر مجبور کیا۔ یہ سب کچھ ملک میں خانہ جنگی شروع کرنے کے لیے تھا۔ انہی خطوط پر چل کر یہ سامراجی افواج امریکی اور صیہونی منصوبوں کی تکمیل کے لیے عراق کو تین ٹکڑوں میں تقسیم کر دینا چاہتے ہیں۔ یہی وہ مؤقف ہے جس کو امریکی وزیر دفاع ڈونالڈ رمزفیلڈ نے صراحتہً سرکاری سطح پر اعلان کرتے ہوئے کہا تھا'' کہ جب خانہ جنگی شروع ہو جائے گی تو اس وقت افواج ملکی حالات میں دخل نہ دیں گی'' تاکہ ملک میں خوب انارکی پھیلے۔

میری ان گزارشات کی روشنی میں یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ امریکہ ہماری سرزمین پر غاصبانہ قبضہ کر کے ہمارے ملکی وسائل، دولت و ثروت اور تیل پر قبضہ کر کے ہماری قوم کے سارے نوجوانوں کو قتل کر دینا چاہتا ہے اور اپنا وہ قانون نافذ کرنا چاہتا ہے جس کو ہماری قوم ماننے کے لیے تیار نہیں۔

امریکہ کا ہماری قوم اور ہماری افواج کی اس خانہ جنگی کو بھڑکانے پر آمادہ کرنے کا یہ راز ہے اور ''فیلق بدر'' کو وزاتِ داخلیہ اور وزات دفاع سپرد کرنے کی غرض بھی یہی ہے کیونکہ وہ ایران کا ہم نوا ہے۔ یہ دونوں مل کر اب سرزمین عراق پر روزانہ مجرمانہ افعال سرانجام دے رہے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ جگہ جگہ شہر تباہ ہو رہے ہیں اور روزانہ بیسیوں لوگ اغواء ہو رہے ہیں۔

امریکہ اور ایران کا عراق کے خلاف اتحاد اور اس کی تباہی پر طرفین کا متحد و متفق ہونا اس تناظر میں بالکل واضح ہے باوجودیکہ ان دونوں ملکوں میں کھلا نظریاتی و تہذیبی تضاد اور تباین بھی پایا جاتا ہے۔

اِسی لیے عراقی عوام کو مسلح افواج اور امن افواج کی امدادی کارروائیوں سے دور رکھا جا

Marfat.com

رہا ہے اور امریکہ نے صرف یہی نہیں کہ امن فوجوں کے نام سے سرزمین عراق پر قاتل درندوں کو مسلط کر دیا ہے بلکہ ایسی خفیہ فورسز بھی داخل کی ہیں جو فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دے کر ملک میں قتل و غارت اور انارکی کو اور زیادہ ہوا دے رہی ہیں۔

ان سب باتوں کا ایک ہی جواب ہے کہ امریکہ یہ بات تسلیم کر لے کہ وہ سازشیں کر کے عراق کو تقسیم کر دینا چاہتا ہے۔ ملک کا نظام و قانون تباہ و برباد کر کے یہاں جنگل کا قانون نافذ کرنا چاہتا ہے اور کسی ایسی فوج کو موقع نہیں دینا چاہتا جو یہاں امن قائم کرے۔ ان سب باتوں سے قطع نظر یہ فقط تدریجی طور پر عراق کو تقسیم کر دینا چاہتا ہے۔

عراق کی تقسیم کے نتائج فقط سرزمینِ عراق پر ہی ظاہر نہ ہوں گے بلکہ یہاں معروف عالمی صیہونی تحریک بھی ایک خطہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ 80ء کی دہائیوں میں اسرائیل کے وزیر اعلیٰ کے مشیر خاص ''مناحسِم بیگن'' نے اپنے وثائق میں اس بات کو واضح کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ ''عظیم تر اسرائیل'' کی بقا سارے خطۂ عرب کی تقسیم میں منحصر ہے خواہ وہ ممالک مشرق میں ہوں یا مغرب ہیں۔ اس کی کتاب کا نام ''80ء کی دہائی میں اسرائیل کی حکمت عملی'' ہے۔

آگے وہ لکھتا ہے کہ ''اسرائیل کے یہ منصوبے فقط اسی وقت پورے ہو سکتے ہیں کہ جب خطۂ عرب کے پڑوسی ممالک اسرائیل کے مقاصد کے تکمیل میں ان کا ساتھ دیں۔ جیسے ایشیاء میں ترکی اور ایران اور افریقہ میں ایتھوپیا اور یوگنڈا وغیرہ۔''

اس مقصد کو حاصل کرنے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ملک کی اقلیتوں، فرقہ وارانہ فسادات کو اور دینی قوتوں کو ہر طرح سے بھڑکا کر ملک کے امن کو تباہ کر دیا جائے اور خطۂ عراق کی تقسیم کی بنیاد پر خطۂ عرب کی تقسیم کے مقصد کو حاصل کیا جائے۔

اس وقت عراق کی سرزمین پر کئی امریکی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں جو ان کی قراردادوں اور اسٹریٹیجک پالیسیوں کو عراق کی تقسیم میں استعمال کر رہی ہیں۔ ایک امریکی صحافی ''لیزلی گیلب'' نے اس کو واضح کیا ہے کہ امریکہ اور صیہونیت اس عراق کو تین خطوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں تا کہ صیہونی یہودی سازشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

ان تفصیلات کے بعد اے سعودی اور عربی حکمرانو!

ان کی سازشوں کو سمجھو، عراق پر گزرنے والے واقعات نا قابلِ فہم نہیں۔ اور یہ کوئی

Marfat.com

امریکہ سے غلطی سرزد نہیں ہو رہی بلکہ یہ ایک منظم سازش ہے جس کا مرکزی ہدف عراق ہے جس کو تین ریاستوں میں تقسیم کرنے کی پروگرام ہے۔ایک شمالی عراق میں ''کرد ریاست''، دوسری وسطِ عراق میں ''سُنی ریاست''، تیسری جنوبی عراق میں ''شیعہ ریاست''،امریکی صیہونی اس سازش کی تان خطہ عرب پر جا کر ٹوٹے گی۔ کہ عرب ایک چھوٹی سی جماعت بن کر رہ جائیں گے۔اور اس ابھرتے عراق کی قوت و طاقت کو ختم کر دیا جائے گا اور قومِ عرب کی بیداری کے لیے اٹھنے والے تحریکوں اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے والوں کو بالکل ختم کر دیا جائے گا۔

ان حالات کو دیکھ کر عراق میں ہونے والے واقعات اور فلسطین کی وطنی پارٹیاں اسرائیل کے ساتھ انقلابِ آزادی کے بارے میں بالکلیہ اتفاق کرتی جا رہی ہیں۔ یہ لوگ باہم مل کر اسرائیل کے لیے ''شارونی وطن'' قائم کرنا چاہتے ہیں۔آخر میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ باوجودیکہ ''حماس'' انتخابات میں کامیاب ہوگئی ہے مگر امریکہ اور یورپ حماس کے ساتھ تعاون نہ کرنے پر اسرائیل کے ساتھ متفق ہیں۔ پھر آزاد سیاست کا کیا معنی؟ مقصد صرف اتنا ہے کہ اسرائیل کو غزہ کی پٹی تک اور غربی کنارے تک توسیع دی جائے جو اقتصادی اور رہائشی جگہیں ہیں۔ اس سے ان کے دو اہم مقاصد ہیں ایک تو اسرائیلی ریاست کے لیے یہودیوں کی حمایت کرنا اور دوسرے فلسطین سے فلسطین عوام کا انخلاء کرنا اور اطراف عالم سے جتنے لوگ بھی فلسطین میں آ کر پناہ گزین ہوئے ہیں ان سے چھٹکارہ چاہنا اور انہیں عراق کے کسی خطے میں ایک نیا ملک بنا کر جا بسانا۔

اس قسم کے حالات سوڈان کے شہر ''دارفور'' میں بھی پیش آئے اور اس مغربی مداخلت کا مقصد فقط سوڈان کو شرقی اور غربی حصوں میں تقسیم کر کے عربوں کی عربیت کو ختم کر ڈالنا ہے۔ یہ لوگ تدریجی طور پر صرف سوڈان کو ہی نہیں بلکہ پورے خطۂ عرب کو ہی ختم دینا چاہتے ہیں۔ اس لیے سوڈانی حکومت کے سوڈان کو تقسیم ہونے سے بچانے کے اقدامات بے سود ثابت ہو رہے ہیں۔ یہ مغربی صیہونی سامراج شام اور لبنان کی ابھرتی طاقتوں کو بھی ختم کر دینا چاہتے ہیں اگر چہ شام نے امریکہ کا بھرپور ساتھ بھی دیا ہے بالخصوص عراق کے خلاف، لیکن اس کے باوجود یہ مغربی طاقتیں اس کو بھی ختم کر دینا چاہتی ہیں۔

یہ لوگ نہ صرف شام کے نظامِ حکومت کو بدلنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں بلکہ روز

Marfat.com

بروز اس کا اصرار بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ اور شام پر سامراجی غلبہ حاصل کرنے کے لیے ان کے خلاف بھی اس طرح جھوٹ گھڑے جا رہے ہیں جس طرح عراق کے خلاف گھڑے گئے تھے۔ ''حریری'' کا اغواء شام کے خلاف سازشوں کا ایک بہت بڑا ثبوت تھا۔ اور شام کے خلاف لبنانی طیاروں کی تیاری اس سازش کا بنیادی جز ہیں۔ اِسی طرح امریکہ اور ایران مل کر یمن میں فتنہ کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ جن سازشوں کا میں نے ذکر کیا ہے یہ میرا کا وہم ہے تو وہ ضرور یہ بات جان لے کر یہ صیہونی سازش بلا استثناء پورے خطۂ عرب کو گھیرے گی۔ پہلے عراق، شام، لبنان اور سوڈان کے ملکوں کو تقسیم کیا جائے گا، پھر اردن کی حکومت کے نظام کو درہم برہم کیا جائے گا اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو کہ اس کے بعد پھر سعودی عرب بھی نہ بچے گا۔ اس کو بھی کئی حکومتوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ عربی مغرب کو ''بربری حکومت'' بنا دیں گے، ایک حکومت ''قبطیوں'' کی بن جائے گی اور تیسری حکومت ''عربوں'' کی ہوگی۔ پھر ان خلیجی ممالک کی آبادیوں کے اکثر حصوں کو عربوں سے خالی کرا لیا جائے گا۔ اور پھر ان کی تیل کی دولت کو غیروں کے ہاتھوں میں منتقل کر دیا جائے گا۔

یہ ہماری غلطی ہوگی کہ اگر ہم سعودی عرب اور مصر کی حکومتوں پر صیہونی یہودی اور امریکی حکومتوں کے بے جا اصرار اور دباؤ پر نظر نہ ڈالیں۔ کبھی تو یہ ان کے خلاف جمہوریت کا نعرہ بلند کرتے ہیں اور کبھی ان کے خلاف دہشت گرد ہونے کا پروپیگنڈا کرتے ہیں اور امریکی فوجوں کے موافق فوجی نعرے لگاتے ہیں۔ ''مشہد'' میں ہونے والے ستر کی دہائیوں کے واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مستقبل قریب میں عراق میں جو کچھ ہونے والا ہے اور عرب ممالک کے سامنے جو کچھ آنے والا ہے یہ سب کچھ ''واشنگٹن'' سے کرایا جا رہا ہے اور یہ مستقبل کا لائحہ عمل تیار ہو رہا ہے جو عراق اور عرب ممالک کے خلاف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ملک شام نے امریکی مؤقف کو اپنایا ہے اور اتحادی افواج کے عراق پر حملے کے دوران شام نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ امریکہ ملک شام پر اپنا سامراجی قبضہ باقی رکھنا چاہتا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس نے کس طرح نئے امریکی ہدف کی طرف مڑتے ہوئے عراق پر اتحادی افواج کے حملہ میں ساتھ دیا ہے۔

آخر میں ہم یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ امریکی کانگریس نے اپنا جو اعلامیہ مصر اور سعودی

Marfat.com

عرب کے خلاف جاری کیا ہے وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ تدریجی طور پر ان دونوں ملکوں پر حملہ کرنے کا لازمی پروگرام ہے۔

مَیں نے اِن گزارشات میں موجودہ اور آئندہ زمانہ میں خطۂ عرب کو پیش آنے والے خطرات سے آپ سب کو آگاہ کر دیا ہے اور جو بھی حقیقی نظر سے ان حالات کو دیکھ رہا ہے وہ اس کو سمجھ رہا ہے اس وقت ضروری ہے کہ ہم خطۂ عرب کے سب ممالک کے دشمنوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی ساری عسکری وغیر عسکری صلاحیتوں اور قوتوں کو ایک جگہ مرتکز کر دیں اور اس تاریخی چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور ایسا کبھی نہ ہو کہ جو ہم کو مختلف خطوں ملکوں اور تنظیموں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے، اس کے آگے جھک جائیں۔ بلکہ ہمیں اس کا مقابلہ کرنا چاہیے اور کیا امریکی اور صیہونی بڑائی کو تسلیم کرتے ہوئے ہم اس کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں؟

اگر جذباتیت اور نظریاتی سوچ سے الگ ہو کر صرف عراق کے حالات پر ہی غور کر لیا جائے تو ہمیں اس کا جواب خوب سمجھ میں آ جائے گا۔

1980ء میں ایران نے عراق پر جو جنگ مسلط کی، پھر اس کے بعد 1991ء میں اتحادی افواج نے عراق پر جو حملہ کر دیا، اس کے بعد اس پر اقتصادی پابندیاں لگا دیں پھر 2003ء میں اس پر جنگ مسلط کر دی۔ ان سب حالات کے باوجود عراق نے میدانِ جنگ میں امریکہ کی ناک کاٹ کر رکھ دی ہے اور اس کو مٹی چاٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ بلکہ اگر امریکہ عراق میں کامیاب ہو جاتا تو وہ ضرور بہ ضرور اس کے بعد شام، مصر اور سعودی عرب پر حملہ کا پروگرام بھی بنا لیتا بلکہ وہ عرب ممالک کی تقسیم کے سارے ہی منصوبوں میں کامیاب ہو جاتا۔

ہم سب کو ایک امریکی جنرل ''ریٹائرڈ بیرل'' کی اس بات کو بھولنا نہیں چاہیے جو اس نے عراق پر حملہ کرنے کے بعد تمام عرب کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے، انہیں رسواء اور ان کی توہین کرنے کے لیے اور ان کو محکوم بنانے کے لیے کہی تھی بلکہ اس نے ساری دنیا کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ ''ہمیں شام کی آزادی کے لیے اپنے لشکروں اور فوجوں کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے'' کیونکہ صرف عراق میں اس کے ساتھ جو ہو رہا تھا اس کو دیکھتے ہوئے اس کو یہ کہنا پڑا تھا۔

عراق کی مسلح جنگ نے نتائج کو پلٹ کر رکھ دیا، جس سے امریکہ پہلے تو پسپا ہونے پر مجبور ہوا۔ پھر اس نے اپنے بنیادی منصوبے پر از سرِ نو غور کرنا شروع کیا۔ جو عراق سے شروع ہو کر

Marfat.com

دوسرے خلیجی اور عرب ممالک تک جاتا تھا۔ اگرچہ عراق نہایت دشوار حالات سے دوچار تھا اور جنگ نے اس کے لیے کافی مشکلات پیدا کر دیں تھیں مگر عراق نے نہ صرف یہ کہ امریکہ کے آگے جم کر مقابلہ کیا بلکہ اس جنگ کو دوسری عرب ریاستوں تک پھیلنے کے آگے بند باندھ دیا۔ اور پوری دنیا پر امریکی آمریت (ڈکٹیٹر شپ) کے قائم ہونے کو ختم کر کے رکھ دیا۔ اس لیے قومِ عرب کو ان مسائل سے نکالنے کے لیے یہی ایک تاریخی حل ہے کہ ہم سب مسلح ہو کر ان سامراجی قوتوں کے خلاف میدانِ جہاد میں نکل آئیں۔ اور مادی وسیاسی اور میڈیا کی ہر سطح پر ان کا مقابلہ کریں اور عراق جنگ میں عراق کے خلاف سازشوں میں جن لوگوں نے حصہ لیا اور جو لوگ اس کی امداد سے پیچھے ہٹے ہیں ان سب کو پہچانیں۔

اے قابلِ قدر راہنماؤ!

عراق جنگ مقابلہ نے ان فتنہ پردازوں کی سازشوں کا تاروپود بکھیر دیا۔ اور ملک میں خانہ جنگی کو ختم کر دیا۔ عراق نے امریکہ کے آگے کسی بھی طرح سے سر جھکانا تسلیم نہ کیا۔ انشاء اللہ عنقریب ساری دنیا دیکھ لے گی کہ امریکہ کو یہ جنگ ختم کرنی پڑے گی اور اس کو عراق کی سرزمین سے اپنی فوجیں نکالنی پڑیں گی۔ اور امریکہ کو اب آئندہ عرب ممالک میں اپنی سازشوں کا جال پھیلانے کا خواب بھی پورا ہوتا نظر نہ آئے گا۔ عرب سربراہوں کی قیادت میں منعقد ہونے والے اجلاس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ امریکی، صیہونی اور ایرانی سازشوں پر بند باندھنے کے لیے ایک طاقتور مؤقف قائم کیا جائے جو عربوں کی نہ صرف وحدت کی حفاظت کرے بلکہ ان کی عربیت اور ان کے خطہ کی قیادت وسیاست کو بھی بچائے۔

ضروری نہیں کہ ہم علی الاعلان یہ مقابلہ کریں کہ کیونکہ ہم عربوں کی تنظیموں کے حالات اور ان کی طبیعت کو خوب جانتے ہیں ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ اقوامِ متحدہ کی آڑ میں امریکہ نے عراق کو اپنا غلام بنانے کے لیے جنگ کا جو سلسلہ جاری کر رکھا ہے اس میں ہم امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ نہ آئینی اور نہ غیر آئینی۔ اور اس کے لیے ضروری نہیں کہ ہم عراق کے لیے امریکہ سے مسلح جنگ لڑیں۔ لیکن یہ بات ضرور یاد رکھی جائے کہ عراق جنگ میں عراق کا ساتھ دینے کا شرعی اور قانونی حل فقط یہی ہے کہ ہم عراق کے ساتھ مل کر امریکہ کے خلاف ایک مسلح جنگ لڑیں اور یہ نہ صرف عراقی قوم کی ہی خدمت ہوگی بلکہ سامراج کے خلاف اور اس کی سازشوں

Marfat.com

کونا کام کرنے کے لیے اور دوسرے عرب خطوں کے خلاف سازشوں کا جال بچھانے سے اس کو روکنے کے لیے ایک زبردست حل ہوگا۔

آپ لوگ رسمی یا غیر رسمی طور پر جب مسلح جنگ کا اقرار کر لو گے تو آپ لوگوں کا یہ اقرار خود بخود ایسے کسی بھی حل کو قبول کرنے سے انکار کر دے گا۔ عراق جنگ کا سیاسی یا اسٹریٹیجک حل نہ ہو، جبکہ یہ عراق جنگ ان ظالموں سے عراق کو آزاد کرانے کی ایک جنگ ہے کہ جس کے نتیجہ میں ایک قومی، وطنی، اتحادی ممالک کا قیام ہوگا جس میں ٹیکنو کریسی وغیرہ نہ ہوگی۔

ایک شک کو دُور کرنے کے لیے مَیں ایک اور بات کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ہمارا یہ مقابلہ کسی بھی حال میں عرب ریاستوں کو امریکہ کے ساتھ کسی مشکل میں پھنسانا نہیں چاہتا۔ ہم کئی طریقوں سے اس مشکل سے بچ سکتے ہیں۔ اس میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ عرب قیادت کسی بھی ایسے قانون کو وضع کرنے سے بچے جس سے سامراج کو مثبت نتائج ملیں۔ خاص طور پر عراق کی حکومت کے معاملہ میں اور ہم ایسے کسی جنگی حل کو قبول کرنے سے بچیں جس سے استعمار کو عافیت ملے اور اس کو یہاں اپنے قدم مزید مضبوط کرنے کا موقع ملے۔

قابلِ احترام قائدو اور راہنماؤ!

مناسب ہے کہ اس مقام پر ہم ملک فہد مرحوم کے اس قول کو بھی ذکر کر دیں جو انہوں نے خلیجی حکمرانون کے سامنے ایران عراق جنگ کے خاتمہ پر منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں کہے تھے وہ یہ کہ ''ہمیں چاہیے کہ ہم ہر خلیجی شہر میں' صدام حسین، کا ایک ''مجسمہ'' (اس کی یادگار میں) نصب کریں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو ہم ہندوستان کی گلیوں میں بھیک مانگنے والے بھکاریوں کی طرح بھیک مانگتے پھرتے ہوتے۔''

آج ملک فہد مرحوم کی یہ بات اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ کیونکہ آج تمہارے حُکام اور تمہارے ممالک کا رویہ عراق میں واقع ہونے والے نتیجہ اور انجام پر موقوف ہے۔ اگر تو عراق نے امریکی سازشوں کے آگے بند باندھ دیا اور ان کی فتوحات کو روک دیا اور شخصی واجتماعی ریشہ دوانیوں کی جڑ کاٹ دی تو ٹھیک ہے وگرنہ اگر یہ عراق مقابلہ میں کمزور پڑ گیا تو ملک فہد مرحوم کا یہ قول عنقریب حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ کھڑا ہوگا۔ کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ اگر عراق میں امریکہ کو فتح ہوتی ہے تو تمہارے گھروں اور ہر قسم کے (تعلیمی، فوجی حکومتی) مراکز کو

Marfat.com

درہم برہم اور تہس نہس کر کے رکھ دیا جائے گا۔اور نہ صرف یہ کہ خلیجی ممالک کی تقسیم در تقسیم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا بلکہ ہم سب پر رب کی (ناراضگی اور ذلت ونکبت کی) لعنت برسے گی۔اس لیے مَیں نہایت اخلاص اور سچائی کے ساتھ تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم لوگ عراق میں کسی شخص کو بھی غلبہ حاصل کرنے کا موقع نہ دو بلکہ تم لوگ اپنی سرزمین کی حفاظت کے لیے ان لوگوں کی مدد کرو جو امریکہ کو ذلیل ورسواء کرنا چاہتے ہیں۔اوران کے دلوں میں رب تعالیٰ کے کلمہ کی عظمت ہے اور وہ قومِ عرب کی حفاظت وحمایت پر کمر بستہ ہیں۔خواہ کسی بھی طور پر اور اس ضمن میں تم لوگ اپنے باہمی اختلافات کو بھلا دو۔

تم لوگ خود کو نجات بھی دلا سکتے ہو اور خود اپنے ہاتھوں خود کو قبروں میں بھی اتار سکتے ہو۔اب اختیار تمہارے ہاتھوں میں ہے۔مَیں پورے اخلاص کے ساتھ تم لوگوں سے اس بات کی توقع کرتا ہوں کہ تم لوگ اپنی، اپنے کنبوں کی اور قومِ عرب کی حفاظت وحمایت کرنے کو اختیار کرو گے اور تم لوگ کھلے دلوں کے ساتھ اس جنگ میں عراقیوں کی حمایت کرو گے جو اس جنگ کے آگے سدِ سکندری بن کر کھڑے ہیں جو پھیل کر پوری قومِ عرب کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہتی ہے۔

انشاء اللہ اس سامراج کی عراق میں شکست فلسطین صیہونی سازشوں کی ناکامی اور شام، لبنان، سعودی عرب اور مصر کے امریکی دھمکیوں سے آزاد ہو جانے کا سبب بنے گی۔اور سعودی عرب کو جو دوریاستوں میں ایک عرب اور دوسری بربری ریاست میں تقسیم کرنے کی سازش ہے اس کے آگے بند باندھ دے گی۔اس لیے اے عرب قیادت! تم اپنی ذمہ داری کو خوب نبھاؤ اور خدا کو سامنے رکھ کر نبھاؤ اور ان تقاضوں کو پورا کرو جو امتِ اسلامیہ عربیہ اور تاریخ چاہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے، تمہیں آزادی کی راہوں پر چلائے اور تمہارے اٹھتے قدموں میں خیر دے۔

Marfat.com

خلیجی جنگ عربوں کے لیے سبق آموز واقعہ ہے

ہر سال آٹھ اگست کا دن ہم پر ایک روشن چاند بن کر نمودار ہوتا ہے اور صبح کا وہ ستارہ بن کر ہماری قوم وملت کے آسمان پر چمکتا ہے جس سے اندھیری رات کا مسافر راہ پکڑتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کا ہماری قوم انتظار کرتی ہے۔ جس میں عرب مجاہدین نے جہاد کیا تھا تاکہ ان کا حال بھی ان کے ماضی کی طرح ہو جائے۔ اس دوران دشمنوں کی آنکھوں میں ہماری صورت کھٹکتی رہی۔ یہ لوگ ہم کو حرص کی شدت سے للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے اور ہم سے لڑتے تھے۔ اور ہماری اقدار کو بنظرِ حقارت دیکھتے تھے۔

8 اگست کا دن جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھلی فتح دی۔ یہ آٹھ سالہ جنگ کا نتیجہ تھا جو ہمارے ساتھ شر اور برائی چاہنے والوں نے لڑی تھی۔ ان کے پیچھے عالمی صیہونیت امپیر یلزم اور شر پسند یہودیوں اور ان کی مسخ ولعین فطرت کا ہاتھ تھا۔ اس دن کے روشن چاند اور روشن صبح نے ہمارے لیے قوم کے حقیقی اقتدار کی راہ دکھائی ہے کیونکہ آج اس کے اقتدار کے آگے کچھ کرنے کے بہترین مواقع ہیں خاص طور پر فلسطین اور لبنان میں۔ اس نے قوم کے نوجوانوں کے ایمان و عقل سے لبریز دلوں کو مہمیز کا کام دیا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے مؤقف اور اس کی سطح کے بارے میں ایک تحریک پیدا ہوئی ہے۔ تاکہ وہ انکار کے قابل بات کو رد کریں اور اپنی امنگوں کو بروئے کار لائیں۔ اور اپنی پیاسی سرزمین کو کبھی نہ ختم ہونے والے پانی سے سیراب کریں۔

یہ ہماری عراقی قوم ہے جس کی استعدادیں فلسطین اور ''جولان'' کے قید خانوں میں محبوس پڑیں ہیں اس طرح سعودیہ کی سرزمین بھی ہے جو ہمارے لیے مقدس ہے اور ہماری قوتیں کمزوری کی جیل میں قید ہیں۔

ہمارے وہ حکام جو ذلت اٹھانے کے عادی ہوگئے ہیں انہیں اپنی کرسی کے علاوہ کسی شے کا غم نہیں۔ کیا ان کی ذلت وعار کے لیے یہی بات کافی نہیں کہ ان کی مقدس سرزمین پر، اس کے پانیوں پر اور اس کی فضاؤں میں دشمن کے جہاز چلتے پھرتے اور اڑتے پھرتے ہیں۔ کیا یہ ابو

Marfat.com

الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ولادت نہیں، یہ عراق ہی تو ہے جس کو تباہ کرنے کے لیے یہ طیارے اڑتے پھرتے ہیں تاکہ عراق کی آبادیاں تباہ کریں اور یہاں کے بچے عورتیں اور بوڑھے قتل کریں۔ کیا یہ سب کچھ دیکھ کر خاموش رہنا خیانت اور غداری نہیں؟

یہ لوگ ہلاک ہوں جنہوں نے خود کو بیچ کر غیر ملکیوں کو اپنا آقا بنالیا اور اپنا سب قیمتی اور غیر قیمتی سب اثاثہ ان کے سپرد کر دیا۔ اور ان امریکیوں اور صیہونیوں کو ملک وقوم کا جو کچھ بیچنا ممکن تھا وہ بیچ دیا۔ یہ لوگ تھوڑے سے مال کے لیے اور حقیر کرسی کی خاطر ملک وقوم کے مال کو بیچنے کے لیے ان یہود ونصاریٰ کے اجرت کے وکیل بن گئے۔

عراقی قوم! تم قدرت و ہمت والے بنو، وہ سیدھی راہ دکھانے والے بنو جو نظر کو دھوکہ نہ دے۔ اور آج کے بعد سے لے کر قیامت تک کے لیے اہلِ ایمان کے دل اور ان کی عقلیں اس راہ سے پُر امید رہیں ہم ان باتوں کی طرف جو مومن کے ارادے کو ثابت کرتی ہیں صرف اشارہ کریں گے، انہیں کھول کر بیان نہ کریں گے۔

ان لوگوں نے تمہاری قومی زبان اور وحدت دونوں کو برباد کرنے کا ارادہ کیا اور (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو کہ) انہوں نے تمہارے جھنڈے کو توڑنا چاہا انہوں نے ہر شریف اور باعزت کی عزت کو قدموں تلے کچلا۔ لیکن خدا نے باطل کے مقابلہ میں حق کو فتح دی اور ایسا مجاہدین کے خون سے اسلام کے جھنڈے کے رنگین ہونے کے بعد ہوا۔ ان لوگوں نے میدانِ جنگ میں بھی اور ایران کی جیلوں میں بھی اپنا قیمتی خون عراقی قوم کی قسمت بنانے کے لیے بہا دیا۔ ان کے لیے اور ان کے گھر والوں کے لیے ہماری طرف سے اور عراق کی طرف سے خراجِ عقیدت ہے وہ عراق جو ہر ایک کے لیے پاک وطیب ہوا، کھانے کے لیے حلال لقمہ اور امن وامان اور اطمینان ویقین کی فضا اور ماحول مہیا کرتا ہے۔

یہ تمہارے وہ بہادر سپوت، بھائی اور مرد ہیں جنہوں نے جنگ کے میدانوں میں باطل کے خلاف حق کے جھنڈے بلند کیے اور بصرہ سے لے کر شمال کے دور دراز علاقوں تک وطنِ عزیز کے بر و بحر کی حفاظت کی۔

اگر ہم اپنے نوجوانوں بہادر مجاہدوں کے میدانِ جنگ میں دکھائے گئے کارناموں کی تفصیل بیان کرنا شروع کریں تو ہمارے قلم ان کے حق کو ادا کرنے اور ان کے مقصد کی عظمت کو

Marfat.com

بیان کرنے سے عاجز آ جائیں لیکن اس سال اس منعقدہ محفل میں ہم نے اپنا طریقہ ذرا بدلا ہے وہ یوں کہ ہم تمہیں میدانِ جنگ سے حاصل کردہ عظیم تجربات بیان کریں گے، جو ہر ایک مخلص کے اپنے وطن اور قوم کے ساتھ محبت واخلاص کے ایک طریقہ کو لیے ہوئے ہے۔ یہ اسباق ایسی باتوں کے سننے والے مشتاق کی حاجت کو پورا کریں گے۔ تاکہ مستقبل کی روح روشن و چمکدار بنے اور ہمارے حال کو اور زیادہ عزت وشرافت ملے اور باطل کے خلاف حق کے مؤقف کو اور زیادہ مضبوط کرے تاکہ اس کے سامنے باطل کا ہر جھنڈا اور خود اہل باطل بھی سرنگوں ہوں اور اہل حق اور ان کا جھنڈا پورے ایمان اور یقین کے ساتھ سربلند اور لہلہاتا رہے۔

لیجیے! ان جنگوں سے مَیں نے جو تجربات اور اسباق حاصل کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے!

- جب تک تم سانپ کا سر کچل دینے کی طاقت نہیں رکھتے اس کو مت بھڑکاؤ اور ہر حالت کے لیے تیار رہو اور اس کے اچانک حملے کے لیے مستعد رہو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔
- جو تمہیں حقیر سمجھے اس کو قریب مت آنے دو۔
- جب تمہارا ارادہ پیچھے ہٹنے کا نہیں تو دشمن کو انجام کے بارے میں اچھی طرح بتلا دو جب کہ تمہارا ارادہ دشمن سے لڑتے ہوئے اپنے دفاع کا ہے۔ اور کبھی دشمن کا آخر وقت تک لڑنے کا ارادہ ہوتا ہے لیکن وہ تمہیں اس کی خبر نہیں دیتا۔ اب انجام سے بے خبری تمہاری حماقت کے علاوہ کچھ نہیں اور کبھی تمہارا اس کو اپنے لڑنے کی مدت کی خبر دینا اس کو آخر تک لڑنے پر تیار کر دے گا۔ لہٰذا تم دشمن کو اپنی پوری خبر نہ دو تاکہ تمہارا حملہ تو سخت ہو اور تمہارا دفاع مضبوط ہو۔
- بزدلوں اور بہادروں میں اور مخلصوں اور اپنے واضح مقاصد اور مؤقف نہ رکھنے والوں میں برابری نہ کرو۔ اس طرح پاکدامنوں اور گندے کردار والوں، سچوں اور جھوٹوں کے درمیان بھی برابری نہ کر۔ اسی طرح ملک کے سربرآوردہ لوگوں اور گھاس پھونس جیسے لوگوں میں بھی برابری نہ کرو۔
- جو فیصلہ کر انصاف سے کر، اس میں اپنی خواہش داخل کر کے اس کو بوجھل نہ بناؤ اور جس مجرم کی اصلاح کی امید نہ ہو اس کو بھاگنے کا موقع مت دو۔

Marfat.com

- جب تک میدان قتال میں لڑنے کا موقع درست نہ ہوتو نہ تو اپنی جگہ اور مورچہ کو چھوڑو اور نہ اپنی آواز دوسرے کو سناؤ۔
- رحم کو عدل وانصاف کا تاج بنادو۔ تردد کی جگہ حزم واحتیاط کولو، جلد بازی کی بجائے تحمل اور متانت کو اپناؤ، جوشِ غضب کی جگہ حکمت سے کام لو حماقت کی بجائے عقل کو اپناؤ اور دشمن کو اپنے اوپر حملہ کا موقع نہ دو۔
- نہ تو دشمن کو تم میں طمع ہو اور نہ دوست تم سے مایوس ہوں۔
- دشمن اور دوست کو ایک نہ سمجھو خواہ دشمن سے صلح بھی ہو جائے کہ کہیں دشمن تم پر حملہ کرنا آسان نہ سمجھ بیٹھے اور دشمن تمہارے دوست کی دوستی اور اس کے حقوق کا مذاق اڑانے لگے۔ ہر ایک کو اس کی صفت کے مطابق حق دو۔
- تمہاری عقل وضمیر تمہارا بادشاہ وسلطان ہو تا کہ تیری زبان اور تیری خواہش زبان کو عقل کے ساتھ باندھ دے اور ضمیر کو اپنی خواہش کا رقیب بنادے۔
- اپنا راز چھپاؤ، اس کو ظاہر نہ کرو اور جو بات امانت رکھنا ضروری ہو اس کو اپنے جیسے کسی کے پاس جس کو تم آزما چکے ہو، رکھ دو اور اپنا راز اس کو پہلے دو جس کی زبان اور دوستی کو تم آزما چکے ہیں۔
- معمولی شے کو بھی حقیر نہ سمجھو کیونکہ بسا اوقات چھوٹی سی کنکری بڑا شیشہ توڑ دیتی ہے۔
- لوگوں کے رازوں کی حفاظت کرو انہیں دوسروں کے مونہوں میں نہ ڈالو۔
- فیصلہ کرنے کے بعد شرمندہ نہ ہو۔ خطا سامنے آئے تو اس کی اصلاح میں تردّد نہ کرو سہولت پسندی تمہیں گمراہ نہ کرے خواہ راستے تمہارے قدموں کو خون آلود کر دیں۔ کہ ان کے بغیر زندگی کے بلند مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔
- جو لوگ مشکل حالات میں نہیں گھبراتے ان جوانوں پر اعتماد کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی طاقت سے بڑھ کر اعلیٰ رتبہ اختیار کرتے ہیں نہ کہ پست رتبوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔
- تمہاری زبان تمہارا مؤقف ہے اس کو ڈھیلا مت چھوڑو۔ وعدے کثرت سے نہ کرو جو تم پورے نہیں کر سکتے اور ایسی دھمکیاں نہ دو جو تم پوری نہیں کر سکتے۔
- دشمنوں کے حملہ کے وقت شروع سے ہی اس کے مقابلے میں اپنی ساری طاقت نہ

Marfat.com

جھونک دو اور نہ ہی یہ فرض کرو کہ اس کے استعمال سے یقینی نتیجہ حاصل ہو جائے گا۔ کیونکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ بالعکس نکلتا ہے اور دشمن غالب آ جاتا ہے۔

- صرف اپنی ہی طاقت پر بھروسہ نہ کرو بلکہ اپنے دوسرے شریکوں کی طاقت پر بھی بھروسہ کرو۔ کیونکہ بسا اوقات تمہارا ابڑا اہم ساتھی کمزور پڑ جاتا ہے پس تم اپنی برتری کی بنیاد اس کی کمزوری پر نہ رکھو اور اس کی کمزوری کو قوت میں بدل دے۔ اس کی پوری پوری مدد کرو اس کو خوب جوش دلاؤ اور بھروسہ دو۔ یاد رکھو کہ جس کام کی بنیاد اجتماعی فعل پر ہو اس کو فی الحال جماعتی انداز سے کرنا ہی عمدہ اور اعلیٰ نتائج دے سکتا ہے۔ کیونکہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اور جماعت سے بچھڑنے والوں پر شیطان کا ہاتھ ہے۔
- امید نو سے بڑھ کر کوئی شے فتح دلانے والی نہیں اور حاکم اور محکوم کے درمیان انسانی تعلق سے بڑھ کر کوئی شے اونچا رتبہ دلانے والی نہیں اور جنگوں کے حالات میں صبر و ثبات اور تحمل و بردباری سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔
- اس سے خدمت نہ لو جو نااہل ہو اور تجربہ جس کی اہلیت کو کھول کر واضح کر دے اس کو محروم نہ کرو۔
- کوئی دلخراش بات کر کے ساتھی کا دل نہ توڑو۔ اس کو اپنی نصیحت سے محروم نہ رکھو اور اس کی خطا کو معاف کر دو۔
- ہمیشہ مجرب طریقہ کو ہی اختیار کرنا بہتر نہیں اور ہر حال میں اس کو چھوڑ دینا بھی حکمت نہیں۔
- دشمنوں کو نگاہوں کے سامنے رکھو اس کو پیٹھ پیچھے نہ رکھو۔
- خود موقع نکال کر کام کرو اور موقعہ ملنے کی امید پر بیٹھے نہ رہو۔
- حکمت کے ساتھ ندامت کو دور کرو تا کہ کہیں ندامت کا بوجھ تمہارے لیے ناقابل برداشت نہ ہو جائے۔
- زندگی میں فقط کھانے پینے کی ہی حرص نہ رکھو۔ کیونکہ لوگوں کو ایسے دل والے انسان کی قیادت کی ضرورت نہیں۔ لوگوں کو ایسے دل والے قائد کی ضرورت ہے جو لوگوں سے محبت کرتا ہو، بُرے افعال کو ناپسند کرتا ہو کسی بات سے اگر ناراض ہوتا ہو تو راضی بھی ہو

Marfat.com

جاتا ہو۔اس میں حلم وطیش یکساں ہو تیوری چڑھاتا ہو تو مسکراتا بھی ہو۔وہ اپنے نظریہ اور اقتدار میں توازن واعتدال رکھتا ہو اور کھانے پینے میں افراط سے نہیں بلکہ اعتدال واقتصاد سے کام لیتا ہو۔

- جو تمہارے سامنے خودستائی کرے اور وہ واقعی کسی انعام کا مستحق نہ ہو تو جان لو کہ وہ خود تمہارے سامنے اپنی مذمت کا گواہ ہے۔جبکہ اس کو اس تعریف کے اظہار کے لیے کوئی سبب بھی نہ ہو۔
- لوگوں کی زبان زمین پر کتاب ہے، اس کو پڑھنا مت چھوڑو۔اور نہ ہی ہر بات جو تم پڑھو اس کی تصدیق کرو۔
- جس وقت تمہاری نظر آسمان پر اٹھی ہو اس وقت تمہارے قدم زمین پر ہوں۔کبھی زمین پر سے اس وقت قدم مت اٹھا لینا جب تم آسمان پر ہو کیونکہ زمین اور آسمان میں سے کسی کا بھی بدل نہیں ہے۔
- دوسروں کے اسباق سے ان کی قیمت ادا کرنے سے پہلے فائدہ اٹھاؤ اور اگر تم دوسروں کے سبق سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تو اپنے سبقوں سے فائدہ اٹھاؤ۔اور اس کی قیمت ادا کرو اس سے پہلے کہ وہ اتنی ہو جائے جس کا ادا کرنا تمہارے لیے مشکل ہو جائے اور اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو کم از کم احمق اور بے وقوف کہلانے سے ڈرو۔یا یہ کہ تمہارا انجام ہلاکت اور بربادی ہو اس بات سے ڈرو۔
- شر سے بچو، اس کو کماؤ نہیں اور اس کو نیکی سے دور کرو اور جب شر سر چڑھ جائے تو اس سے منہ نہ موڑو بلکہ اس کا پورا پورا مقابلہ کرو اور اپنے پر سے کمزوری کے شیطان کو جھٹک دو کیونکہ اللہ تعالیٰ بہادر سے محبت کرتے ہیں اور شیطان ان سے ڈرتا ہے اور اس لیے بھی کہ شر یہ احمقوں اور ظالموں کا شیطان ہوتا ہے اور کمزوری ایک اور شیطان ہے لہٰذا تم ایک بہادر فعال متحرک اور چست مومن بن کر ان سب شیطانوں کو اپنے اوپر سے جھٹک دو اور میدانِ جنگ میں بھی شیطانی نقشوں کو مٹا دو۔مگر ان سب باتوں میں تمہارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔
- ہر ضرورت کے وقت اپنے ماضی پر بھروسہ نہ رکھو بلکہ یہ دیکھو کہ اب حالات کا تقاضا

Marfat.com

کیا ہے اور اگر ایسا نہ کرو گے تو تم تو ماضی پر تکیہ کر کے بیٹھ رہو گے۔ لہٰذا تم زندہ ثابت ہو اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ رکھو اور موجودہ زمانہ میں زندگی کا ثبوت دو۔

- دشمن سے پہلے خود اپنے سے ہوشیار رہو اور مد مقابل سے پہلے دوست سے ہوشیار رہو۔
- معمولی سی اچھی یا بری بات کو نظر انداز نہ کرو۔ یاد رکھو کہ بڑی آگ چھوٹی سی چنگاری سے لگتی ہے اور خوشبو کا ایک قطرہ فضا کو معطر کر دیتا ہے۔
- ہر وہ کام نہ کرو جو تم کر سکتے ہو بلکہ وہ کام کرو جو صحیح اور قانونی ہو۔
- شریف لوگوں کی اصلیت یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ ہر عیب والے کام سے حیاء کرتے ہیں اور جو حیاء نہیں کرتے اس کو کسی بڑے اور اہم کام میں مت لگاؤ۔ اس کو بس اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ہی استعمال کرو۔ بس
- نہ تم بے جا کسی شے کا مطالبہ کرو اور نہ ہی اپنا حق چھوڑو۔ ہاں جو تم سے زیادہ کسی شے کا حق دار ہو اس کے لیے حق چھوڑ دو۔ اور حق اور واجب ذمۂ ادا میں موازنہ نہ کرو۔ کیونکہ جو غیر حق کے درپے ہوتا ہے یا غیر واجب میں لگ جاتا ہے وہ اکثر اپنا آپ ضائع کر بیٹھتا ہے۔ اور ان دونوں میں سے کوئی بات بھی مومن عربوں مسلمانوں اور عراقیوں کی صفت نہیں۔
- یاد رکھو کہ تمہیں اپنے کسی کیے پر تو ندامت ہو سکتی ہے خواہ وہ میدانِ جنگ کا ہی کوئی عمل کیوں نہ ہو لیکن کیے ہوئے صبر پر تمہیں کوئی ندامت نہ ہوگی۔
- قیادت کے موقع پر ان لوگوں کو مت بھولنا جنہوں نے فتح اور نصرت کے وقت اونچا کردار ادا کیا اور میدانِ جنگ میں ان لوگوں نے خوب جنگی جوہر دکھلائے۔ البتہ جن لوگوں نے اپنی ذمہ داری کے وقت کمزوری دکھلائی یا بزدلی کا مظاہرہ کیا ان لوگوں کو قیادت میں مت لینا۔
- اپنے امور کے لیے فرصت نکال کر اس وقت کو کام میں لاؤ اور موقع وہ نہیں جو تمہارے خود ہاتھ آ جائے۔ بلکہ موقع وہ ہے جو تم خود تلاش کرو۔
- حقیقی موقع وہ ہے جو تم کام میں لے آئے نہ کہ وہ جس کے حاصل ہونے کا تم تصور کر لو۔

Marfat.com

- اس پر اعتماد کو جو مشکل مرحلوں میں تمہارے ساتھ ہو اور اپنے راز دوسروں کو نہیں بتاتا اور جو تمہاری صفوں میں رہ کر دوسروں کو اپنے راز بتلاتا پھرتا ہے اسے سے بچو۔
- کسی کو اس کے حق سے زیادہ اس کی کسی ذاتی فضیلت کی وجہ سے نہ دو وگرنہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ اس کا حق ہے۔ کیونکہ اگر تم نے گزشتہ میں اس کو اس سے کم دیا ہے تو اب لوگ اس کو تمہاری کوتاہی تصور کریں گے اس سے تمہیں اس کے ساتھ نیکی کرنے میں نقصان ہوگا اور بجائے فائدہ کے الٹا ضرر پہنچے گا۔
- اپنی عام اسکیمیں اور لائحہ عمل وہ بناؤ جو عام لوگوں کی قدرت میں ہوں اور ان کی ہمت سے بڑھ کر کوئی پروگرام تشکیل نہ دو کہ وہ اس سے بھاگیں گے اور بزدلوں کو بہادر بنا دے اور جن کو لوگ آخری درجہ کا سمجھتے ہیں تم انہیں اوّل درجہ کا بنا دو۔
- جب تم دیکھو کہ تمہارا غصہ تمہیں قابل ندامت امور کی طرف لے جارہا ہے تو رُک جا اور ان حالات میں قدم اٹھا جن میں ہوائے نفس کا دخل نہ ہو کہ وہ تم کو مقصد سے ہٹا دے گی۔ یا تیرے دل تک رحمت کو آنے سے روک دے گی۔
- تمہارا اپنے قابلِ اعتماد لوگوں پر کسی ایک بات کی وجہ سے بدگمانی نہ کرو اور اصل کو چھوڑ کر فرع کو اختیار نہ کرو، ہر ایک کے کردار کی اس کی صفات اور اس کے مؤقف کی بنیاد پر حفاظت کرو۔
- زندگی کے روزمرہ کے عادی امور میں ہر ایک کی عادات واطوار کو اپنے سامنے رکھو اور جہاں مشکل حالات میں اس کے کردار کی بلندی کا موازنہ کرنا پڑے تو اس کی گزشتہ عادات کو اپنے سامنے رکھو۔
- بخل کی بجائے کرم وسخا کو، فضول خرچی کی بجائے میانہ روی کو، بے رخی وبے التفاتی اور جفا کی بجائے التفات واعتناء کو، انتقام کی بجائے معافی کو، بغض کی بجائے محبت کو اختیار کرو۔ اور جب دو متضاد صورتیں پیش آ جائیں تو ان میں سے معتدل اور متوازن اور درمیانی صورت کو اختیار کرو۔ اور البتہ اس کو اپنا دائمی اور ہمیشہ کا دستور اور قانون ہی نہ بنالو۔
- اصول وقوانین فقط زندگی کی ترقی کے لیے ہی نہیں ہوتے بلکہ یہ تو زندگی کا تاج ہیں۔

Marfat.com

اصولوں کو چھوڑ کر گھٹیا سطح تک مت اترو۔اور بغیر سند کے ان کو چھوڑنا بھی نہیں۔

- جب تم چاہو کہ تم سے کم سے کم خطائیں سرزد ہوں اور جہاں تک ہو سکے تم معتدل اور عدل گستر رہو تو یاد رکھو شیطان کمزور دلوں کو بہکاتا ہے اور ایمان سے خالی دلوں میں اپنا گھونسلہ بنالیتا ہے۔اور خود کو دشمن اور مدمقابل کی جگہ رکھ کر خود پر غور کرو، تاکہ تم جان سکو کہ حق تمہارے ساتھ ہے یا نہیں یا یہ کہ حق تمہارے دشمن کے ساتھ ہے۔
- اہم اور اونچے کاموں کے لیے اس کو چنو جو قوم وملت کی خدمت کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں اور استعدادیں لگانا چاہتا بھی ہو اور جانتا بھی ہو نہ کہ ان کو جو قوم وملک کی طرف امید کی نگاہیں اٹھائیں کہ یہ اپنے اموراور اپنی مصلحت کو خود سنبھالیں۔
- جو کسی خاص اکرام کا حق دار نہ ہو اس کا وہ اکرام نہ کرو کہ ایسا کرنے سے تم دو باتوں کا نقصان ایک ساتھ کرو گے۔ایک تو صاحب حق کا وزن اور تاثیر ختم ہو جائے گی اور دوسرے تم غیر مستحق کو اس موذی وہم میں مبتلا کردو گے جس کا وہ مستحق تھا۔

اے عراقی نوجوانو!

جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مادیت میں یا دنیاوی ریاکاری میں آگے آگے ہے تو اس کے پیچھے مت چلو بلکہ تم لوگ خاص اپنا رستہ اپناؤ۔اور جس میں ثقافت وتہذیب، مقاصد، تعلیم اور شریفانہ مہذب قانونی اخلاق کے اعتبار سے روحانیت اور اونچے اخلاق ہوں اس کے پیچھے چلو۔کیونکہ یہ شخص تمہارے لیے نہایت بلند، گہرے اور زیادہ راسخ اثرات والا ہوگا۔

اے قوم عرب! تم اپنے اس بلند کردار سے سبق حاصل کرو جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اور وہ تمہارا عظیم مقصد ہے۔اپنی اس عظیم قوم کے لیے ہماری اور تمہاری طرف سے ایک وارفتہ اور ازخود رفتہ عاشق کی محبت ہے۔اور ہماری یہ محبت عرب اور انبیاء کی امت سے ہے اور ہر اس عربی مرد اور عورت سے ہے جو اپنی نیت، مؤقف اور دعوت میں سچا ہیں۔

Marfat.com

مَیں کویتی نوجوانوں کو حقائق بتانا چاہتا ہوں

میرے بھائیو! گزشتہ زمانہ میں بھی اور آئندہ زمانہ میں بھی خدا جانے کب تک ایسا ہوتا رہے گا ہمارا اور تمہارا مشترکہ دشمن ہمیں اور تمہیں تکلیف پہنچا رہا ہے جو نہ کویت کا دوست ہے اور نہ عراق کا، جس کے شر کی چنگاریاں تمہارا دامن بھی جلائے جا رہی ہیں اور اس کی تپش ہمیں بھی پہنچ رہی ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کی یہ آزمائش کب ختم ہوگی، کب وہ اس گرہ کو کھولے گا، اور ان موذیوں کو برباد کرے گا اور حالات اور احوال اپنے صحیح رُخ پر آ جائیں گے جس سے امت مسلمہ کے لوگوں کے دل خوش ہوں گے۔

مَیں یہ کہتا ہوں کہ جو لوگ دوسروں کی مدد سے تمہارے عراقیوں بھائیوں کو تکلیف پہنچانے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور انہیں تباہ و برباد کرنے کی سکیمیں بنا رہے ہیں وہ صرف اقتصادیاں پابندیاں ہی نہیں لگانا چاہتے بلکہ انہیں بالکل ہی مار دینا چاہتے ہیں ہم اپنے ان بھائیوں کے سامنے دوطرفہ صورتِ حال واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ اور جو مناسب ہے اس کو یاد دلانا چاہتے ہیں اور میری یہ نصیحت تم لوگوں، اپنی قوم کے نوجوانوں اور دنیا بھر کے سب خیر پسند لوگوں کو ہے کہ وہ عراق پر ہونے والے آج کے مظالم کے بارے میں صحیح فیصلہ کریں۔

مَیں اور میری قیادت کی پالیسی یہ ہے کہ عراق میں ہم خود بھی اور کویت میں بھی اپنے عراقی بھائیوں کو برائیوں اور تشویشوں سے بچائیں اور دوسروں کو بھی جو دشمن پر غالب آنے کو ناممکن سمجھتے ہیں انہیں اس بُرے شبہ سے نکالیں۔ اس بے ہودہ اور باطل شبہ کا انجام نہایت بھیانک اور سیاہ نکلے گا۔

مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہم نے ہمیشہ سے اب تک مناسب باتوں کے وقوع تک توقف کیا ہے اور اپنی بات کی اساس و بنیاد کا دفاع کیا ہے پھر حقائق و واقعات کی مزید وضاحت کر دیتے ہیں۔ 2 اگست 1990ء سے نئے قانون کے لاگو ہونے کی بناء پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ سے آپ لوگوں کی عقل و ذہانت پر اعتماد کرتے چلے آئے ہیں، اور طاغوت کا طیش، اور نادانوں کی

Marfat.com

نادانی جوان ناسمجھ لوگوں نے برائی دکھانے کے لیے ظاہر کی، جس میں انہوں نے ان لوگوں کا کردار ادا کیا جو کھلے اعلانیہ اور نہایت شرمناک طریقہ سے ان طاغوتوں کی گود میں جا گرے، یہ سب صورتِ حال تم کویتیوں کو صحیح حالات سمجھانے کے لیے کافی ہے تا کہ تم لوگ حقیقت کو واضح دیکھ سکو۔ اور تا کہ تم لوگ ہر ایک قومی، وطنی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والے غیرت مند مومن کے مؤقف کو بھی جان لو تا کہ وہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے عراق کے بھائیوں پر سے اذیت میں تخفیف کا سبب بنے۔ لیکن ہمارے اس مؤقف پر جس پر عراقی قوم کے ہر شخص نے اعتماد کیا ہے اور جس کو ''بیروت کانفرنس'' میں تسلیم بھی کر لیا گیا اور جس کو کویت کے حُکام نے بھی مانا مگر بعد میں وہ ان قراردوں سے پھر گئے۔ ڈر ہے کہ کہیں یہ بات رب کی رحمت کے دروازے کو بند نہ کر دے۔

شاید تمہیں قادسیہ کی دوسری عظیم جنگ یاد ہو جو جنگ کے شعلے بھڑکانے والوں کے خلاف تھی۔ ہم نے کویت کے ساتھ اس جنگ میں فتح پائی تا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کے حل طلب مسائل حل ہوں۔ پھر جب تمہاری حکومت کے ذمہ داروں نے ہماری دعوت کی طرف کوئی توجہ نہ دی تو ہماری دہشت اور خوف میں اور اضافہ ہوا۔ کیونکہ پھر تم لوگوں نے اکتوبر 1989ء میں امریکی فوجوں کے ساتھ مل کر جنگی مشقیں شروع کر دیں۔ یہ جنگی مشقیں امریکی حکمرانوں کی زیرِ نگرانی شروع ہوئیں تھیں۔

امریکی کانگریس کی فروری 1990ء کی کانفرنس میں ''جنرل نورمان شوارسکوف'' نے یہ کہا تھا کہ:

''خلیجی علاقوں میں امریکی فوجیں بڑھانے کی ضرورت ہے تا کہ کہیں عراق اپنے پڑوسی ممالک کو ڈرانا نہ شروع کر دے۔''

ان لوگوں کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ تمہارے عراقی بھائیوں کے خلاف اقتصادی سازشوں کا جال پھیلائیں۔ اور ہمارے پرانے تیل کے کنوؤں پر بھی قبضہ کریں اور نئے کنویں کھود کر ان پر بھی قبضہ کر لیں اور ہماری تیل کی دولت کو عربوں کے علاقوں سے نکال کر جنوب مغرب کے ممالک میں لے جائیں۔

دوسری طرف ان امریکیوں نے کویت کی مالی مدد کر کے انہیں یہ دھوکہ دیا کہ اب ان

Marfat.com

سے ان کا تیل 21 ڈالر فی بیرل کی بجائے سات ڈالر فی بیرل ان سے لینے لگے۔ یوں ان کی ہی دولت ان سے لوٹنے لگے۔ باوجودیکہ ہم نے انہیں بہت سمجھایا تھا۔

ہم نے ان کی سازشوں کو بڑی تیزی سے ختم کرنا شروع کیا۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک اور بالکل ظاہر سازش وہ مشترکہ جنگی مشقیں تھیں جو عراق اور بغداد کی مخالفت میں جنرل شوارسکوف کی زیرِ قیادت جاری تھیں جن کی قیادت کویتی حکومت خود کر رہی تھی یہ اتحادی فوجوں کی عراق اور بغداد کے خلاف جنگی کارروائیاں تھیں۔ یاد رکھو کہ یہ صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ عربوں اور مسلمانوں کا بھی بغداد ہے۔ امریکیوں اور کویتی حُکام کی یہ جنگی سرگرمیاں ہمارے سامنے تھیں۔ پھر امریکیوں کی کویتی حُکام کے ساتھ مشترکہ لائحہ عمل کی واضح تصویر ہمارے سامنے آ گئی اور ان کی طرف سے مسلسل خطرناک احوال وحوادث اور نہایت خطرناک قسم کی دھمکیاں بھی ہمارے سامنے آنے لگیں اور یہ لوگ کسی سفارتی سطح یا مذاکراتی سطح کے حل یا باہمی گفتگو یا تبادلۂ خیال کے لیے سرے سے تیار ہی نہ تھے۔ یہ دونوں حکومتیں عراق کے ساتھ صرف جنگ کو ہی چاہتی تھیں تو پھر اپنے دفاع اور اس کی اہمیت اور ہر ایک قیمتی جان کی حمایت وحفاظت کے احساس کے تحت 2 اگست 1990ء کے واقعات پیدا ہوئے۔

تیز رفتاری سے پیش آنے والے احوال وواقعات نے ہم پر بھی اور تم لوگوں پر بھی یہ ظلم کیا کہ انہوں نے ہمیں حقائق واقعات کو سمجھنے کی فرصت تک نہ دی۔ پھر اس سے قبل کہ تم لوگوں پر بُرے حالات آتے ان فتنہ پردازوں نے تم لوگوں کو گمراہ کرنے میں بڑا مضبوط کردار ادا کیا۔ اور ایسا ان لوگوں نے کیا جن کا رویہ اور نیت عراق کے بارے میں ظالم اور بدعنوان غدار عناصر کے ساتھ معاون نہ تھا۔ ان ہی میں وہ لوگ بھی تھے جو امریکیوں کے ساتھ مل کر عراق پر ظلم کر رہے تھے۔ تو اس کے نتیجہ میں وہ احوال سامنے آئے جن پر ہمیں بھی افسوس ہے۔ اور اگر تم لوگ خود کو ہماری جگہ تصور کر کے ان احوال پر غور کرو گے تو یقیناً تم لوگ بھی وہی کرتے جو ہم نے کیا تھا۔

اے کویتی بھائیو!

ہم تمہارے بارے میں وہی خواہش رکھتے ہیں جو اپنے عراقی ہم وطنوں کے بارے میں رکھتے ہیں وہ یہ کہ تم لوگ آزاد بن کر زندگی گزارو اور کوئی غیر تمہارے ارادوں تمہاری قراردادوں، تمہارے انجام، تمہاری دولت، تمہارے حال اور مستقبل غرض کسی بھی شے پر غالب نہ

Marfat.com

آئے اور نہ ہی ان پر ناجائز قبضہ کرے۔ اور یہ کہ تم لوگ آزادانہ اور مومنانہ طور پر اپنی قوم اور ملکی وسائل و دولت کی خدمت کرو اور کوئی باطل یا ظالم تم پر غالب نہ آسکے اور کسی سامراج کا تمہاری سرزمین پر قبضہ نہ ہو۔

تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارا عراق اپنی تاریخ، ایمان اور قوم کے اعتبار سے سب سے غنی اور بے پرواہ ہے۔ اور مادی غنا کی وجہ سے وہ ہر ایک شے سے غنی ہے اور یہ مومنین عربوں کی قدر و قیمت کو جانتا ہے اور یہ عراق اپنی اقتصادی و مادی دولت سے بھی خوب مالا مال ہے اس کی اساسی دولت تیل کی دولت ہے جس کے کویت والے بھی مالک ہیں اور عراق بھی اس دولت کے ایک جزء کا مالک ہے۔ جب تمہارے پاس تیل ختم ہو جائے گا یا لوگ اس کو تم سے لے جا کر اس کو اپنی طاقت و قوت کا بنیادی آلہ بنا لیں گے۔ تو عراق میں بھی دولت و ثروت کی کمی ہو جائے گی۔

تم لوگ اور دوسرے لوگ بھی اس کا بارہا تجربہ کر چکے ہیں کہ جب کویت میں تمہارے اصحابِ اقتدار کمزور پڑے تو ان لوگوں نے اپنے ملک کا سرمایہ اور اس کی دولت کو غیروں، اجنبیوں یعنی یہودیوں، صیہونیوں اور امریکیوں کے بنکوں میں رکھوانا شروع کیا جن پر ان غیر ملکیوں کا قبضہ ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ یہ غیر اب تمہاری دولت کے ساتھ ساتھ تمہارے ملکوں پر بھی فوجی قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور تم لوگ یہ بھی جانتے ہو کہ یہ اجنبی جب تمہارے ملکوں پر قبضہ کرتے ہیں تو تمہارے وطنوں کی پاک مٹی کو ہی نہیں روندتے بلکہ تمہارے ملکوں کی قیمتی جانوں کو بھی ہلاک و برباد کر دیتے ہیں اور دین و عقل کو برباد کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی ہلاک کرتے جاتے ہیں ہاں جو لوگ اسلحہ اٹھا کر ان کا مقابلہ کرتے ہیں وہی لوگ ان کے شر سے بچ پاتے ہیں۔ پس ہماری عراقی قوم اور ملت کی طرف سے ان ایمان والوں کو سلام عقیدت ہے جو ان اجنبی سامراجیوں اور استعماریوں کے خلاف اسلحہ اٹھا کر ملک و ملت کو ان کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ان اہل ایمان کو بھی سلام عقیدت ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب تک ہم آگ برسا کر ان سامراجیوں سے اپنی زمین کو پاک نہیں کر لیتے ہمارے لیے جینا عار ہے۔

اور نیکوکار مجاہدوں کے ان دستوں کو بھی سلام جو زندہ ہوں یا شہید ہوں جنھوں نے باطل اور جھوٹ کے مقابلہ میں حق کا جھنڈا بلند کیا۔ اور جو لوگ تمہارے ملکوں پر استعماری قبضہ

Marfat.com

کرنے آئے ان کا پوری جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے کویت پر ان استعماریوں کے قبضہ سے کویت کو بھی اور دوسرے غیرت مند عربوں کو بھی نجات دلائی۔

اے کویتی بھائیو!

کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عراق کویت میں داخل نہ ہوتا تو یہ استعماری فوجیں کبھی بھی کویت میں داخل نہ ہوتیں۔

ہم تم لوگوں کو یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ امریکی فوجیں عراق کے کویت میں داخل ہونے سے پہلے ہی کویت میں بیٹھ کر عراق پر حملہ کرنے کی تیاری کر چکیں تھیں۔ یہ امریکی تم لوگوں، سے غلط بیانی کر کے تم سے اپنا اصل اور بنیادی مقصد چھپا رہے ہیں اور وہ ہے ''تمہارے تیل کی دولت پر قبضہ کرنا اور اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں لینا۔'' امریکی یہ سب کچھ امریکن کمپنیوں کے قبضہ میں دینا چاہتے ہیں کہ وہ خود یہ تیل نکالیں، اور اس کی مقدار اور عالمی منڈی میں اس کی قیمت کو خود کنٹرول کریں اور عالمی منڈیوں میں آئندہ اس کی پرائس ریٹ کا کنٹرول واشنگٹن اور نیویارک کی حکومت کے یہودی دماغوں اور امریکی ہاتھوں میں ہو۔

لیکن یاد رکھو کہ یہ تیل کی دولت خلیجی عرب ریاستوں کی ہے جن میں ایک عراق بھی ہے۔ پس عراقی فوجوں کے کویت میں داخل ہونے کا سبب یہی تھا وہ قصہ تو ختم ہو گیا لیکن اب ان استعماری فوجوں کا ہمارے وہاں سے نکلنے کے بعد کویت اور دوسرے عرب علاقوں میں نہ صرف موجود رہنے بلکہ مزید دیگر علاقوں میں بھی پھیلنے کا کیا مطلب ہے؟

اور اب ان کا عراق پر قبضہ کرنے کا کیا مقصد ہے............؟

اور 2 اگست 1990ء سے پہلے ان سامراجی فوجوں کو کویت پر قبضہ کرنے سے روکنے والا سوائے عراق اور اس کی قوم کے اور کون تھا............؟

اگر اس وقت عراق کے ساتھ عرب کے دوسرے ممالک اور کویت بھی ساتھ دیتا تو یہ سامراجی فوجیں کبھی عراق اور کویت پر قبضہ نہ کر سکتی تھیں۔

عراق کے خلاف سازشوں کا جو جال بنا جا رہا ہے جن میں اس پر 1991ء کا حملہ بھی ہے اور سازشوں کا جو سلسلہ اب تک جاری ہے اس کی غرض فقط یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ جان لیا ہے کہ عراق کی قیادت اور عراقی قوم اور عراقی فوج اس استعمار کے سامراجی قبضہ کو نہ صرف عراق

Marfat.com

بلکہ کسی بھی عرب ملک پر قبول نہ کریں گے۔اسی طرح یہ لوگ کویت سمیت ''عرب فلسطین'' پر بھی ان کے غاصبانہ صیہونی و یہودی قبضہ کو برداشت نہ کریں گے۔اور اگر وہ اپنی اس بات میں سچے ہیں کہ وہ کویت کو عراقی فوجوں سے آزاد کرانے آئے تھے تو کویت سے اب اپنی فوجوں کو نکال کیوں نہیں لیتے؟ جیسا کہ انہوں نے اس بات کا اعلان بھی کیا تھا۔لیکن اب وہ اپنے ٹھہرنے کا جواز یہ پیش کر رہے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ عراق کہیں دوبارہ حملہ نہ کر دے اس لیے ہم کویت کے دفاع کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔

یہ عراق پر استعماری قبضہ کرنے میں ناکام ونامراد ہوں گے............

اے کویتی بھائیو!

ہمیں تمہاری نیتوں پر شک نہیں لیکن ہماری ذمہ داری تمہیں یہ بات صاف صاف کہنے پر مجبور کر رہی ہے کہ باوجودیکہ جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں وہ ہماری رائے کے مطابق مناسب ہی ہو۔وہ یہ کہ تم لوگوں کو ان امریکی استعماری حکام اور کویتی حکام کی نیتوں کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس بات کا مناسب وقت یہی ہے وہ یہ کہ کویتی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ ان استعماریوں کے قدم بقدم عراق کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر ممکن اقدام کرے گا اور ان سامراجی فوجوں کو عراق پر قبضہ کرنے کے لیے راستہ بھی دے گا۔

ان کے یہ اقدامات یقیناً برباد ہوں گے۔امریکیوں اور برطانویوں کے جنگی جہاز مسلسل کویتی اڈے استعمال کر رہے ہیں اور وہاں سے عراق پر حملہ کر رہے ہیں اور وہاں کی عوام کا قتل عام اور آبادیوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔گویا کہ بارہ سال پہلے کی ''بیروتی کانفرنس'' میں جو قراردادیں بھی منظور ہوئیں تھیں ان سے ان کویتیوں کے سینہ کی حسد کی آگ بجھی نہیں کہ اب امریکیوں کے ساتھ مل کر عراق کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ان لوگوں نے صراحتاً اعلان کر دیا ہے کہ وہ لوگ امریکیوں کے ساتھ ہیں۔اور لندن میں عراقیوں کے خلاف جو کانفرنس اور سازش ہوئی ہے ان کویتوں نے اس کانفرنس میں ان یہودیوں اور استعماریوں نے اجلاس کے علاوہ اور کیا طے کیا ہوگا کہ عراق پر استعماری قبضہ کر لیا جائے؟ اور ان غیروں کے ساتھ مل کر عراق کے اندرونی معاملات میں دراندازی کی جائے۔

اے عراقی اور کویتی بھائیو!

Marfat.com

کیا تم لوگ اپنے حکام کی ان سازشوں میں شریک ہو گے؟ اور کیا ابھی تک 2 اگست 1990ء کے اور اس کے بعد کے عراق کو پیش آنے والے صحیح حالات تمہارے سامنے نہیں آئے؟ اور کیا اب کسی عراقی یا کویتی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ جب عراق اور امت مسلمہ کو برباد کرنے کے لیے اس اجنبی استعمار کے سائے تلے سب ایجنٹ ایک ہو کر جڑ گئے ہیں تو بھلا عراق کے مخلص مجاہدین مومنین کے ساتھ یہ کویتی اہل ایمان کیوں نہیں ملتے اور یہ سب کے سب اپنے خدا کے جھنڈے تلے یکجا و متحد کیوں نہیں ہوتے؟

لندن، واشنگٹن اور ان کے یہودی وصیہونی حلیفوں کے خیمہ میں جمع ہونے کی بجائے یہ لوگ ربِ رحمان کے خیمے میں کیوں نہیں جمع ہوتے؟ تاکہ اپنے مقصد کو پہچانیں۔ اور ان کافروں میں جہاد کے لیے کیوں نہیں تیار ہوتے تاکہ عراق یا کویت میں قوم کو پہنچنے والے عار کو دھو سکیں؟

اگر کویتی یا دوسرے حکمران پوچھیں گے کہ ایسا کیوں کریں؟............

تو کہنے والا انہیں کہے گا کہ ''ہم آزادانہ مشورہ کرتے ہیں نہ کہ غلامانہ اور اہم ایجنٹوں کے مقابلہ میں مجاہدین والا مشورہ کرتے ہیں اور رب کے غداروں کے مقابلہ میں رب کے فرمانبرداروں والا مشورہ کرتے ہیں اور ایسا مشورہ کسی کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی نہیں کہلاتا۔

''رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ.''

''اے پروردگار! ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک عذابِ الیم نہ دیکھ لیں۔''

Marfat.com

عرب ملکوں کے لیے تیل کا بحران کیوں پیدا ہوا

مَیں نے ایک انسان کی حیثیت سے بہت سے سبق حاصل کیے ہیں اور انسان ساری زندگی ہر لحظہ نئے اسباق سیکھتا رہتا ہے اور سب سے اہم سبق ''انسانیت'' کا سبق ہے۔

آپ سب یہ بات جانتے ہیں کہ 1986ء سے لے کر اب تک ہماری اقتصادیات کا سب سے اہم نکتہ ''پٹرول'' ہے اور یہ ہم سب کا اقتصادی مسئلہ ہے۔ خواہ سعودی عرب ہو یا عراق اور کویت، لیبیا ہو یا خلیجی ممالک غرض ہم سب کا سب سے اہم اقتصادی مسئلہ وہ تیل اور پٹرول کی دولت ہے۔

1986ء میں ہم جنگ کے حالات اور اس کی دشواریوں سے دوچار تھے۔ اور تقریباً یہ قتال کی تکلیفیں آئے دن کی تکلیفیں بن گئی تھیں پھر ان سب مشکلات کے ساتھ ہمارا بنیادی اقتصادی مسئلہ ''تیل'' کا مسئلہ بھی جڑا ہوا تھا۔ ٹھیک اس وقت تیل کی عالمی منڈی چند مشکلات میں پھنس گئی اور تیل کے خریداروں نے ''اوپیک'' کانفرنس کی قراردادوں کا پاس ولحاظ نہ کیا۔ اگرچہ ہم اس کانفرنس میں شریک نہ تھے۔ لیکن مَیں ایک بات کی طرف تم سب کو متوجہ کرتا ہوں جو ہم سب کو فائدہ دے گی وہ یہ کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمت کے مسئلہ کے الجھنے میں خود ہمارے بعض عرب بھائیوں کا ہاتھ ہے کیونکہ خود انہوں نے ''اوپیک'' کی قراردادوں کا التزام واہتمام نہ کیا۔ جس وقت خود تیل کی قیمت عالمی منڈی میں مقررہ قیمت سے بڑھ گئی اور خریداروں کو خریدنے میں سہولت دی گئی اور تیل کی قیمت کبھی گرتے گرتے اور ضرورت مندوں کو ریلیف دیتے دیتے سات ڈالر تک بھی آجاتی تھی۔ اس وقت تیل کی اس گرتی قیمت سے جو خود ''اوپیک'' کی مقررہ قیمت سے نہایت کم ہوتی تھی۔ عراق کو شدید خسارہ ہوتا تھا کیونکہ اب تقریباً ہر بیرل تیل میں عراق کو ایک ڈالر کا نقصان ہو رہا تھا۔ اور مجھے بتلایا گیا کہ عراق کو اس وجہ سے سالانہ کئی ملین ڈالرز کا نقصان ہونے لگا تھا۔

صرف اس ایک اعداد وشمار سے ہی اندازہ لگا لیا جائے کہ جب ایک ملک کا سالانہ

Marfat.com

خسارہ اس قدر ہے تو بھلا تم عرب ممالک کا خسارہ کس قدر ہوگا۔

یہیں سے ہمیں اس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ امت عرب تیل کے اس خسارہ سے اور خسارے کے اس بحران سے کیسے نکلے؟ وہ یوں کہ ہم سب متحد ہو کر تیل کی قیمت کو خود مضبوط کریں اور فنی اور غیر فنی طور پر ہمیں جو ہزاروں ملین ڈالرز کا نقصان ہو رہا ہے اس کی تلافی اس کی قیمت پر خود کنٹرول کر کے کریں کہ بلادِ مغرب جو تیل کے سب سے زیادہ خریدار ہیں وہ سال میں دو دفعہ خود اس کی قیمت کو 25 ڈالر فی بیرل تک لے جاتے ہیں۔

بے شک ہماری اقتصادیات کو لگا یہ گہرا گھاؤ تب ہی مندمل ہو سکتا ہے جب ہم ان تمام امور کو ملکی سطح پر نہیں بلکہ عربی قومیت کی سطح پر دیکھیں۔ جب ہم سب ایک قومی ایجنڈا اپنا لیں گے تو تیل کی یہ قیمت خود بخود ہمارے قابو میں آ جائے گی اور ہم اپنی اقتصادیات میں ہونے والے مزید نقصان سے بچ جائیں گے۔ اور ہمارا یہ بھائی چارہ اور اخوت دشمنوں کی اڑائی ہوئی اس افواہ کا منہ توڑ جواب ہوگا کہ

''جنگ کبھی تو لشکروں کے ذریعے اور کبھی بمباری اور قتل و قتال کے ذریعے اور کبھی اقتصادی بحرانوں کو پیدا کر کے کسی کی اقتصادیات کو تباہ کرنے سے لڑی جاتی ہے۔''

اب میں دوبارہ اپنے ان بھائیوں سے جو جنگ کی غارت ڈالنا نہیں چاہتے یہ بات دہرا کر کہوں گا کہ اس وقت عراق کے ساتھ اسی قسم کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔

اگر ہم سب مل کر اپنی ایک پالیسی یہ وضع کریں کہ ہم ''اوپیک'' کی قراردادوں کی پیروی کریں گے اور کروائیں گے بھی تو امید ہے کہ انشاء اللہ ہم تنگی سے نکل جائیں گے اور ہم سب اور پوری امت مسلمہ اس اقتصادی بحران کے خطرناک نتائج سے نکل آئے گی۔ اس ساری کوشش میں ہمارا توکل اور بھروسہ خدا پر ہوگا۔

Marfat.com

مسئلہ فلسطین امریکہ اور اسرائیل کا کردار

جو بات میں ضرور بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے اس وقت ہماری عظیم قوم اپنے قانونی حق کی خاطر بڑی آزمائش اور مصیبت میں ہے تاکہ وہ بھی دوسروں کے درمیان اپنے قانونی اور واجب حق کے ساتھ اس طرح زندگی گزار سکے جس طرح وہ چاہتی ہے اور اس کو وہ حقوق ملیں جو خدا تعالیٰ نے ان کے لیے مرتب کیے ہیں اور وہ اپنے عظیم مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی راہ مقرر کر سکے۔ جبکہ بعض حُکام اس کے بر خلاف چل رہے ہیں تاکہ ان کی ہمت، ان کی معنوی روح اور ان کی استعدادیں ختم ہو جائیں۔

جن مشکلات سے اس وقت قومِ عراق گزر رہی ہے جس کے مختلف عنوان ہیں مثلاً ان کے پاس تباہ کن ہتھیار ہیں، ان کے پاس تابکاری طاقت ہے۔ تاکہ خطۂ عرب میں ان کی حالت بہتر ہو وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے پاس جس تابکاری اور ایٹمی طاقت کے ہونے کو کہا جاتا ہے وہ گویا کہ قومِ عرب کی نیابت میں ہمارے پاس ہے یا اس میں ان کی پوشیدہ طاقتوں کی طرف اشارہ ہے ہمیں ان کو تفصیلاً بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے بعض حُکام کو پورے زور کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ عرب کی انقلابی تحریک اُٹھ چکی ہے اور بحیرۂ اٹلانٹک سے لے کر خلیج عربی تک کے مشرق سے مغربِ عرب تک کے علاقوں سے عوام اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں گویا کہ ہماری عربی مجاہد فلسطینی قوم کی تحریک انتفاضہ (انقلابی اور نشاۂ ثانیہ کی تحریک) نے جو مزاحمت کا جذبہ بھڑکایا ہے اور پھر اس میں انقلابی تحریک نے جو گرم جوشی بھر دی ہے اس نے یہ چاہا ہے کہ مسلمانوں (اور خاص طور پر عربوں کی) صفوں میں جو لوگ تردد، سستی اور لا ابالی پن کا شکار ہیں ان کو اور ان کو بھی یہ کہہ دے جو کہتے تو خود کو عربی ہیں مگر ان کے دلوں پر غداری کا غلاف ہے اور ان کا میلان دشمنوں کی طرف ہے کہ عیب اور نقص قوم میں نہیں اور بیماری اور مرض قوم میں نہیں بلکہ یہ حُکام میں ہے اور قوم کی اصلاح اُسی وقت ہوگی جب حاکموں کی اصلاح ہوگی اور سب سے افضل اصلاح یہ ہے کہ جو اب تک بھی بیدار نہیں ہوا یا غافل ہے وہ اپنی غفلت کی تلافی کرتے ہوئے اس

Marfat.com

کی اصلاح کرے۔

میری یہ گزارشات طویل نہ ہو جائیں کیونکہ بہت ساری باتیں دوسروں پر عیاں ہیں۔
ہم اس بات کی تفصیل میں جائیں جوان احوال میں مرکزی ہے کہ جس نے تقریباً گیارہ سال کے عرصہ کے بعد سربراہانِ عرب کو قاہرہ میں اجلاس منعقد کرنے کی طرف بلایا ہے۔ سب سے پہلے وہ ضروری بات کہ جس میں سربراہوں کو بڑی غور وفکر کی نگاہ ڈالنی چاہیے اور اس مسئلہ پر خوب بحث کرنی چاہیے اور جو اس مسئلہ سے غافل ہے گویا کہ وہ پوری قوم (اور اس کے مسئلہ سے) غافل ہے اور وہ ہے ''فلسطین کا مسئلہ۔'' فلسطین کے بارے میں مؤقف دراصل سامراجی صیہونیت کے خلاف مؤقف ہے۔ ہم اقتدار پر کیسے رہ سکتے ہیں جبکہ قوم کا مؤقف یقین، امانت اور دیانت کے اعتبار سے قانونی ہے۔ (اور ہم اس مؤقف میں ان کا ساتھ نہ دیں)؟

عرصہ دراز سے عراق کا اس بارے میں مؤقف واضح ہے اس وقت ہم اس کو دہراتے ہیں۔ جو شخص کسی عربی، سرکاری یا عوامی محفل عراق کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہے تو جب وہ عراقی عوام کے مؤقف سے جاہل ہوگا تو گویا کہ وہ اس عظیم، امانت دار، وفادار، مجاہد عراقی قوم کے ارادہ سے جاہل ہوگا اور عراق کی 17 سے لے کر 30 اگست تک کی انقلابی تحریک سے جاہل ہوگا جس میں اس عظیم قوم نے شہیدوں اور زخمیوں کا بڑا عظیم اور مجاہدانہ نمونہ پیش کیا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ ساری قومِ عرب کا کوئی بھی غیرت مند شریف آدمی ان سب باتوں کو نہ جانتا ہوگا یا ان کا انکار کرتا ہوگا اس بنیاد پر اور امت اور قوم کے ضمیر کی تعبیر کرتے ہوئے، عراق کا مؤقف واضح ہے اور وہ ہے ''جہاد کے ذریعے فلسطین کی آزادی کے لیے عمل کرنا، اور اس کی دعوت دینا۔'' کیونکہ جہاد ہی وہ راستہ ہے جو فلسطین اور دوسری عرب زمینوں کو ان غاصب سامراجی پلید مسخ شدہ فطرت کے صیہونیوں سے آزاد کرا سکتا ہے اور قتال کا جہاد ہی وہ طریقہ اور صحیح بنیاد ہے جو ہر اس شخص پر منطبق ہوتی ہے جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اور وہ فلسطین کی آزادی کی کوشش کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ سب باتیں بھی شامل ہیں جو اس عظیم مقصد کے حصول کے سب میدانوں میں اور دشمنوں کو بھگانے میں مدد دیں۔ اس کے علاوہ باقی سارے طریقے فلسطین، پورے کے پورے فلسطین کو آزاد کرانے میں غیر مفید ہیں اور مسجد اقصیٰ اور قدس شریف کو ان کی قید سے آزاد کرانے اور دوسری عرب سرزمینوں کو ان سامراجیوں سے چھڑانے کے لیے کارآمد نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس جہاد کے

Marfat.com

علاوہ جو راستہ بھی اختیار کیا جائے گا اس سے فلسطین کے اس چھوٹے سے شریر قاتل ٹولے کو تقویت ملے گی اور فلسطینیوں کو شکست ہو گی۔ لہٰذا وہ طریقہ کوئی بھی ہو مگر وہ فلسطین کی آزادی سے قاصر ہے۔ فلسطین کی آزادی کا واحد طریقہ جہاد کی صورت میں ان سامراجیوں اور صیہونیوں کے ساتھ قتال ہے کہ جس کا کوئی بدل نہیں اور دوسرے طریقے ایک گم گشتہ راہ اور صحراء ہیں جن کی کوئی منزل نہیں۔ ہر اسلامی مملکت اور اسی طرح غیر اسلامی انصاف پسند مملکت کے صدر کے لیے ممکن ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح فلسطین کی آزادی کی کوشش کرے اور مَیں نے اپنی گفتگو میں جن امور کو ذکر کیا ہے ان میں اپنے دوسرے ممالک کے صدروں کی مدد کریں جو اپنے ہدف کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جب آپ لوگ اس بات پر متفق ہو گئے تو فلسطین کی آزادی کچھ زیادہ دور نہ رہ جائے گی اور فلسطین اور قومِ عرب کی دوسری زمینوں کو واگزار کرانے کے لیے جہاد کرنا یہ قومِ عرب کے ہر نوجوان اور ہر غیرت مند نوجوان پر فرض عین ہے کہ وہ جہاد پر ایمان رکھے اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان مال اور اولاد کو لگا دے۔

یہ کوئی صرف مذہبی عقیدہ ہی کی بنیاد پر نہیں بلکہ زمینی حقائق بھی اس جہاد کی دعوت دے رہے ہیں۔

جب دس سالہ بچے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور ان مقبوضہ فلسطینی زمینوں پر صیہونیوں کے قبضہ کے خلاف جہاد پر خم ٹھونکے کھڑے ہیں اور کنکریوں تک سے ان یہودیوں کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ تو بھلا جو جوان طاقتور اور قائد اور ایک عوامی راہنما ہو وہ اس پر ایمان کیوں نہیں رکھتا اور اس کو کیوں نہیں اپناتا؟ عرب کے مشرق سے لے کر مغرب تک، قاہرہ، اسکندریہ، عین شمس اور مصر کے گردونواح سے لے کر بغداد بصرہ، نینوا اور عراق کے گردونواح کے علاقوں تک اور رباط سے لے کر دمشق تک اور بحرِ اٹلانٹک سے لے کر خلیج عرب تک سب لوگوں نے اِسی کو ظاہر کیا ہے (کہ جہاد ہی ان طاقتوں کے خلاف واحد حل ہے) جمہور عوام نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ رب کو اور خود کو راضی کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ اور مومن نفس جو طے کرتا ہے اس پر پورا اترنا اس کا ایمانی تقاضا ہوتا ہے۔ اسی میں نفس کی خواہش کا بھی حل ہے۔ کوئی بھی دوسرا حل یا بدل وہ ہمارے مقصد کے بالعکس اور مخالف ہو گا اور جو جہاد کے علاوہ کوئی اور راستہ ڈھونڈے گا خدا، قوم اور امت کے سامنے وہی اکیلا جوابدہ ہو گا اور تاریخ کے اور اپنے سامنے وہ ننگا ہو جائے گا

Marfat.com

اور کوئی اس کے ستر پر پردہ ڈالنے والا نہ ہوگا بعد اس بات کے کہ جب وہ اپنی اس رائے اور ارادہ میں اصرار کرے گا اور خطا پر جما رہے گا اور اس سے رسواء بھی ہوگا۔ باوجودیکہ اس کو یقین ہے کہ اس (جہاد کے علاوہ دوسرے راستے) کو چھوڑنا ضروری ہے ورنہ دنیا و آخرت میں یہ اس کے لیے عار ہوگا۔

اور جو لوگ یہ شور مچا رہے ہیں کہ پہلے ہمیں صحیح علم تو ہو کہ ان صیہونیوں اور سامراجیوں کے خلاف جہاد کا واقعی وقت آ گیا ہے تو انہیں ضروری ہے کہ وہ ہمیں بتائیں کہ جہاد کے علاوہ دوسرا راستہ، وہ کیا ہے؟ اور بھلا کوئی دوسرا راستہ ہو بھی سکتا ہے جب کہ ہر عربی، ہر غیرت مند مسلمان اور شریف مومن کا اس بات پر یقین ہے کہ وطن کی آزادی اور نتائج حاصل کرنے کے لیے جہاد کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں (اور اگر ہے تو بتلاؤ؟)

جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں وہ ذرا اپنے ذہنوں پر زور دے کر گہرائی کے ساتھ گزشتہ بیس سالہ جاری کوششوں پر غور تو کریں کہ کیا ان کا کوئی نتیجہ نکلا؟ کیا ہماری ہمت بلند ہوئی؟ ارضِ فلسطین پر عربوں کی حکمرانی ہوئی؟ اور کیا ان کوششوں نے ہمیں عزت اور بزرگی کا کوئی نیا موقع فراہم کیا؟ جو پُرامن طریقہ ہمیں گمراہ کرنے کے لیے بتلایا جا رہا ہے اس میں سوائے نامرادی کے اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ جہاد کے علاوہ پرامن مذاکرات اس قسم کے معاملات کے علاوہ میں تو نتیجہ خیز ثابت ہو سکتے ہیں جبکہ وہ بھی جہاد کے مترادف ہی کوئی طریقہ ہو تو جس وقت زمینوں کو چھینا جا رہا ہو، عزت پامال کی جا رہی ہو، ظالم دستِ ظلم دراز کر رہا ہو، مقدس مقامات پر قبضہ کیا جا رہا ہو، باعزت خواتین کو گرفتار کیا جا رہا ہو تو بھلا جہاد کے علاوہ بھی آزادی کا دوسرا کوئی راستہ ہو سکتا ہے؟ اس کے باوجود بھی جو جہاد کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اپنانے کی رائے رکھتا ہے وہ ذرا مقاصد کے حصول کا کوئی روڈ میپ اور مرتب لائحۂ عمل تو پیش کرے، اور محض گزشتہ کمزور سیاست کی امن و امان کی ٹرخا دینے والی باتیں نہ کرے۔ وہ آگے بڑھے اور دعویٰ کرے کہ میرے پاس جہاد کے علاوہ ایک حل ہے اور ساری عوام کے سامنے بتلائے کہ یہ وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے وہ عربوں کا دفاع کرے گا نہ کہ سارے کے سارے عربوں کو اس مشکل میں ڈال دے جس میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

رہے ہم، تو ہماری طرف سے تم لوگوں کو جہاد کی دعوت ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ''جس

Marfat.com

جس شخص نے جو جو بھی کوششیں کر لی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جن جن حالات میں کی ہیں ان سے فلسطین واگزار نہ ہوگا۔ اسی لیے عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس سیاست سے خود کو خالی کر لیا جائے جس کے پیچھے بعض عرب راہ نما پڑے ہوئے ہیں کہ امریکیوں اور صیہونیوں کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے فلسطین کو آزاد کرانا ممکن ہے۔ کیا یہ حکمران ہیں ان کا کوئی حتمی نتیجہ دکھا سکتے ہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حاکم اور قائد کا کام یہ نہیں کہ وہ اس عوام کے جن کی وہ قیادت کر رہا ہے، سب جذبات کا خیر مقدم کرے اور ان کے جذبات کو عملی جامہ پہنائے کہ یہ اس کے لیے سیاست کے سب میدانوں میں ضروری نہیں۔ یہ حالات کے تقاضوں کے مطابق ہوگا اگرچہ یہ ایک عام اور بے غبار قاعدہ ہے مگر ہم اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ اس قاعدہ کی بنیاد پر پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ نیت، ہمت اور تعمیر و ترقی کے لائحہ عمل کا رُخ ایسا عام ہو کہ جس پر عوام سیاسی مسائل اپنے زندہ ضمیر کے ساتھ چل سکیں اور ملک کے اساسی مسائل کسی اساس پر متشکل ہوں اور وہ وطنی قومی مومنانہ قدروں کو برباد کرنے کی محض سیاسی چالیں نہ ہوں اور نہ ہی کسی ایسے غیر اصلی حل کی طرف متوجہ کرنا ہو جو قوم اور امت کی اقدار اور روایات کے مناسب نہ ہو اور جس سے ہم اپنے قانونی ہدف کو حاصل کرنے سے عاجز ہو جائیں اور اس میں قومی اور ایمانی طاقت کو ضائع کرنے اور ملک و قوم کے اسلحہ بارود کو ملک سے باہر نکالنے کا کوئی پہلو نہ ہو۔ گزشتہ چند ہفتوں میں فلسطین عوام نے ان صیہونیوں کے خلاف مزاحمت کرتے ہوئے جو بم دھماکے کیے ہیں اور اسی طرح آگے چل کر بھی جو کچھ ہوگا بلکہ یہ ان کے شدید غصہ اور انتقام کا اظہار ہے جو ان بعض حُکام کے خلاف ہے جن کی امریکہ اور صیہونیت مدد کر رہی ہے اور یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب سے بغداد پر حملہ ہوا ہے، بہادر عراقی قوم کا محاصرہ ہوا ہے اور انہیں گھیر کر اسلحہ سے قتل کیا جا رہا ہے جب کہ ان نہایت بُرے واقعات پر بعض لوگ تالیاں پیٹ رہے ہیں خوشیاں منا رہے ہیں کیا یہ سب کچھ ہماری فلسطین قوم اور عظیم عربی قوم کی زمانہ دراز سے دی جانے والی قربانیوں کا بدل ہو سکتا ہے جو نرا بے نتیجہ ہو؟ جبکہ عراق کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور بغداد کی روح اور اس کے منہج کے خلاف تانے بانے بُنے جا رہے ہیں؟ ان سب حالات کا ایک ہی حل ہے جس سے بغداد اور اہل عراق پرامن رہیں اور وہ ہے مزاحمت کہ جس سے فلسطین بھی آزاد اور عراق کے ساتھ دوسرے

Marfat.com

غلام اسلامی ممالک بھی آزاد ہوں گے اور بیداری کی تحریک زندہ ہوگی اور اس کے اندر کا شعلہ بھڑک اٹھے گا اور یہ سب کچھ فلسطین کی آزادی کا ایک مناسب ٹائم پریڈ دے رہا ہے جس کا سب مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس کا انکار بے فائدہ ہے۔

تو پھر اب اس کمزوری میں بھی قوم کا اٹھ کھڑا ہونا اور اجنبی سامراج کے وجود سے انکار کر دینا یہ عربوں کی طبیعت کی تیزی یا جوش نہیں بلکہ یہ اس قوم کا اندرونی جذبہ ہے جس کو اس سامراج نے بار بار آزمایا ہے تاکہ قوم عراق ان کے لیے بھی وہی کچھ کر دکھائے جو انہوں نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ اور یہ کوئی عارضی اور وقتی مؤقف نہیں ہے اور جو اس سے جاہل ہے وہ عنقریب اس استعمار کے ہاتھوں نقصان اٹھائے گا اور اس کو اس کی قیمت چکانی ہوگی اور اس دفعہ یہ قیمت بڑی بھاری اور بہت زیادہ ہوگی۔

مناسب ہے کہ اس مقام پر میں تم لوگوں کو امریکی سیاست اور ان کے پُرفریب دعوے کے متعلق بھی بتاتا جاؤں کہ جس وقت یہ جمہوریت کی بات کرتا ہے ٹھیک اسی وقت یہ اپنے نہایت ظالمانہ کاموں کو بھی جمہوریت کہتا ہے جو حاکم اس سے ذرا بھی اختلاف رکھتا ہو اس کو شدید اذیت پہنچاتا ہے یا جو نظام اس کے خلاف ہو اس کو تباہ کرنے درپے ہو جاتا ہے اس کے باوجود یہ خود کو جمہوریت کا علمبردار کہتا ہے اسی لیے ارضِ معمورہ میں نکلنے والے مظاہروں کو اپنی سیاست کے خلاف گردانتا ہے اور آج فلسطینی جو مزاحمتی مظاہرے کر رہے ہیں یہ ان سے غافل ہے یہ پوری قوم میں اٹھنے والے انقلاب سے جاہل ہے جو ان کے طرز پر نہیں۔ بلکہ یہ سرکش امریکی ان کے بارے میں لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہے اسی طرح اس کے ہم نوا بھی امت عرب کے بارے میں لوگوں کی رائے گمراہ کرتے ہیں۔ یہ ان کے احوال میں فریب کاری کے ذریعے ''قربانی'' اور دہشت گردی کے دو متضاد جذبات اور طریقوں کو ایک قرار دیتا ہے یہ ارض مقدس پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کے احتجاج، قربانیوں اور مظاہروں کی اور جو لوگ ان کی عزتوں اور مقدس مقامات کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کی غلط ترجمانی کرتا ہے اور ان امریکیوں کی فطرت میں جو بغض، نفرت، کینہ، سامراجیت اور ظلم بھرا ہے اس کو صحیح بتلاتے ہیں۔

اے عرب حکمرانو اور عرب قوم کے ذمہ دارو!

کیا قدس شریف تمہارے مقدس مقدمات میں سے نہیں ہے؟ کیا یہ تمہارا پہلا قبلہ نہیں

Marfat.com

ہے؟ اور تمہارے مقدس مقامات میں سے تمہارا تیسرا حرم نہیں ہے؟ کیا فلسطین عظیم ملکِ عرب کا حصہ نہیں؟ یا انگریزی استعمار کا خطہ ہے؟ پھر امریکی امپیریلزم نے وطنِ عربی کے درمیان انہیں لوٹنے اور کمزور کرنے کے لیے اسپین کو توڑا تاکہ اس سامراج کو اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے اور اپنے منصوبے مکمل کرنے کے لیے آسانی ہو۔ کیا تم لوگ یہ نہیں جانتے ہو؟ یا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو خود بھی یہی چاہتا ہے اور ان کے موافق ہے؟ کیا تم لوگوں نے ٹیلی ویژن کی سکرین پر یہ منظر نہیں دیکھا کہ ایک صیہونی یہودی فوجی کس طرح ہماری عرب خواتین کی توہین کرتا ہے؟ کیا تم لوگوں نے اس تلوار کی چمک کی آواز نہیں سُنی جس نے تم سب کو (کبھی) گھیر رکھا تھا؟ کیا تم لوگوں نے معتصم کی آواز اور اس کا مؤقف نہیں سُنا تھا کہ جب اس کو عموریہ کی ایک عرب عورت نے اس وقت پکارا تھا جب اس کی توہین کی گئی؟ کیا تم لوگ جو کچھ معتصم نے کیا اس کو پڑھتے یا سنتے نہیں؟ کیا (آنکھوں میں آنسو اور) رگوں میں خون خشک ہو گئے؟ یا وہ اصلی عربی عورتیں نہیں ہیں؟ (یا تمہاری غیرت جاتی رہی ہے؟)

ہم بغداد اور عراق میں ان سب باتوں کو جانتے ہیں ہم اس کو بھولے نہیں یہ ہماری قوم کی تاریخ کا زندہ جز ہے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ہماری تابناک تاریخ ہمارا عقیدہ ہے۔
ان اسباب کے علاوہ دوسرے بے شمار اسباب کی وجہ سے ہم تمہارے سامنے چند قواعد واخلاق اور ایک صحیح مؤقف پیش کرتے ہیں اور اس بارے میں ایک ٹھوس سیاست پیش کرتے ہیں اور ارض فلسطین اور سرزمین عرب کو ہر ڈاکو، لیٹرے اور سامراجی ظالم و جابر سے آزاد کرانے کے لیے مزاحمت کی دعوت دیتے ہیں اور سب سے پہلے اس کام کے لیے ہم خود اور ہمارا عظیم ایمانی عراق اور عربی سرزمین اپنی جان و مال اور اولاد سمیت حاضر ہے اور یہ ہم اس بنیاد پر کر رہے ہیں کہ ہماری قوم ایک ہے اور اس کی قدریں اور اس کے مقاصد اور اہداف ایک ہیں۔

اب کوئی کہنے والا عربوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے یا حقیقت کا انکار کرنے کے لیے یہ کہیے کہ یہ نام نہاد اسرائیل نام کی کوئی اسٹیٹ نہ تھی اور نہ ہی ان کی تاریخ میں اس نام کی کسی ریاست کا وجود ہے اس کا یہ نام تو امریکہ نے رکھا ہے کہ اس بنیاد پر ان کے نام رکھنے پر ہم بھی اس کو تسلیم کر لیں۔ تو اس وقت ہم اس کو صرف یہ کہیں گے کہ

''ہم اسرائیل کو صرف اس وقت تسلیم کریں گے جب ہم فلسطین کی آزادی کا جہاد ترک

Marfat.com

کر دیں گے جبکہ تم لوگ صیہونی امریکہ کی نیت اور مؤقف کو جانتے ہو اور اس کی مصلحتوں سے بھی آگاہ ہو۔"

غرض جو یہ کہتا ہے (کہ ہم اسرائیل کو تسلیم کر لیں اور فلسطین کی آزادی کا جہاد چھوڑ دیں) ہم اس سے دو باتیں پوچھیں گے، ایک یہ کہ ہم یہ جہاد کیوں چھوڑیں کہ پھر تو ہم لوگوں نے گزشتہ سارا زمانہ ضائع کر دیا اور جن لوگوں نے شہادتیں دے کر جانوں کی قربانیاں دیں انہوں نے یہ سب غلط کیا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور ان لوگوں نے عربوں کی مصلحتوں کو دبانے کے لیے صیہونی فطرت کے امریکیوں کے مؤقف کی مدد کی .... (حالانکہ ایسا نہیں) تو یہ فرسودہ سیاست والے اپنی قوم کو کیوں دھوکہ دے رہے ہیں؟ یہی حال بے جا امیدیں رکھنے والے شخص کا بھی ہے کہ وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے کہ یہ سیاست آزادی تک پہنچا دے گی؟ اور یہ کہ یہ سیاست صیہونی فطرت اور امریکہ کے درمیان فاصلہ کو ختم کر سکتی ہے کہ یہ لوگ اپنی سیاست اور امکانی ڈپلومیسی میں یہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے اپنی باطنی نیتوں کو چھپاتے ہیں اور اس میں ہمارے عجز اور ہماری کم ہمتی کا اعتراف ہے اور کمزور حکمتِ عملی کا اقرار ہے۔ اور ٹھیک اس وقت میں یہ لوگ یہ بھی کہہ رہے ہوتے ہیں کہ جس وقت ہم آزادی کی تحریک اور مزاحمت کو چھوڑ دیں گے تو امریکہ اور صیہونت کا تعلق ختم ہو جانے کا امکان پیدا ہو جائے گا۔ یوں ان دونوں کی نیت، سیاست اور مؤقف میں جدائی ہو جائے گی۔ کیا یہ دہرا مؤقف نہیں اور کیا یہ ان کی دہری نیتوں کو نہیں کھولتا ہے جو قومِ عرب کی نیتوں کے خلاف ہے؟

ہم عراق میں امریکہ کو یہ کہتے ہیں کہ اس وقت "امریکہ اپنے مؤقف میں اسرائیل کی طرح ہے کیونکہ ان صیہونیوں نے امریکہ کو عربوں کی توہین کرنے کے قابل بنایا ہے اور امریکہ یہودی امتداد اور صیہونی فطرت کی طرف مائل عرب مخالف رویہ سے خود کو باز رکھے۔ لیکن ایسا ان کی ہم نوائی اور ان کے آگے سر جھکانے سے نہ ہوگا۔ اور ایسا کب ممکن ہے کہ جب عرب واضح اپنی جان و مال کے ساتھ آزادی کے لیے مقابلہ کر رہے ہیں اور اس پر اصرار کر رہے ہیں اور جوان کو ایذاء دے یہ اس کو ایذاء دے رہے ہیں ہمارا ان امریکیوں، سامراجیوں، استعماریوں اور صیہونیوں کے خلاف جہاد، ان سے مقابلہ، ان کی مزاحمت صرف اس قرآنی بنیاد پر "آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت" اور "زخموں کا بدلہ لیا جائے گا" تو اب امریکہ وہی عرب کو

Marfat.com

ستانے والا رویہ رکھتا ہے جو صیہونی فطرت پر مشتمل ہے اور عربوں کا مؤقف اب یہ ہے کہ امریکی مصلحتوں اور اس کی رائے کو تسلیم نہ کرو اور کسی میدان میں بھی ان کے ساتھ تعاون نہ کرو کیونکہ امریکہ اپنا مؤقف بدلنے میں دیر نہیں لگاتا۔

اب جب کہ امریکہ کو صاف صاف دھمکی دینے کا وقت آ گیا ہے تو عربوں پر لازم ہے کہ وہ امریکہ کا اس وقت زور توڑ دیں اور خود کو ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار کریں۔ آج عربوں پر اور ان کے مقدس مقامات پر زیادتی ہو رہی ہے اور آج عرب روزانہ صیہونی یہودیوں کے ہاتھوں قتل کیے جا رہے ہیں اور جو عربوں کی حفاظت چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ ان کے دشمنوں کی صفوں میں انہیں عربوں پر مضبوط کرنے کے لیے کھڑا نہ ہو اور جو ایسا کرے گا تو وہ اس بات کا مستحق ٹھہرے گا کہ عرب پوری طاقت کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے عرب قوم کو بے شمار صفات اور عظیم ہمتوں سے نواز رکھا ہے اگر امریکہ نے صیہونیوں کے لیے اسلحہ اٹھایا تو ہم بھی اس پر اسلحہ اٹھا لیں گے۔ ہم اپنی سرزمین پر ہیں اور جو ہماری سرزمین پر اسلحہ اٹھائے گا تو ہم اپنے وطن اور اہل میں ہیں وہ ہم پر غالب نہ آ سکیں گے اور ربِ عظیم ہمارا مددگار ہو گا اور امریکہ شکست کھائے گا اور شکست کھانے کا اعلان کرنے سے پہلے امریکہ کی قوم ان کے ذمہ داروں اور حکام کو مجبور کرے گی کہ تم صیہونی فطرت سے باز آ جاؤ۔

امریکہ اب بھی اور پہلے بھی صیہونی فطرت پر کھڑا تھا اور وہ بھی کسی قانون اور ضابطے کی بنیاد پر نہیں کیونکہ بنیادی قابلِ احترام انسانی حقوق اس کے خلاف ہیں یہ فقط یہودی فطرت اور عرب مخالفت پر کھڑا ہے۔ کیونکہ اس کے مفادات اور صیہونیت کے دباؤ نے اس کو تباہی و بربادی کے راستہ کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اب اگر امریکہ نے شر کا راستہ اختیار کر ہی لیا ہے تو یہ صیہونی فطرت سے بھی بڑھ کر شر پسند ثابت ہو گا اور ایسا ہی ثابت بھی ہوا ہے۔ اس کے باوجود بھی عربوں کی فتح یقینی ہے۔ ان کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے اور ہر مسلمان بلکہ دنیا کا ہر مومن دل کی گہرائیوں سے ان کے ایمانی مؤقف کے ساتھ ہے۔

عرب امریکہ کو اپنا دشمن بنانا نہیں چاہتے لیکن امریکہ انہیں اپنا دشمن بنانا چاہتا ہے اور عربوں پر لازم ہے کہ وہ امریکہ کو عربوں کی جانب اپنے رجحان کو ظاہر کرنے کے لیے چوراہے پر کھڑا کر دیں اور جب عرب اور دوسرے لوگ اس بات پر ہمارے ساتھ متفق ہو جائیں گے کہ

Marfat.com

طاقت کو آزادی کے میدان میں آزمایا جائے تو ہمیں ان سب کو اپنی اس جہادی مزاحمت کی تمام متعلقہ فروعی اور ذیلی تفصیلات بیان کرنا آسان ہوگا۔ اور ہم اس سے صاف ستھری بنیادوں پر گفتگو کر سکتے ہیں اور ہم اس مزاحمت کے ضروری امور کو بطریق احسن بیان کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ قتال کے بارے میں ہوں یا اقتصاد و مال کے بارے میں یا سیاست، ثقافت اور ذرائع ابلاغ کے بارے میں ہوں ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر عرب ایک قوم ہیں، ان کے مقاصد ایک ہیں اور ان کا امن ایک ہے۔

اور سب پر یہ بات جاننا لازم ہے کہ صیہونی فطرت اور جو ان کے ساتھ مل کر شریر اتحاد کے جوہڑ میں گرا پڑا ہے وہ عنقریب عربوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں گے (اور اب بھی کر رہے ہیں) کہ جب عرب اپنے مقصد کو حاصل کرنے اور اس کو عملی جامہ پہنانا شروع کریں گے اور جب ان کے پاس انہیں نشانہ بنانے والوں کو نکال باہر کرنے کے لیے میدانِ کارزار میں اسلحہ پہنچے گا (تو یہ یہودی فطرت لوگ عربوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے) اب اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر مال والے کو اس کا مال دے دیا جائے (یعنی ہر ایک اپنے قومی اور ملکی وسائل اور دولت کو سنبھالے) اور جب مزاحمت کا دروازہ کھول دیا جائے تو سب مسلمان تنظیمیں اور افراد مزاحمت میں شرکت کریں۔ اس میں جہاد بالنفس بھی کریں اور اسلحہ کا جہاد بھی کریں۔ بلکہ جو کرنا بھی آسان ہو وہ ہی کر گزریں اور اگر یہ بات طے پا جاتی ہے تو ہمارے پاس ان میں سے ہر ایک بات کے لیے تفصیلات (اور اس کا طریقۂ کار) موجود ہے۔

تیل کی دولت سے مالا مال خطۂ عرب کی امن و اطمینان کی صورتِ حال کو مستحکم کرنے کے لیے مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے خطہ کے موافق یہ بات ہے کہ ہم تمہاری قوم کی ترقی اور معیشت کی سطح کو گھٹائے بغیر تمہیں بہت سارا مال دے سکتے ہیں اور ان سب باتوں کے لیے ہمارے پاس جہادی مومن قوم عرب کی جہادی اور مومنانہ فطرت کے موافق مسائل کے حل بھی ہیں اگر عرب حُکام کے موافق ہو جائیں تو۔ وگرنہ پھر دوسرے طریقوں سے مزاحمت ہوگی۔ اور جس نے صدقِ نیت سے مزاحمت کا رستہ اپنا لیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے وسائل اور راستوں کو سہل فرمائیں گے۔

اور اس لیے کہ ہر شے واضح ہو جائے اور کسی کا نفس امارہ اس کو بری راہ نہ دکھلائے، عراق اپنے لیے اگر وہ زخمی ہو جائے ان چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کے زخموں کا مرہم بنے باوجودیکہ

Marfat.com

عالمی انسانی حقوق کے مطابق یہ عراق کا حق ہے مگر عراق ان عرب حکمران کی مدد نہ کرنے پر معذرت کو قبول کرے گا اور انہیں معاف کر دیا جائے گا۔اس کے (اپنے) پاس جو کچھ ہے وہ زندہ رہنے کے لیے کافی ہے اور جہاد کے لیے کافی ہے۔

اس کو سلام جو ہم سے امن کی توقع کرتا ہے اور اس پر جو اسی طرح کے سلام کا جواب دینے کے لیے خود کو تیار کرے یا اس سے بہتر جواب دے جو اللہ تعالیٰ کے امر کے مطابق ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

"وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا." (النساء: ٨٦)

''اور جب تم کو کوئی دعا دے (یعنی سلام کا تحفہ دے) تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اُسے) دعا دیا کرو یا انہی لفظوں سے دعا دو۔''

Marfat.com

عراق پر یہ مصیبت صرف غداروں کی وجہ سے آئی ہے

جس طرح علقمی کی وجہ سے ہلاکو خان بغداد میں داخل ہوا تھا اسی طرح (اس دور کے علقمی کی وجہ سے) بش بھی بغداد میں داخل ہو گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ غدار کے ذریعے۔ اے وہ لوگو! جو استعماریت اور ذلت کا انکار کرتے ہو اور وہ لوگو! جن کی عقلوں اور دلوں پر عربیت اور اسلام چھایا ہوا ہے، یہ لوگ فقط غداروں کی بدولت ہی تم لوگوں پر غالب آ سکتے ہیں اور خدا کی قسم جب تک تمہارے دلوں میں مقابلہ کا جذبہ ہے یہ لوگ تم لوگوں پر غالب نہیں آ سکتے اور واقعی حقیقتاً یہ بات کہتا ہوں کہ ہم لوگ سرزمینِ عراق پر امن و سلامتی کے ساتھ نہیں رہ سکتے جب تک یہ مسخ شدہ صیہونیت یہاں پر ہے اس لیے عربی مقابلہ کی وحدت واتحاد میں پھوٹ نہیں پڑنی چاہیے۔

اے ہماری عظیم قوم کے نوجوانو!

سامراجیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہو اور جو شیعہ سُنی کی بات کرتا ہے اس کی بات پر کان نہ دھرو اس وقت عظیم وطنِ عراق جس ایک مسئلہ سے دوچار ہے وہ ہے سامراج کا غلبہ۔ اس وقت اس کافر، قاتل، مجرم، بزدل سامراج کو نکال باہر کرنے سے ضروری دوسرا کوئی کام نہیں کہ جس کی طرف کسی شریف آدمی کا ہاتھ مصافحہ تک کے لیے نہیں بڑھتا، ہاں جو غدار اور استعمار کا ایجنٹ ہو وہ ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔

مَیں تمہیں بتلاتا ہوں کہ عراق کی پڑوسی حکومتیں تمہارے مقابلہ کے خلاف ہیں لیکن خدا تمہارے ساتھ ہے کیونکہ تم لوگ کفر کے ساتھ لڑ رہے ہو اور اپنے حقوق کا دفاع کر رہے ہو، ان غداروں نے کھلم کھلا خیانت کی ہے حالانکہ یہ بڑے عار کی بات ہے، تم لوگ عظیم عراق، قوم، اسلام اور انسانیت کی خاطر اس سامراجیت سے انکار کر دو۔

عراق کو فتح ہوگی۔ قوم کے نوجوان اور شرفاء تمہارے ساتھ ہیں ان لوگوں نے ہمارا جو کچھ لوٹا ہے وہ ان سے دوبارہ واپس لیں گے اور عراق کو جو یہ ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں ہم اس کو دوبارہ آباد کریں گے خدا انہیں رسواء کرے۔

Marfat.com

مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پورے عراق میں صدام کی کوئی ذاتی پراپرٹی نہیں ہے، مَیں چیلنج کرتا ہوں کوئی شخص میری نام کی کوئی جائیداد ثابت کر دکھائے۔ جو کچھ ہے ملکِ عراق کے نام ہے۔مَیں نے محلات کو کب کا چھوڑ دیا ہے اور اب میں ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہوں۔

تم لوگ سب کچھ بھلا کر اس سامراج سے مقابلہ کرو اس وقت یہ ہماری غلطی ہوگی کہ ہم اس سامراج سے مقابلہ کرنے اور انہیں نکال باہر کرنے کے علاوہ کچھ اور کریں اور یاد رکھو کہ یہ لوگ ہمیں لڑا کر عراق کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تا کہ یہاں سے جو کچھ لوٹ کر لے جا سکتے ہیں وہ لے جائیں۔

تمہارے لیے بعث پارٹی پر فخر کرنے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اس نے نہ تو صیہونی دشمن کے آگے ہاتھ پھیلا ہے اور نہ ہی بدمعاش بزدل امریکی اور برطانوی دشمن کے آگے جھکی ہے او رنہ ہی اس کے آگے جو عراق کے ساتھ لڑ رہا ہے اس کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور استعمار اور صیہونیت کے یہ سب ایجنٹ امریکہ کی حکومت تلے امن سے زندگی نہ گزار سکیں گے۔

ہر لڑنے والے اور ہر وطن کے شریف عراقی خادم کو اور ہمارے عراق کی ہر عورت ہر بچے اور بوڑھے کو میری طرف سے سلام عقیدت ہے۔مَیں تم سب سے یہ کہتا ہوں کہ اگر تم سب متحد ہو جاؤ تو دشمن تم سے بھاگ جائے گا اور ان کے ساتھ غدار بھی بھاگیں گے اور جان لو کہ یہ جو دشمن کی فوجیں آئی ہیں اور ان کے ساتھ جو طیارے آئے ہیں یہ تمہارے قتل کے لیے آئے ہیں اور یہ تم پر زہر قاتل ہی برسائیں گے۔

اور عنقریب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر بات سے پہلے اسلام، قوم اور تمہارے لیے فتح اور آزادی کا دن آئے گا۔اس دفعہ بھی فتح حق کی ہوگی اور آنے والے ایام اس سے بہتر ہوں گے۔اپنی جائیدادوں، علاقوں اور مدارس کی حفاظت کرو، ان سامراجیوں کا بائیکاٹ کرو اور یہ اسلام دین اور وطن کی محبت وحمایت اوحفاظت کا تقاضا ہے۔

Marfat.com

امریکہ کے خلاف جنگ پوری انسانیت کی جنگ ہے

ابوالانبیاء، نبی کریم ﷺ کے جدامجد واکبر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعوتِ توحید کی خاطر اس عراق کو چھوڑ کر ملک کے دوسرے علاقوں میں جانا طے فرمایا جس میں آپ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی جو دعوتِ ایمان کا مبداء و اساس تھا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔

"وَاِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُو اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ." (عنکبوت:۱٦)

"اور ابراہیم علیہ السلام (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنی اس دعوت توحید کے مقابل آنے والوں کے خلاف جو آپ علیہ السلام کو تکلیف پہنچانا چاہتا تھا فقط ہاتھ میں ایک عصا تھا جس سے وہ بھیڑیئے کو بھگاتے تھے اور اگر کوئی کتا حملہ کرنا چاہتا تھا تو اس کے ذریعے اس کو ہٹاتے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ دعوتِ توحید لے کر چلنے والے نبیوں اور صالحین کی روز اول سے جب سے رب تعالیٰ نے مخلوق کو اور اس کائنات کو اور اس کی مخلوق کو پیدا فرمایا ہے شان یونہی ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ نے نبیوں کو ایمان کی اور خالق اور مخلوق کے درمیان تعلق کی اہمیت کی وحی فرمائی اور رب کی وسیع و عریض سرزمین پر روح جس ہمت کو پیدا کرتی ہے اس کے درمیان اور حیاتِ جدیدہ کی تخلیق اور اس کے ان لوازمات کے درمیان تعلق کی اہمیت کی وحی کی کہ جو عوامل طبیعیہ اور بڑی مخلوقات کے عوامل اور مخلوق اور انسان کے ساتھ صحیح قاعدہ پر جاری ساری رہنے والے مدراجِ ترقی کے عوامل ارتقاء کا سامنا کرنے کو لازم ہے۔

ان باتوں کو مَیں نے زمانہ طالب علمی میں سنا، جانا اور خوب سمجھا اور اپنے عقل و دماغ میں ان کو راسخ کیا۔ حتیٰ کہ ان باتوں نے اور راسخ ایمانی عقیدوں نے اور نیک امنگوں نے میری

Marfat.com

ایک فکری اساس کی شکل اختیار کر لی اور یہی فکر میری ''بعث پارٹی'' کی عقیدت کی پختہ اساس ثابت ہوئی۔اور اس نے راہِ حق میں نئے چیلنجوں کے سامنے میرے اندر حیاتِ نو پیدا کی اور یہی وہ احساسات و جذبات ہیں جو عراقیوں کی عقل ونظر میں قوت و تاثیر کے اعتبار سے ایک خاص بیک گراؤنڈ رکھتے ہیں جن کا موجودہ گرما گرم حالات سے بہت زیادہ تعلق ہے۔ بلکہ ان کا ہر ایک کی عقل وضمیر کے پس پردہ جذبات واحساسات سے تعلق ہے اور اس کا معیار ہر ایک کی عقل سمجھ، قوت، ہمت اور ایمان و یقین کے درجات کے اعتبار سے مختلف ہے۔ یہی باتیں کسی شخص کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

اِسی ایمان کی بنیاد پر ہم نے بیسویں صدی کے اس فرعون اور طاغوت کا مقابلہ کیا ہے اور اس کے آگے خم ٹھونک کر کھڑے ہیں اور اس نے جو عراق کو اپنے جبروت وسطوت وشوکت کے آگے جھکنے کی دعوت دی ہے اس کا انکار کر دیا ہے۔ان کا خیال تھا کہ ہم فقط طاقت کے مظاہرہ اور دھمکی سے عراق کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنالیں گے۔ پھر طاقت وقوت کے اس بے محابہ استعمال کے نتائج نے انہیں سوچنے پر مجبور کیا اور ہر ایک دل ودماغ کو حق سوچنے پر آمادہ کیا۔اور انہیں بتلایا کہ صرف طاقت کا ہی استعمال سارے مسائل کا حل نہیں۔ جو محض مادی نظریہ پر مشتمل ہے۔اسی مادی سوچ نے اس ظالم و جابر طاغوتی مملکت کے حکمرانوں کو حق سے دور کر کے یک طرفہ طور پر سوچنے کی راہ پر ڈال دیا۔

عراق کی تہذیبی تمدنی، تاریخی، ایمانی اور روحی اساس نے اس کو 17-30 جولائی 1968ء، کے انقلاب پر ابھارا۔اللہ تعالیٰ نے عراق اور قومِ عرب کے دشمنوں کو انہیں چھوٹا کر کے دکھلایا اور خود عراق کو اس کے دشمن، اپنے حکم سے، کم دکھائے باوجودیکہ وہ زیادہ تھے۔جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِىْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِىْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ.'' (انفال: ۴۴)

''اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو (خدا) کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے۔''

Marfat.com

عراق نے امریکی وصیہونی طاغوتوں کی شرائط ماننے سے اوران کے آگے جھکنے سے جو انکار کیا تھا اس کا چرچا آفاق عالم میں ہونے لگا۔اوران لوگوں نے ''اللہ اکبر'' کا جہاد کا جھنڈا بلند کیا۔اب ہمارا دوطرفہ مقابلہ اور جہاد شروع ہوگیا۔تو ہم نے اپنی سرحدوں کے قریب آنے والے دشمن کتوں کو لاٹھیاں مار کر بھگانا شروع کیا۔باوجودیکہ ہمیں معلوم تھا کہ ہمارا دشمن نیوکلیئر ہتھیاروں سے مسلح ہے۔یہ تھے ہمارے انقلاب کے حالات۔یہی ہمارے وہ عظیم مقاصد تھے۔جن کی خاطر عراقی بہادر فوجی دستوں اور جرأت مند عظیم عراقی عوام نے شہادت کے درس کو یادرکھا اس کو بھلایا نہیں بلکہ دوسروں کو بھی یاد دلایا۔انہی بلند نظریات کی اساس پر عراقی اور عرب قومیں زندہ ہیں۔اور جب بھی کوئی ظالم وجابر طاغوت اپنے ظلم وجبر کی حشر سامانیوں کے ساتھ اس زندہ عراقی قوم کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ان کے سینے ایمان سے بھر جاتے ہیں اور یہ لوگ باطل کے خلاف حق کے عظیم مقاصد واہداف کو لے کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔

17 جنوری کے، ایسے ہی ایک دن فجر اڑھائی بجے جب تقریباً سات گھنٹے گزر چکے تھے۔اس وقت شیطان امریکہ اور اس کے حلیف بُری طرح پھنس چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے قدموں کو صراط مستقیم سے بچلا دیا تھا۔ان کے ساتھ تقریباً اٹھائیس ملکوں کی افواج تھیں جو اس شیطان طاغوت امریکہ کی قیادت میں تقریباً تیس ممالک کی نمائندہ بن کر عراق پر حملہ آور ہوگئیں تھیں۔ان لوگوں نے کینہ، کمینگی، برائی اور حسد کے گولے اس عظیم بغداد پر برسائے۔یہ قوم عرب میں اور عظیم امت مسلمہ میں صدق وصفا، اونچے مقاصد اور عظیم تاریخ کا مالک بغداد ہے جس پر ان لوگوں نے حملہ کردیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس بغداد اور سارے کے سارے عراق کو عزت وشرف اور کردار و رسالت کے مرتبہ سے نوازا تھا۔یہ عراق اور اس کے دارالخلافہ بغداد کی صفات اور اس کی تاریخ ہے۔قرن ہا قرن سے عراق اور بغداد طاغوتوں شیطانوں اور انسانیت دشمنوں کے خلاف انسانیت کی خدمت کرنے میں معروف رہا ہے۔عراق نے انسانیت کو ان گمراہ شیطانوں کے چنگل سے چھڑایا جن کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے۔

جنوری کے اس دن جس میں ان لوگوں نے بغداد پر راکٹ اور گولے برسائے یہ دن بغداد، فاتح اور باکردار بغداد، عظیم حزب البعث والے بغداد اور مجاہد عراق کے بغداد کے ماتھے کا

Marfat.com

ایک روشن نشان بن گیا۔

اے عرب اور عراقی بھائیو!

یہ 17 جنوری کا دن تھا جب ساری دنیا امریکہ کی تاج پوشی میں مصروف تھی اور اس کے حواری لوگوں کو روکتے تھے کہ یہ جہاں چاہے گھس جائے مگر تم اس کو مت روکو اور وہ یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ امریکہ اب دنیا کی واحد سپر پاور اور حاکم ہے اور اس کے سامنے دوسروں کے جھنڈے سرنگوں ہو گئے ہیں اور اس کے سامنے کھڑے ہونے والوں کو توڑ دیا گیا ہے اور اب بغیر کسی جھگڑے یا اعتراض کے امریکہ ساری دنیا کا تھانیدار ہے وہ جس کو چاہے اپنی لاٹھی کے آگے ہانک سکتا ہے۔ اور ان حواریوں کا یہ بھی خیال تھا کہ اب ساری دنیا کو اس کے آگے جھک جانا چاہیے اور نہایت ذلت کے ساتھ اس کے سامنے ہاتھ باندھ دینے چاہیے اور کسی شخص کو نہ تو اس کی اس تاج پوشی پر اعتراض ہو اور نہ ہی واشنگٹن کے کسی مؤقف سے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب رات ڈھل رہی تھی، ستارے ڈوب چکے تھے، جھوٹے گواہ اس عالمی دہشت گرد کے سر پر پورے عالم کی سربراہی کا تاج دھرنے کے لیے جمع ہو گئے تھے جس پر ''پورے عالم کا زبردست بادشاہ'' (بلکہ ''پوری دنیا کا زبردستی کا بادشاہ'') کے الفاظ کندہ تھے۔ سوائے دو چار ملکوں کے نمائندوں کے جو سراپا جہالت بنے ایک طرف کھڑے امریکی پالیسیوں پر دانت پیس رہے تھے۔ لیکن ان میں بھی اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پر پوری دنیا کے سامنے امریکی پالیسیوں پر انکار کر سکتے۔

ذرا تم اس وقت پر غور کرو جب ساری دنیا کو اس امریکہ نے اپنے سامنے غلام بنا لیا تھا ٹھیک اسی وقت اس بغداد نے اس کے آگے سر نہ جھکایا۔ یہ انبیاء کرامؑ کی ولادت کی معطر و طیب سرزمین بغداد ہے۔ جہاں انہوں نے رسالت کے فرائض کو سرانجام دیا۔ رب کی عظیم وحی کا بار اٹھایا، اسی بغداد کے نوجوان کے دل اس وقت ایمان کی عظمت سے لبریز تھے یہی حال ان کے مردوں اور عظیم عورتوں کا بھی تھا۔ ان لوگوں نے اپنی عظیم روحانی تاریخ کو دہرایا۔ ان لوگوں نے دنیا کو ابوالانبیاء سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد دلائی اور اس منظر کو دوبارہ زندہ کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ.'' (الانبیاء: ۶۹)

Marfat.com

"(ہم نے حکم دیا کہ) اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیمؑ پر (موجب) سلامتی (بن جا)"

اللہ تعالیٰ کی دعوت دینے میں اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فقط ایک عصا تھا تاکہ اس کے ذریعے نمرود کی زمین پر بسنے والے ان لوگوں کو رب واحد پر ایمان لے آنے کی دعوت دیں۔ انہیں اپنے پاس کسی مادی قوت کے نہ ہونے کا ذرا خوف نہ تھا۔

اور ذرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو بھی یاد کیجیے جس کو انہوں نے کسی کے خلاف استعمال نہ کیا اور آپ نبی آخر الزمان، نبی جہاد جناب حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کو بھی یاد کیجیے کہ کس طرح آپ ﷺ نے وقت کے طاغوتوں جبروتوں اور قیصر و کسریٰ سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے لشکروں نے ان عظیم سلطنتوں کو کس طرح شکست دی اور ہر باطل کو شکست دینے کے بعد کس طرح عدل کا بول بالا کیا۔

اب آپ عراق کو دیکھیے کہ چاروں طرف سے دشمن فوجوں نے اس کو گھیر رکھا ہے وہ اس کے مؤقف کے خلاف ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید عراق یہ سب کچھ دیکھ کر ان کے آگے جھک جائے گا اور جس طرح دوسروں نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی ہے یہ بھی ملا دے گا اور امریکہ کے شریر صدر کی تاج پوشی میں شریک ہو کر اس کو ربع سکونِ ارض کا بے تاج بادشاہ بنا دے گا۔ اس وقت حالات کی شدت دیکھ کر ڈرنے والوں نے کلیجے ان کے منہ کو آئے ہوئے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ ہے:

"اِذْ جَاءُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا." (الاحزاب: ۱۰)

"جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔"

بغداد بلکہ سارے ہی عظیم عراق کے میدانِ جنگ کا یہی حال تھا کہ لوگوں کے دل ایمان سے بھر گئے اور اس طاغوت کو دیکھ کر جو خوف آ رہا تھا وہ ایمان کو اور بڑھا رہا تھا۔ لیکن سب کے سب عراقیوں نے بیک زبان کہا کہ "نہیں" ہم امریکہ کے آگے نہیں جھکیں گے۔

ان کا "نہ" کرنا تھا کہ ان کی توپوں نے گولے اگلنے شروع کر دیئے۔ ان کی جنگی بحری اور فضائی جہازوں نے "کارپٹ بمباری" شروع کر دی۔ پھر ان کے جنگی جہازوں کے منحوس

Marfat.com

کوؤں اور سانپوں نے عراق کو گولہ باری پر رکھا لیا اور سرزمینِ عراق پر میزائلوں کو داغنا شروع کر دیا۔ پھر ان کی (نہایت بُری) بّری فوجوں نے عراق میں گھس کر ہر زندہ شے کو قتل کر دینا شروع کر دیا۔ لیکن ان کے سب اسلحہ بارود کے سامنے اس عرب عراق کی ایک "لا" (نہیں) کی گونج اور اس کی بازگشت زیادہ بھاری اور وزنی تھی۔ ان کے میزائلوں اور بموں کی گونج اس "نہیں" کی گونج میں دب کر رہ گئی۔ اور یہ سب کچھ اس پورے عالم کی سرداری کے تاج پہننے کے خواہش مند کے ساتھ ایک مغلوب ملک کے ہاتھوں ہوا اور اس وقت انہیں اپنی اس تاجپوشی کا یقین بھی تھا۔ مگر یہ لوگ ذلت اور پستیوں کے گڑھے میں جا گرے اور زمین کی بادشاہی رب واحد قہار کے لیے باقی رہ گئی۔

ارشاد ہے:

"تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ." (ملک: ۱)

"وہ (خدا) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے بڑی برکت والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

ٹھیک اسی وقت اس جھوٹی تاج پوشی کے شرکاء بکھر گئے اور جن لوگوں سے جبراً اس کی مطلق اطاعت پر دستخط لیے جا رہے تھے وہ سب دائیں بائیں ہو گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی یہ بات نہیں چاہتے کہ پوری دنیا کی سیادت ان طاغوتوں کے ہاتھوں میں ہو اور نہ ہی گزشتہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ نے کسی جابر اور ظالم طاغوت کو اس کی اجازت دی ہے۔ پھر اس کے بعد یہ شیطان امریکہ دن بدن گرتا چلا گیا اور بغداد کے خلاف جو عناد اور بغض پر مبنی اس کا مؤقف تھا اس میں وہ ذلت کے گڑھوں میں لڑھکتا چلا گیا۔ اس کے بعد بغداد کا ایجنڈا اور "اللہ اکبر" کا جھنڈا دنیا کے دور دراز ملکوں میں بھی نظر آنے لگا لوگ ان کی عزت و توقیر کرنے لگے اور انہیں محبت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اخلاص اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

میرے عرب اور عراقی بھائیو!

ان باتوں پر غور کرنے سے آپ کو ان تیس ممالک کی اتحادی افواج کے عراق پر مل کر حملہ کرنے کے بنیادی اسباب خوب سمجھ آ سکتے ہیں۔ ان باتوں کو جاننے کے بعد سمجھ آ سکتا ہے کہ عراق نے پوری قوت اور ثابت قدمی کے ساتھ امریکہ کے آگے "لا" کیوں کہا۔ اور پھر اس پر ڈٹے

Marfat.com

ٹھونک کر کیوں ڈٹ گیا۔اوراس میں اس کو فتح بھی نصیب ہوئی۔

انہی میں ایک وہ اہم خط بھی ہے جو عراق نے اپنے قومی دن نومبر 1997ء میں امریکہ کی بنائی ہوئی سلامتی کونسل کو بھیجا جس نے امریکی کمینہ پالیسیوں کا پردہ چاک کیا۔اس نے امریکہ کی ان گمراہانہ روشوں کو کھولا جو وہ دنیا کے ممالک اوران کے ملکی وسائل کے ساتھ چل رہا تھا۔ کیونکہ لوگوں کو امریکی پالیسیوں کی خطرناکی کا پوری گہرائی کے ساتھ ادراک واحساس نہیں۔مزید یہ کہ امریکہ اوراس کا یہودی فطرت میڈیا بھی ہر وقت حقائق کو مسخ کرنے میں لگا ہوا ہے۔

ہم اپنے اس قومی دن کو سلام کرتے ہیں،اس کے منانے والوں کو سلام کرتے ہیں اور اپنی اس عظیم قوم کو بھی سلام کرتے ہیں جس نے صبر،استقامت،ہوش اور جوش سب کا مظاہرہ کیا۔

اے عرب اور عراقی بھائیو!

ہم نے اپنے گزشتہ سال کے مئی 1997ء کے خطاب میں اس بات پر خوب زور دیا تھا کہ عربوں کا رسمی اتفاق واتحاد بے حد ضروری ہے تا کہ ہم اس اجنبی استعمار کے ظلم وستم کے خلاف اپنی تعمیر وترقی کے مطالبات کو پوری قوت کے ساتھ بیان کرسکیں اور ہم نے اپنی اس دعوت کو بار بار دہرایا۔عراقی قیادت بھی اور دوسرے عرب ممالک کے حکمران اوران کی عوام بھی ہماری اس دعوت کی تصریحات کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔بعض لوگ وہ بھی تھوڑے سے،یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری یہ دعوت فقط عراق کے مستقبل کو سامنے رکھ کر ہے۔اور ہمیں فقط اپنی کمزوری اور تباہی کا خوف اوراندیشہ ہے۔ہم لوگوں کی آنکھوں پر سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں اس لیے ہم بتلاتے ہیں کہ ہم نے اس کو متواتر پانچ سال تک 1991ء سے لے کر 1995ء تک بار بار دہرایا ہے۔مگر بعض دوستوں کو خواہ وہ عرب تھے یا اجنبی انہیں اس دعوت کے اغراض ومقاصد کے بارے میں کچھ بے جا وہم تھے۔لیکن جب عرصہ سات سال سے دشمن نے،عرب ملک پر حملے شروع کر دیئے اور میدانِ جنگ میں اسلحہ سمیت عرب کو تباہ کرنے کے تمام وسائل استعمال کرنے شروع کر دیئے تو سب کو معلوم ہوگیا کہ عراق کس بات کی دعوت دیتا تھا۔اس کی وطنیت سچی تھی،ایمان پختہ تھا،اوراس کے نزدیک قوم کی مصلحتیں مقدم تھیں۔اب ہم نے دوبارہ سب کے سامنے یہ تجویز پیش کی اور ہم نے یہ بالکل صحیح تجویز پیش کی تھی اب اس مشکل مرحلہ سے نکلنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اوروہ یہ ہے کہ اپنی عزت،دولت،کرامت وشرافت کی حفاظت کی صورت صرف اور

Marfat.com

صرف عربوں کے آپس کے اتفاق میں ہے کہ ان کے مقاصد واغراض ایک ہو جائیں۔ اور ہر ایک اپنا کردار پوری ذمہ داری سے ادا کرے۔ اور اگر ہماری دعوت ایک جنگی پلان بنانے کی ہوتی تو زیادہ بہتر یہ تھا کہ ہم امریکہ اور صیہونیت کے خلاف ایک جنگی پلان بناتے۔ لیکن ہماری دعوت قوم کی طرف تھی اور اس وقت تھی کہ جب امریکہ اپنے حلیفوں اور اتحادیوں سمیت عراق کو للکار رہا تھا اور عراق کے ایمان کو چیلنج کر رہا تھا اور میدانِ جنگ میں ہر روز عراق پر نئے حملہ کر رہا تھا۔ اگرچہ عراق اکیلا گزشتہ تیس سال سے امریکہ کی اس سفارتی اور جنگی جارحیت کو برداشت کر رہا تھا لیکن اب حالات کا منظر کچھ اور ہو گیا تھا کہ یہ جارحیت پوری عرب قوم بلکہ پوری امتِ مسلمہ تک پھیلتی جا رہی تھی۔

ان نہایت گھمبیر حالات میں قوم کے عقلاء نے ہماری دعوت کو سمجھا اور تشویش و تشکیک کے ان حالات میں ہمارے نظریات کو عین درست گردانا۔ ان اہل فہم کے سینے حقد و کینہ اور بغض وعناد سے پاک تھے اور نہ ہی ان میں نفرت کے جذبات تھے۔ کیونکہ ہماری اور "رفاق" کی دعوت قوم کی وحدت کی تھی جو دنیا و آخرت میں اس قوم کی عزت و آبرو کی ضامن تھی۔ ہماری دعوت میں امت مسلمہ کی فلاح و بہبود، اس کی مصلحت اندیشی اور اس کی دولت وثروت کی حفاظت وترقی کی بابت فکر تھی نہ کہ فقط عراق کی فکر وتشویش تھی۔ کیونکہ عراق کی حفاظت کرنے والا ایک خدا ہے جو پروردگار عالم ہے اور یہ ملک امانتدار اور ایمان سے لبریز دل والوں کے ہاتھوں میں ہے اور یہ ملک، وقت کے انقلابی مجاہدین کی نگاہوں میں ہے جن کے دل نہ ڈرتے ہیں اور نہ وہ بزدل ہیں۔ اسی لیے عراق کو ستایا گیا، جہاں کے شرفاء کا اتنا خون بہایا گیا جتنا اس سے قبل نہ بہایا گیا ہوگا اور ان غدار سانپوں اور پابندیاں لگانے والے اژدھوں کے ڈنگ سے شہیدوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ عراق کی تعمیر وترقی کا کام رُک گیا۔ لیکن خدا کی مدد سے عراق زندہ ہے، باقی ہے اور اپنا قومی، وطنی، تاریخی، انسانی اور تہذیبی وتمدنی کردار ادا کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے نقصان کی تلافی فرماتے رہتے ہیں۔ اس کی روحانی اور مادی جن صلاحیتوں میں کمی آتی ہے اس کو پورا کر دیتے ہیں۔ ان باتوں نے عراق کے مومنانہ اور مبنی برانسانیت مؤقف ومقصد کو پوری دنیا پر خوب واضح کر دیا ہے۔

اے میرے عرب اور عراقی بھائیو!

Marfat.com

ہمیں فقط اس تکلیف اور نقصان کا افسوس نہیں جو عراقی قوم اور اس کے نوجوانوں کو پہنچا ہے بلکہ ہمیں زیادہ افسوس ان خطرات و خدشات کا ہے جو قومِ عرب کو لاحق ہونے والے ہیں جو اس کی تاریخی ترقی کی راہ میں شدید رکاوٹ ہیں اور ان عربوں سے اپنے تیل اور معدنی وسائل سے ترقی کرنے کا موقع جاتا رہے گا اور یہ کوتاہی قومِ عرب کی قیادت اور اس کے نوجوانوں کی ہے۔ اس لیے ہم دوبارہ اس بات پر جو بنیادی ہے زور دے کر کہتے ہیں کہ جس طرح غیروں نے اپنے خطوط متعین کیے ہیں اسی طرح ہم بھی اپنے خطوط متعین کریں۔ اور اپنی راہ کے کانٹوں کو ہٹائیں جو ہمارے قدموں کو ہی نہیں بلکہ دلوں تک کو زخمی کر رہے ہیں اور ہم ماضی کی کوتاہیوں سے سبق حاصل کریں اور ہم ایک مبنی بر صدق باہمی گفت و شنید اور بحث و تمحیص کے بعد اپنا ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کریں۔ جس میں ہمارے حال کے ساتھ ساتھ ہمارے مستقبل کی بھی حفاظت اور ترقی ہو اور ہمارا وہ لائحہ عمل ہمیں ایمانی اور یقینی قوت کے ساتھ مدد دے۔

مَیں 17 جنوری 1991ء کے ''اُم المعارک'' کی خوفناک جنگ کو یاد دلاتا ہوں۔ ہم امریکی حُکام کو آج کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ''اگرچہ دشمن اپنی طاقت کے بھروسے پر یہ خیال کرتا ہے کہ وہ ہمیں زیر کر لے گا مگر اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس کے مقدر میں یہ بات نہ لکھیں گے۔ اور اگر وہ اس خیال میں مبتلا رہا تو وہ ایک بار پھر اس کا تجربہ کر لے گا کہ ایمان سے لبریز فوجوں کے ساتھ ٹکرانے کا انجام کیا نکلتا ہے؟

اسی لیے مناسب ہے کہ امریکہ اس باطل خیال میں مبتلا نہ ہو کہ وہ عراق میں اپنے مقاصد کو حاصل کر لے گا جو اس کی گھٹی میں پڑے ہیں، جو اس کے پہلوں کے بھی ارادے تھے اور وہ فقط عراق کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ عراقیوں کو ان کے ہاتھوں سے بھی جو بھی تکلیف پہنچے گی رب رحمان اس کا عوض عطا فرمائیں گے اور اس جنگ کے شہیدوں کو جنتِ نعیم میں جگہ دیں گے جہاں انہیں رزق ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ان امریکیوں کی راہ میں ایک گہرا گڑھا کھود دیں گے جو سخت اندھیرا اور اوپر سے ڈھکا ہوگا جوں جوں ان امریکیوں کا تعصب اور ان کی عداوت بڑھتی جائے گی یہ اس گڑھے کی گہرائیوں میں اور زیادہ گرتے چلے جائیں گے اور ان کا ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواب چکنا چور ہوتا جائے گا۔ اور ان لوگوں نے اس پاک سرزمین عراق کے شہر بغداد پر جب بموں اور

Marfat.com

میزائلوں کو برسانا شروع کیا تھا تو اس وقت ان کے دلوں میں یہی کینہ اور تعصب تھا۔

اس لیے ان لوگوں نے جو کچھ اب تک کیا ہے اس کو از سرِ نو دیکھیں اور اپنی ان ناکردینوں پر غور کریں تا کہ عراق پر سے ظالمانہ اقتصادی پابندیاں ختم ہوں۔ اور چاہیے کہ یہ اب دوبارہ نہ دھوکہ کھائیں اور نہ ہی دوسروں کو دھوکہ دیں اور یہ وہم نہ کریں کہ جس بات کی تحقیق وہ اپنے خبیثانہ طریقوں، مکر و دجل اور سازشوں سے نہ کر سکے، اس کی تحقیق اب یہ لوگ فوجی ظالمانہ کارروائی سے کریں گے۔ کیونکہ اس سے قبل یہ لوگ اس قسم کی ظالمانہ فوجی کارروائیوں سے اس بات کا تجربہ کر چکے ہیں۔ پھر اس حملہ سے پہلے یا اس کے بعد انہیں یہ معلوم ہوا کہ اس حملہ سے بہتر تھا کہ وہ مکر و فریب یا دجل پر مبنی سیاست اپناتے تو وہ بہتر تھا کہ اس سے انہیں وہ ناپاک سیاسی عزائم حاصل ہو جاتے جو حملہ کرنے سے حاصل نہیں ہوئے تھے لیکن یہ بھی ان کا غلط گمان تھا۔

ہم انہیں دھمکی نہیں دے رہے ہیں لیکن یہ لوگ اس بات کو جان لیں کہ ہم کو ان کی قوت کا اندازہ ہے اور ہم گزشتہ آٹھ سال سے ان کا سامنا کر رہے ہیں اور انہیں بھی عراق کی طاقت کا اندازہ ہے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ عراق اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے، اسی لیے جس بُرے معاملہ میں وہ مبتلا ہوئے ہیں اس میں ہم مبتلا نہیں ہونا چاہتے۔ ہم فقط ان کو تنبیہ کر رہے ہیں۔ تا کہ ہمارے دشمن کا کوئی نقصان نہ ہو اور ہمارا اپنے دشمن کو نقصان پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ ہی یہ ہمارا مقصد اور ہماری غرض و غایت ہے۔

ہم فقط یہ کہتے ہیں کہ قوم، قیادت، سیاست، سفارت غرض ہر سطح پر عراق اپنے ارادہ میں پختہ ہے اور وہ ان اقتصادی پابندیوں کو ختم کرنے کے لیے اور ان کے ختم ہونے تک جہاد کا جھنڈا بلند کیے رہے گا۔ اگر سلامتی کونسل اپنی ان قراردادوں کو نافذ کرے گی جن کو اس نے عراق کے معاملہ میں اس کی شرکت کے بغیر طے کیا تھا تو پھر عراق خود اپنی قوم کی ہمرکابی میں ان قراردادوں کے مقاصد کے حصول کی کوشش شروع کر دے گا۔ کیونکہ پھر ان کے حصول کا اور کوئی راستہ اور کوئی متبادل صورت باقی نہ رہ جائے گی۔ ہمیں عراق کے معاملہ میں ہر میدان میں اپنی قوم کی بھرپور تائید کا مکمل یقین ہے اور وہ ان سب باتوں میں اپنے اربابِ حکومت کا مکمل ساتھ دیں گے تا کہ وہ اس اقتصادی پابندی کو ختم کریں اور ملکِ عراق کے خلاف سازشیں کر کے اس کو جو خون میں نہلایا اور بموں کی آگ میں جھلسایا جا رہا ہے، ان کے مقابلہ میں ملک کا دفاع کریں اور دشمن کی

Marfat.com

قوت کو توڑ دیں۔

ہم دنیا بھر کے لوگوں اور اپنے دوستوں سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ شر کو لگام دینے میں اور حق کو ثابت کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

ہم تیسری دنیا کی تمام قوموں اور وہاں کے حکمرانوں کو بھی یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ امریکہ اس وقت ایک ایسی اندھی متعصب ظالم اور جابر طاقت بن کر ظاہر ہوا ہے کہ جس کے سامنے فقط اپنے غلیظ مقاصد اور اپنی خبیث مصلحتیں ہی ہیں حتیٰ کہ اگر اس کو اپنی ان مصلحتوں کا حصول تیسری دنیا کے سب ممالک کو شدید مشکلات، عذاب و بلا، یا حادثات اور جنگوں میں مبتلا کر کے اور انہیں مفلس و قلاش کرنے کے بعد انہیں تباہ و برباد کرنے میں بھی نظر آیا تو یہ ان میں سے کسی بات سے بھی دریغ نہ کرے گا۔

بلاشبہ یہ ایک نئی منتقم اور خونخوار بادشاہت ہے، اس کے سب طور طریقے، قوانین اور ساری سیاسیات منقش چادر کے پردے میں چھپی آگ کی لپٹوں کی طرح ہے۔ یہ وہ وحشی درندہ ہے جو فقط انسانوں کا گوشت نوچ کر اور کھا کر ہی چین لیتا ہے اور اس نے اپنا یہ نہایت سفاک اور خونچکاں روپ چھپایا ہوا تھا جو اب کھل کر سامنے آ گیا تھا۔

موجودہ صورتِ حال میں بعض ممالک کو شدید نقصان پہنچا ہے، ان کا ملکی امن، قیادت اور سیاست خسارہ میں چلی گئی ہے۔ اس نے دنیا کا امن اور ان کی مصلحتوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اور ان باتوں سے دنیا کو فقط وطنی انسانی تعاون ہی نکال سکتا ہے کہ جس میں امریکہ کے خلاف دنیا بھر کی حکومتیں شرکت کریں۔ اس کے لیے سب سے پہلے تیسری دنیا کے لوگ اکٹھے ہوں اور امریکہ اور صیہونی لابی کے اس شر کے گلے میں طوق ڈالنے کے لیے جس نے پوری دنیا کو مختلف مسائل کی آگ میں جھلسا رکھا ہے، اقتصادی، سیاسی، ثقافتی، قومی، حکومتی اور دیگر کئی امور کی سطح پر ایک باہمی تعاون کا پلیٹ فارم بنائیں۔

ہم جانتے ہیں کہ تقریباً باقی ساری دنیا کے لوگوں کے دلوں میں بھی امریکہ کے بارے میں کچھ اسی قسم کے جذبات ہیں لیکن ہر ایک کو اپنے قلب و ضمیر اور عقل و شعور کی آواز بلند کرنے کی ہمت نہیں۔ اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ اگرچہ باقی ممالک اپنے مسالک و مزاج اور سیاسی رجحانات میں مختلف بھی ہوں مگر پھر بھی امریکہ کے خلاف مل کر وہ سب کے سب ایک راہ اپنائیں

Marfat.com

اور اپنی تمام مجلسوں اور خاص طور پر قومی وحکومتی سطح کے اجلاسوں میں اس باہمی تعاون کی بھرپور آواز اٹھائیں۔ اور ہر ملک کی قوم اور اربابِ حکومت امریکہ کی اقتصادی سازشوں اور مالی دھاندلیوں کے علاوہ ان کی دوسری دورُخی سازشوں سے بھی آگاہ ہو۔ خاص طور پر ماضی قریب میں اس نے جنوب مشرقی ایشیا، لاطینی امریکہ اور جاپان کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کو ہر وقت نگاہ میں رکھیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان علاقوں کی اکثر حکومتیں امریکہ کی دوستی کا دم بھرتیں ہیں اور اقتصادی، جنگی اور سازشی میدانوں میں اس کا تعاون اور اس کے ساتھ شرکت کرتی ہیں۔

ان لوگوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے اور بھولنی نہیں چاہیے کہ امریکہ نے عراق کے خلاف جو جنگی ظالمانہ کارروائی جاری کر رکھی ہے اور اس کا جو اقتصادی وثقافتی گھیراؤ کر رکھا ہے اس کی غرض فقط اپنی انانیت کو تسکین دینا اور ان علاقوں پر قبضہ کر کے یہاں کی تیل کی دولت کو خوب لوٹنا ہے اور ان خلیجی ممالک کے تمام قومی و وطنی اور ملکی وسائل پر ناجائز قبضہ کرنا ہے تاکہ لوٹی ہوئی اس دولت کے بل بوتے پر یہ پوری دنیا پر اپنا حکم چلا سکے۔

ان سب باتوں کی بنیاد پر امریکہ کے ساتھ عراق کی یہ موجودہ جنگ ایک ملک کی نہیں بلکہ پوری انسانیت کی خاطر اور ان پر سے امریکی خونخوار (بلکہ آدم خور) بلا کو دور کرنے کی جنگ ہے اسی لیے سب ممالک کو چاہیے کہ وہ قومی اور انسانی ہر سطح پر عراق کا امریکہ کے خلاف ساتھ دیں۔ یہ ان پر لازم ہے اور اس بارے میں نہ تو دیر کریں اور نہ ہی کسی قسم کے تردد کا شکار ہوں۔

اس وحشی انا پرست جن کے خلاف لڑنے کے لیے متحد ہونا اور اس کے لیے ایک پلیٹ فارم تشکیل دینا، چند ممالک کو چھوڑ کر جو اس کے ہی ہم نوا ہیں ساری دنیا کی نہ صرف قومی بلکہ انسانی ذمہ داری ہے۔ ہم ساری دنیا کو دعوت دیتے ہیں کہ اس اکیلے طاغوت و جبروت، لٹیرے ظالم خبیث امریکہ کی حکومت پورے عالم پر قائم نہ ہونے دیں۔ اٹھو اور سب مل کر ایک دوسرے کا تعاون کرو انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی کہ اس اجنبی کا پوری دنیا پر تسلط نہ ہو جائے۔

Marfat.com

عراقی فوج کو سلام

Marfat.com

اے عراقی جوانوں اور فوجیو! تم صدا سلامت رہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے عظیم عراقی قوم!

اے ہماری بہادر مسلح افواج کے نوجوانو!

ہمارے موجودہ حالات اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیّت ہیں کہ جن میں نیکو کار اور برگزیدہ لوگ اپنا اونچا کردار ادا کریں بہر حال ہر صورت میں قطعی فیصلہ تو ارادۂ خداوندی کا ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے ارادوں کے مطابق چلنے سے ہی دنیاوی و اخروی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ خواہ ان کے طریقے آسان ہوں یا دشوار، کیونکہ ایمان اور فوز و فلاح کا تاج ہی فضیلت و برتری کا تاج ہے۔ اور ان اہداف و مقاصد میں جو اللہ تعالیٰ کی رضاء، قوم و ملت کی رضاء کا سبب ہے۔

اے عراقیو!

قدرت نے تمہیں چن لیا ہے کیونکہ تم لوگوں نے خود یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ اور امتِ مسلمہ کا جھنڈا اٹھا لیا ہے۔ تم لوگوں نے ہر مقدس اور محترم شے کی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری اٹھائی ہے اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور کانٹوں سے تم لوگ گھبراتے نہیں ہو۔ اور تمہارے ایمان کی جڑوں کو زمانہ کے دشمن اور شریروں کے افعال کاٹ نہیں سکتے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجداد کو بھی ایمان، عزت و آبرو اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے اس لیے نوازا تھا تا کہ وہ ان ظالموں اور جابروں سے قتال کریں۔ ان لوگوں کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر تھا اور ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے جہاں تک ہو سکا تیاری کی تھی۔

یہ لوگ چلے، انہوں نے دشمنوں کو مٹایا، مجوسیت کے آتش کدے بجھائے، بازنطینی رومیوں کو ہلا اور دہلا کو رکھ دیا۔ رب کا جھنڈا بلند ہو کر لہلہلا تا رہا اور یہ لوگ رب سے راضی ہوئے اور وہ خدا ان سے راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ درجہ کی فتح نصیب فرمائی اور خدا اور انسانیت کے دشمنوں کو شکست و ہزیمت سے دوچار کیا۔

Marfat.com

اے عراقی مردو اور عورتو!

آج تم لوگوں کو قریب قریب اپنے ان آباء و اجداد کا کردار کرنے کا موقع ملا ہے جو یرموک اور قادسیہ کے میدانوں میں اپنا عظیم کردار دکھا گئے اور دشمنوں پر صاعقہ ربانی بن کر لپکے تھے۔ آج تمہیں میدانِ جہاد میں دنیا و آخرت کی شرافت دکھانے کا موقع ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ امت بنا کر عزت دی ہے جو ساری انسانیت کے لیے مینارۂ نور ہے۔

تم لوگوں نے راہِ خدا اختیار کیا ہے اور تم لوگوں سے بہتر کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہو۔ تم لوگ اس امت کی تلوار، اس کے امین اور اس کے تاج ہو۔

اس سے قبل تم لوگوں نے فلسطین اور قدس شریف کی آزادی اور دفاع کے لیے آواز اٹھائی اور اس کے لیے جہاد کرنے پر لبیک کہا۔ رب عزیز و قدیر کے حضور رو کر دعائیں مانگیں کہ دوسرے علاقوں کے عرب بھی جہاد کے جھنڈے تلے تمہارے ساتھ مل جائیں۔ اور اس شرف و فضیلت کے جھنڈے کو اٹھا کر امتِ مسلمہ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔

اور ان سب جہادی کوششوں اور مزاحمتوں کا نتیجہ یہ نکلے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو عزت و شرف بخشے اور کافروں کو ذلیل و رسوا کرے اور فرات و دجلہ سے لے کر بحیرۂ عرب تک فلسطین کو آزاد کرے۔ اور تمہارے اور سارے مسلمانوں کا قبلۂ اوّل اور تیسرے حرم شریف ''القدس'' کو ان کی گرفت سے آزادی دے۔ جو عظیم رسول حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کی سفرِ معراج میں قیام گاہ تھی اور یہ حضرت مسیحؑ کی میراث ہے جو تمہارے آباؤ اجداد اور تمہاری اولادوں کو ملی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ارضِ عرب پر ظلم کرنے والے اور اس کو چھیننے کی کوشش کرنے والے ہر دشمن کافر کو ذلیل و رسوا کرے۔

فلسطین اور قدس شریف کی آزادی کے لیے ہم نے رب ذوالجلال واحد قہار احد و صمد پر بھروسہ کرتے ہوئے اکیس جماعتوں نے مجاہدین کی تیاری کی ہیں جو ہر طرح کی جنگی مشقیں کر رہی ہے اور میدانِ جہاد کی ہر بات کی معلومات حاصل کر رہی ہیں۔ اور جس جنگی فن کو سیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے اس میں کامل مہارت حاصل کر رہی ہیں۔ خواہ وہ فن علمی نوعیت کا ہو یا جنگی مہارت کی قسم کا۔ مَیں اپنی قیادت میں قادسیہ اور اُم المعارک کے جیوش کو تشکیل دوں گا جنہیں جنگوں کے زبردست تجربات ہیں اور وہ میدانِ جنگ کے تمام معرکوں سے واقف ہیں۔ ان لوگوں نے ایمان و یقین کے ساتھ اپنے جہاد کو پختہ اور مضبوط کیا ہوا ہے۔

Marfat.com

عراقی فوجو! خدا تمہارا محافظ ہے

جنگجو لشکر کو "ہمت" پیدا کرتی ہے یا جنگجو لشکر "ہمت" کو پیدا کرتا ہے؟
آیا عقل تجربہ سے پیدا ہوتی ہے یا تجربہ عقل و فرد کو پیدا کرتا ہے؟
اور کیا ایک شریف اور عظیم قوم اپنی تاریخ اور اپنے کردار میں عظیم قائدین کو پیدا کرتی ہیں یا عظیم قائدین اعلیٰ قوم کو پیدا کرتے ہیں؟
کیا اونچا مقصد وسائل کو پیدا کرتا ہے یا وسائل کا دستیاب ہونا مقاصد کو معین کرتا ہے؟
کیا تاریخ قومیں تخلیق کرتی ہے یا قومیں اپنی تاریخ کو بناتی ہیں؟
یہ چند سوالات ہیں جن کے جوابات طویل ہیں اور یہ سب کے سب اصل اور فرع کو فرض کرتے ہیں۔ اور اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ اصل کی صفات اور ہیں فرع کی صفات اور تو ہم اصل تک نہ پہنچ سکیں گے اور ہم خلافِ حقیقت نتائج نکالیں گے اور وہ ایسے حقائق ہوں گے جو ہمارے خیال و اعتقاد کے برعکس ہوں گے۔

ہر "اصل" تاریخی تکوینی مراحل سے گزر کر پیدا ہوتی ہے جن کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے اور وہ اصل گویا کہ ان تکوینی مراحل کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے۔ اس لیے کسی اصل کی کوئی دنیاوی قیمت نہیں ہوتی۔ اس لیے قوم اور قیادت یہ تاریخ بناتی ہیں اور تاریخ ان دونوں میں اپنا کردار ادا کرتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے ایک نئی قسم کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح قوم، قیادت اور لشکر یہ تاریخ بناتے ہیں اور تاریخ اس اصل کی طرف منسوب ہو کر انہیں پیدا کرتی ہے اور تاریخ انہیں اونچے مقاصد کا الہام کرتی ہے اور جب بھی الہام اونچے مقاصد اور اعلیٰ صفات کو پیدا کرنے پر قادر ہوتا ہے تو نتیجہ صحیح بنیاد پر نکلتا ہے۔

اس لیے اے میرے بھائیو!

آج ہم اپنے عظیم بہادر فوجی لشکروں کے لیے محفل لگا کر بیٹھے ہیں یہ ہماری میدانِ جہاد میں لڑنے والی عظیم بہادر مسلح فوج کا دن ہے جس میں یہ استعداد ہے کہ اس کو جب بھی موقعہ

Marfat.com

ملا یہ ایسا لشکر جنم دے گی جو شکست نہ کھائے گا اور حق پر ڈٹتے ہوئے ہمیشہ باطل کو شکست دینے اور اس کو وطنِ عزیز سے دھکیلنے پر قادر ہو۔

ٹھیک اسی وقت ہم اپنے آباء و اجداد کے لشکروں کی یاد بھی مناتے ہیں جو سومری، بابلی، اور آشوری تھے۔ اسی کے ساتھ ہم ان لشکروں کی بھی یاد مناتے ہیں جنھوں نے مشرق کی جانب عراق کی مدد کی یا جس وقت بھی عراقیوں کو ختم کرنے کے لیے کسی نے حملہ کیا ان لشکروں نے عراق کی مدد کی۔

اسی طرح ہم ''اُم المعارک'' اور ''قادسیہ'' کی فوجوں کی یاد بھی مناتے ہیں یہ ہمارا وہ قوی اور امین لشکر تھا جو وطن کے ضمیر کی آواز تھی جو 6 جنوری 1921ء کو پہلی فوج کی تاسیس کے وقت بنا تھا۔

ہم اس محفل کو ایک خاص مقصد کے لیے قائم کرتے ہیں اس میں ہم اپنے اہداف متعین کرتے ہیں۔ جب ان مقاصد کا حصول شروع ہوا تو انہوں نے ہمیں جہاد، فضیلت، بہادری اور بلندی کے ثمرات کو اس عظیم درخت سے دیا جس کا تاج میدانِ جہاد میں جا گھستا ہے اور اس کی زینت جہاد کی تیاری ہے اور اس کی بنیادی علامت اس کے وہ صنادید اور عظیم شخصیات ہیں جنھوں نے میدانِ جہاد میں اپنی قوم اور وطن کے لیے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔

اسی طرح ''قادسیہ'' کی دوسری عظیم جنگ میں اور ''اُم المعارک'' کے معرکہ میں اصل کے ساتھ اس کی فرع مل گئی اور اس حد تک مل گئی کہ خود عراقیوں اور دوسرے عربوں پر اور غیروں پر اس بات کا امتیاز کرنا دشوار ہو گیا کہ اصل کیا ہے اور فرع کیا ہے۔ اور وہ فرع کون سی ہے جو سب معانی کو اپنے اصل جوہر کی صفات اور اس کے مؤقف میں اٹھائے ہوئے ہے اور فرع کی ہر صفت ہماری قوم اور ہماری فوج کو یوں ترقی دینے لگی گویا کہ وہ اصل ہے حالانکہ ٹھیک اس وقت بھی وہ فرع ہی تھی۔

ان باتوں کی روشنی میں اب ہم اپنی فوج کو کہہ سکتے ہیں کہ

اے عظیم، بہادر، وفادار اور امین فوج!

اے امت اور قوم کے عظیم فرزندو! اور ان کی تلوارو، نیزوں، ڈھالو اور زرہو!

اے مسلمانوں، مومنوں کی قادسیہ کی فوج، اے ارتداد کی جنگوں کے حضرت ابوبکر

Marfat.com

ﷺ کے غازیو، حضرت عمر ﷺ کے لشکرو، اور حضرت علی ﷺ بن ابی طالب کی جہاد کی تلوارو! اے حضرت سعد ﷺ کے سپاہیو! اے نبوخذ نصر، حمورابی، سرجون، شیلنصر، آشور، اور بانیبال کی فوجو!

اے قادسیہ اور اُم المعارک کی صدام حسین کی عظیم فوجو!

اے لشکر عراق اور قومِ عرب فلسطین کے لشکرو!

اے عظیم اور جفاکش امت اور قوم کے لشکرو!

اے باعزت فوجو! خدا تمہیں زندہ رکھے، تمہارا بھروسہ رب قادر و مطلق پر ہے، خدا کی قسم! تمہارے مقاصد نہایت سربلند ہیں تم لوگ دشمنوں کا سامنا کرنے کے وقت قوم کے دست و بازو ہو تم مشکل حالات میں پائے ثبات ہو، تم اپنی اس قوم اور ملت کی تاریخ کا ضمیر ہو کر اگر تم نہ ہوتے تو اس قوم اور امت کی تاریخ یوں نہ ہوتی۔

اے بہادر سپاہیو! آج 6 جنوری کو ہم ہر سال تمہاری یاد میں دن مناتے ہیں تاکہ ہم اپنے عظیم مقاصد، اور ایمان، جہاد اور تہذیب و تمدن کے روشن پہلوؤں کو یاد رکھیں۔ تاکہ ہمارے سامنے 1921ء کے دن کی عظمت اور مقصدیت عیاں رہے۔

اور تاکہ ہم میں وہ کردار، وہ مقصد، وہ تاریخ، وہ قربانی، موقف، ہمت اور جہاد کی روح اور ایثار و قربانی کی حقیقت زندہ رہے جن میں قوم عرب اور قوم عراق کی عزت و آبرو ہے اور ان کی تاریخ کے لیے بھی باعثِ عزت و شرافت ہے۔ گویا کہ ہم ان ہی خطوط پر مسلسل چل کر اپنی گزشتہ روشن تاریخ کو درخشاں و تاباں کیے ہوئے ہیں۔

اے قوم، اے فوج! تمہارے لیے سلام و تحیہ ہے، تمہارے لیے عزت و شرافت اور بلندی و بزرگی ہے۔

تمہاری سب قربانیوں اور تمہارے سب مقاصد سے رب تعالیٰ راضی ہیں تمہارے لیے بڑائی اور فکر ہے۔ تم لوگ میدان جہاد و قتال میں رب تعالیٰ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہو، تم لوگ ہمیشہ نعرۂ تکبیر لگا کر نئی تاریخ رقم کرنے کے لیے قدم اٹھاتے ہو جو امت کی آبرو میں اور اضافہ کرتے ہیں۔ اس کی شان بلند کرتے ہیں اور ان غارت گر کافروں اور ان کے ذلیل دم چھلوں کو رسوا کرتے ہیں۔ ہمارا ان کے ہر اس مقصد کو سلامِ محبت ہے جس میں حق کی بڑائی، بہادر اور عراق کے لیے جہاد اور عربوں اور عراقیوں کے لیے سربلندی ہو۔ اور اس میں وہ تاریخی عظمت اور ضیاء

Marfat.com

ہے جو ہر اندھیرے کو روشن کر دیتی ہے اور سب سیاہیوں کو مٹا دیتی ہے اور چلنے والوں کی صحیح راہ دکھاتی ہے اور کمزوروں، بزدلوں اور ڈرپوکوں کو ہمت دلاتی ہے، اور ہمتوں کو اونچے مقاصد اور بہادر مومنوں کے جذبوں کے ساتھ ملاتی ہے اور دلوں اور سینوں سے ہر وہ جذبہ نکال باہر پھینکتی ہے جو ہماری تاریخ کو رسواء کرتا ہے اور دشمنوں کو ہم پر چڑھ دوڑنے کی جرأت دلاتا ہے، جو جذبہ کہ جو نہ تو ہماری امت کی تاریخ کے لائق ہے اور نہ ہی عراق کی تاریخ کے لائق ہے۔

خدا تعالیٰ کی مدد سے عراق نے عظیم بہادر فلسطین کی خاطر میدانِ جہاد میں عظیم ایمانی نقوش چھوڑے ہیں۔ عراقی لشکروں نے قومِ عرب کے عزائم اور ان کے ارادوں کی تکمیل میں نہایت بلند کردار ادا کیا ہے۔ خاص طور پر مجاہد فلسطین کے ہراوّل دستہ کے سپاہیوں کو سلام جو فلسطین کی فرات سے لے کر بحیرۂ عرب تک کی آزادی کے لیے میدانِ جہاد میں آزادی کا جھنڈا اٹھائے لڑ رہے ہیں۔

Marfat.com

عراقی فوجوں نے خدا کے بھروسے پر طاغوتی فوجوں کا مقابلہ کیا

ایک عظیم عراقی قوم! السلام علیکم

گزشتہ چند سال بہت افسوسناک رہے ہیں۔ جن میں ہم پر نہایت مشکل حالات آئے ہیں جن میں بے شمار مضمرات ہیں۔ وہ یوں کہ امریکہ، برطانیہ اور صیہونی ظالم فوجیں اور ان کے پیچھے ان کے دم چھلے ان کی سیاست کے سائے میں ان کے مجرمانہ حملے میں شریک ہوئے جو ابھی تک جاری ہے۔ اور یہ حملہ صرف عراقی قوم پر نہیں بلکہ یہ ساری انسانیت پر حملہ ہے اور یہ ان اہداف پر حملہ ہے جن کی حضرتِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دعوت دی تھی۔ ان کے اس جرم میں زیادتی اور دھوکہ اس وقت اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے کہ جب انہوں نے حملہ کا یہ بدترین سلسلہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں بھی جاری رکھا ہوا ہے اور اس حملہ میں معمورۂ ہستی پر آباد سب مسلمانوں کے جذبات کو بھی وہ چیلنج کررہے ہیں۔

ہم خدا تعالیٰ، اس کے نبیوں، اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ امریکہ، برطانیہ اور ان کے ساتھ صیہونی حکام یہ سب کے سب، اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، اس کے نبیوں اور ساری کی ساری انسانیت کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور اس کے نبیوں اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھنے والا ہر شخص اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ ان صیہونی امریکی مجرموں کا مقابلہ کیا جائے جو کسی کی بھی حرمت کی پرواہ نہیں کرتے۔ جو عراق پر اور ہر اس قوم پر ظلم وستم کا سلسلہ دراز اور جاری کیے ہوئے ہیں جو مجرم صیہونیت، اور ان کے برے اور ناپاک عزائم اور مجرمانہ منصوبوں کے درپے ہیں۔

آج کا دن بڑا دلیل و برھان والا دن ہے۔ اس دن میں اپنی قوم کے مسیحی بھائیوں کو اور اسی مناسبت سے اپنی مجاہد اور بہادر قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو ان یہودیوں اور امریکیوں

Marfat.com

کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑے ہیں۔ اور دشمنوں کے حملے کے سامنے ڈٹے کھڑے ہیں اور وہ اس سے پہلے بھی ہر قیمت پر حق وانصاف پر جم کر کھڑی ہوتی ہے۔ ان کا سر، بلند ہوتا ہے اور وہ ''اللہ اکبر'' کے جھنڈے تلے ایمان سے لبریز سینے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

اسی طرح میں اطرافِ عالم کے سب لوگوں کو خواہ وہ کسی دین یا کسی قوم کے ہوں اپنی انتہائی محبت پیش کرتا ہوں جو ان شریر ظالموں کے خلاف کلمۂ حق کہتے ہیں اور عراق قوم کا ساتھ دینے کے ضمانت دیتے ہیں۔ اِسی مناسبت سے میں ان کے لیے خیر، امن واطمینان اور سعادت و نجات کی امید کرتا ہوں۔

Marfat.com

عراقی فوج نشأۃ ثانیہ کی بانی ٹھہرے گی

یاد رکھیے کہ ہر قوم کے پاس اپنی ابتداء اور انتہاء (یعنی عروج اور زوال) کے درمیان ایک درمیانی عرصہ بھی ہوتا ہے۔ وہ درمیانی اور اس کے دوران کیا جانے والا ہر فعل محض درمیانی زمانہ اور ایک نرا تقلیدی فعل نہیں ہوتا۔ اور اس درمیانی زمانہ کا استثناء ترقی کا زینہ نہیں ہوتا۔

یہی حال کسی شخص کی زندگی کے ابتدائی اور انتہائی زمانہ کا بھی ہوتا ہے کہ ابتداء اور انتہاء کی طرح اس کی زندگی میں درمیانی عرصہ کی بھی بڑی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ زندگی خواہ لمبی ہو یا مختصر مگر ان باتوں پر متنبہ ہونا ضروری ہے۔ مگر کچھ لوگ اس کی اہمیت سے صرف نظر کرتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسے لوگوں کی زندگی سوائے چند سالوں کے اور کچھ نہیں۔ یہی حال کسی خاص نظریۂ علم میں اختصار کے ساتھ معلومات رکھنے والے علماء کا ہے کہ جو اپنی کاوشوں کی تاریخ رقم نہیں کرتے۔

اے عراقی بھائیو!

قوموں اور امتوں کی ان کی فوجیں ہی عزت دیتی ہیں اور ان کے لیے ایک روشن تاریخ رقم کرتی ہیں اور کئی دوسری قومیں بھی ہیں کہ سفر انہیں تھکا دیتا ہے اور مشقت انہیں درماندہ اور راستہ انہیں لاغر و ضعیف کر دیتا ہے۔ پھر ان میں لغزش اور انحطاط آتا ہے۔ ان سب حالات میں سفر کا دوام کسی موقف کے بغیر ممکن نہیں خواہ وہ قوم کی سطح پر ہو یا قیادت یا مسلح افواج کے فکر و نظر اور منہج و طریق اور اس کی خاطر قربانیوں کی سطح پر ہو۔ اور ان سب صورتوں میں قوم اور قیادت کی جہت اور منزل ایک ہونی چاہیے۔

پھر جب ''نئی اعلیٰ سطح'' حوادث و واقعات سے پیدا ہوتی ہے، اور استعداد اور درجہ کی قبولیت کے لیے قربانی ضروری ہے تو یاد رکھیے کہ واقعات و حوادث کسی قیادت کے بغیر یا کوئی قوم ''موقف'' کی کسی سطح کے بغیر یا کسی قیادت کے بغیر ہو تو وہ کبھی بھی، کسی زمانہ میں بھی کسی لشکر کو اور نہ ہی کسی جرأت مندانہ موقف کو پیدا کر سکتیں ہیں۔

Marfat.com

ہماری بہادر مسلح افواج اور ہماری عظیم قوم کے درمیان تفاعل وتلازم کا یہی حال ہے کہ جس سے اسی قوم اور امت سے ایک دیانتدارانہ قیادت پیدا ہوتی ہے۔ اور اے بہادرو اور مجاہدو! یہ قیادت تمہاری عظیم ''حزب البعث'' اور ''حزب البعث العربی الاشتراکی'' سے پیدا ہوئی۔

ان کے منہج وطریق پر ماضی اور حال میں اس قوم کی نشأۃ ثانیہ اور اس کا احیاء ہوا۔ اس نے اس قوم کے لیے عمل کی نئی راہیں متعین کیں۔ اس کا ماضی تو ہر قسم کی غفلت، سستی کوتاہی، کمزوری اور خطا سے پاک تھا اور ایک چمکتا دمکتا اور روشن ماضی تھا۔ زمانہ ماضی میں یہ قوم وطن کی محبت اور نیک آرزوؤں میں نہایت بلند رتبہ رکھتی تھی۔ کوئی قوم بھی ایمان، صبر، حلم و بردباری او رقوت وطاقت میں اس کے برابر نہ تھی۔ اور کسی کو اس کے مقابل آنے کی جرأت نہ تھی۔ اس نے اپنی نئی امنگوں اور نئی منزلوں کو پانے کے لیے خود کو بھی اور زمانہ کو بھی مہمیز دیا جس سے انسانی رشتے قریب ہوئے اور اس کی امن پسندانہ ترجیحات اور ان کی نوع واقسام میں اور ہمت وطبیعت میں انسانوں کی اجنبیت ختم ہوگئی اور گویا کہ وہ سب ایک ہو گئے۔ اور بیداری اور نشأۃ ثانیہ کی تحریک کی استعداد اور اس کے لیے قربانیاں دینے میں سب نے ایک راہ اپنالی۔

اور شروعات سے قطع نظر فقط مقاصد اور اہداف پر اس کی نگاہ تھی۔ اس قوم نے تکبر و بڑائی اور نخوت سے اپنا دامن پاک کر لیا۔ یہاں سب کو ایک بنیادی سوچ اور اس کا ایک ابتداء خط ملا۔ یہ ایک عظیم راستہ بھی تھا اور اس راہ میں اس کے طویل ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مشقیں اور قربانیاں بھی تھیں اور جس قدر ان کے نفوس خوددار اور غیرت مند بنتے گئے اسی قدر ان کی قربانیوں کی سطح بھی بلند ہوتی گئی۔

1941ء میں انگریزوں کے خلاف جو انقلابی تحریک بھی اٹھتی تھی وہ اس انقلابی نظریہ کی بنیاد پر چلتی تھی جو 6 جنوری 1921ء سے شروع ہوئی تھی۔ اس طرح 14 جولائی 1958ء، 14 رمضان 1963ء کو بدخصلت صیہونی یہودیوں کے ساتھ میدان جنگ میں جو قومی تحریکیں اٹھیں اور بہادر مسلح افواج نے جو مقابلہ کیا، اسی طرح 17 سے 30 جولائی 1968ء میں جو انقلابی تحریک اٹھی ان سب کی بھی بنیاد انہی نظریات پر تھی۔ اور 1968ء کی یہ انقلابی تحریک ان سب انقلابات کا تاج تھی۔ اور قوم کے اہداف کا نشانِ منزل تھی۔ یہ انقلاب قوم کی عام امنگوں کا منبع ثابت ہوئی۔

Marfat.com

اس انقلاب سے عراقی فوجوں کو ایک نئی زندگی ملی اسی طرح یہ عظیم عراقی قوم کی بھی حیاتِ نوتھی ۔ میدانِ قادسیہ اور ''ام المعارک'' کے نتیجہ نے مشکلات کو راہ سے ہٹا دیا۔ ان واقعات نے مسلح افواج، بہادر ''جیش'' اور عظیم قوم کے لیے نئے خطوط اور نظریات کی تاریخ رقم کی۔ اب قوم، جیش اور قیادت سب ایک نقش قدم پر چل رہے تھے۔ اور ہمیں اپنے نیکوکار جنتِ علیین پانے والے شہیدوں کی قربانیوں کو صحیح مقام تک پہنچانے کا ایک نہایت قیمتی اور نیا موقع ہاتھ آ گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق پانے والی قوم، حزب البعث اور جیش کے عظیم شہداء تھے جنہوں نے صدقِ دل کے ساتھ شہادت کی راہ اپنائی اور اپنے آپ کو ذرا بھی نہ بدلا۔

ہر وہ برائی جو قوم کے سورج کی روشنی کو گل کر دے اور اندھیروں کو نئے سرے سے لے کر لوٹ آئے وہ راہِ فرار اختیار کر گئی اور پھر لوٹ کر نہ آئی، اور قدیم و جدید استعماری جماعتیں بھی یہاں سے بھاگ گئیں اور جو آنکھیں عراق اور ان کی مسلح بہادر افواج کی طرف نفرت و حقارت سے دیکھ رہی تھیں وہ سب چندھیا گئیں۔ شر کے نقشے پسپا ہوئے اور خیر کے نشانات نقش ہوئے اور عراق میں قدرت و بڑائی کی شعاعیں اور ان کی روشنیاں پھیلیں۔ اور آج کی اس تاریخ سے عراق کے اُفق نئے سورج کی روشنیوں سے بھر گئے اور ان کی روشنیوں نے ہمارے گھروں، میدانوں، سکولوں اور مدرسوں اور کھلیانوں تک کو بھر دیا۔ ہماری نہروں اور باغات میں نئی زندگی دوڑ گئی۔ اور ہمارے اس عظیم عراق کی سرزمین پر رب کی عبادت سے گھروں کو سربلندی نصیب ہوئی اور ''اللہ اکبر'' کا جھنڈا عراق کی پاکیزہ فضاؤں میں لہلہانے لگا۔

یہ ہے نشاۃِ ثانیہ کا مطلب جس کے تم مستحق ٹھہرے۔ اس بات نے تمہارے حال، نوع، روح، تاریخ اور تہذیب کے اعتبار سے کسی بھی دوسری نشاۃِ ثانیہ سے مختلف بنا دیا۔ تم پہلے شروع دن سے ہی اس رتبہ و مرتبہ کے مستحق ہو۔

Marfat.com

قید سے چند اہم خطوط

Marfat.com

مَیں قید سے اپنی قوم سے مخاطب ہوں☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"قُلْ لَنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا" (توبہ: ۵۱)

"کہہ دو کہ ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو خدا نے ہمارے لیے لکھ دی ہو۔"

اے عظیم عراقی قوم!

اے ہماری مجاہد بہادر مسلح فوج!

اے عراقی عظیم عورتو!

اے ہماری عظیم قوم کے نوجوانو!

اے بہادرانہ مقابلہ کرنے والے بہادر مومنو!

جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ مَیں گزشتہ ایام میں بھی میدانِ جہاد میں رہ چکا ہوں اور اب ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مَیں پہلے کی طرح اس رنگ اور روح کے ساتھ میدانِ جہاد میں اتروں جیسا کہ پہلے انقلاب میں میرا کردار رہا ہے۔ بلکہ ان موجودہ حالات میں ان گزشتہ حالات سے بھی زیادہ محنت اور مشقت اٹھاؤں۔

اے عراقی فوجی دستو!

ان سخت حالات میں اور اس شدید آزمائش میں جس میں ہم سب کے سب مبتلا ہو گئے ہیں، یہ ہمارے لیے ایک نیا سبق ہے تاکہ ہر ایک آدمی جان لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسا کردار ادا کرے اور ہمارا یہ حال ایک تاریخی حال بن جائے۔ یہ وہی حالات ہیں جو اس سے قبل ہمارے لیے اپنی تاریخ سازی کے لیے نہایت اہم حالات تھے جن میں ہم اپنی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اب ہر ایک کے صحیح یا غلط ہونے کا مدار اس کے کردار اور اس کی کوشش پر ہے اور جس کے دل میں خدا ہو اور اس کے عیب اس کی نگاہ کے سامنے ہوں وہ ضائع نہ ہو گا۔

☆ قید سے عراقیوں اور تمام مسلمانوں کو لکھا گیا خط۔

Marfat.com

اور جو لوگ غیروں کے ساتھ مل کر خود اپنوں پر طاقتور بنے ہیں جو نہایت حقیر اور ذلیل ہیں اور ان کی یہ قوت بھی حقیر و ذلیل ہے۔ اور ان کی ان کوششوں کے نتیجہ میں جو نکلے گا اس کو خدا نے بیان کر دیا ہے۔ ارشاد ہے:

"اَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ." (الرعد:۱۷)

''سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔''

اے عظیم قوم!

اے ہماری امت اور انسانیت کے لوگو!

تم میں سے اکثر اس خطاب کرنے والے کی صدق و دیانت، اور قوم کے معاملہ میں نظافت ونزاہت اور ان کے بارے میں خیر خواہی اور ان کے امور کے بارے میں حزم واحتیاط اور حکمت وبصیرت اور ان کے اور ملک کے اموال کی حفاظت کے بارے میں حرص کو جانتے ہو۔ اور میرا دل چاہتا ہے کہ میری قوم کا ہر فرد اپنے عقل وضمیر کو استعمال کرے اور وہ ان تنگدستیوں سے نکل ملک وقوم کے ہر فرد کے لیے ایک وسیع سوچ رکھنے والا بن جائے۔ اور وہ ملک وقوم کے لیے ایک سچا اور دیانتدار شخص ثابت ہو۔

اے عراقیو!

اے ہماری قوم اے ہمارے اپنو اور ہماری قوم کے ہر شریف مرد اور عورتو!

تم لوگ اپنے قائد اور بھائی (صدام حسین) کو ایسے ہی جانتے ہو جیسے کہ تم لوگ اپنے گھر والوں کو جانتے ہو اس کا سر ان ظالموں کے آگے کبھی نہ جھکا۔ اس نے علم وعمل کا وہ جھنڈا جہاد کے لیے وہ تلوار اٹھائی ہے جو محبین کے لیے تو باعث مسرت ہے لیکن ظالموں کو غصہ دلاتی ہے۔

کیا تم لوگوں کو اپنے بھائیوں، اولادوں اور قائدین سے اس مؤقف کی تمنا اور توقع نہیں؟ کیوں نہیں .... اور صدام حسین کو ایسا ہی ہونا چاہیے اور اس کے مقاصد بھی اسی طرح ہوں اور خدا نہ کرے کہ اس کے مقاصد ایسے نہ ہوں کہ قوم اور ملت اس کو ٹھکرا دے گی اور وہ خود بھی اپنے آپ سے نفرت کرنے لگے گا۔ لہٰذا خدا کے فیصلے سے جو شخص تمہارا قائد بنے اس کو چاہیے کہ وہ اسی قسم کے مقاصد کا علمبردار بنے..........

Marfat.com

سب سے پہلے میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے پیش کرتا ہوں اور جب رب رحمان چاہے گا تو اس کو صدیقین و شہداء کے درجات تک لے جائے گا اور وہ رب رحمان ہمیں اپنے وقت پر بلا لے گا۔ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی کی طرف ہی ہمیں لوٹ کر چلے جانا ہے اور ہم صبر جمیل کرتے ہیں اور ان ظالموں کے خلاف خدا تعالیٰ سے ہی پناہ چاہتے ہیں۔

اے عرب بھائیو!

اے عظیم عراقی قوم!

میں تمہیں ایمانی حدود کی حفاظت کی اور تہذیبی شمع بن جانے کی دعوت دیتا ہوں، اور تم جانتے ہو کہ تمہاری یہ سرزمین ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور دوسرے انبیاء کرام کی جائے ولادت ہے۔ یہ باتیں تمہیں رسمی اور غیر رسمی طور پر اس پر آمادہ کرتی ہیں کہ تم لوگ ملک و قوم کے لیے اپنی زندگیوں کو قربان کردو بلکہ تم لوگ اپنے خاندانوں کے ہر چھوٹے بڑے کو اس عظیم وفادار اور امانت دار قوم پر قربان کردو۔ اور خدا کی مرضی اگر اس میں ہے کہ صدام حسین راہِ خدا میں شہید ہو جائے تو اس کی وجہ سے تم لوگ اس عراقی عوام کو پیش آنے والی مصیبتوں اور انقلاب سے پہلے اور بعد میں پیش آنے والے مشکل حالات سے گھبراؤ نہیں کیونکہ ان سب حالات میں اللہ تعالیٰ نے صدام حسین کو شہید کرنا نہیں چاہا۔ وہ ابھی تک زندہ ہے اور اگر اس مرتبہ خدا نے چاہا تو وہ اس کو شہادت کے مرتبہ سے سرفراز فرمائے گا۔ کیونکہ جب صدام حسین سے کم عمر والے شہادت کے رتبہ پر فائز ہو سکتے ہیں تو صدام حسین بھی ہو سکتا ہے۔ وہ خدا کے حضور اپنا نفس پاک کر کے لے جانا چاہتا ہے اور اس پر پہلے بھی اور بعد میں بھی خدا کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔ اے عراقیو! تم ان مصائب پر صبر جمیل کریں گے۔ اور ظالم قوم پر خدا سے ہی مدد کے طلبگار رہوں گے۔

رب تعالیٰ کی رعایت اور اس کی عظمت کے سائے تلے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو کہ اس نے تمہیں متعدد خصوصیات عطا فرمائیں ہیں اور تمہیں محبت، عفو و درگزر اور باہمی بھائی چارہ کا نمونہ بنایا ہے اور رب ذوالجلال نے تمہیں عظیم اور بلند کردار کی تعمیر مرحمت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ صفات محض عبث عنایت نہیں فرمائیں۔ بلکہ ان سے تمہارے نفوس کا امتحان لینا مقصود ہے کہ کون تمہاری صفوں کا ہے اور کون ان سات سمندر پار کے دشمنوں کی صفوں کا۔ جنہیں کسریٰ کی یہ حسد و بغض کی وراثت ملی ہے۔ اس کے نفس میں شیطان نے وسوسے ڈالے

Marfat.com

رکھے ہیں اور اس نے دشمنوں کو خود اپنی اولادوں پر چڑھ دوڑنے کی راہ دی ہے۔ یہ شخص امریکی وائٹ ہاؤس میں ہونے والی صیہونی سازشوں کے حسد اور حرص کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مددگار بنا۔ اور ان امریکیوں اور صیہونیوں نے وہ رویہ پیش کیا جس کا ایمان اور انسانیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب کہ تم لوگوں نے کینہ وحسد سے پاک محبت وسلامتی کا وہ کردار پیش کیا ہے جس نے تمہاری عزت کو بلند کیا جس میں خون ریزی اور قتل وغارت نہ تھی۔ اپنی اسی روش پر تم لوگوں نے ماضی قریب میں وطنِ عزیز کے لیے کی گئی قربانیوں میں فخر کیا، خاص طور پر 17 سے لے کر 30 جولائی 1968ء کے انقلاب میں کہ اس میں تمہیں فتح ملی۔ تم لوگوں نے عظیم عراق کے جھنڈے کو بلند کیا۔ اس میں تم لوگوں نے فوجی چھاؤنیوں اور میدانِ قتال میں بے مثل بھائی چارے کا نمونہ پیش کیا۔

تمہارے اس اتفاق واتحاد نے دشمن کی فوجوں پر یہ بات واضح کر دی کہ تمہارا یہ اتفاق واتحاد ان کے اور تمہارے غلام بنانے کے درمیان سدِ سکندری کی طرح حائل ہے۔

لیکن ان لوگوں نے اپنا وہی پرانا ہتھیار استعمال کیا جو بڑا گھناؤنا اور مکروہ ہے اور وہ تھا تمہارے درمیان باہمی بغض وعداوت پیدا کرنا۔ اس میں غیر عراقی لوگوں نے ان کا ساتھ دیا جن کے دل ہوا تھے (بزدل تھے) اور اندر فقط کینہ بھرا تھا مثلاً ایران کے لوگ۔ اور ان لوگوں نے اپنے گمان میں تم لوگوں میں باہم پھوٹ ڈال دی تھی۔ جس سے تم لوگوں کی ہمتیں کمزور ہو جاتیں اور تمہارے دل ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور کدورت بھر جاتی اور تم لوگ بجائے دشمن پر غضب دکھانے کے خود ایک دوسرے کے خلاف ہو جاتے۔ لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ تم لوگ ''اللہ اکبر'' کے جھنڈے تلے جمع ہوئے جو قوم ووطن کا عظیم جھنڈا ہے۔

اے بھائیو، اے مجاہدو! اس وقت میں تم لوگوں کو اسی بات کی دعوت دیتا ہوں کہ باہمی نفرت وعداوت ختم کردو۔ کیونکہ نفرت کسی کو عدل وانصاف پر کھڑے نہیں ہونے دیتی۔ کیونکہ یہ بصیرت وبصارت دونوں کو اندھا کر دیتی ہے اور فکر ونظر اور غور وتدبر کے دروازوں پر قفل لگا دیتی ہے اور یہ نفرت والے کو معتدل ومتوازن فکر ونظر اور صحیح بات کے اختیار کرنے سے دُور کر دیتی ہے اور یہ نفرت والے کو ملک وقوم کے ساتھ ہمدردی کی صحیح اور سچی راہ سے ہٹا کر اس کے سامنے دشمن کو بھی دوست بنا کر پیش کرتی ہے۔

Marfat.com

اِسی لیے اے بھائیو، اے بہنو، اور عراقی نوجوانو اور اے مجاہدو!

مَیں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ فقط اپنے اوپر حملہ آور حکومتوں کو ناگوار نہ سمجھو کہ جس کی سزا میں تم لوگ ان پر حملہ آور ہو جاؤ اور ان سے جنگ و جدال کرو۔ بلکہ تم لوگ ان کے اس نہایت شریر فعل کو بھی بُرا اور ناگوار سمجھو۔ اور ان کے شر کو اس طرح دفع کرو جس کے یہ مستحق ہیں۔ اور جو جنگ وقتال سے رکتا ہے اور اصلاح چاہتا ہے خواہ وہ عراق کے اندر کا ہو یا باہر کا اس کے لیے اپنے دروازے کھول دو اور اس سے درگزر کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود معاف فرمانے والے ہیں اور قدرت کے باوجود معاف فرمانے والے کو پسند کرتے ہیں۔

البتہ حالات کے مطابق حزم و احتیاط لازمی ہے تاکہ ملکی اور قومی قوانین کو قبول کیا جائے اور ہمارا ہر رویہ عدل و انصاف پر مبنی ہو نہ کہ غیر قانونی حسد و کینہ اور نفرت و عداوت پر۔

اے سب مسلمان بھائیو!

تمہیں علم ہونا چاہیے کہ ان حملہ آور ممالک کی عوام میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمہارے ان ظالم فوجوں کے خلاف مقابلہ کی تائید کر رہے ہیں اور بعض سرکاری وکیل رضا کارانہ طور پر ان قیدیوں کا دفاع کر رہے ہیں جو ظالموں کی قید میں ہیں۔ ان میں ایک صدام حسین بھی ہے جو ایک مظلوم قیدی ہے۔ ان میں سے بعض اُن ظالم فوجوں کے ذلیل اور گھناؤنے کردار سے پردہ بھی اٹھا رہے ہیں جبکہ عراق پر ہونے والے مظالم سے ان کے دل جل رہے ہیں۔

اس لیے اے عراقی قوم!

مَیں تمہیں اتحاد کی دعوت دیتا ہوں

اے امانتدار، اپنے سے، قوم سے، اور پوری انسانیت کے ساتھ سچی محبت کرنے والی قوم! مَیں تمہیں اتحاد کی دعوت دیتا ہوں۔

کادونا بباطل ونکیدهم بحق ینتصر حقنا ویخزی الباطل

ہم سے باطل تدبیریں کرتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ حق کی تدبیریں کرتے ہیں۔ ہمارا حق فتح پائے گا اور ان کا باطل رسواء ہوگا۔

لنا منازل لا تنطفی مواقدها ولا عدائنا النار تشوی منازل

ہمارے لیے ایسے گھر ہیں جن کی انگیٹھیاں کبھی نہ بجھیں گے اور ہمارے دشمنوں کے

Marfat.com

لیے آگ ہے جوان کے گھر جلا دے گی۔

وفی الاخری تستقبلنا حورها　　　یعز من یقدم فیها لا یزال

آخرت میں جو لوگ ان گھروں میں جائیں گے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں (یا) حوریں ان کا استقبال کریں گی (جو ہمیشہ رہنے والی ہیں)

عرفنا الدرب ولقد سلکنا ها　　　منا ضلا فی العدل یتبعه مناضل

ہم نے ایک راستہ پہچانا اور عدل کے ساتھ پوری جانبازی سے اس پر چلے اور ایک جانباز سرفروش اس پر چلتا ہے۔

اے شریف و کریم اور وفادار عراقی قوم!

مَیں تمہیں اور خود کو اس رب رحمان کے حوالے کرتا ہوں جس کے پاس رکھی گئی کوئی شے ضائع نہیں ہوتی۔

اور ایک صادق اور امین مومن کا گمان ضائع اور نامراد نہیں ہوتا۔

اللہ اکبر............اللہ اکبر............

ہماری قوم زندہ باد

امن وسلامتی والی انسانیت زندہ باد، جہاں بھی وہ عدل وانصاف قائم کرے۔

اللہ اکبر

عراق زندہ باد

عراق زندہ باد

فلسطین زندہ باد

جہاد اور مجاہدین زندہ باد

اللہ اکبر

برباد ہونے والے برباد ہوں

صدام حسین

صدر جمہوریہ عراق اور کمانڈر جنرل مسلح افواج

Marfat.com

عالمی عدالت میں میرے وکیل دفاع کو اپنا مؤقف پیش نہیں کرنے دیا گیا

عالمی عدالت کے صدر اور اس کے ارکان کو خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کو سلام جو سلام کا اہل ہو اور اس پر ایمان رکھے اور اس سلامتی کے مقاصد کی تنفیذ میں کوششیں کرتا ہو اور ظاہر اور پوشیدگی میں خدا کو نہ بھولتا ہو و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

ہماری جیش اور عظیم قوم کو سلام اور ہر اس مجاہد کو سلام جس نے باطل کے خلاف حق کے جھنڈے کو سر بلند رکھا اور ان حملہ آوروں اور ان کے دم چھلوں کے خلاف جنہوں نے ہماری عظیم قوم پر حملہ کی جرأت کی، اللہ تعالیٰ کی اس دھرتی پر ملک و قوم اور اولاد و احفاد کی حفاظت کے لیے ایک نا قابلِ تسخیر چٹان بن کر کھڑا رہا۔

امابعد:

اس وقت میڈیا بلکہ امریکی اور صیہونی میڈیا بے شمار افواہیں اڑا رہا ہے لوگ انہیں سن سن کر گمراہ ہوئے جا رہے ہیں کہ عالمی عدالت 05-11-2006 تک کوئی حکم جاری کرے گی۔ یہ بات مجھے عالمی عدالت کے آخری اجلاس کے التواء میں ڈالے جانے سے پہلے ہی معلوم ہوگئی تھی

وضاحتی نوٹ: میں نے یہ خط اپنے وکلاء کے کہنے پر لکھا ہے کیونکہ اقوام متحدہ کی انسداد جرائم کی تنظیم اور عالمی عدالت نے مجھے اپنی آخری وصیت لکھنے کا موقع دیا ہے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اگر چہ یہ عالمی عدالت اپنی ہیت اور ساخت کے اعتبار سے مسخ ہے اور اس نے ان حملہ آور فوجوں کے حملے کو جائز بھی قرار دیا ہے لیکن اس سے انصاف کی توقع نہ ہونے کے باوجود میں نے اپنی قوم، ملت اور دنیائے عالم کو اپنی رائے بنا دینا مناسب سمجھا۔

(شہید صدام حسینؒ)

Marfat.com

کہ 05-11-2006 کو عالمی عدالت کا ایک اجلاس منعقد ہونا تھا مگر یہودی سازشوں کے نتیجہ میں وہ ملتوی کر دیا گیا۔ التواء کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ امریکہ کے صدر بش امریکی قوم میں ڈیموکریٹک پارٹی کی قیادت میں پائی جانے والی مخالفت کے زور کو توڑنا یا اس کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اس تاریخ، تک میرے بارے میں کسی حکم کو جاری کرنے کو التواء میں ڈال دیا تا کہ امریکی قوم اگلے دن جو امریکی قوم کا ہفتہ واری چھٹی کا دن ہے اس میں اپنے اپنے گھروں میں ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھ کر اس کارروائی کو دیکھیں تا کہ حکومتی پروپیگنڈا مشینری ان الفاظ کے ساتھ خبر جاری کرے کہ ''صدر بش نے اس عراق کی جنگ سے اپنا سٹریٹیجک ٹارگٹ حاصل کرلیا ہے۔''

یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ اس کی غرض یہ تھی کہ امریکی کانگریس کے اجلاس میں اراکین کے انتخاب کے لیے پارلیمانی الیکشن 07-11-2006 بروز منگل ہونا تھا۔ اور اس سے پہلے کہ امریکی ریاستیں ایک آزادانہ رائے کا اظہار سنیں اور حکومتی پروپیگنڈے کے اثر سے باہر نکل آئیں ان امریکیوں کو بیلٹ بکس کے آگے جمع کر کے لے آیا جائے۔ اور جو لوگ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہیں ان کا انتخاب ہو جائے اور وہ لوگ صحیح رائے سننے نہ پائیں۔

ان واقعات وحالات کی بناء پر میں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں کہ

اگر 05-11-2006 تک اجلاس کو ملتوی کرنے میں تمہاری کوئی اغراض نہیں ہیں تو اس اجلاس کا کوئی اور وقت مقرر کرو۔ لہٰذا اگر 05-11-2006 کو احکام صادر نہ بھی کیے گئے تو کوئی حرج نہیں تم لوگ اجلاس کی کوئی اور تاریخ مقرر کر دو۔ عالمی عدالت کے ان اجلاسوں میں میرے ''وکیل دفاع'' کو اپنی بات کہنے کی اجازت دی جائے۔ جبکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ امریکی اور صیہونی ملزموں کو کسی قسم کی صفائی پیش کرنے اور انہیں جرح کرنے کا کسی قیمت پر بھی موقع نہیں دینا چاہتے۔

اگر یہ بات صحیح ہے کہ 05-11-2006 کو عدالت عظمیٰ سے ایک مخصوص حکم صادر کروانا مقصود ہے تو یہ صدر امریکہ کا اپنی امریکی عوام اور ڈیموکریٹک پارٹی کی رائے کے خلاف ایک فیصلہ ہوگا۔ جو صدر بش کی اس سیاست کے موافق ہوگا جس سے امریکی عوام کو اور دوسری امریکی پارٹیوں کو شدید مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس صورت میں اقوام متحدہ

Marfat.com

کی یہ قراردادیں عراق اور عراق کی عوام اور اس کی سربلند قیادت کے سراسر خلاف ہوں گی۔

بے شک وہ بداخلاقی سے لتھڑی ہوں گی نہ کہ مبنی بر اخلاق اور یہ بات نہ تو امریکی عوام اور اس کے داخلی احوال کے مناسب ہو گی اور نہ ہی ان کے اغراض و مقاصد کے۔ اور ان قراردادوں سے ایک نہایت غیر مہذب اور غیر شریفانہ مقصد بروئے کار لانا مقصود ہو گا۔ اس صورت میں امریکہ ایک سنگین جرم کا مرتکب ہو رہا ہے وہ یہ کہ وہ حقائق و واقعات کو اپنی عوام اور قوم سے چھپا کر خدا اور تاریخ کے آگے مجرم بن رہا ہے۔

اللہ اکبر............اللہ اکبر............عزت سچے مومنوں کے لیے ہے۔

اللہ اکبر............عراق زندہ باد............عراق زندہ باد

اللہ اکبر............ جہاد اور مجاہدین زندہ باد

اللہ اکبر............ ہماری قوم زندہ باد............ فلسطین زندہ باد

صدام حسین

صدر جموریہ عراق

چیف کمانڈر مسلح افواجِ عراق

Marfat.com

امریکی حکمران جھوٹ بولتے ہیں

شہید صدام حسین کا قید سے امریکی قوم کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا." (الاحزاب: ۲۳۔۲۵)

"صدق اللہ العظیم"

''مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔ تا کہ خدا سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے۔ اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے اور (چاہے) تو ان پر مہربانی کرے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے اور جو کافر تھے ان کو خدا نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے اور) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور خدا مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا اور خدا طاقت ور (اور) زبردست ہے۔"

اے امریکی قوم!

اس پر سلام جو امن پر ایمان رکھتا ہے اور امن قائم کرنے کی رغبت رکھتا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔

Marfat.com

مَیں اپنی اس نظر بندی کی جگہ سے اپنے اس خط میں حجت تمام کرنے کے لیے اور تمہارے لیے اور اپنی بہادر وفادار اور امانت دار قوم کے لیے امن کی رغبت کے لیے اپنی اخلاقی، انسانی اور دستوری کوشش کی بنیاد کی طرف آپ لوگوں کی توجہ دلا رہا ہوں تاکہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ کسی نے تمہیں جنگ کے بعد امن کی طرف متوجہ نہ کیا۔ جس وقت میں تم لوگوں سے یہ بات کر رہا ہوں تو مجھے نہیں معلوم کہ میرے بھائیوں اور جنگی قائدین نے جو جارج بش کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں، میرا پہلا خط تمہیں دیا ہے یا نہیں دیا۔ کیونکہ تمہارے جمہوری قائدین نے میری نظر بندی کے دن سے لے کر آج تک مجھ سے اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو روک رکھا ہے اور دنیا کو مجھ سے اور مجھ کو دنیا سے کاٹ رکھا ہے تاکہ مَیں اپنی قید سے باہر کی کسی شے کو نہ تو دیکھوں اور نہ سنوں۔ کیا امریکہ کی پیش کردہ یہی حقیقی جمہوریت اور حقوقِ انسانی کی تصویر ہے؟ اور اس کی دعوت کا حقیقی منظر ہے؟ یا آیا تمہارے حُکام تم سے جھوٹ بولتے ہیں کہ ان میں سے بعض امریکی تحقیق کاروں نے جیلوں اور نظر بندیوں میں پڑے کچھ لوگوں کو گولیوں سے اڑا دیا ہے؟ یا ان سب باتوں کے پس پردہ کچھ تفصیلات وحقائق بھی ہیں کہ جن کو سن کر ایک عقل مند انسان کا سر غم کے مارے سفید ہو جاتا ہے۔ ان سب تفصیلات کو تمہارے ذمہ داروں نے چھپا لیا ہے تم لوگ حقیقت کو جانتے تک نہیں ہو؟

بہر حال صورتِ حال جو بھی ہے مَیں اس امید پر اپنا یہ خط تم لوگوں کی طرف بھیج رہا ہوں کہ اس کو سنو اور پڑھو۔ اور اپنی ذمہ داری کے احساس کی وجہ سے مَیں تم لوگوں کے سامنے حقائق کو پیش کر رہا ہوں خواہ تمہارا رنگ اور ان کی قوم جو بھی ہو (سب کو یہ پیغام سُنا رہا ہوں) یہ لوگوں کا ہم پر حق ہے جس طرح کہ ان لوگوں پر ہمارا حق یہ ہے کہ وہ جھوٹی اور غلط بات کو قبول نہ کریں۔

مَیں آج تم لوگوں سے خطاب کر رہا ہوں اور مَیں نے اپنے قانونی وکیل ''رمزے کلارک'' کے ذمہ لگایا ہے کہ وہ یہ خط تم لوگوں تک پہنچائیں۔ جناب رمزے اور ان کے رفیق مسٹر ڈوبلر کو قدرت کی طرف سے انسانی تاثرات بصورت احسن عطا کیے گئے ہیں اور ان دونوں نے اپنی طرف سے ہماری قوم کے بارے میں کوئی تاثر ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس مناسبت سے میں انہیں ان کی شجاعت پہ سلام پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس اہم کام میں اپنی رضا کارانہ

Marfat.com

خدمات پیش کیں۔ باوجودیکہ اپنے فریضہ کو ادا کرنے کی صورت میں پیش آنے والے خطرات کو وہ جانتے تھے جبکہ اس سے قبل ان مجرم امریکیوں نے 4 وکلائے دفاع کو قتل بھی کر دیا ہے۔

اے امریکیو!

مَیں مسلسل دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری حکومتوں کے ذمہ دار تم لوگوں سے غلط بیانی کر رہے ہیں ان لوگوں نے اب تک ان اسباب کی حقیقی تفصیل بیان نہیں کی جس کی بناء پر انہوں نے اپنا دفاع کرنے کے لیے عراق پر چڑھائی کی تھی۔ آپ کے حکمرانوں نے حملہ سے پہلے جو اسباب بیان کیے تھے۔ ان میں سے حقائق کو چھپالیا اور غلط باتوں کو مشہور کر دیا۔ ان لوگوں نے نہ صرف ملکی معاشرہ و سماج بلکہ اس بابت انہوں نے پورے یورپ کے معاشرہ سے بھی غلط بیانی کی ہے۔ انہوں نے خود امریکی عوام سے بھی حقائق کو مسخ کر کے بیان کیا ہے باوجودیکہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ جو ہم بتلا رہے ہیں حقیقت اس کے خلاف ہے۔ ان کے جھوٹ کے کھل جانے کے بعد ان کا یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں کہ انہیں ان کی خبر رساں ایجنسیوں نے غلط اطلاع دی اور انہیں دھوکہ دیا اور ان کے ایجنٹوں نے انہیں دھوکہ دیا تاکہ وہ ان کی اطلاعات کی بنیاد پر عراق میں وہ کریں جو قدیم شہنشاہی حکومتیں اور انیسویں صدی کی شہنشاہی حکومتوں نے کیا۔

اب ہم چند بنیادی اسباب پر انحصار کرتے ہوئے ذیل کی چند گزارشات پیش کرتے ہیں جبکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔

1۔ اقوام متحدہ کی جتنی تفتیشی ٹیمیں عراق آئیں جنہوں نے لوگوں کے گھروں سے لے کر حکومتی محلات اور حکومتی وثائق و دساتیر تک کی تلاشی لی ہے وہ یہ بات جانتے ہیں کہ عراق تباہ کن اسلحہ سے خالی ہے جبکہ اس تفتیشی ٹیم کے اکثر ارکان امریکی اور برطانوی تھے مزید یہ کہ ان کے ساتھ دوسرے کئی قسم کے جاسوس اور رضا کار بھی تھے۔ ان تفتیشی ٹیموں نے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک عراق کے چپے چپے کی تلاشی لی مگر انہیں وہ تباہ کن ہتھیار نہ ملے جن کا یہ دوسروں کے سامنے یعنی عراق اور دوسری حکومتوں کے سامنے اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ اور یہ تفتیش تقریباً سات سال تک جاری رہی تھی۔ اس تفتیش میں پیدل، سوار، جاسوس طیاروں، گاڑیوں، ریموٹ کنٹرول طیاروں (بغیر پائلٹ کے چلنے والے طیاروں) اور مصنوعی سیاروں تک

Marfat.com

کے ذریعے مدد لی گئی اس موقع پر امریکی اور برطانوی حکمرانوں نے یہ سوچا کہ عراق پر حملہ کرنے کے لیے یہ ان کے پاس سنہری موقع ہے۔ اور عراق کی آئینی کوششوں، اس کی تمدنی و علمی عظمتوں کو تباہ و برباد کر دیں جن کو عراق نے 35 سال کی طویل جدوجہد کے بعد حاصل کیا تھا اور انہوں نے ایسا ان معلومات کی بنیاد پر کیا جو ان کی تفتیشی جاسوس ٹیموں نے فراہم کی تھیں تا کہ نائن الیون کے عنوان سے امریکہ نے دنیا میں جو جنگ چھیڑ رکھی ہے اس کو بنیاد بنا کر (عراق اور دوسرے چھوٹے ممالک کا) استحصال کریں۔ اسی لیے ان لوگوں نے اپنے پہلے سے طے شدہ منصوبوں اور اہداف کو حاصل کرنے کے لیے تفتیشی ٹیموں کی رپورٹوں میں (من مانی) کی۔ اور یہ وہ اہداف نہیں ہیں جن کو انہوں نے ابتدائی لائحہ عمل کے وقت ظاہر کیا تھا۔

ان کا خیال تھا کہ ظالم پابندیاں عراق کے عزم و ارادہ کو نہیں توڑ سکیں اور نہ ہی عراق نے اپنی اقتصادی، ثقافتی، علمی اور تمدنی تعمیر کو اس نئی خود مختار حکومت کے زیرِ سایہ اپنے قانونی حق کو مانگتے ہوئے روکا تھا اور عراق اب تقریباً اس قابل ہو گیا تھا کہ وہ اپنے معاونین کی مدد سے ان اقتصادی پابندیوں کو توڑنے والا تھا۔ اب عراقی قوم کے جذبات بھی قومِ عرب میں ابھر رہے تھے۔

اے امریکیو!

تمہارے حکمرانوں نے یہ خیال کیا ہے کہ شرقِ اوسط کے خطہ کی دولت اور اس کی پیداوار پر قبضہ کر کے اس کو اپنے ملک لے جائے اور انہیں اپنے ان اہداف کو حاصل کرنے کا یہ سب سے بہترین موقعہ ہے جس کو یہ ہمیں اور اقوام عالم کو اب اور 2003ء سے پہلے بتلاتے رہتے تھے۔ مزید یہ کہ ان کا مقصد اہم صیہونی اہداف کو بھی حاصل کرنا تھا۔

اس غرض کے لیے انہیں انتخابی تائید بھی حاصل ہوئی اور اس دوران ایران نے نہایت گندہ کردار ادا کیا۔ ایران اور اس کے ایجنٹوں نے دشمن کی عداوت پوری کرنے اور ان کے مقاصد میں آسانی پیدا کرنے کا کردار ادا کیا۔

2۔ امریکی حُکام نے مجبور ہونے کے بعد بھی عراق سے انخلاء نہیں کیا اور مارچ، اپریل 2003ء میں جنگ لڑتے ہوئے جس بات کا دعویٰ کیا تھا اس کی حقیقت کے خلاف اعلان کیا۔ اگر یہ اپنی اس بات میں سچے ہوتے کہ جن معلومات کو بنیاد بنا کر انہوں نے عراق پر حملہ کیا تھا اس میں

Marfat.com

انہیں دھوکہ دیا گیا تھا (اور انہیں غلط معلومات فراہم کی گئیں تھیں) کہ جس وقت ان معلومات کے ملنے پر انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ معلومات جنگ کو شروع کرنے کے لیے ان چند اسباب کی بنیاد پر کافی ہیں۔ جن کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے امن کے لیے ضروری ہیں تو ان معلومات کے غلط ظاہر ہونے کے بعد یہ عراق سے فوجی انخلاء کر لیتے اور بہادر عراقی قوم اور امریکی اقوام بلکہ اقوامِ عالم سے اپنے کیے پر معذرت کرتے۔

جنگ سے پہلے کسی بھی امریکی نے اپنی حکومت سے یہ سوال نہیں کیا کہ بھلا سات سمندر پار امریکہ جیسی حکومت کو امن تباہ کرنے کی عراق کیسے دھمکی دے سکتا ہے۔ جبکہ وہ تو ابھی تک پسماندگی سے بھی نہیں نکلا۔

البتہ جب امریکی حُکام نے اپنے اس خیال کو کہ عراق امریکہ کو دھمکی دے رہا ہے، کو پورا کرنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے کہ جس میں عراق اور امریکہ کے مؤقف جو ایک دوسرے کے بالکل متضاد ہیں ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے ہیں کیونکہ امریکہ تو ارضِ فلسطین اور اراضِ عرب پر صیہونی اشاروں پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے (جبکہ عراق سرزمین امریکہ پر قبضہ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا) اس وقت دنیا میں صرف عراق ہی ایسا ملک نہیں کہ جس کا مؤقف امریکہ کے خلاف ہو بلکہ دنیا بھر کی تمام مظلوم اقوام امریکہ سے نفرت کرتی ہیں اور ان کی پالیسیوں کے خلاف ہیں۔

امریکہ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ وہ دنیا کی حکومتوں کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ مشکلوں کے باوجود امریکی سیاسی مؤقف کو اپنائیں اور اگر وہ ان کا مؤقف نہ اپنائیں تو یہ ان پر حملہ کرنے چڑھ دوڑے۔ اب یہ سمجھنا کیسے ممکن ہے کہ امریکہ جمہوریت کی دعوت دے رہا ہے جبکہ وہ کسی کے لیے اختلاف رائے کی گنجائش تک نہیں رکھتا۔ حتیٰ کہ یہ لوگ کسی صوبائی سطح کے مسئلہ میں بھی قبل اس کے کہ وہ ملکی سطح کا مسئلہ بنے، اختلاف کی گنجائش نہیں رکھتے۔

ان امریکی حکمرانوں کا دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ عراق کا ''دہشت گردی'' سے تعلق ہے باوجودیکہ وزیراعظم برطانیہ ٹونی بلیئر نے یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ عراق کا اس نام نہاد دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس کے پاس بین الاقوامی ممنوعہ اسلحہ موجود ہے کہ جس کا صدر بش مجبوراً اعلان کر رہے ہیں۔

Marfat.com

ان سب باتوں کے باوجود امریکہ کی اہم شخصیات میں سے کسی نے بھی صدر بش سے یہ سوال نہیں کیا کہ وہ کس منطقی تجزیہ و تحلیل کی بنیاد پر اس قسم کا دعویٰ کر رہا ہے یا کیا واقعی اس کے پاس کوئی حقیقی اور واقعی معلومات ہیں؟

اے حُکام! کیا تم جانتے ہو کہ تم لوگوں نے یہ سوال کیوں نہیں کیا؟

کیونکہ تمہاری بعض خفیہ ایجنسیوں کی فراہم کردہ رپورٹوں نے جو انہوں نے اپنے خفیہ ایجنٹوں کے ذریعے حاصل کی ہیں۔ تمہارے لیے عراق کے مؤقف کی بابت حقائق کو مسخ کر دیا ہے جو کئی سالوں کے مقدمات پر پھیلی ہوئی ہیں تاکہ ان کے لیے پہلے حملے اور چڑھائی کے راستہ کو آسان کر دے۔ اسی لیے کسی امریکی ذمہ دار نے یہ سوال نہیں کیا کہ کوئی عراقی نائن الیون کے سانحہ میں کیوں شریک نہ تھا؟ پھر جب امریکہ کے اندر اہداف کو ہٹ کرنا ان حادثات میں شامل ہونے والوں کے ملکوں پر حملہ کرنے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا تو بھلا عراق جیسی مملکت کو خصوصیت کے ساتھ کہ جس کا نظام معروف ہے اس کو دہشت گردی میں ملوث کیسے گردانا جا سکتا ہے؟ جان لیجیے کہ یہ دو شخصوں کی (یعنی صرف دو ملکوں کی امریکہ اور برطانیہ کی) عراق پر تہمت ہے کہ جس کی بنیاد پر انہوں نے عراقی قوم پر حملہ کیا اور عراق کی قوم کی جائیدادوں کو تباہ و برباد کر دیا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔

اے لوگو! کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مَیں نے امریکی تفتیش کاروں میں سے ایک سے اپنی قید کے تقریباً دو ہفتے بعد سوال کیا کہ ان دو جھوٹے الزاموں کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

اس نے کہا کہ "تباہ کن اسلحہ کے بارے میں جو تم لوگ کہتے ہو کہ وہ ہمارے پاس موجود نہیں ہیں تو اس کی تائید میں ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔"

رہا دہشت گردی کا تعلق تو جناب صدام حسین صاحب! نائن الیون کے واقعہ پر تم نے صدر بش کو تعزیت کا کوئی تار نہ بھیجا تھا۔

اس کا یہ جواب سن کر مَیں نے کئی بار قہقہہ لگایا اور اسے کہا، تمہارا یہ کہنا کہ تمہارے پاس ہماری بات کی تائید میں کوئی ثبوت نہیں تو اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ تمہارے حُکام جھوٹ بولتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ شاید دنیا کی دوسری حکومتوں کے سربراہ سچ نہیں بولتے۔ یا یہ کہ تم لوگوں سے

Marfat.com

تعلق رکھنے والے اکثر لوگ سچ نہیں بولتے نہ تو اس وقت کہ جب وہ تمہاری سیاست کے مخالف ہوں اور نہ اس وقت کہ جب وہ تمہاری سیاست کے موافق ہوں۔ یہ بڑی اہم بات جو دنیائے عالم کے ممالک پر صادق نہیں آتی۔ ہاں یہ باتیں امریکہ کے حق میں ثابت ہوتی ہیں جس وقت پوری دنیا میں کوئی بھی وہ بات نہیں کرتا جو غلط ہو لیکن امریکہ انہیں مان لیتا ہے جبکہ وہ جھوٹی ہوتی ہیں۔

چنانچہ جس وقت امریکی طیارے عراق کو نشانہ بنا رہے تھے عوام و خواص کو اور شہری آبادیوں اور خاص حکومتی جگہوں پر گولہ باری کر رہے تھے اور عراقیوں کا بلاسبب قتلِ عام کر رہے تھے جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے اور عراق پر سخت ظالمانہ پابندیاں لگا رکھی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک پنسل جس کے ذریعے پرائمری سکول کے بچے سکولوں میں لکھتے ہیں اس تک کی درآمد پر پابندی لگا رکھی تھی۔

تو پھر صدر صدام حسین پر کس بات کا الزام ہے کہ اس نے نائن الیون کے حادثہ پر اس ملک کے حکمرانوں کو تعزیت کا خط کیوں نہیں بھیجا؟ جو ان جرائم کے خود مرتکب تھے، ہاں یا تو یہ نفاق ہے یا کمزوری ہے؟ مگر میں نہ تو منافق ہوں اور نہ کمزور ہوں کہ بش کی طرف ایک تعزیت کا تار نہ بھیجوں۔ البتہ میں ایک تار سے جو میرے رفیق نائب وزیراعظم جنرل طارق عزیز نے ہمارے دوست رمزے کلارک کو بھیجا تھا۔ واقف ہوں جو حکومت عراق کے نام سے تمہارے حکمرانوں کی تعزیت میں تھا۔ پھر جن بڑی حکومتوں کا غرور اس حد تک بڑھا ہوا ہو کہ اگر کوئی شخص ان کو ایک تعزیت نامہ نہ لکھے تو وہ اس کے ملک اور قوم پر جنگ مسلط کر دے۔ ان کے ساتھ دوستی کیسی؟

اِسی طرح تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ کس طرح امریکی حکمرانوں نے استحصال کیا ہے یہاں تک کہ وہ تمہارے خون سے عداوت و حماقت کی سیاست کر رہے ہیں۔

کیا یہ شریف لوگوں، بہادر مردوں اور عدل پسند حکمرانوں کے اخلاق ہیں؟

یہ اس سے زیادہ نہیں کہ جب لوگ غرور کرنے لگیں، باطل پر عمل پیرا ہو جائیں اور دوسروں کے کردار کی بے وقعتی و بے توقیری کریں اور ان کی اہانت کریں تو یہ مصیبتیں ان کو ہلاک کر دیتی ہیں اور جس ظاہری اور بڑے مرض نے امریکی حکام کو عراق پر حملہ کر کے جنگ کرنے کی مصیبت میں پھنسایا ہے وہ یہی بات تھی۔

Marfat.com

3۔ میری قید کے سات دن بعد اور اس دھمکی کے طریقہ کے کمزور پڑ جانے کے بعد جس کا انہوں نے اپنے ایک جنرل کے ذریعے میرے لیے اعلان کیا تھا جس نے مجھے خریدنے کی کوشش کی تھی کہ اگر مَیں ان کی مرضی کے ایک بیان کو ریڈیو پر اپنی آواز میں نشر کر دوں اور اس پر دستخط کر دوں جس کے بدلے میں میری جان بخشی کا وعدہ تھا کہ میں یہ گھٹیا بیان دے دوں کہ ''اے عراقیو! اے جرأت و بہادری کے ساتھ لڑنے والو! ہتھیار گرا دو'' اور اگر مَیں اس سے انکار کر دوں تو مجھے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا جس طرح مسولینی کو گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا۔ غرض اس شخص نے مجھ سے بہت باتیں کیں اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے بہت اصرار کیا۔

لیکن جیسا کہ تم لوگ میرے بارے میں جانتے ہو اور جس بات کی مجھ سے توقع بھی رکھتے ہو کہ مَیں نے انکار کیا اور مَیں نے ان سے کہا کہ ''جب بھی مجھے اپنی قوم سے خطاب کا موقعہ ملے گا تو انہیں مَیں یہ کہوں گا کہ مزید ڈٹ کر مقابلہ کرو۔'' ان کی کمزوری کی ایک دلیل یہ ہے کہ انہوں نے میرے پاس ایک ٹیم بھیجی جنہوں نے میرا انٹرویو لیا انہوں نے کہا کہ وہ امریکہ کی ایک یونیورسٹی سے آئے ہیں اور وہ میرے ساتھ اس آزادانہ انٹرویو کو عام شائع کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے انٹرویو دینا منظور کر لیا اور انہیں زور دے کر کہا کہ عراق ان تباہ کن اسلحہ میں سے کسی شے کا بھی مالک نہیں (یعنی عراق کے پاس ان ہتھیاروں میں سے کچھ بھی نہیں) جن کا یہ امریکی حُکام دعویٰ کرتے ہیں اور مَیں نے انہیں نصیحت کی کہ وہ عراق جلد چھوڑ دیں اور قوم سے معافی مانگیں اور مَیں نے انہیں ڈرایا کہ تمہیں ان سخت حالات کا مقابلہ کرنا پڑے گا جو اب تمہارے سامنے ہیں اور جو آئندہ چل کر تم پر آن پڑیں گے۔ بلکہ مجھے امید ہے کہ یہاں سے واپس ہوتے ہوئے ان امریکیوں اور صیہونیوں کو جن حالات سے سابقہ پڑے گا وہ ان حالات سے زیادہ بُرے ہوں گے جن کو یہ اب جھیل رہے ہیں اور جب عوام اور فوج دونوں ان پر حملہ آور ہوں گے تو انہیں اپنا اسلحہ اور ساز و سامان بھی سمیٹنے کی پوری طرح فرصت نہ ملے گی اور ان شاء اللہ ان پر دوطرفہ حملہ ہوگا۔ کیونکہ ہماری قوم اصلی النسل اور باشعور ہے اور وہ جانتی ہے کہ ان کی آزادی ان کی وحدت و اتفاق میں ہے اور یہ رواداری ہماری قوم کی صفوں میں اساسی بات ہے اور یہ کہ زخموں کو سہنا اور انہیں سینا یہ انہیں زیادہ کرنے سے بہتر ہے۔

Marfat.com

مَیں نے یہ سب باتیں انہیں اس وقت ہی بتا دیں تھیں لیکن ان لوگوں نے اپنا طرز نہیں بدلا اور ابھی تک انہوں نے جھوٹی چابیوں کو ذرا نہیں بدلا اور ابھی تک یہ لوگ خطا کے دروازوں کو کھٹکا رہے ہیں اور باوجود یکہ یہ لوگ جانتے ہیں انہوں نے قانونی دروازہ نہیں کھٹکایا۔

4۔ یہ کوئی معقول اور تسلی بخش بات نہیں ہے کہ امریکہ جیسا ملک کہ جس کے سامنے مشرق کی جاسوسی وسراغ رسانی کے دروازے کھلے ہیں اور اکثر مغربی حکومتوں کا حال ایسا ہی ہے کہ (مشرق کے ممالک کے احوال ان کے سامنے ہیں کہ) پھر بھی وہ (حقائق کو) نہ جانتے ہوں؟

باوجود یکہ مَیں مطمئن ہوں اور میرا خیال ہے کہ دنیا کہ اکثر حکومتیں جنگ یا جنگوں میں اپنی مصلحت دیکھتی ہیں لیکن امریکہ کی مصلحت جنگ میں نہیں اگرچہ امریکہ جنگ میں اپنی مصلحت سمجھتا ہے جبکہ جنگ اس کی مصلحت کے خلاف ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے امریکہ ایک بڑی مملکت ہے یہ اپنی (فوجی) قوت میں ممتاز ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے امریکہ کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ دنیا کی شہنشاہی کا تاج اس کے سر پر ہونا چاہیے اور یہ دنیا کی واحد سپر پاور ہے لیکن اس نے اپنی ویت نام کی جنگ سے سبق نہیں سیکھا۔ باوجود یکہ مغرب جو کچھ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے کہ کمیونسٹ دنیا اور روسی بلاک (عالمی اور مغربی دونوں کے) مفادات کو برباد کر رہا ہے۔ بلکہ وہ پورے مغرب کے امن کو بھی برباد کر رہا ہے۔

اگرچہ یہ (ان کی آنکھوں پر پڑا پردہ ہے جو) مکڑی کے جالے کی طرح ہے لیکن امریکہ نے اس کو اپنایا اور اس کو اوڑھا حتیٰ کہ ویت نام کی بہادر قوم نے ان کو دھتکار کر ویت نام سے نکالا۔ رہی امریکہ کی عراق میں جنگ تو یہ شروع میں ایسی حالت میں آیا کہ جس نے ملکی طاقت کے عدم توازن کی وجہ سے اس کے لیے ابتدائی طرزِ جنگ کو آسان بنا دیا۔ کہ ملکی ردِ عمل تھوڑا تھا۔ لیکن اب اس کی یہ حالت ہے کہ اس کو ویت نام میں اتنا کچھ قربان نہ کرنا پڑا ہوگا (جتنا اس کو اَب عراق میں قربان کرنا پڑے گا) وہ اس لیے کہ امریکہ جب ویت نام سے ذلیل ہو کر نکلا تھا اس وقت اس کی حیثیت و اعتبار ختم نہ ہوا تھا یا یہ کہ اس وقت اس کی حیثیت ایک اعتبار سے کمزور ہوگئی تھی۔ لیکن جس وقت یہ اس عراق سے ذلیل وخوار ہو کر نکلے گا تو اس عراق میں اس کو بڑی حکومتوں میں سے کوئی سہارا دینے والا اور مدد کرنے والا نہ ملے گا کہ اس وقت یہ اپنا بنیادی اثر اور اپنی حیثیت کھو چکا ہوگا۔

Marfat.com

بلکہ یہ تو اب ہی اپنی بنیادی حیثیت کھو چکا ہے اور اس کی شہرت ذلت کے گڑھے میں گر چکی ہے بلکہ اب اس کو وہ لاٹھی چلانا ممکن نہ ہوگی۔ جس کو چلانے کی یہ ہر ایک کو دھمکی دیا کرتا تھا اور اس سے قبل یہ حقائق پر عمل کرنے کی بجائے طاقت کو استعمال کیا کرتا تھا بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ امریکہ طاقت کا استعمال زیادہ کرتا ہے اب عراق جنگ کے بعد یہ دنیا کو اس لاٹھی سے ڈرا نہ سکے گا البتہ تھوڑا سا۔ اور امریکہ ہر چھوٹی بڑی حکومت کے سامنے خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہوگا اور وہ انہیں اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کرے گا کہ وہ اس کے جرائم، اور اس کی بے ہودہ اوچھی اور کج سیاست پر خاموشی اختیار کرلیں۔ اس جنگ سے پہلے کہ جب اکثر دنیا اس سے تعلق قائم کرنا چاہتی تھی اور دنیا کی اکثر حکومتیں سوائے معدودے چند کے اس کی دھمکی اور اس کی پابندیوں سے ڈرتے تھے مگر اب یہ حالت ہے کہ یہ کہنا لطف سے خالی نہ ہوگا کہ ''ماؤزے تنگ'' اپنی قبر میں ہنس (بلکہ قہقہے مار) رہا ہوگا کیونکہ اس نے جو کہا تھا وہ ثابت ہو گیا ہے کہ، ''امریکہ ایک کاغذی شیر'' ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ارادہ و مشیت سے ہوا کہ جو حیّ و قیّوم ہے اور اس کے وسیلہ کے ذریعے ہوا ہے جو شرف و فضیلت جرأت و بہادری اور انقلاب و جہاد والے عراق کے مجاہدین کے ذریعے ہوا ہے۔

مبارک ہو بہادر عراقی قوم کو

مبارک ہو جہاد اور مجاہدین کو۔

اے امریکی قوم!

وہ زمانہ ختم ہو گیا جو بڑے لشکروں کو لڑنے والی فوجوں کے اجتماعی بلاک کو بکھیرنے کے لیے مسلح کرتا تھا تا کہ جنگ بند ہو اور تم دیکھ رہے کہ جس وقت ہماری بہادر قوم، بہادر فوج اور مجاہدین نے نئی جنگ کے ذریعے انتظامی بلاک کو بدلا اور جس وقت امریکہ انقلابیوں کی توپوں کا نشانہ بنا۔ اگر وہ لوگ اپنے پاکیزہ اور مومن بندوں کے ساتھ ان پر قل بارودی سرنگوں کی طرح حملہ کرتے تو وقت کے ساتھ ساتھ ان کی برتری و بالا دستی کمزور پڑتی جاتی بلکہ شاید مستقبل قریب میں یہ ان پر ایسا بوجھ بن جائے کہ انہیں اپنا اسلحہ وغیرہ بچانا اور نیا بنانا نہایت دشوار ہو جائے۔ تو کیا امریکہ عقل و منطق کی آواز پر کان دھرے گا تا کہ جو بچ گیا ہے، اس کو محفوظ کرلے یا گمراہ شیطان

Marfat.com

اور کینہ پرور صیہونیت انہیں دھکے دیتی رہے گی حتیٰ کہ حالات کی موجیں اس کو نگل جائیں اور یہ بحرانوں کے متلاطم سمندر کی گہرائیوں میں پڑا رہے؟ پھر یہ کہ امریکہ کو یہ منصب کس نے دیا ہے کہ وہ دنیا کا پولیس مین بنے اور ساری دنیا کو اس سانچے میں ڈھالے جسے یہ درست سمجھے اور دنیا کی حکومتوں کے قومی جذبات کو ختم کردے؟

اے امریکی قوم!

صدام حسین ایک قوم پرست، پاک دامن، شریف، قوانین کے انطباق میں انتہائی محتاط حکومت کا فرد، عدل وانصاف کا خوگر اور رحم دل انسان ہے اور اپنی قوم اور امت سے محبت کرنے والا معروف کردار کا شخص ہے جو نہ دھوکہ دیتا ہے اور نہ فریب۔ وہ ہمیشہ حق بات کہتا ہے خواہ اپنے خلاف ہی ہو۔ تو کیا ایسی خصوصیات کے حامل شخص کو بش جیسے سرکش پسند کرسکتے ہیں۔ اگر بش ڈیگال یا ریگن کی طرح کا شخص ہوتا تو وہ ایسے شخص کو ضرور سمجھ لیتا یا کم از کم اس کو ناپسند نہ کرتا۔

اے امریکی لوگو!

تم مزید باتوں کا سراغ لگالو گے لیکن مَیں تمہیں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ تمہارے ملک نے اپنی شہرت وقار اور اعتبار کو کم کردیا ہے بلکہ پہلے وہ امریکی جو پہلے پوری دنیا میں پرامن پھرتا تھا اور وہ جہاں بھی جاتا تھا اس کو خوش آمدید کہا جاتا تھا اب وہ امریکہ سے باہر صرف اسی صورت میں چل سکتا ہے کہ اس کے ساتھ آتشیں اسلحہ ہو اور امریکی وزارتِ خارجہ نے تم امریکیوں پر خطروں کی جگہ پر مستقل پابندیاں لگادیں ہیں۔ یوں پوری دنیا میں امریکیوں کی زندگی پر سخت پابندیاں ہیں۔

خود امریکی ذمہ داروں اور ان کی سیاست نے ان کے متکبرانہ وسرکشانہ تصرف، اور استحصالی واستیصالی اور عداوتی نظریات اور ملکی قانون اور امنِ عالم کے عدمِ احترام کی دوڑ کو پیدا کیا ہے کیونکہ امنِ عالم میں میری قوم پُرامن ہے۔

امریکہ نے فلسطین میں عربوں کو یہودی بھڑیوں کے آگے ڈال رکھا ہے۔ فلسطینیوں اور عربوں کے علاوہ دنیا میں درجن بھر تنازعے ہیں جو صرف امریکی سیاست کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور امریکہ انہیں حل نہیں کرنا چاہتا امریکہ کے حکمران دنیا میں امن پسند نہیں کرتے اب امریکی

Marfat.com

قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کرے اگر امریکی قوم اپنا کردار ادا نہیں کرتی تو پھر تباہی امریکا کا مقدر ہے۔

وہ اپنے حافظہ میں اس بات کو دہرائیں جو انہیں اس بات پر متنبہ کرے کہ شرقِ اوسط اور بالخصوص وطنِ عربی جو کہ انبیاء و مرسلین کی جائے پیدائش ہے کہ کیا ایسا شیطان شریر لڑا کا دشمن انبیاء و مرسلین کی جائے پیدائش، ان کے مبارک ابدان اور ان کی قبروں پر قابض ہو سکتا ہے؟

امنا وکان الایمان منا سجیة وتصهینوا فکان الدلیل بها الشیطان

''ہم ایمان لائے اور ایمان ہماری خصلت و عادت ہے اور تم صیہونی ہو جس کی دلیل شیطان ہے۔ (جس کا راہ نما شیطان ہے)

جیشوا غزوات علینا ظالمة لا توفقوا فی سعیهم ولا کانوا

انہوں نے ہم پر ظالمانہ جنگیں مسلط کیں (ہم سے ظالمانہ جنگیں لڑیں) اور اپنی اس کوشش میں انہیں خدا کی مدد نہ ملے اور نہ ملی تھی۔

ولیهم ابلیس المدود طتهم وفی سعینا ولینا الرحمن

ان کا والی ابلیس جس نے انہیں پھنسا دیا۔ اور ہماری کوشش میں ہمارا والی (رب) رحمان ہے۔

اے امریکی قوم!

تمہاری حکومت کے جرائم سے ہماری قوم، امت اور انسانیت کو جو تکلیف پہنچی سو پہنچی کہ عراقی قوم اس سے میری مراد عراقی عوام ہیں نہ کہ وہ لوگ جو دوہری وفاداریاں رکھتے ہیں کہ ان میں سے کچھ لوگ ہیں جو اپنی قوم کے لیے وفاداری کی بجائے اجنبیوں کے لیے وفاداری کو ترجیح دیتے ہیں، مَیں کہتا ہوں کہ عراق کے آزاد لوگ اس صورتِ حال میں جب بھی انہیں اس دردناک صورتحال کا علاج اور تدارک کرنا ممکن ہوتا ہے تو وہ نہ صرف اپنا انجام سوچتے ہیں بلکہ دوسروں کے انجام کا بھی فکر کرتے ہیں۔ اس بنیاد پر مَیں نے بعض امریکیوں کو اپنی قید کے دوران یہ کہا کہ تم لوگ اس شخص کے ساتھ مقابلہ پر متفق کیوں نہیں ہو۔ جو عہدِ واقتدار والی حکومت کا مالک ہے کوئی امریکی فوجی اس کے ہاتھ چڑھ جائے تو یہ ان کو قتل کرنے کی بجائے انہیں ان کی حکومت کے حوالہ

Marfat.com

کر کے ان کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ بات عام ہے لیکن انصاف پسند لوگ جانتے ہیں کہ امریکہ نے عراق میں جتنے بھی اقدامات کیے ہیں ان میں کسی ملکی قانون کی پرواہ نہیں کی جس میں سے ایک قانون قیدیوں اور نظر بندوں کے بارے میں جنیوا کا قانون ہے ملکی مقابلے میں عراق میں کوئی ایسی پرامن جگہ نہیں جہاں قیدیوں کو رکھا جا سکے۔ پھر جب ان قیدیوں کا مقابلہ سے کوئی تعلق نہیں تھا تو ضروری تھا کہ نظر بند لوگوں کو نظر بند نہ رکھا جاتا۔

اس لیے حجت تمام کرنے کے لیے اور انسانی حقوق کو ثابت کرنے کے لیے مَیں تمہاری توجہ اس تجویز کی طرف اور قومی مقابلہ کی طرف دلاتا ہوں اور یہ دونوں باتیں میری مراد اور مطلب کے موافق ہیں اور اس کے پیچھے خدا ہی ہے۔

پھر اگر تم نے اس تجویز کو جنیوا قانون کے احترام کے ساتھ لے لیا تو اس شخص کی حجت ختم ہو جائے گی جو جنگ سے رکنے کی بجائے قتل کی طرف مڑتا ہے اور اگر تمہاری حکومت اس تجویز کو نہیں لیتی تو اس تجویز کو رد کرنے کا گناہ صرف حکومت کے سر پر ہوگا۔ اور تمہاری حکومت کے ملکی قانون کو توڑنے کی وجہ سے اس کا گناہ ہماری قوم اور ان کے جرأت مندانہ مقابلہ پر نہ ہوگا۔

خاص طور پر اس وقت جب امریکی قیدیوں کی تعداد مستقبل میں بڑھ جائے گی۔ اور عنقریب بڑھ جائے گی جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں .... یا تمہاری حکومت محسوس کرنے کے بعد دیکھے گی۔

اے امریکی قوم!

اَب وہ وقت آ گیا ہے کہ تمہاری حکومت یہ دیکھے کہ سب لوگ ملکی قانون کے سامنے برابر ہیں اور اپنی ملکی سیاست میں اور صرف فوج کے استعمال میں ملکی قانون سے تجاوز کرے گا وہ اس سیاست کے ردِ عمل کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائے اور جب اس کے تصرفات ملکی قانون کے مطابق درست اور صحیح نہیں ہوں گے تو اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کو اس کے حقوق کے مقابلہ میں اپنا قانون چلانے کے لیے اس بات کی دعوت دے کہ تم اپنا قانون درست کرو۔

اے امریکی قوم!

اگر کسی کو اس سے قبل کچھ کرنے کا موقع نہیں ملا تا کہ جنگ قائم نہ ہو تو اب بھی جنگ

Marfat.com

بندی، امن قائم کرنے اور عراقی قوم کے لیے اپنے اختیار کے مطابق کسی بھی اجنبی کی کسی بھی قسم کی مداخلت کے بغیر آزادی کی کوشش کی گنجائش ہر وقت موجود ہے۔

اے امریکی قوم!

"مَیں تم لوگوں سے مخاطب ہوں۔ نہ مَیں کمزور ہوں اور نہ مَیں کسی بدلہ کا خواہش مند ہوں کہ مَیں، میری قوم، میرے بھائی، میرے رفقاء اور میری امت، جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ ہم سب تم لوگوں سے اخلاقی اور انسانی ذمہ داری کی بنیاد پر مخاطب ہیں۔ مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ تمہارے ذمہ دار تم انہیں جانتے ہو جن میں سرفہرست تمہارا صدر بش ہے انہوں نے تم لوگوں سے جھوٹ بولا، حقائق کو چھپایا اور تمہیں دھوکہ دیا اور تمہارے سامنے مختلف خبریں پیش کر کے عراق کا نقشہ یوں کھینچا کہ عراق پر نا قابلِ برداشت بوجھ ہے اور صدام حسین ایک قابلِ نفرت ڈکیٹر ہے اور اس کی قوم اس کو ناپسند کرتی ہے اور وہ اس سے نجات پانے کے لیے موقع کی تلاش میں ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے تو جھوٹ بولنے میں مبالغہ کرنے اور اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں حد کر دی کہ اس نے اعلانیہ یہ کہا کہ "تمہاری فوجوں کا عراقی لوگ پھولوں سے استقبال کریں گے اور مَیں جانتا ہوں کہ امریکی قوم کے اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان خبروں کا تجزیہ و تحلیل ان کے بس میں نہیں اور نہ ہی ان کے پاس اس کام کے لیے وقت، صلاحیت اور دلچسپی ہے کہ وہ ان پُر فریب خبروں کا صحیح حقائق کے ساتھ موازنہ کر سکیں تاکہ حقائق کھل کر سامنے آ جائیں اور امریکی عوام کو ان باتوں کے سوالات کرنے کی بھی فرصت نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہ اگر عراقی عوام صدر صدام حسین کو ناپسند کرتی تھی تو پھر صدر صدام نے خمینی کے ایران پر آٹھ سالہ جنگ کے بعد فتح کیسے پائی؟ اور انہوں نے یعنی ایرانیوں نے ہم پر یہ جنگ "انقلاب ایران" کے نام سے مسلط کی تھی تاکہ ایران سے شروع ہونے والے اس انقلاب (خمینی انقلاب) کو عراق پر بھی مسلط کریں۔

اے امریکی قوم! خمینی کے ایران پر یہ فتح کوئی چند دنوں میں نہ ملی تھی بلکہ آٹھ سالہ طویل اور شدید جنگ کے بعد ملی تھی اور اس جنگ میں عراق اور ایران دونوں کے لاکھوں لوگوں کی جانیں قربان ہوئیں۔

پھر اگر صدام حسین ڈکیٹر ہوتا تو اس نے انتخابات کے ذریعے پہلی مرتبہ 1980ء میں

Marfat.com

جنگ کے دوران ہی پارلیمنٹ کیوں بنائی تھی جب کہ اس سے قبل 1958ء سے عراق میں پارلیمنٹ نہ تھی۔

اگر صدام حسین اور اس کی حکومت ڈکیٹرشپ کی حکومت ہوتی تو صدام حسین نے ملک کے کونے کونے میں مدارس، یونیورسٹیاں شہر اور بستیاں کیوں آباد کیں اور ان کو ملک کے آخری کونے تک تعمیر کیوں کیا؟ اور وہ دن اور رات محاذ جنگ پر کس طرح پھر رہا ہوتا حتیٰ کہ مسلح افواج کے درمیان فوجیوں کے حفاظتی گھیرے گڑھوں میں کس طرح چلتا پھرتا؟

جی ہاں اے امریکی قوم!

تمہاری حکومت نے تمہیں دھوکہ دیا ہے اور تم میں اکثروں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ سے یا کسی دوسرے سے یہ سوال نہیں کرتا تاکہ حقیقت کھل سکے۔ کیونکہ بعض جنگی مراکز سے ملی ہوئی صیہونی لابی نے جو جنگ چاہتی ہے تمہیں دھوکہ دیا ہے اور تمہیں تشویش میں ڈال دیا ہے اور تمہاری آنکھوں سے حقیقت کو دُور کر دیا ہے اور تمہیں جھوٹی اور مسخ شدہ معلومات پہنچائی گئیں۔ پھر آخری بات یہ ہے کہ اگر صدام ایک ناقابلِ نفرت ڈکٹیٹر ہوتا اور اس کی قوم اس کو ناپسند کرتی ہوتی تو وہ ریفرنڈم کے ذریعے صدر کیسے منتخب کیا جاتا اور اس کی قوم نے اس کو صدر کیوں بنایا؟

اے امریکیو! جو مصائب تمہیں اور ہماری عراقی بہادر قوم کو پیش آئے ہیں جس نے امریکی شہرت کو نقصان پہنچایا ہے اور اس کا اعتبار و وقار کھو دیا ہے اس کا سبب تمہاری حکومت کا اندھا دھند جنگ میں کود پڑنا اور صیہونیت کا اور بعض مؤثر جنگی مراکز کا امریکہ کو جنگ میں دھکیل دینا ہے تاکہ وہ ان کی اغراض کو پورا کرنے کے لیے ان رسوائے زمانہ جرائم کا ارتکاب کریں جن میں امریکی قوم کا کوئی فائدہ نہیں۔ بے شک عراق کی سڑکوں گلیوں اور آبادیوں میں ان کا جو خون بہایا جا رہا ہے اور انہیں قتل کیا جا رہا ہے وہ اب نہایت قیمتی ہے اس کے اصل ذمہ دار تو یہ دوسرے ہیں لیکن امریکہ اس کا براہِ راست ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔

اے امریکیو! تم لوگ جانتے ہو کہ امریکہ طیاروں پر سوار کر کے جن جاسوسوں اور ایجنٹوں کو اور ٹینکوں کے رسواء و ذلیل ڈرائیوروں کو یہاں لایا ان کے لیے اور اس ایران کے لیے جس نے امریکہ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو بھیجا جو ان کے لیے بھونکتے تھے اور وہ ان ایجنٹوں کے

Marfat.com

لیے بھونکتے تھے کہ ان سب کے لیے یہ کبھی بھی آسان نہ تھا کہ وہ ہماری قوم کی عزت وآبرو اور جان و مال کو ہلاک و برباد کرنا جائز کرتے اگر امریکہ جنگ وعداوت پر تیار نہ ہوتا اور ان قراردادوں کو پاس نہ کرتا (جن میں جنگ کی اجازت تھی) اور ابھی تک وہ اس قسم کی قراردادوں کو جاری کرتا پھرتا ہے اور ان فوجوں کی ہمارے علاقوں کو تہس نہس کرنے کے لیے ابھی تک حفاظت وحمایت کر رہا ہے۔ اس لیے امریکہ ان نہایت رسواء کن اور قابلِ شرم جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ تو کیا تم اس کام کے لیے جس کو بطریق حق اور بغیر کسی ہیر پیر اور کنج کاؤ کے حاصل کیا جا سکتا ہے کوئی سزا مقرر کرو گے؟ یا کہ تم موت کی مشین کو دعوت دے رہے ہو جو امریکیوں اور عراقیوں کے جسم و گوشت کو کسی قطعی فیصلہ و فعل کے بغیر کاٹ کر رکھ دے؟

اے امریکی قوم!

یہ تمہاری تاریخی ذمہ داری ہے۔ پس اگر تو تم سدھر گئے تو تم امریکہ کی بچی کچھی شہرت و اعتبار کو (بدنامیوں کے چنگل سے) چھڑا لو گے اور اس کے آئینی مفادات کو بچا لو گے اور اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو تم ایک برائی پر چپ سادھنے والے ہو گے۔

"رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ." (الاعراف:۱۲۶)

"اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر و استقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں موت آئے تو مسلمان ہوتے ہوئے آئے۔"

اے امریکی قوم!

تمہاری حکومت نے دنیا میں جن جنگوں کو چھیڑ رکھا ہے جس میں سے ایک عراق کی جنگ بھی ہے جو انہوں نے فوجی مراکز کے اسباب ومحرکات کی وجہ سے چھیڑ رکھی ہیں جن کو جتنا بہتر تم لوگ جانتے ہو اتنا ہم نہیں جانتے اس میں یہ یقیناً امریکی قوم کی مصلحت نہیں۔

اس سے بہت پہلے سے تم لوگ یہ جانتے ہو کہ تم لوگ کیسے خون میں رنگین تھے حتیٰ کہ تم لوگوں نے برطانوی استعمار سے آزادی حاصل کی۔ اس کے بعد کیسے ریاست ہائے امریکہ متحد ہوئیں اور ان سب باتوں کی تکمیل کس قدر خون بہانے کے بعد ہوئی۔

تو اے امریکی قوم! تم امریکہ کی یہ گھٹیا دخل اندازی کس طرح قبول کر رہے ہو اس

Marfat.com

سے پہلے کہ یہ عراق کے لیے باعث ذلت ہو (یہ پہلے امریکہ کے لیے باعثِ ذلت ہے) بھلا تم لوگ عراق کے معاملات میں یہ حد سے بڑھی ہوئی دخل اندازی کس طرح قبول کر رہے ہو؟ جبکہ تم لوگ جانتے ہو کہ سرزمینِ عراق انبیاء و مرسلین اور سلف صالحین کی سرزمین ہے اور یہ کہ بغداد ممالک عربیہ کے تین مقدس شہروں میں سے ایک ہے اور مکہ مدینہ اور قدس کے تسلسل میں یہ پورے عالم اسلام اور قومِ عرب میں چوتھا شہر ہے۔ تو بھلا کوئی تصور کرنے والا اس بات کا وہم کیسے کر سکتا ہے کہ عراق کے لیے کسی استعمار کے آگے ذلیل ہونا ممکن ہے اگر چہ اس دفعہ یہ استعمار عراق میں دوسرے نام اور دوسرے بہانوں سے داخل ہوا ہے۔

اے قوم!

اپنے علاقوں (اور ملکوں) کو بچاؤ اور عراق چھوڑ دو۔

والسلام

اللہ اکبر، اللہ اکبر

صدام حسین

صدر جمہوریہ عراق

کمانڈر انچیف افواج مسلحہ مجاہدہ

Marfat.com

مجھے قید میں اپنی بات کہنے کی اجازت نہیں دی جاتی

شہید صدام حسین کا عراقی اور عالمی اقوام کو خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ" (الاعراف: ۱۲۶)

''اے پروردگار ہم پر صبر واستقامت کے دہانے کھول دے اور ہمیں ماریو (تو) مسلمان۔''

اے عظیم عراقی قوم!

باعزت عراقی مردو اور عورتو!

اے ہماری مسلحہ بہادر افواج کے سپاہیو!

اے ہماری بلند قوم عرب وعراق!

اور اے وہ انسانیت جس کو اپنے واجب احساس کے اعتبار سے یاد کیا جاتا ہے خواہ وہ اپنوں کے اعتبار سے ہو یا غیروں کے اعتبار سے، جس میں اخوت بھائی چارہ اور مساوات کا درس ہو اور دوسروں کو محکوم بنانے، ان کا ناجائز استحصال واستیصال کرنے اور دوسروں پر دھونس جمانے کے ذلیل اور کمینہ جذبات نہ ہوں!

اے دنیا میں موجود سب دوستو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم پر رمضان المبارک کا مبارک مہینہ سایہ فگن ہو چکا ہے اور تقریباً 1991ء سے ہماری عراقی قوم مسلسل مشکلات ومصائب سے دوچار چلی آتی ہے اس پر ظلم وستم بھی جاری ہے اور اقتصادی پابندیاں بھی۔ قتل وغارت، تباہی وبربادی اور سامراجیت کے بدترین حالات سے یہ عراقی قوم گزر رہی ہے۔ اس وقت عراق سے اس زندہ عراق سے، سوائے اس کے ایمان، اس کی اصلیت، شجاعت وشہادت اور اُس عزت نفس کے جو ذلت، غداری اور دور ونزدیک کے ہر ظالم

Marfat.com

کے ظلم کے آگے نہیں جھکتی۔ ہر زندہ شے لوٹ لی گئی ہے۔ خواہ وہ ذلیل لٹیری صیہونیت کی طرف سے ہو جوان کی غیر قانونی اور غیر اخلاقی خواہشات اور مکروہ ظلم وستم کے مقاصد کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ خواہ وہ لوگ ہوں جو ہمارے ان مشرقی ممالک کے ہیں اور ان کمینگیوں میں ان ہی کی طرح ہیں۔

میرے بھائیوں تم لوگ جانتے ہو کہ میں ان خاص حالات اور واقعات میں بھی ایک خاص آزادانہ فکر رکھتا ہوں۔ لیکن چونکہ ان دنوں میں ان اتحادی افواج کی قید میں ہوں اور میرے پاس موقع بھی کم ہے اور مجھے اپنے چند مخصوص خیالات کے اظہار کی اجازت دی جاتی ہے نہ کہ ہر ایک خیال کی اور خاص طور پر اس وقت کہ جب مجھے الیکٹرانک میڈیا کے سامنے لایا جاتا ہے (کہ اس وقت تو بالکل چند باتوں کے کرنے کی اجازت دیتے ہیں) اس لیے میں چند بار ہی آپ لوگوں کے سامنے آسکا ہوں اور خاص طور پر جب ان کی ڈرامہ عدالت میں پیش کیا جاتا ہوں اس وقت تو بالکل بات نہیں کرنے دی جاتی۔

پھر جب انٹرویو لینے والے اپنے اپنے ٹیپ ریکارڈ آن کر لیتے ہیں تو اس وقت تو بولنے ہی نہیں دیتے جس وقت یہ باطل اغراض والے ہمارے زندہ گوشتوں کو نوچ رہے ہوتے ہیں اس وقت حق کو چھپانا ان کی مجبوری ہوتا ہے۔

لیجیے اب اس فضیلت والے مہینہ میں میں آپ لوگوں سے مخاطب ہوں .... میں یہ کہتا ہوں کہ

ان مغربی دشمنوں حملہ آوروں سامراجیوں کا مقابلہ کرنے والے حق پر ہیں جوان سے ڈرتے نہیں۔ لیکن میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ یہ مجاہد رفاق، جیش اور عراقی فوجوں کی زیرِ قیادت مزاحمت کرو تا کہ تم لوگ کسی قسم کی زیادتی، برائی یا ظلم کے مرتکب نہ ہو اور جس نے تمہارے خلاف ظلم وعدوان کی راہ اختیار کی ہے اس کے ساتھ تشدد کی بجائے نرمی کا رویہ اختیار کرو تا کہ اسے ہدایت نصیب ہو۔ تمہیں اس کو ظلم سے نکال کر ہدایت کی راہ پر ڈالنا لازم ہے۔ اور فتح ہونے تک تم لوگوں نے ہر ایک کے لیے عفو و درگذر کا دروازہ کھول کر رکھنا ہے۔ اور انہیں اپنے جیسے حقوق دینے ہیں اس میں تمہارے اور ان میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ میدانِ جہاد کی بات اور ہے اور تم اس بات کو نہ بھولنا کہ تمہارا ملک ان مجاہد فوجوں کو مضبوط کرنے سے ہی آزاد ہو

Marfat.com

گا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ بندوقوں کے مونہوں کے آگے تم لوگ اس بنیاد پر ایک دوسرے کی موافقت کرو۔ عراق کو اس لعین جنگ سے نجات دلانے کے لیے یہ ضروری ہے اور کبھی تمہاری نگاہوں سے یہ بات اوجھل نہ ہو کہ آزادی تمہارا ہدف ہے اور یاد رکھو کہ دشمن کو مارنا، یہ اس کو ڈھیل دینے سے آسان ہے۔

اور جنگ کے بعد سلامتی ہوتی ہے اور ہر اختلاف وشقاق کے بعد اتفاق واتحاد ضرور ہوتا ہے اور دوریوں کے بعد نزدیکی اور نفرت کے بعد عطائے خداوندی سے محبت ہوتی ہے۔ اور انسانی اقدار کی حفاظت ضروری ہے اور تم ایک عظیم قوم ہو۔ تم لوگوں نے سب سے اعلیٰ سرزمین پر تربیت پائی ہے جو دینِ حنیف کی سرزمین ہے۔ تم لوگوں نے دوسروں کو تہذیب وتمدن اور ایمان ودین سکھایا ہے۔ تم لوگوں نے انسانیت کو وحشت اور نامرادی سے بچایا ہے۔ ان مقاصد کی خاطر تم لوگوں نے پہلے بھی قربانیاں دیں اور اب بھی دے رہے ہو۔ تم لوگ ایک مقصد ایک ہدف اور ایک نعرہ کے نیچے ہو جو ایک ایسی حقیقت اور شمع ہے جس نے اندھیروں کو روشن کر دیا ہے تم ایک عطر ہو جس نے دنیا کے تعفن کو دور کر دیا ہے۔

اے میرے عراقی اور عرب بھائیو!

میری زبان اور میرا دل ان مظالم کو بیان کرنے کے لیے ساتھ نہیں دے رہا ہے جو ان استعماریوں نے ڈھائے ہیں۔ انہوں نے ہمارے عراق کے پاکیزہ اور پرامن ماحول کو خون آشام بنا دیا ہے۔ انہوں نے عربوں، کردوں اور سب مذاہب وادیان والوں میں باہم پھوٹ اور نفرت ڈال دی ہے جب کہ اس سے قبل ہمیں ایک قوم ہونے پر مذہب وقومیت سے صرف نظر کرتے ہوئے فخر ہوتا تھا۔ اور کوئی ہماری اس پاک وصاف اور نظیف ولطیف فضاء کو خراب کرنے والا نہ تھا۔

اے بھائیو!

تم لوگوں پر ان سامراجی استعماری اتحادی افواج کے ہاتھوں ظلم ٹوٹا مگر تم کسی پر ظلم نہ کرو کیونکہ یہ تمہارا ظلم گویا کہ اپنے اوپر ہی ظلم ہوگا۔ کیونکہ اس طرح ایک تو تم خدا کے حق کو ضائع کرو گے۔ دوسرے ان ظالموں کو اپنا جال بچھانے کے مواقع فراہم کرو گے اور یہ تمہارے جہاد کو برباد کر دیں گے اور تمہارے اوپر وہ حالات لائیں گے جو تمہارے مناسب نہیں اور اس میں تمہارا عظیم نقصان ہے اور خدا نہ کرے ایسا ہو۔ یاد رکھو کہ جب فتح ہوگی تو وہ خدا کی طرف سے ہوگی۔ اور

Marfat.com

تم خدا کے لشکر ہو۔ اس میں تمہیں اپنی اور اپنی اولادوں کی بھی قربانی دینی پڑے گی۔ جیسا کہ (میں نے یعنی تمہارے مخاطب) صدام حسین نے بھی اپنے بیٹوں کی قربانی دی ہے۔ تم لوگ اس بارے میں اللہ کے رسولوںؑ اور نبیوںؑ کی سیرت کو یاد رکھو۔ جن میں سرِفہرست دو بزرگ انبیاء کرام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نامِ نامی، اسمِ گرامی آتا ہے۔ کہ ان دونوں ہستیوں نے معاف کیا اور رب کی طرف متوجہ رہے اور انہوں نے خلقِ خدا کو رب تعالیٰ کی مغفرت اور عفو و درگزر کی طرف بلایا۔ اور ان لوگوں کو بھی معاف کیا جنہوں نے ان کے ساتھ برائی کی۔ یقیناً تم لوگ نبی کریم ﷺ کے اس کریمانہ رویے کو نہ بھولے ہوگے جو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد اپنے جانی دشمنوں مشرکین مکہ کے ساتھ اپنایا تھا اور اب جو بھی ان کی سیرت اپنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع نہ فرمائیں گے۔

اور جو اپنا ضائع حق قانوناً واپس لینا چاہتا ہے اس کو قانونی راستہ ہی اپنانا چاہیے تاکہ حق والے کو اس کا حق ملے اور وہ انتقام کی راہ پر نہ چل نکلے۔

مَیں جانتا ہوں کہ مجاہدین کے دل رب کی محبت سے لبریز ہیں اور اس کے بعد ان کے دلوں میں ملک و قوم کی محبت ہے۔ مجھے تم سے اپنی قوم کے لیے عمومی خیر کی ہی توقع ہے اور یہ کہ تم لوگ قوم و ملت کے زخموں کی دوا دارو کرو گے نہ کہ اور زخم لگاؤ گے یا گزشتہ زخموں کو چھیلو گے۔

اے بھائیو!

جب تم ان بھاری جرائم کے مرتکبین، ان سامراجیوں اور غاصبانہ حملہ آوروں کو معاف کرو گے اور عدل و انصاف اور حزم و احتیاط کی قانونی راہ اختیار کرو گے تو تم پر حق کے معاملہ میں نہ تو قریبی لوگ لعنت ملامت کریں گے اور نہ ہی دور والے۔ تمہاری قوم نعمتوں سے نوازی جائے گی اس کو امن و استقرار نصیب ہوگا اور اس میں علم و ثقافت، قانون و اقتصاد، باہمی اجتماعی مبارک زندگی، محبت و الفت اور امن و سلامتی کو ترقی ملے گی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ظالم دشمنوں کے خلاف اس کی مدد و نصرت سے ہی ہوگا۔

اس بناء پر مَیں تم سب کو اس مبارک مہینہ میں رب کی، اور سب انسانوں کی خدمت کی دعوت دیتا ہوں اور حق کے علاوہ کسی شے کا مجھ پر زور نہیں۔ اور تم لوگ جانتے ہو کہ صدام حسین کسی دھمکی وغیرہ کو خاطر میں نہیں لاتا اور نہ ہی اس کے آگے جھکتا ہے۔ اور میرے جیسے آدمی کو اس دنیا

Marfat.com

میں اترانے کا حق ہی کیا ہے، یہ وہی صدام حسین ہے جو تم جانتے ہو یہ جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ویسا ہی رہے گا............ انشاءاللہ

اللہ اکبر............ اللہ اکبر

عزت اللہ تعالیٰ کے لیے، ہماری امت کے لیے، ہماری قوم کے لیے اور مجاہدین کے لیے ہے۔ اللہ اکبر............ عراق زندہ باد............ عراق زندہ باد............ فلسطین زندہ باد ہماری سربلند قوم............ زندہ باد............ اللہ اکبر

اور ہماری قوم، امت اور انسانیت کے لیے ہر سال محبت خیر اور سلامتی ہو۔

اللہ اکبر

برباد ہونے والے برباد ہوں

صدام حسین

صدر جمہوریہ عراق و چیف کمانڈر مسلح افواج

15 اکتوبر 2006ء

Marfat.com

عراق کے بیٹو!
تحریک مزاحمت جاری رکھو

(اس حصے میں امریکی قبضہ کے بعد صدام شہید کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد، اس کی روپوشی کے دوران جو خطوط، پیغامات اور ہدایات ان کی طرف سے قوم کو موصول ہوتی رہیں ان کو درج کیا جاتا ہے۔)

Marfat.com

عراقیو! پوری طاقت وقوت سے تحریکِ مزاحمت جاری رکھو!

امریکی قبضہ کے بعد'' اس بربادی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ بہت سارے عراقیوں نے حکومت یا ''حزب البعث'' کی گاڑیوں پر قبضہ کرلیا اور بعض دوسرے افراد نے ان کو حرص ولالچ کی وجہ سے اپنے گھر منتقل کرلیا ہے اور کچھ لوگوں نے ان قومی املاک کو حفاظت کے نظریے سے محفوظ کرلیا ہے۔

اس کے نتیجہ میں یہ بات طے ہوگئی، کہ سب گاڑیاں ان کے پاس قومی اور ملکی امانت ہیں اور یہ دوبارہ ملکی فوجوں اور مشنری کی ملکیت ہوں گی۔ میں (صدام) ان لوگوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ یہ گاڑیاں امریکی فوج اور ان کے حامیوں کے قطعاً سپرد نہ کریں۔ بعث پارٹی جوان گاڑیوں کو اکٹھے کرنے والوں سے یہ گاڑیاں لے کر استعمال کرسکتی ہے، چاہے تو انہیں محفوظ کرلے اور چاہے تو انہیں آزاد ملک کے طور پر کسی دوسرے ملک کو فروخت کردے۔

جن لوگوں نے لوٹ کھسوٹ کے ذریعے ملکی املاک کو نقصان پہنچایا ہے انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں اپنی قوم کو نظم وضبط قائم رکھنے کی دعوت دیتا ہوں۔ کردوں کے وہ لوگ جنہوں نے غداری کر کے عراقیوں کو غلام بنانے میں کردار ادا کیا ہے قوم ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور انہیں ملک کو غلامی میں دھکیلنے کے افعال سے باز رہنے کی دعوت دے۔

عراقی قوم کو غاصب دشمن کے ہاتھوں جو مصائب سہنے پڑھ رہے ہیں اس پر وہ مبارک باد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کے مستحق ہے۔

میری قوم کے جوانو! حملہ آور امریکیوں کے تشدد اور جبر کا مقابلہ قوت اور حوصلے سے کرو اور اپنی تحریک مزاحمت کو مرحلہ وار آگے بڑھاتے چلے جاؤ، اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے۔

☆ موقع السلام آن لائن نے صدام حسین شہید کا یہ خط 2003-08-01 کو نشر کیا۔

Marfat.com

غاصب امریکیوں کا ساتھ دینے والے عراق کے دشمن، قوم کے غدار، خدا کے نافرمان اور دشمن کے ایجنٹ ہیں۔ میں اپنی قوم سے اس مشکل گھڑی میں صبر و تحمل کی اپیل کرتا ہوں اور کسی بھی قسم کی انتقامی کارروائی سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔

صدر صدام حسین اپنے دو شہید بیٹوں اور پوتے کی شہادت پر اظہارِ تعزیت☆

''میرے دونوں بیٹے دشمنوں کے ساتھ بڑی جرأت و بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے جو چھ گھنٹے تک جاری رہا تھا شہید ہو گئے۔''

''الحمد للّٰہ علی ما کتبہ لنا سبحانہ و شرفنا باستشھا دھما فی سبیلہ''

''اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں جو لکھ دیا ہے اس پر ہم اس کی بے حد تعریف کرتے ہیں اور وہ ذات پاک ہے جس نے ہمیں اپنی راہ میں دو بیٹوں کی شہادت سے نوازا۔''

غاصب فوجو!

''اگر تم نے قصی، عدی مصطفیٰ بن قصی اور ان کے ساتھ ایک اور مجاہد کو قتل کیا ہے تو یاد رکھو کہ عراق کا ہر نوجوان میدانِ جہاد میں قصی، عدی اور مصطفیٰ ہے۔''

یاد رہے امریکی افواج نے بروز منگل 22-07-2003 کو موصل میں اترتے ہی حملہ کر کے صدام حسین شہید کے دو بیٹوں قصی اور عدی کو شہید کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ قصی کے تیرہ سالہ صغیر سن بیٹے مصطفیٰ اور ایک مجاہد کو بھی شہید کر دیا گیا تھا۔ (مترجم)

☆ ''موقع اسلام'' آن لائن نے 29-07-2003 کو شہید صدام حسین کا یہ خط نشر کیا۔

Marfat.com

عراقیو! تم سب ایک قوم ہو، دشمن کے خلاف متحد ہو جاؤ

اے میری قوم عراقیو! میں عراق ہی میں ہوں اور اس سرزمین سے تم سے مخاطب ہوں اے عراقیو! تم خواہ عرب ہو، کرد ہو یا ترکمان ہو تم شیعہ ہو یا سنّی، مسلمان ہو یا عیسائی تم سب عربی ہو اس وقت تمہارے سامنے صرف ایک مقصد ہونا چاہیے یعنی غیر ملکی غاصب فوجوں سے آزادی حاصل کرنا ان کے خلاف تحریک مزاحمت متحد ہو کر جاری رکھو اور انہیں ہر محاذ پر شکست دو۔

''انشاء اللہ (اللہ کی) مدد (جلد ہی) آنے والی ہے (اور ضرور) آنے والی ہے ......اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ یہ صیہونی مجرم اور امریکی ادارے اور ان کے اعوان و انصار سب کے سب انشاء اللہ تباہ و برباد ہوں گے اور قیامت تک ان سب پر خدا کی لعنت ہوگی۔''

''بے شک خدا تمہارے ساتھ ہے، بے شک خدا جمنے والوں کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو خدا کی رضا کی جگہوں میں ڈٹ جاتے ہیں۔ اس کی ہی مدد ہوگی جس کی خدا مدد کرے گا۔ ان (مشکل اور سخت) احوال کے دوران تم جنت کی کامیابی اور (آخرت کی) عزت پانے کی کوششیں کرو۔''

☆ ''موقع السلام'' آن لائن نے 2003-07-08 کو صدر صدام حسین شہید کا یہ خط نشر کیا۔

Marfat.com

قومی تحریک مزاحمت میں شامل تمام جماعتیں مبارک باد کی مستحق ہیں☆

اے اہلِ عراق امریکی برطانوی قبضہ کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ انہیں اپنے قدرتی وسائل تک نہ پہنچنے دو ان پر عراقیوں کا حق ہے۔

''اس وقت یہاں (عراق) میں قومی مزاحمتی تحریک میں شریک جماعتیں اور تنظیمیں مبارک باد کی مستحق ہیں جنہوں نے استعماری فوجوں کے ساتھ لڑنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ان میں ''جیش''، ''الحرس الجمہوری''، ''کتائب فاروق''، ''مجموعۃ التحریر'' اور ''حزب البعث'' (بعث پارٹی) کے ارکان ہیں۔

مزاحمت کی یہ تحریک ایک عرصہ تک جاری رہے گی۔تم سب کے سب اٹھ کھڑے ہو اور دشمن کے عزائم کو ناکام بنادو۔اپنی سرزمین کی مساجد و مدارس اور حضرت علی ؓ، حضرت حسین ؓ، حضرت عباس ؓ اور حضرت ابوحنیفہؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے روضوں کو ان قابض اور غالب افواج سے آزاد کراؤ۔

''ہم استعماریوں کو اپنے ملک کے وسائل اور تیل سے ہرگز فائدہ اٹھانے نہیں دیں گے اور وہ لوگ ہرگز خوش نہ ہوں جو یہ تصور کرتے ہیں کہ وہ اس غاصبانہ حملہ سے بلادِ عرب سے یا داعیانِ اسلام سے کچھ حاصل کرلیں گے مجھے افسوس ہے کہ استعماریوں کے ان جرائم پر عرب حکمران کیوں خاموش ہیں۔''

''آزادی کا وقت قریب آگیا ہے اور ان لوگوں کو سوائے بھاگنے کے اور کوئی راہ نہ ملے گی، اور ہم ان میں سے فقط ایک شخص کو زندہ چھوڑیں گے جو مجرم کافر امریکہ اور حاسد صلیبی برطانیہ کو جاکر فقط یہ بتا سکے کہ باقی بزدل استعماری کیسے قتل ہوئے جنہوں نے قیدیوں کو (نہ کہ آزاد لوگوں

☆ اس خط کو وکالتِ قدس برس نے 13-06-2003 کو حاصل کیا۔

Marfat.com

کو) پھانسی دی اور عورتوں اور بچوں کو یرغمال بنایا۔ یہ وہ لوگ تھے جن میں شرافت اور انسانیت نام کی کوئی شے نہ تھی۔

''بارج بش'' جو ''کافر مجرم'' ہے اور برطانوی پارلیمنٹ کے صدر اور وزیراعظم برطانیہ ٹونی بلیئر جو ''فاجر'' اور ''بش کا دم چھلا'' ہے، عنقریب یہ دونوں شدید ندامت اٹھائیں گے۔

''جن ملکوں نے اس استعماری قبضہ کو تادیر باقی رکھنے کے لیے اپنی فوجیں بھیجی ہیں اور وہ عرب حکومتیں جنہوں نے ان غارت گروں کی مدد کی ہے وہ بھی شرمسار ہوں گی ان استعماریوں نے 72 گھنٹوں میں 200 قیدی اور 150 سے زیادہ شہریوں کو جو ہلاک کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

اے عراق کے آزاد شہریوں! اور عرب، اسلام اور دنیائے انسانیت کے آزاد لوگو! ان باتوں کا (جو یہ استعماری کرتے پھر رہے ہیں) کیا مطلب ہے؟

Marfat.com

''امریکی پٹھوؤں کا بائیکاٹ کرو''

اے عراقی قوم!

امریکیوں اور ان کے ایجنٹ عراقیوں کا ہر سطح پر بائیکاٹ کرو۔'' مجاہدین جہاں بھی ہیں وہ بہادر عربوں کی اولاد اور بعث پارٹی کے کارکن ہیں۔'''' ہم بزدل امریکی اور برطانوی دشمن کے ساتھ مقابلہ کریں گے اور ان کا شکار کریں گے اور ہم آپ کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ عراقی، حکومتی یا قومی کسی بھی ادارہ میں ان مجرم فوجی قوتوں کے مقرر کردہ لوگوں سے بائیکاٹ کرو اور آپ لوگ اپنے سیاسی دور کو دوبارہ لانے کی کوشش کریں۔'' ہر وہ شخص جو ان استعماریوں کا مددگار ہے یا ان کے ساتھ عراق میں آیا ہے جس کو یہ لوگ ''عراق کا جائزہ لینے والے'' کہتے ہیں ان سب کو عراق سے نکال دو۔''

''ہم شام کے اپنے عرب بھائیوں سے یہ کہتے ہیں کہ، تم کمزور نہ پڑو، وگرنہ تم پر ان لوگوں کی سرکشی اور بڑھے گی اور تم لوگ عربی اسلامی اصلی بہادری اور چیلنج کی روح کو ظاہر کرو اور ان غدار جماعتوں کی طرح نہ بنو جو جنگ لڑنے والے اپنے بھائیوں کی مدد سے منع کرتی ہیں۔''

''حزب البعث'' کے کارکن دشمن کو ڈرانے، ہراساں کرنے اور بزدل امریکیوں کے دلوں پر دھاک بٹھانے میں اپنا کردار ادا کریں۔''

میں ''کتائب الفاروق''، ''مجامیع الحسین'' اور ''جیش عراقی'' کے مجاہدین کو سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں جنھوں نے اس مقدس جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔''

☆ ''موقع السلام آن لائن'' نے 27-05-2007 کو شہید صدر صدام کا یہ بیان جاری کیا

Marfat.com

عراق کے خلاف کردار ادا کرنے والوں سے ہوشیار رہو!

''اے عراقی نوجوانو! مَیں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم مساجد کو دشمنوں کے خلاف تحریک مزاحمت کا مرکز بنالو اور دشمنوں کو بتلا دو کہ ہم اپنے قول وفعل سے تمہیں ناپسند کرتے ہیں۔''

اے عراقیو! ''تم سب وطن کی حفاظت کرو، مزاحمت میں جان لڑاؤ اور خبردار دشمنوں کو تیل کے ذخائر اور ملکی وسائل پر قبضہ نہ کرنے دینا اور مزاحمت جاری رکھو، اور ان استعماریوں اور ان کے اعوان وانصار کا بائیکاٹ کرو۔

''یہ دین اور وطن کی محبت وحفاظت کا تقاضا ہے۔''

''شامی نظامِ مملکت نے بددیانت دشمنوں کو تو پناہ دی ہے اور ان کی نگرانی ونگہداشت کی ہے اور برطانیہ اور (...!...) کے ساتھ مل کر انہیں جاسوسی کی اجازت دی ہے۔ جب کہ ان کے خلاف مزاحمت کرنے والوں کو چند دن بھی ٹھہرنے نہیں دیا۔

سعودی حکومت نے بھی سرزمینِ رسول کو گندہ کرنے کے لیے ان سامراجیوں کو اجازت دی ہے اور اکیلی سعودی گورنمنٹ نے عراقی مسلم قومی تحریک کے خلاف ان صیہونی امریکی دشمنوں کی خدمت کے لیے جو رقم خرچ کی ہے وہ عقل کے تصور سے باہر ہے۔ کویتی گورنمنٹ بھی امریکی ایجنٹ کا کردار ادا کر رہی ہے۔

''ایرانی حکمران پارٹی نے عربوں اور اسلام کے خلاف سازشوں اور ان کے لیے زرِ کثیر خرچ کرنے میں پوری قوت کے ساتھ کھل کر مدد کی ہے۔ ایرانی حکمران پارٹی نے عراق کے خلاف امریکی جاسوسوں کو پناہ دی ہے اور عراق کا گھیراؤ کرنے میں امریکیوں کی مدد کی ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ ایرانی حکمران ''عنصری'' ہیں (عنصری نسل پرست اور نسلی

☆ ''موقع اسلام آن لائن'' نے 10-05-2003 کو شہید صدام حسین کا مندرجہ ذیل بیان جاری کیا:

Marfat.com

تعصب رکھنے والے کو کہتے ہیں) اور ان نسل پرستوں کو "اسلامی جدوجہد" سے کوئی تعلق نہیں۔"

اردنی حکومت نے بھی "صیہونی کاز" کی ترقی میں کوشش کی ہے جبکہ ان اسرائیلی صیہونیوں کے ماتھے پر وادیٔ عرب میں جرائم کے ارتکاب کا داغ بھی ہے۔ ترکی نے بھی امریکی اور برطانوی طیاروں کو اپنے ہم وطنوں اور اولادوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔

اگر میں سارے کے سارے رازوں سے پردہ اٹھا دوں تو حقائق و واقعات اور لوگوں کے یقین بدل جائیں۔ خاص طور پر جب شخصیات اور واقعات سے پردہ اٹھاؤں (تو معاملہ اور نکلے) لیکن اس وقت جس حقیقت پر عمل کرنا لازمی ہے وہ ہے "ان استعماری سامراجی فوجوں سے ملک کو آزاد کرانا۔"

"عراقی فوجوں کی شکست کا اصل سبب "خیانت اور غداری" ہے۔ چند لوگ ہیں جن پر دولت کے مقابلے میں ان کا دین، وطن، امت اور عزت ہلکی ہوگئی۔ وہ رقم جتنی بھی زیادہ ہو مگر عراق کو پہنچنے والے نقصان کے مقابلہ میں اس کا حجم خسارہ میں ہے۔

Marfat.com

استعماریوں کے خلاف ''ایک ہو جانے'' کا پیغام☆

ہم پر لازم ہے کہ ہم چھاپہ مار جنگوں کے طرز کی طرف لوٹیں جن سے ہم نے اپنی زندگی کی ابتداء کی تھی۔ تمہارا بنیادی اور اساسی مسئلہ اپنے علاقوں سے دشمنوں کو نکالنا ہے۔ مَیں عرب، کرد، شیعہ، سُنّی مسلمان اور مسیحوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تمام توانائیاں امریکی فوج اور دیگر غاصب افواج کے خلاف بروئے کار لائیں اور اپنے ملک کو آزاد کروائیں۔

بیداری اور مزاحمت دشمن کے خلاف ناگزیر ہے☆☆

''اے وہ عراقیو! جو ناجائز قبضہ اور ان سامراجیوں کے زیرِ اسلحہ ذلت کی زندگی گزارنے کا انکار کرتے ہو، اور اے وہ عراقیو! جن کے دلوں اور عقلوں پر اسلام اور عربیت چھائی ہے تم پر دشمن کبھی فتح نہ پاسکے گا ہاں غداری ایک واحد راستہ ہے جس کے ذریعے استعمار تم پر قبضہ کر لے گا۔''

امریکہ جن لوگوں کو ملک کی قیادت سونپ رہا ہے وہ قوم کو ہرگز آزادی نہ دلوائیں گے۔ بلکہ وہ امریکہ کے ایجنٹ بن کر عراق کے اندر اترے ہیں یہ وہ گدھ ہیں جو قوم کے قومی جسم کو مردار کی طرح کھانے کے لیے جھپٹ رہے ہیں استعمار کی گود میں پلنے والے عراق کے دشمن اور امریکہ و برطانیہ کے ایجنٹ اور غلام ہیں۔

مَیں صدام حسین تم سے مخاطب ہوں غور سے سن لو کہ عراق کی گردونواح کی حکومتیں استعمار کے خلاف تمہاری جنگ کے خلاف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے کیونکہ تم سامراج کے خلاف جدوجہد کر رہے ہو اور اپنے حقوق کا دفاع کر رہے ہو۔''

ان بددیانتوں نے کھلی خیانت و غداری کی ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی عظیم عراق، امتِ مسلمہ، اسلام اور انسانیت کے لیے ان ناجائز غاصبوں کے خلاف جدوجہد کرو!

☆ موقع اسلام آن لائن نے 07-05-2003 کو شہید صدام کا یہ بیان جاری کیا۔

☆☆ ''موقع اسلام آن لائن'' نے 30-04-2003 کو شہید صدام حسین کا درج ذیل بیان جاری کیا:

Marfat.com

''تم لوگ ان ناجائز غاصبوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہواور جو شیعہ سُنی کی بات کرتا ہے اس کی بات پر یقین نہ کرو۔ تمہارا عظیم وطن عراق اس وقت جس سب سے اہم مسئلہ سے گزر رہا ہے وہ ان استعماری فوجوں کا ناجائز قبضہ ہے۔

''اس وقت کافر، مجرم، قاتل، بزدل، اور ناجائز غاصب استعمار کو ملک سے باہر نکالنے سے بڑھ کر کوئی کام نہیں اس وقت اس کی طرف سلام کرنے کے لیے بھی کسی شریف آدمی کا ہاتھ آگے نہیں بڑھتا، البتہ غداروں اور ایجنٹوں کا ہاتھ بڑھتا ہے۔''

''ہر بات کو بھلا کر بس ان ناجائز غاصبوں کا مقابلہ کرو۔ اگر ہمارا کوئی اور مقصود ان ناجائز غاصبوں اور ان کے نکالنے کے علاوہ ہوا تو یہ ہماری سب سے پہلی غلطی ہوگی۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ سامراجی فوجوں کو عراق میں داخل کر کے کمزور کر دیا جائے اور (جو ہاتھ میں آئے اور جیسا کچھ بن پڑے (وہ) لوٹ لیں۔''

ان استعماری طاقتوں کے مقابلہ میں عراق فتح یاب ہوگا۔ عراق کے ساتھ امت مسلمہ کے نوجوان اور عرب کے شریف لوگ ہیں ان لوگوں نے جو ہمارا تاریخی ورثہ چھینا ہے وہ ہم ان سے واپس لیں گے اور ہم اس عراق کو از سر نو تعمیر کریں گے جس عراق کو یہ لوگ ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں۔ ''خدا انہیں ذلیل و رسواء کرے۔''

میرے اور میری پارٹی کے بارے میں حقائق کو بگاڑا جا رہا ہے عراق صدام کے شخصی نام کا کوئی ملک نہ تھا اور مَیں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی شخص میرے نام کے محلات ثابت کر دے ہاں جو بھی محلات تھے وہ عراقی حکومت کے تھے۔ مَیں نے ایک زمانہ ہوا انہیں چھوڑ دیا ہے اب میں ایک چھوٹے سے گھر میں رہتا ہوں۔

''تمہاری پارٹی ''حزب البعث العربی الاشتراکی'' کے فخر کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اس نے صیہونی دشمن کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور حد سے تجاوز کرنے والے بزدل امریکی اور برطانوی دشمن کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے۔

''عظیم عراق اور اس کی قوم زندہ رہے'' اور نہر فرات سے لے کر بحرِ ہند تک فلسطین آزاد عرب بن کر زندہ رہے۔

''اللہ اکبر'' اور برباد ہونے والے برباد ہوں۔

Marfat.com

انسانیت کے دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہو☆

اے عراقی فوجیو! دشمن فوجوں کے ساتھ اس وقت تک مقابلہ کرو کہ بالآخر وہ عاجز آ کر اس جنگ کو مزید جاری نہ رکھ سکیں۔

عراق اس جنگ کو امریکی اور برطانوی فوجوں پر طویل اور دشوار بنانے کی کوشش کرے تا کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

دشمن اس جنگ کو مختصر کرنا چاہتا ہے تا کہ وہ اس مشکل سے نکل سکے اور ہم انشاءاللہ کے حکم سے اس جنگ کو طویل اور دشوار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔''ان اتحادی افواج کے تازہ نقصانات بہت زیادہ ہیں۔''

برطانوی اور امریکی فوجوں کے ساتھ جنگ میں عراقیوں کو عنقریب فتح ہو گی مومنین صابرین کے لیے بشارت اور عنقریب فتح ہے۔''اے عراقیو! یہ تمہارے نامبارک دن ہیں۔

''اے عراقیو! مجھ پر واجب ہے کہ مَیں اپنی فوجوں کی مسلح جدوجہد کو سلامِ عقیدت پیش کروں اور فوج کے علاوہ جو لوگ مقابلہ کر رہے ہیں ان کو بھی سلام پیش کروں۔''مَیں تم لوگوں پر فخر کرتے ہوئے سلام کرتا ہوں اور مَیں رب جلیل کے حضور اجازت طلب کرنے کے بعد بڑی تواضع اور انکساری کے بعد یہ کہتا ہوں کہ تمہاری قیادت پر میرا فخر اتنا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

''امریکی اور برطانوی فوجیں اس وقت عراق میں پھنس چکی ہیں۔ یہ فوجیں جتنی اندر گھستی چلی گئیں ہیں اتنی ہی پھنستی چلی گئی ہیں۔

☆ موقع اسلام آن لائن نے 24-03-2003 کو بیان جاری کیا۔

Marfat.com

عراق کے قبائل اپنے کردار ادا کریں☆

عراق کے اکثر قبائل کہا کرتے تھے کہ وہ اپنے دلوں میں حسرت رکھا کرتے تھے کہ اگر ہماری سرزمین پر دشمن آ گیا تو ہم اس کے ساتھ اس طریقہ سے لڑیں گے جو اس پر قیامت بن کر ٹوٹے گا اور ہم انہیں وہ ناقابلِ برداشت نقصان پہنچائیں گے جس سے ہمارا دین اور وطن باعزت ہوگا۔

دشمنوں نے پہلے تمہاری سرزمین کی بے حرمتی کی اور اب تمہارے قبیلوں اور خاندانوں کو بے عزت کر رہا ہے وہ صرف سرزمینِ عراق کی ہی حرمت پامال نہیں کر رہا۔ بلکہ عراق میں بسنے والے ہر فرد کی عزت کو خاک میں ملانا چاہتا ہے۔

جب جوش اور بہادری کے ساتھ حق کی آواز گونجے تو تم مزاحمت کے حکم کیے جانے کا یا جو عہد تم لوگوں نے کیے تھے ان کی تحقیق کا انتظار مت کرو بلکہ تم میں سے ہر ایک (اس وقت) قائد ہے کسی انتظار کے بغیر دشمنوں کا مقابلہ کرو۔

اس وقت ہماری جنگی حکمت عملی یہ ہونی چاہیے کہ ہم امریکی اور برطانوی فوجوں کے سامنے آ کر نہ لڑیں بلکہ ہمیں گوریلا مزاحمت کا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔

ان کے ساتھ اجتماعی جنگ لڑو، اپنے آگے پیچھے سے دشمن پر گھات لگا کر بیٹھو تو ان کی ساری کی ساری فوجوں کی صفیں ٹھہر جائیں گی اور جب وہ ٹھہر جائیں تو ان کے خلاف کارروائی کرو اور جب وہ بکھری ہوں تو ان پر حملہ نہ کرو اور ان سے دور رہو اور جب وہ دوبارہ ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ان کے خلاف کارروائی کرو اور انہیں پریشان و پراگندہ کر دو۔

آج تمہارے کردار کا ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے، میری (جان کی اور) عمر کی قسم!

☆ موقع اسلام آن لائن نے 25-03-2003 کو بیان جاری کیا۔

Marfat.com

تمہارے ہر ایک قبیلہ کا ہر ایک نوجوان اصل عرب اور خالص عراقی ہے تم لوگ اہلِ ایمان اور جری و بہادر ہو تم لوگ صرف اپنے قبائل کے شیوخ کے مؤقف اور ان کی فرصت کے منتظر ہو حتیٰ کہ تم ہر باغ اور ہر گلی اور سڑک پر ان دشمنوں کے ساتھ لڑنے کے لیے مستعد ہو۔ اے میرے بھائیو! تم قوم کے اِن دشمنوں کے خلاف مزاحمت کرو اور عراق کو ان غاصب استعماری یہودیوں سے آزاد کراؤ۔

یہ ساری زندگی اپنی قیمت مانگتی ہے یہ ایک دن یا چند دن کی زندگی ہے اور خدا کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اپنی عربیت اور اپنی قومی حمیّت کے بارے میں شک میں نہیں۔ کیونکہ تم لوگ اہل ایمان ہو اور تم سب کے سب اپنے (روحانی اور نسبی) دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ (ان پر اور تم سب پر سلام ہو) کی تلوار کو یاد کرو اور ان کی ہمت، ایمان اور جرأت و شجاعت کو یاد کرو۔

Marfat.com

دشمنوں سے مقابلہ کرو اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے ☆

''ہم ان فوجوں کا مقابلہ کریں گے، اے عراقیو! تم فتح پاؤ گے، تمہارے ساتھ تمہاری قوم کے جوان ہیں اور تمہارا دشمن ذلیل ورسوا ہوگا۔''

مجرم جارج بش جونیئر اور اس کے ہوا خواہوں نے عراق اور انسانیت پر نہایت ذلیل جرائم کا ایک سلسلہ جاری کر رکھا ہے لیکن ہم اس تمدنی اور تاریخی عراق کی سرزمین پر تم لوگوں سے عہد کرتے ہیں کہ ہم ان دشمن فوجوں کا مقابلہ کریں گے اور ہم انہیں اس حد تک لے جائیں گے کہ ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوجائے اور یہ شکست کھا جائیں۔

''ہم میں سے ہر ایک مومن صابر اور مظلوم عراقی خاندان کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے شریر دشمنوں کو پہچانے اور وہ اس بات کو یاد رکھے اور بھولے نہیں کہ یہ دن تمہیں وہ بزرگی اور مرتبہ دے جائیں گے جن کے تم مستحق ہو اور خدا کے سامنے تمہارے مرتبے کو بڑھائیں گے اور خدا اور انسانیت کے یہ دشمن کافر ذلیل ورسواء ہوں گے۔

''آج 1424ھ کو مجرم جارج بش جونیئر اور اس کے اعوان و انصار نے اپنے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کی وہ عراق اور انسانیت کو دھمکی دیا کرتے تھا۔'' جارج بش اور اس کے ہوا خواہوں نے عراق اور انسانیت کے حق میں جرائم کا ایک سلسلہ جاری کر دیا ہے جو ان کے دوسرے جرائم کے علاوہ ہے۔''

اے عراقیو! اور قوم کے غیرت مندو! تم پر اور ہماری باعزت قوم یعنی تمہاری جانوں مالوں اور اولاد پر ہم قربان ہیں اور ہم جہاد کے جھنڈے اور دینِ جہاد پر قربان ہیں۔

مَیں اپنے اس خطاب میں اس بات کو دہرانا چاہتا جو ہم میں ہر ایک بزرگ مرد یا عورت کے لیے مناسب یا اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے قیمتی وطن، جان و مال اور اولاد اور مقاماتِ مقدسہ کی طرف سے دفاع کرے کہ ان پر عائد ہونے والی اس ذمہ داری کا یہ تقاضا ہے۔ لیکن

☆ موقع اسلام آن لائن نے 20-03-2003 کو صدام حسین شہید کا بیان جاری کیا۔

Marfat.com

مَیں یہ کہتا ہوں کہ:

''ہم میں سے ہر ایک پر جو عراق کے کسی بھی خاندان کا ہو جو مومن، صابر اور ان شریر دشمنوں کا ستایا ہوا خاندان ہو، یہ بات لازم ہے کہ وہ ہر اس بات کو جو اس نے کہی ہے اور جس کا اس نے (ملک وقوم سے) عہد کر رکھا ہے اس کو یاد رکھے اور اس کو بھولے نہیں۔

اے غیور مردو! اور اے باعزت عورتوں! بے شک رب تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق یہ دن تمہیں اس ہمیشہ کے سفر میں (یعنی آخرت کے سفر میں) جس بزرگی اور کامیابی کے تم لوگ مستحق ہو اس کو تمہارے قریب کریں گے اور اس کو تم سے ملائیں گے اور رب تعالیٰ کے حضور تمہارے رتبے کو جو بات بڑھائے گی اس کو تمہارے قریب کریں گے اور خدا اور انسانیت کے ان دشمنوں کو رسواء کریں گے۔

اے عراقیو! تم فتح یاب ہو گئے۔ تمہارے ساتھ تمہاری قوم کے نوجوان ہیں بلکہ خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

الحق لها السيف لا خوف ولا وجل　　　الحلق لها السيف ويشهد لها

عراق کے لیے تلوار چلاؤ کہ نہ ڈر ہے نہ خوف، عراق کے لیے تلوار چلاؤ کہ اس کا گواہ زحل (سیارہ) بھی ہے۔

الحق لها السيف قد جاش العدو لها　　　وليس يثنيه الا العاقل ابطل

عراق کے لیے تلوار اٹھاؤ کہ دشمن نے عراق کے جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے ہیں اور اس کا سامنا عقل مند بہادر ہی کرتا ہے۔

اسرج لها الخيل ولتطلق اعنتها　　　كما تشاء ففي اعرافها الامل

گھوڑوں پر زین کس لو اور ان کی لگامیں چھوڑ دو جیسا کہ تم چاہتے ہو اور اس کی پہاڑیوں میں (فتح کی) امید ہے۔

دع الصواعق تدوی فی الدجی حمما　　　حتی يبان الهدی و الظلم ينخذل

ان بجلیوں کو سخت اندھیری رات میں راکھ (کوئلے) کی طرح چمکنے (گرجنے) دو حتیٰ کہ ہدایت کھل کر واضح ہو جائے اور ظلم تنہا اور بے یار و مددگار رہ جائے۔

Marfat.com

واشرق بوجه الدیاجی کلما عتمت مشاعلا حیث یعشی الخائر الخطل

اور جب جب بھی یہ (راتیں اور ان راتوں کی تاریکیاں) سیاہ ہو جائیں یعنی بجھ جائیں تو ان کے چہروں کو روشن کر دے کہ جب سست اور بے وقوف کور چشم ہو جائے۔

واقدح زنادک وابق النار لاھبۃ یخافھا الخساسئ المستعبد النذل

اپنے چقماق کو رگڑ کر اس سے آگ نکال اور اس آگ کو بھڑکتا (اور لپٹیں مارتا) باقی رکھ جس سے گھٹیا، حقیر، ذلیل کمینہ اور غلام ڈرے۔

الحلق لھا السیف جردہ بارکہ ما فاز بالحق الا الحازم الرجل

عراق کے لیے تلوار چلاؤ اس کو نیام سے نکال لو اور لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ اور حق کے ساتھ فقط دور اندیش آدمی ہی کامیاب ہوتا ہے۔

واعدولھا علما فی کل ساریۃ وادعو الی اللّٰہ ان الجرح مندمل

اور عراق کے ہر ہر کھمبے کے ساتھ جھنڈا باندھ دو اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ زخم کھل جائے۔

اے دوستو! اور دنیا میں شر سے لڑنے والو!

تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ کمینہ بش نے کس طرح تمہارے اس مؤقف اور تمہاری رائے کا مذاق اڑایا ہے جو تم نے جنگ کے خلاف اور امن کے لیے اپنی سچی دعوت میں قائم کی تھی اور آج اس نے ایک نہایت ناپسندیدہ جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

ہم اپنے ناموں اور عراقی قیادت اور عراق کی مجاہد قوم اور عراق کے تہذیبی، تاریخی اور ایمانی لشکر کے نام پر آپ لوگوں سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم ان فوجوں سے مقابلہ کریں گے اور (انشاءاللہ) ہم ان کو خدا کے حکم سے اس حد تک پہنچا دیں گے کہ ان کا صبر و حوصلہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ اپنی ہر امید بھی گم کر بیٹھیں گے جو انہوں نے اپنے پروگراموں کو پورا کرنے کے لیے باندھیں تھیں اور انہیں اس گڑھے میں مجرم صیہونیت اور خود غرض لوگوں نے دھکیلا ہے۔ اور انہیں شکست ہوگی کیونکہ انہوں نے جرم اور شر میں حد کر دی تھی۔ ان کی شکست کی ہر غیرت مند

Marfat.com

مسلمان، انسانیت سے محبت کرنے والے اور اخلاص اور سلامتی کے ساتھ محبت رکھنے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کو تمنا ہے۔ عراق فتح پائے گا اور عراق کے ساتھ ہماری قوم اور انسانیت بھی فتح پائے گی اور ان سامراجیوں کو وہ مصیبت پہنچے گی جو ان لوگوں کو ان جرائم کے اس معیار کے ارتکاب سے عاجز کر دے گی جن کا یہ امریکی صیہونی مجرم امتوں اور قوموں کے خلاف ارتکاب کر رہے ہیں۔ جن میں سرفہرست ہماری اونچی عرب قوم ہے۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر ان میں سرِ فہرست ہماری بلند و برتر قومِ عرب ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر عراق زندہ باد، فلسطین زندہ باد۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر ہماری بزرگ قومِ عربیہ زندہ باد، انسانیت کے بھائی اور امن و سلامتی کے محبت کرنے والے زندہ باد عدل و انصاف کی بنیاد پر زندہ رہنے کا حق مانگنے والی امتیں اور قومیں زندہ باد اللہ اکبر اللہ اکبر برباد ہونے والے ذلیل و رسواء ہوں۔ عراق زندہ باد، عراقیوں کی تحریک مزاحمت زندہ باد، فلسطین زندہ باد۔

Marfat.com

امریکیو! ہماری سرزمین خالی کردو☆

بش ہم تمہیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے بغیر کسی قید و شرط کے اپنی فوجیں لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔

''اے مجاہد مردوں اور عورتوں تم پر لازم ہے کہ تم دشمنوں پر نعروں، مظاہروں اور وال چاکنگ اور اپنے حقوق کے مطالبہ کے ذریعے جینا دشوار کر دو اور ان کے خلاف مزاحمت جاری رکھو یہاں تک کہ کوئی فیصلہ ہو جائے اور ان سب باتوں کی اساس و بنیاد وہ تمہاری تحریکِ مزاحمت ہے۔

''امریکی ادارہ'' نے ممنوعہ اسلحہ کی وجہ سے عراق پر قبضہ کر لینے کے متعلق امریکہ کو جھوٹ بولا ہے۔ یا یہ کہ ''امریکہ میں کچھ لوگ ہیں جو کذب بیانی کرتے ہیں اور امریکہ کو وہ جھوٹ بھلے لگتے ہیں جس کی وجہ سے وہ جنگ میں پھنسا ہے اور اس نے اپنی قوم کو بھی جنگ میں پھنسا دیا ہے۔

ارے بش! عالمی صیہونیت نے تمہیں جنگ میں پھنسا دیا ہے اسی طرح تمہاری خارجی سیاست نے تمہیں امتِ عربیہ اور امتِ اسلامیہ کی دشمنی کے بھنور میں پھنسا دیا ہے۔ ہم تمہیں اپنی فوجیں عراق سے نکالنے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ اس لیے کہ اس کے ردعمل میں وہ حادثات (اور جوابی حملے) رونما نہ ہوں جن کو میں ''کارثیہ'' (زبردست حادثے) کہتا ہوں۔

☆ موقع اسلام آن لائن نے 17-09-2003 کو بیان جاری کیا۔

Marfat.com

میرے وطن کا پانی میٹھا اور اس کی مٹی دوا ہے

(شہید صدام حسین کی شاعری کا ایک نادر نمونہ)

غنت الناعور و هلهلت الولاء   وارتوت في حقولنا الحباء

(جنگ کا) ہنگامہ برپا ہو گیا اور (فتح و شکست کی باری کے) ڈول ٹھہر گئے اور ہمارے کھیتوں میں سیراب ہو گئے۔

واذ صار يحسب لايام حصارها   التهمها الجراد ونمذت سيماء

کہ (دشمن) یہ گمان کر کے کہ کٹائی کے دن کھیتی کو ٹڈیاں نگل جائیں گی اور کھیتی چٹیل میدان رہ جائے گی۔

وقبل ذا اعدت الا مهات حالها   فشب لهبت من غرب الارض هيجاء

اس سے پہلے ماؤں نے اپنے حال کو درست کر لیا اور تیار کر لیا اور زمین کی مغرب کی طرف جنگ کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔

فغشت العيون نار كثيفة و   عطل الناعور وانفلت الدلاء

شدید گہری آگ نے آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور جنگ کا ہنگامہ معطل ہو گیا اور ڈول چھوٹ گئے۔

واسقد ت النعاج ونفقت الطلاء   وجفت الابار وتقطع الرشاء

دنبیوں نے حمل گرا دیئے اور روغن اتر گئے اور کنویں خشک ہو گئے اور ڈولوں کی رسی ٹوٹ گئی۔

وغابت من الافاق نجومها   فبكت دما من الشريان السماء

اور آسمان کے کناروں سے ستارے غائب ہو گئے اور آسمان نے اپنی رگوں سے خون رویا۔

وانجد الناس ناس كل على مكانته   وانتخى نشامى وانشد البلار و درحماء

Marfat.com

لوگ نجف میں (یعنی عراق میں) داخل ہو گئے اور ہر ایک نے اپنی جگہ پر (اس ملک کے حصول کے لیے) رال ٹپکائی اور رحم دلوں نے بارود (اور رائفلوں کو اٹھانے) کی آواز لگا دی۔

وتصارخ الاطفال فی احضان امھاتھم　　واختلطت الاصوات وعظم النداء

بچوں نے ماؤں کی گود میں رونا شروع کر دیا اور آوازیں ایک دوسری میں مل گئی اور پکار خوب بلند ہو گئی۔

وثبت عھود فی صدور اھلیھا　　وکان لبعضھم من عھدھم جفاء

اور عہد والوں کے دلوں میں عہدوں (کے نبھانے کے ارادے) پکے ہیں اور بعض نے اپنے عہد میں بے وفائی کی۔

دنیاوی الاحرار فی ساح الوغی　　وخان عبیدٌ عھودھم واماء

آزاد (بہادر) میدانِ جنگ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے جبکہ غلاموں اور لونڈیوں نے اپنے عہدوں سے خیانت کی۔

وتفتحت الی اقصاھا عیون ترصد قولھم　　وانتظرت عیون غائبھا رمداء

ملک کے آخر تک آنکھیں پوری طرح بیدار ہو گئیں جو اپنے قول کی نگرانی کر رہی ہیں اور پرآشوب آنکھیں اس کے غائب حصے کے انتظار میں ہیں۔

برنا ایھم امّه یھماء　　صحراء لاتقوی علی مسارھما عرجاء

ہمارے میدان چٹیل ہیں اور ان کی سرزمین جنگل بیابان ہیں اور صحراء ہیں کہ جن پر چلنے کی کسی لنگڑے میں قوت نہیں۔

کم غبرتِ صفراء مات غبارھا　　تتوہ فی متع بھا مھمہ وسِعاو

کتنی ہی گہری گرد و غبار والی آندھیوں کی گرد بیٹھ گئی (اور وہ آندھیاں چل کر ختم ہو گئیں) کہ جس کی وسعتوں میں کتنے ہی کوشش کرنے والے کوشش کرتے ہوئے راہ بھٹک کر ہلاک ہو گئے۔

رمال رمضاء اعدت شعبنا　　لہ فی صبرہ العظیم مرخاء

گرم ریتوں نے ہماری قوم کو تباہ کیا ہے اور ان گرم ریتوں کو برداشت کرنے کے عظیم

Marfat.com

صبر کے لیےاس کے لیے تیز رفتاراونٹنیاں ہیں۔(کہ جن پر سوار ہو کر یہ چلتے ہیں اوران گرم ریتوں کو برداشت کرتے ہیں)۔

نفرت مسارا تها ومضبان میاها ونعرف ارها والادلاء سقاء

ہم اس کے راستوں کو، پانیوں کو، کنوؤں کواوران کے ڈولوں اور پلانے کو جانتے ہیں۔

حلیب النیاق سقانا لو عزماء ها فاي بشی لهم فی الحماد عزاء

اگر پانی نہ ملے تو اونٹنیوں کا دودھ ہمارا مشروب ہے تو اب انہیں ان کی کوشش پر کون سی چیز تسلی دے گی۔

یحارب حصاها لوا صابتها هبوة ویصیب اعداها لوغزوها رجفاء

اگراس کو خاک کا ایک ذرہ بھی لگے تو اس کی کنکریاں لڑتی ہیں اوراگر دشمن اس سے لڑیں تو انہیں شدید زلزلے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

فلیس یعیش ابن الاطلسی بها تسمل عینه یلاحقه الاخزاء

یہ بحراطلانٹک کا امریکی یہاں زندہ نہ رہ سکے گا اوراس کی آنکھ پھوٹے گی اوراس کو رسوائیاں ملیں گی۔

ومثلهم من عاش فی فنادقها تتبعه اذ ینهدم الجراء

اورانہی کی طرح کے لوگ اس کے ہوٹلوں میں رہ رہے ہیں جب لشکر شکست کھائیں گے تو یہ ذلت ان کا بھی پیچھا کرے گی۔

اصابهم داء مستکلبین فلیس لهم بدار الانبیاء بقاء

انہیں کتے کی طرح بھونکنے اور بھونکوانے کی بیماری لگ گئی ہے چنانچہ سرزمینِ انبیاء پرانہیں بقانہیں۔(یہ اس زمین پر زندہ نہ رہیں گے)

لا تخطی اذ تصحی حوراء اغنی به وتجمل الاراء

جب حور بیدار کرتی ہے تو یہ خطانہیں کرتا یہ اس کے ساتھ مترنم ہوتا ہےاورر ائے آراستہ ہوجاتیں ہیں۔

الصمت بنا دهية فشتنا جهارا نواجهها وهو الدهاء

Marfat.com

ہم پر ایک بڑی مصیبت آن پڑی جس نے ہمیں جہاد (پر کھڑا ہونے) کے لیے بکھیر دیا۔ ہم ان کا مقابلہ کر رہے ہیں (ان کا سامنا کر رہے ہیں) اور وہ بڑا چالاک اور ہوشیار (دشمن) ہے۔

همت بنا غيرة قطعت اطنابها كثيف غبارها ومن الدما حمراء

ہمیں (سخت) غیرت آئی جس نے اپنی طنابیں کاٹ دیں ہیں جس کا غبار بڑا گہرا ہے اور خون سے رنگا ہے۔

اكلت كبود عزيزه من شعبنا ترف رايتنا فى وطن السناء

ہماری قوم کے قیمتی جگر نوچ لیے گئے (یعنی ہمارے قیمتی نوجوانوں کو مار ڈالا گیا لیکن پھر بھی) ہمارا جھنڈا وطن کی بلندیوں پر لہلہا رہا ہے۔

فليس امامهم اِلاّ يذهبو اويصيبهم عثير مميت جزاءً

ان کے سامنے اگر وہ (دشمن) نہ گئے یا وہ ہلاک ہو گئے تو ان کے لیے کوئی جزاء نہیں۔

فرّفينا الايمان قبل الفِ الفِ له من دمنا الغالى اسقاء

ہمارے اندر ایمان تو صدیوں پہلے راسخ ہو چکا تھا اور یہ ہمارے قیمتی خون سے سیراب ہوتا رہا ہے۔

لتمكن انفسنا موا ليقنا ماغدرنا وللصديق فينا ايفاءُ

تا کہ ہم اپنے عہدوں اور اقراروں کو پورا کریں۔ ہم نے غداری نہیں کی اور ہمارے دوست کے لیے ہمارے پاس وفاداری اور ایفائے عہد ہے۔

نرجى افعالنا حتى تقررها ولوقرت ليس فى تنفيذها ارجاءُ

ہم اپنے افعال کو (اور اسکیموں کو) مؤخر کرتے یہاں تک کہ ان کو اچھی طرح کر لیتے ہیں اور جب وہ طے ہو جاتی ہیں تو ان کی تنفیذ میں پھر دیر نہیں کی جاتی۔

ما اصا بنا فى واجبه تنا ونى وه تسلت نصيحة الينا خرقاء

ہماری ذمہ داریوں میں سستی نہیں آئی اور نہ ہی کسی نکمی نصیحت نے ہم تک خفیہ راستہ پایا۔

Marfat.com

ولا استسطمنا دون حقنا لاحد ومن یؤذی نرد علی ایذاتنا ایذاءً

ہم اپنے حق کی خاطر کسی کے آگے نہ جھکیں گے اور جو ہمیں ایذاء دے گا ہم اس کو جواب میں ایذاء دیں گے۔

لکل حرب ان طال مداھا ذھاب محتم وانقضاء

ہر جنگ کا خواہ وہ کتنی بھی لمبی ہو جائے ختم ہونے اور رُک جانے کا ایک حتمی وقت ہے۔

ولکل جمر وان تسعر لھبا فی اخرا لشوط انطفاء

اور انگارے کے لیے خواہ وہ کتنا بھی بھڑکے (اور سلگے) آخر کار اس کو بجھنا ہے۔

لنا غنما فی تفحیاتنا الغراء یذھو بعالی منائرہ الرجاء

ہماری عظیم اور روشن قربانیوں میں (ہمارے لیے) غنیمت ہے۔ جس کے اونچے میناروں کے ذریعے امیدیں بلند ہوتی ہیں۔

نفوس العدو وقلبہ صحراء تدینھم الموت و کذالدماء

دشمن کی جانیں اور اس کا دل ایک صحراء ہے جو ان کو موت اور خون کی طرف لے کر چل رہا ہے۔

نفوسنا کقلوبنا معطرۃ خضراء صافی سماؤھا ونجمھا کنلاءُ

ہماری جانیں ہمارے دلوں کی طرح معطر اور سرسبز ہیں جس کا آسمان صاف ہے اور جس کے ستارے روشن ہیں (جھلملاتے اور ٹمٹماتے ہیں)

یقع علی اخیار واسرار البلاء یتاب اویجتبی منھا اذ دراء

نیکوں اور بدوں سب پر بلا نازل ہوگی خواہ اس سے توبہ کرے یا ان میں کوئی اس ذلت کو قبول کرے۔

ربحنا اللّٰہ ربنا ونفوسنا والی شاطئ العیز لنا الفضاء

ہمارے رب اللہ نے ہمیں اور ہماری جانوں کو کامیاب کیا اور ہمارے لیے عزت کے کناروں تک پہنچانا مقدر کیا۔

ولا موحد الیسف علی رقابنا کان لھم توسّل منا اونداء

Marfat.com

اگر چہ ہماری گردنوں پر تلواروں کو تیز کر کے بھی رکھ دیا جائے تو پھر بھی وہ لوگ (یعنی دشمن) ہم تک نہ پہنچ سکیں گے اور نہ ہی ہمیں ان کی آواز تک پہنچے گی۔

اسعفتی علینا بارادته شعبنا　　فکان وفی وفاز الا ستفتاء

ہماری قوم نے دشمن کے ارادہ کے بارے میں ہم سے سوال کیا۔ ہماری قوم نے وعدہ پورا کیا اور اس استفتاء میں کامیاب رہے۔

ورجال فی القالون ادوا امانتهم　　ماحاد واعن حق اور کبهم رياء

ہمارے قانون دانوں نے بھی اپنی امانت کا حق ادا کیا اور وہ حق کی جستجو سے باز نہ آئے اور نہ ہی ان پر ریاکاری سوار ہوئی۔

وقاتل جيشنا شجاعة حمراء　　ادعوله الی الرب اصدق دعاء

ہماری فوج نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور میں رب ذوالجلال کے حضور ان کے لیے صدقِ دل سے دعا کرتا ہوں۔

ماجدات بقين علی عمودهن　　لهن فی میسرتنا الاحسن ولاء

ہماری عورتیں اپنے عہدوں پر باقی رہیں اور ان کے لیے ہمارے عمدہ کردار میں محبت و وفاداری ہے۔

تقطعت دِلاءُ هم واستدلت دلاءُ نا　　ولها من نبض الحب والمحبة املاء

ان کے ڈول ٹوٹ گئے اور ہمارے ڈول درست ہو گئے اور اس کے لیے محبت اور حب کی نبض سے ڈھیل ہے۔

نساءٌ من بلادی تحملن مصائبهم　　والفن العفة من مريم العذراء

میرے ملک کی عورتوں نے مصائب کو برداشت کیا اور مریم کنواری کی پاکیزہ زندگی سے عفت کا درس حاصل کیا۔

غالی یا وطن عليک العين مرضله　　جروح عظيمة فی قلبی ولدهاء

اے وطن تجھ پر بیمار آنکھ نے اور چالاک لوگوں نے زیادتی کی (جس کی وجہ سے) میرے دل میں بڑے زخم ہیں۔

فماقرّت عيونی منذ فارقتک　　عذب ماءُ ک والتراب دواءُ

Marfat.com

جب سے مَیں نے تمہیں چھوڑا ہے میری آنکھوں کو قرار نہیں آیا اور تیرا پانی میٹھا ہے اور تیری مٹی بھی دواء ہے۔

فارقتک وانا فی زوایة من ارفک　　　لیس فی رحب کبلن الارفاءُ

مَیں نے تمہیں چھوڑا اور مَیں تیری سرزمین کے ایک کونے میں پڑا ہوں اور مَیں سکھ میں نہیں ان غلاموں نے مجھے بیڑیاں ڈال رکھی ہیں۔

شمّاءُ عزیمتنا ونورها شماءٌ　　　دما نسقیها لو شحّ بها الماء

ہمارا جذبہ معطر اور خوشبودار ہے اور ہمارے ملک کا نور بھی خوشبودار ہے کہ جب اس کو پانی کی طلب ہوتی ہے تو ہم اس کو اپنا خون پلاتے ہیں۔

تقر حمانا مهما عاث الزمان بها　　　ان لیس تقر تفو ب الارجاء

جب زمانہ اس سے منہ موڑتا ہے تو ہماری حفاظت اس کو سکون اور ٹھنڈک دیتی ہے (اور اگر اس کو سکون نہ ملے تو اس کے کونے اور گوشے کنارے بے چین ہو جاتے ہیں)۔

ام الارض ولدت مع آدم ونوح　　　لها فی صوت الحضار والحق سناءُ

یہ زمینوں کی ماں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام اور حواء علیہا السلام کے ساتھ پیدا ہوئی۔ تہذیب وتمدن اور حق کی آواز میں اس کی بلندی ہے۔

اغلقت العالمین بایمانها　　　کنف الرحمة ولدیها الانبیاء

رحمت کے سایہ نے اس کے ایمان سے دنیا کو جل تھل کر دیا اور بھر دیا اور اس کے ہاں انبیاء (کی قبریں) ہیں۔

Marfat.com

عراق کا سورج کبھی غروب نہ ہوگا ☆

اے عراقیوں ان ظالم اتحادیوں کے خلاف تحریک مزاحمت کو پروان چڑھاؤ، ان کا مقابلہ کرو اور اپنے مجاہد بھائیوں کی مدد کرو۔ میں تمہارے قبیلوں اور خاندانوں کے نوجوانوں کو مزاحمت پر اٹھ کھڑے ہونے کے لیے کہتا ہوں اور ان شاء اللہ رب قدیر کے حکم سے نجات اور آزادی کا دن قریب ہے۔ میں عراقیوں کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر عراقی خواتین کو۔

''تم لوگوں نے ان اتحادیوں کو وہ مزہ چکھایا ہے جس کا انہیں تصور بھی نہ تھا اور یہ کبھی اس کو شمار بھی نہ کر سکیں گے۔''

انبیاء اور صالحین اور مجاہدین وصابرین کے وطن میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ہاتھوں سخت مشکلات میں ڈال دیا ہے۔

ان کا خیال تو یہ تھا کہ عراق ایک تر لقمہ ثابت ہوگا مگر وہ تو ان کے حق میں سم قاتل نکلا اور ایسا انہیں شیطان نے سمجھایا تھا مگر تم لوگوں نے انہیں وہ چوٹیں لگائی ہیں جن کی انہیں توقع بھی نہ تھی۔ فتح قریب ہی ہے میں قبیلوں کے سرداروں کو یک جہتی کی دعوت دیتا ہوں۔

''تم لوگ ایمان کے مورچہ پر ایک ہاتھ اور ایک صف کی طرح بن جاؤ اور جو بھی اس کمینہ دشمن کی مدد کرتا ہے اس کو آہنی ہاتھوں سے لو اور یاد رکھو کہ عراق کا سورج کبھی غروب نہیں ہو گا۔ عراق کے قبائلی سردارو! تم امن وامان کی وہ روایت اختیار کرو جو امریکی غاصبوں میں شاذ و نادر ہے اور سڑکوں پر ایسے سائن بورڈ لگاؤ جن پر امریکیوں سے ترک وطن کا مطالبہ ہو۔

''اللہ اکبر، عراق زندہ باد، اللہ اکبر عربی فلسطین بحر عرب سے دریائے دجلہ وفرات تک زندہ باد۔''

☆ یہ خط فرانس کی ایک خبر رساں ایجنسی نے 13 اکتوبر 2003ء کو نشر کیا۔

Marfat.com

دشمن کے خلاف تیار رہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمہوریہ عراق

(پرائیویٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ. (الانفال: ۶۰)

''اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد ہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر ہیبت بیٹھی رہے گی۔''

صدام حسین صدر جمہوریہ عراق کی طرف سے قبائل و خاندانوں کے قابلِ احترام سرداروں اور سر برآوردہ لوگوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی نعمتوں کا احسان فرمایا ہے اور ایک دوسرا انعام جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ انعام اسی پر کرتے ہیں جس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جہاد کی نعمت ارزانی فرمائی ہے اور خدا کی قسم! یہ ہمارے ایمانوں کا امتحان ہے اور ان کی (اس میں) اصلاح ہے۔

اے میرے قابلِ احترام بھائیو!

بے شک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ اصل عراق اور اس کی پاکیزہ سرزمین کو اہلِ ایمان کے لیے ایک آئینہ بنا دے تا کہ اس کے اندر ساری دنیا ایک حقیقی مسلمان، ایک صابر مومن کی صورت تمہارے چہروں میں دیکھ لے۔

Marfat.com

اے مجاہد مردو اور عورتو!

تم لوگوں نے ان فوجوں کو وہ مزا چکھایا ہے جس کا انہیں نہ تصور تھا اور نہ گمان۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان، انبیاء، صالحین اور مجاہدین، صابرین کے اس شہر میں داخل ہونے کے بعد انہیں تمہارے ہاتھوں شدید مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ تم لوگوں نے انہیں وہ سخت چوٹیں لگائیں ہیں جن کی انہیں توقع بھی نہ تھی اور عراق میں گھسنے کے لیے انہیں شیطان نے بہکایا تھا اور شیطان نے تو انہیں یہ تک سمجھایا تھا کہ عراق ایک تر لقمہ ہے مگر وہ ان کے لیے زہر قاتل ثابت ہوا۔

"اِضْرِبُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ."

"انہیں مارو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا۔"

اے میرے بھائیو!

خدا کے حکم سے تمہاری فتح قریب ہے۔ ایمان کے مورچہ پر ایک ہاتھ اور ایک سیف ہو جاؤ۔ اور جس کو شیطان نے اپنی راہوں میں بھٹکا دیا اور وہ راہِ حق سے منحرف ہو گیا اس کی مدد کرو کہ (اس کو سمجھا بجھا کر راہِ راست پر لے آؤ) اور اس کے واپسی کی راہ پیدا کرو۔

اور جس کو شیطان نے ان فوجوں کی مدد پر اکسایا اور بہکایا اس کو آہنی ہاتھوں کی ضرب لگاؤ اور یاد رکھو کہ عراق کا سورج ہرگز غروب نہ ہوگا۔

یہ حالات ہیں جن میں رب حکیم و عزیز نے تمہیں آزمایا ہے اور اس بات پر رب تعالیٰ کا شکر ہے کہ سب عراقی شرفاء وہ اللہ تعالیٰ اور مجاہدین وطن پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

اے بہادر مشائخ اور جرأت مند مجاہدو!

مَیں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنے مزاحمت کرنے والے بھائیوں کی مدد کرو اور اپنے خاندانوں کے نوجوانوں کو جہاد پر تیار کرو۔ رب قادر و محتسب کے حکم سے آزادی کا دن قریب ہے۔

اِسی طرح مَیں تمہیں اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ اپنے تمام خاندانوں اور قبیلوں سے جڑے رہو۔ اور انہیں پیدل چلتے اور سوار ہوتے وقت پرامن روایت کے اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہوں جو ان امریکی غاصبوں میں نہیں اور سڑکوں پر ایسے سائن بورڈ لگاؤ جن پر

Marfat.com

امریکیوں سے عراق سے نکل جانے کا مطالبہ ہو۔

15 اکتوبر ایک بڑی لڑائی کا دن ہوگا یہ تمہار حقیقی مقابلہ ہوگا اور حق کا باطل پر حقیقی حملہ ہو گا۔ اپنے خاندانوں کے مجاہد مردوں اور عورتوں کو میرا اسلام کہہ دو۔

اللہ اکبر مجاہدین زندہ باد

اللہ اکبر عراق زندہ باد

اللہ اکبر آزاد عرب فلسطین بحیرۂ عرب سے لے کر دریائے فرات تک زندہ باد۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صدام حسین صدر جمہوریہ عراق

13 شعبان 1424ھ

بمطابق 9 اکتوبر 2003

Marfat.com

امریکیوں سے بلاشرط عراق سے نکل جانے کا مطالبہ ☆

''اے مجاہدو! اے عراقیو! اور اے (میری قوم کی بہادر اور غیرت مند) آبرومند عورتو! تم پر لازم ہے کہ تم اپنے دشمنوں کا سخت گھیراؤ کرو اور نعروں، جلوسوں، وال چاکنگ اور اپنے حقوق کے مطالبات سے ان کو متزلزل کرو اور ان سب باتوں کا تاج وہ مسلح تحریک مزاحمت ہے جو دشمنوں کو زبردست ضربیں لگا رہی ہے جو نکھے لوگوں کو سرنگوں کر لیتی ہے۔

ہم ایک قوم ہیں ہم اکٹھے پیدا ہوئے اور اکٹھے جیئے، ہم ایک قوم بن کر دفاع کریں گے ہم اس دن خوش ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کی کھلی نصرت آئے گی اس وقت مومنین اور شہداء (کی روحیں) خوش ہوں گی۔

عراقی قوم ماضی بعید میں اور گزشتہ پینتیس سالوں میں ظلم کرنے والوں کے ساتھ لڑتی رہی ہے اور اجنبی لالچیوں کے ساتھ لڑتی رہی ہے اور مدد کے محتاجوں کی مدد کرتی رہی ہے اور جو یہ چاہتا ہے کہ وہ ہماری قوم میں یاد کیا جائے خواہ اس کو سرکاری سطح پر یاد کیا جائے یا قومی سطح پر، کہ وہ عراقی قوم کا ایک زندہ فرد ہے تو وہ اپنی ہمت اور نیت کے مطابق عراق کی مزاحمتی تحریک میں حصہ لے۔ اس سے پہلے کہ یہ موقعہ ہاتھ سے نکل جائے، اور جو ہمارے ساتھ (شانہ بشانہ) جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کی سچی دعا ہی ہمارے لیے کافی ہے اور جو کسی بھی طرح کی مثبت خدمت نہیں کر سکتا تو اس کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے ہمیں بچائے اور خدا ہی کافی ہے اور وہی ہمارا کارساز ہے۔

عراقی قوم اپنی قوم کی مدد کرے اور صیہونی اور اتحادی فوجوں کی آواز پر کان نہ دھرے جو فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں۔''

عراقی عوام کو چاہیے کہ وہ سب وسائل کو استعمال کر کے اتحادی افواج سے ملک کا دفاع

☆ العربیہ چینل نے صدام حسین شہید کی آواز میں کیسٹ کے ذریعے نشر کیا۔

Marfat.com

کرے امریکی اور برطانوی افواج عراق میں شدید نقصانات اٹھا رہی ہیں اور آج وہ دن ہے کہ انہیں اپنا جنگی ساز و سامان بھی اٹھا کر لے جانا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

بش! مَیں اپنی عظیم عراقی قوم کا نام لے کر کہتا ہوں کہ تو نے اپنے آپ سے اپنی قوم سے اور سب لوگوں سے جھوٹ بولا ہے۔ تو نے اور جس کو تو نے اپنے ساتھ جھوٹ میں پھنسایا اور وہاں جس جس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور اِسی طرح صیہونیت نے اور امریکہ کی وہ خارجی سیاست جو مسلمان امت اور قومِ عرب کے ساتھ عداوت رکھتی ہے اور پوری دنیا کی تذلیل و توہین کرتی ہے، نے تجھے مسائل کے بھنور میں ڈال دیا اور اس نے تجھے اور تیری فوج کو عراق پر حملہ کرنے اور اس کے ساتھ عداوت رکھنے کی دلدل میں دھکیل دیا۔

بش تم اس وقت دشمن کی طرف سے آنے والی مشکلات اور خساروں میں ہو۔ تم مقابلہ کی ہمت ہار رہے ہو۔ کیونکہ عراق جیسے متمدن ملک پر حملہ کرنے کا تمہارے پاس کوئی جواز نہ تھا۔ اب عراقی قوم کے جذبے کے مقابلہ میں تمہارے پاس کوئی ہتھیار نہیں جو انہیں زیر کر سکے تم شکست کھا رہے ہو لیکن اس کا اعلان نہیں کرتے ہو تمہیں اس ملک سے واپس جانا ہو گا کل یا آج۔

اگر تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ ان قراردادوں کے پیشِ نظر جو تمہارے اور ہمارے درمیان بلاشرط طے پائی ہیں تم اپنی افواج کو واپس لے جانے کے لیے تیار ہو اور اس میں کوئی دھوکہ نہ کرو اور عراقی قوم کے رہنماء جو بھی تمہاری قید میں ہیں انہیں رہا کر دو تو تمہارے ساتھ مذاکرات کا ڈول ڈالا جا سکتا ہے۔

سلامتی کونسل کے رکنو!

تمہارے سامنے سارے حقائق کھل چکے ہیں۔ جس طرح کہ عالمی رائے عامہ کے سامنے یہ سارے حقائق کھل چکے ہیں، باوجودیکہ امریکی ادارہ ان حقائق سے کھیلنے کی کوشش کر رہا ہے اور نہایت رسواء کن عیاری کے ساتھ ان کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

مَیں سلامتی کونسل سے کہنا چاہتا ہوں کہ عراقی عوام اور اس کی قیادت ایسے کسی حل کو مسترد کرتے ہیں جو ان غاصب فوجیوں کے زیرِ سایہ ہو بلکہ ان کی زیرِ نگرانی کسی حل کو ہم فقط یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ان زبردستی گھسنے والی فوجوں کے عزائم کو پورا کرنے کی ہی ایک چال اور دھوکہ ہے۔

جو شخص عراق کے علاقہ میں امن و امان اور حالات کی درستی کی خواہش رکھتا ہے تو وہ یاد

Marfat.com

رکھے کہ یہ امن عراق کے زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر حاصل ہوگا۔ان میں سے ایک حقیقت یہ ہے کہ ان علاقوں کی اقوام ظلم وستم اور تذلیل واہانت کو قبول نہیں کرتیں اور نہ ہی وہ دوسری فوجوں کے ناجائز قبضہ کو تسلیم کرتی ہیں اور مَیں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ امریکی بدمعاش کی ''لوٹ کھسوٹ'' پر خاموش نہ رہو اور رب کی مرضی کے مطابق چلو۔مَیں یورپ سے کہتا ہوں کہ وہ عراق کی تشکیل نو کے بارے یورپ متوازن مؤقف اختیار کرے جو مبنی بر عدل ہو اور بقدر کفایت واضح ہو۔

مَیں یہ بات پوری قوت سے کہتا ہوں کہ عراقی عوام کی صحیح ترجمان اس کی منتخب شدہ قیادت ہے جس کا صدر ''صدام حسین'' ہے۔

عراقی عوام کا میری سلطنت وحکومت کی طرف توجہ دینا ان کی سعادت ہے اور ان لوگوں نے ان ناجائز قابض فوجوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف میرے حق میں جو یہ نعرے لگائے ہیں کہ، ''اے صدام تجھ پر ہماری روحیں اور خون قربان ہیں'' انھیں سن کر مَیں بہت خوش ہوں۔

''رب کی رضا کے بعد مَیں یہ کہتا ہوں کہ اے عراق اور قوم عرب! تجھ پر میری روح اور میری جان قربان ہے۔''

اللہ اکبر، اللہ اکبر

ہماری باعزت قوم زندہ باد

عراق زندہ باد

آزاد خود مختار فلسطین فرات سے بحیرۂ عرب تک زندہ باد

Marfat.com

دشمن کو عنقریب وطن سے نکال دیا جائے گا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ.“ (الحجرات: ٦)

”مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔“

اے عظیم قوم!

اے عظیم مجاہد مردو اور مجاہد عورتو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تم میں سے اکثر نے اس صیہونی سانپ کی پھنکار سنی ہو گی جو ان کافر غارت گروں کا خدمت گار ہے۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ مظلوم عراقی عوام کا خون عراق کی گلیوں میں تو یہ بہائیں مگر الزام مجھ پر ہو۔

اس بناء پر میں اگلی بات کہتا کہ:

صدام حسین نہ تو کسی اقلیت کا قائد ہے اور نہ ہی اکثریت کا، جن میں باہم شناسائی ہو بلکہ وہ تو ساری عظیم عراقی قوم کا صدر ہے۔ جن میں عرب، کرد، شیعہ، سنی مسلمان اور مسیحی سب شامل ہیں۔ اس کو عراقی قوم نے کھلے بندوں آزادانہ انتخابات میں خود طے کیا تھا اور ساری قوم نے خدا کے سامنے عہد باندھتے ہوئے صدام حسین کے لیے عراق کے جمہوری صدر اور قوم کے قائد ہونے پر بیعت کی تھی اور صدام حسین اگر کسی ایک قوم قبیلہ یا چند حامیوں کا صدر ہوتا تو یہ حملہ آور اوران کی یہ خون آشام چڑھائی کبھی بھی عراق میں کامیاب نہ ہوتی۔

کیونکہ صیہونیت اور امریکہ و برطانیہ کی سیاست اور ان کے بُرے تابعداروں کی سیاست نے اس حقیقت کو پالیا ہے کہ صدام حسین اور اس کی قوم ایک حالت پر ہیں اور سب کے

Marfat.com

سب اس بات پر متفق ہیں کہ وہ اندرونی و بیرونی ہر قسم کی کمزوری کے عوامل سے نجات حاصل کریں گے اور ان باتوں سے بھی چھٹکارہ حاصل کریں گے جو ذلت اور ان پر دشمنوں کے قبضہ کو آسان کرے۔ اور وہ ان سب (اخلاقی و روحانی) امراض سے چھٹکارہ حاصل کریں گے۔ جو معاشرہ کو لاحق ہو جاتی ہیں جن کے اسباب معروف ہیں۔ اور اپنے دینی وطنی قومی اور انسانی حقوق کو حاصل کریں گے اور ان کا دفاع کریں گے اور جو خارجی دشمن ان پر چڑھائی کرے گا اس کا مقابلہ کریں گے اور ہر اس چیز کا مقابلہ کریں گے جو قوم کے ارادہ، دین، حقوق اور اس دائمی قوم کی میراث کے بالعکس ہو اور دشمنوں کو یہ بھی پتہ چل گیا ہے۔ انہیں عراق کے خلاف اپنے ناجائز موقف پر مزید ڈٹے رہنا اب مشکل ہے اور انہیں اس کے بُرے انجام کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔

اس بناء پر مَیں اور میرے سیاسی رفقاء اس بات کا بڑی شدت کے ساتھ بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ دشمن کو اور اتحادی استعماری افواج کو جو عراق میں زبردستی اور ظلماً آ گھسے ہیں عراق سے باہر نکال دو۔ اس بناء پر ہم نے اس بات کی عراقی قوم کو دعوت دی اور دے رہے ہیں کہ وہ کسی ایسے ہدف اور راستے پر نہ چلیں جو انہیں اس ہدف کے علاوہ تک لے جائے یا کہ وہ تمہارے مرکزی ہدف کو ختم کر دے۔

جن لوگوں کو امریکہ نے اپنی غلام طاقتیں اور حکومتیں کہا ہے ان لوگوں نے عراق پر الزام لگانے میں جلدی کی اور تحقیق احوال نہیں کی کہ آیا وہ الزام درست ہے یا غلط؟ ان کا الزام تھا کہ عراق کے پاس تباہ کن اسلحہ ہے اس غرض کے لیے انہوں نے عراق قوم نے پھر بھی ان کا خیر مقدم کیا اور ان کے ساتھ تعاون کیا۔ لیکن ان لوگوں نے دراصل امریکی حملہ آوروں کے لیے حملہ کی راہ ہموار کی۔ لہٰذا عراقی قوم ان کے سامنے بعد میں ڈٹ گئی کیونکہ اس کا اس پر اور وطن پر ایمان تھا۔

لیکن یہ بدکردار امریکہ جو قوم اور امت کا دشمن بلکہ ان میں سے ہر ایک کا دشمن ہے وہ ہر اس شخص کو سزا دینا چاہتا ہے جو تقرب الٰہی، اور دشمنوں کو شر سے رہائی اور سرزمینِ عراق کو ان سے پاک کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنی تاریخی ذمہ داری سے بری ہو جائے۔

جن ایجنٹوں نے عراق پر الزام لگانے میں جلدی کی ہے ان پر لازم ہے کہ وہ اقوامِ عالم کو اس الزام کی تفصیلات بتلائیں اور جو جانتے ہیں اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ رب تعالیٰ ہر ہونے والی شے اور دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ عراق پر لگنے والے غلط الزامات کی تحقیق ممکن

Marfat.com

ہے۔اس کی تحقیق میں دشمنوں کو وطن سے نکال دینے کے بعد قیادت وحکومت کے ارکان کے ساتھ ساتھ دوسرے خاص لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں اور عنقریب دشمنوں کو وطن سے نکال دیا جائے گا۔انشاء اللہ تا کہ کوئی مخلص عراقی کسی ایسے کام میں نہ لگے جس کو ان حملہ آوروں یا ان کے دم چھلوں نے طے کیا ہے کہ جن میں لگ کر یہ لوگ جنگ کے نتیجے میں کمزور ہو جانے کے بعد سب سے اہم کرنے والے کام یعنی عراق کو تعمیرِ نو سے غافل ہو جائیں۔ یہ حملہ آور اس بات میں کمزور ہو گئے وہ عراق یا عراقیوں یا ان کی قیادت کو اپنا زیرِ فرمان بنا کر اپنی مرضی کے خطوط پر چلا سکیں۔وہ لوگ مجرم صیہونی اور کینہ پرور لوگ ہیں جو فلسطین کے بارے میں بغض رکھتے ہیں۔

اے خوددار عراقیو!

اے خوددار خواتین!

اللہ کی مدد سے دشمن کمزور ہو چکا ہے اور یہ حملہ آور جو پروگرام لے کر آئے تھے اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے وہ شدید آندھیوں اور طوفانوں کی نظر میں ہے۔اس مرتبہ یہ ان کا آخری انجام ہوگا۔ کہ بہادر عراقی اور ان کا جرأت مندانہ مقابلہ ان کو ان کے انجام تک پہنچا دے گا اور یہ بہادر ہمارے مومن بھائی، ہمارے قوم اور امت کے نوجوان ہیں اے بہادرو! تم ان اجنبی ظالموں کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ اور اپنا دفاع کرو۔خواہ یہ کہیں سے بھی آئے ہیں اور جس قوم سے بھی ہیں اور ان پھنسے ہوئے دشمنوں کا محاصرہ کرلو جو اجنبی کافر دشمن کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کرو جس سے خدا ناراض نہ ہو اور ایسا کرنا تمہاری حمایت اور حفاظت کے لیے ضروری ہے اور اس بارے میں تمہارا دین سیدھا و مستقیم ہے۔

شہداء کے لیے بزرگی اور (جنت کا مقام) علیین ہے

عراق زندہ باد........... عراق زندہ باد

ہماری بزرگ قوم زندہ باد

اور صیہونیت کے لیے ذلت ورسوائی اور لعنت ہے

اور آزاد عربی فلسطین فرات سے لے کر بحیرۂ عرب تک زندہ باد

اللہ اکبر، اللہ اکبر

خسارہ پانے والے خسارہ پائیں۔

Marfat.com

جناب علی سیستانی اور حوزۂ علمیہ سے گزارش ☆

مَیں ''حوزۂ علمیہ'' (عراق میں ایک شیعہ مرکز ہے) کو عراق میں زبردستی آن گھسنے والی انگریزی وامریکی فوجوں کے خلاف جہاد کا اعلان کردینے کی دعوت دیتا ہوں۔مَیں جناب علی سیستانی اور ''حوزۂ علمی'' سے یہ بھی کہتا ہوں کہ تمہاری شرکت عراقیوں کے جہاد کے لیے بڑی اہم ہے اور جیسا کہ آپ لوگوں جانتے ہیں کہ (شیعہ جماعت) ''حوزۂ علمی'' نے اب تک اِن حملہ آوروں کو نکالنے کے لیے جہاد کی دعوت نہیں دی۔

''حوزۂ علمی'' ایک ایسی روش پر ہے جس کی کوئی مخلص اور امین تمنا نہیں کرتا کہ وہ جاری رہے۔لہٰذا مناسب ہے کہ حوزۂ علمی جہاد کا اعلان کردے تاکہ ان حملہ آور فوجوں کے خلاف پوری قوم کا مؤقف ایک ہوجائے اور ہر سطح، ہر عنوان، ہر رجحان اور ہر قیادت پر ان کا اتحاد ہو۔

ہمارے دلوں میں جناب سیستانی کا احترام ہے۔مگر اس مرحلہ میں ہمارے پاس بنیادی بات یہ ہے کہ اجنبی حملہ آور فوجوں کو نکالا جائے اور عراقیوں کو امن وسلامتی دی جائے۔

اور ہاں!مَیں نے سُنا ہے کہ سیستانی نے (جعفری کو جو پریمر کی ''ذیلی کونسل'' کا پہلا رکن ہے) کہا ہے کہ، ''ہر وہ دستور جو امریکہ استعمار کے زیرِ سایہ طے پائے وہ باطل ہے۔کیونکہ عراق کو شریعت اسلامیہ کے کامل قانون کی ضرورت ہے کیونکہ عراق کی 95% سے بھی زیادہ آبادی مسلمان ہے۔

ہم (سیستانی کی) اس تصریح کو مرحبا کہتے ہیں کیونکہ اس میں حملہ آور فوجوں کے اقتدار کو قبول کرنے اور ان کے حملے کے جواز کے لیے عدمِ اعتراف ہے اور یہ کہ وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ ان استعماری امریکیوں کے زیرِ سایہ جو قراردادیں بھی جاری ہوتی ہیں وہ سب کی

☆ صدام شہید کا یہ تحریری خط الجزیرہ چینل نے 13-08-2003 کو بدھ کی شام نشر کیا تھا۔

Marfat.com

سب باطل ہیں۔

ہمارے بارے میں اس وقت سب سے اہم مرحلہ وہ ان اجنبی حملہ آور فوجوں کو ملک سے نکال باہر کرنا اور عراقی عوام کو امن وسلامتی دینا ہے۔

جعفری کو استعماری حاکم پریمر نے 30 جولائی 2003ء کو ایک ماہ کے لیے اس مجلس حکم کا عبوری صدر بنایا تھا جو ان حملہ آور فوجوں اور امریکہ، ایران، برطانیہ اور اسرائیل کے جاسوسوں کو اور ایجنٹوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے بنائی گئی تھی اور وہ جناب سیستانی سے نجف میں 6 اگست 2003ء کو ملا تھا۔

والسلام
صدام حسین
صدر جمہوریہ عراق

Marfat.com

عظیم وفادار عراقی قوم کے لیے بیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جنگوں اور حادثات کے احوال میں وہ حکمران جو اپنی امت اور قوم کے ساتھ مخلص ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے جہاں تک ممکن ہو سکے اس چیز کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں، جو نہایت قیمتی اور گراں قدر ہو اور قربانیوں اور نقصانات کی سطح کو ہر حادثہ کی طبیعت و کیفیت اور مشکلات کی روشنی میں جانا جاتا ہے۔ وہ اس لیے کہ ان استعماری اور سامراجی دشمنوں کے ہاتھوں ہماری امت اور قوم کو جو نقصان پہنچا ہے اور جو قربانیاں ان کو دینی پڑی ہیں وہ بہت بڑی ہیں اور ان کی مشکلات کا اندازہ ان جیسی مصیبتوں کو دیکھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک حادثہ وہ ہے جو ہماری قوم کی تاریخ میں اس سے قبل حال میں ہی گزرا ہے۔ اس قوم کے ذمہ داروں کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ جو کچھ بچا سکتے ہیں اس کو بچائیں اور کسی کے نزدیک دشمن کے نقصان سے بچانے کے لیے سب سے زیادہ قیمتی شے انسان ہے کہ اس کو رب عظیم کی رضا حاصل کرنے کے لیے بچانے کی کوشش کی جائے۔

اے عراقی نوجوانو اور عراقی بھائیو! اس وقت ہم جس مسئلہ کے درپے ہیں وہ بعض عراقیوں کو اپنے اور غیر دشمنوں سے بچانا ہے۔

جنگ کے دوران اور جنگ کے کافی عرصہ بعد تک لوگوں کے درمیان یعنی لشکروں کے دونوں بلاکس میں عدم توازن رہا اور یہ توازن کی خرابی ابھی تک رُکی نہیں اور اس کو صرف اور صرف وہ مجاہد روک سکتا ہے۔ جو قوم کی خدمت رضائے خداوندی کے لیے کر رہا ہے کہ جس پر عراقی قوم بھی راضی ہے۔ امت اور قوم سے میری مراد عراقی قوم کی حقیقی اور تاریخی وہ حیثیت ہے جس پر ان کا ضمیر ان کی سوچ، ان کی امنگیں اور آرزوئیں متفق ہوں اور وہ ان کے اصلی قواعد و اساس کے مطابق ہوں۔ ٹھیک اس وقت امت، قوم کے سامنے ایسے احوال قرار و استحکام پکڑ جائیں گے تن

Marfat.com

میں ان کے لیے اس بات پر صحیح طریقہ سے غور وتدبر کرنا اور زندہ دل کا استحضار کرنا آسان ہو جائے گا کہ یہ حق ہے اور وہ باطل، یہ صحیح اور مقبول ہے اور وہ غیر صحیح اور مردود ہے۔

مَیں یہ کہتا ہوں کہ جس عدم توازن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ نہ تو رُکا ہے اور نہ ہی کوئی اس کو روک سکا ہے۔ ہاں البتہ مخلص مجاہدین مومنین کا مؤقف اور فعل ہی اس کو روک سکتا ہے۔ جنھوں نے استعماری فوجوں کا مقابلہ کیا، ان کے ساتھ جہاد کیا تا کہ انہیں عراق سے باہر نکال دیا جائے تا کہ ایک عراقی ایک بار پھر اپنی پہلی امن وامان والی حالت میں آ جائے بعد اس بات کے کہ اس پر ایک مصیبت ٹوٹی اور جو نقصانات اس کو پہنچے سو پہنچے۔ اس عدم توازن کے دوران کچھ لوگوں کو ان کے شعور وآگہی نے مایوسی یا بربادی کی طرف چلایا کیونکہ ان استعماریوں سے زیادہ ہماری قوم کے لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ وہ مملکتِ عراق کے مال ودولت پر قبضہ کریں کہ جن پر یہ استعماری سامراج قبضہ کرنے انہیں برباد کرنے اور انہیں اپنی گھٹیا اغراض میں استعمال کرنے کے لیے آن دھمکے ہیں کہ جس کے ذریعے یہ استعماری ان غداروں اور شریروں کو ملکِ عراق پر قبضہ دینا چاہتے ہیں جنھوں نے ان کے شانہ بشانہ اپنے ٹینکوں سے گولے برسائے (اور وہ اپنے ہم وطنوں پر) ان لوگوں نے اپنی ایمانی سرزمین اور اپنے جگر کے ٹکڑوں کے ساتھ نہایت ذلیل اور رسواء کن کردار ادا کیا ہے۔

اس جنگ کے دوران کچھ لوگوں نے حرص کی وجہ سے یا حفاظت کے خیال سے حکومتی یا حزب البعث کی گاڑیوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔ تا کہ یہ سامراجیوں کے قبضہ میں نہ آ جائیں۔ ان کے ذہن میں ان کی حفاظت کرنا تھی۔ تا کہ جب حالات درست ہو جائیں۔ ان گاڑیوں کو حکومت کے حوالہ کر دیں گے۔ مگر اس وقت جن حساس ترین اور نازک ترین امور کو حل کرنے کی کوشش ہم لوگ کر رہے ہیں جو لوگوں کی طرف سے بھی ذمہ داری کے احساس کی ادائیگی ہے اور ہماری قیادت کی بھی انتہائی ذمہ داری بلکہ اس کی روح ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں اور قوم کے فرزندوں کو ان دشمنوں کے قبضہ سے نکلوائیں۔ البتہ جن لوگوں نے ملک وقوم کے ساتھ خیانت وغداری کی اور ان استعماری مجرموں کا ساتھ دیا (ان کے لیے ہم کچھ نہ کریں گے) کیونکہ ہم بڑی گہرائی کے ساتھ جانتے ہیں کہ جن لوگوں نے ان ضروری باتوں کو جن کو

Marfat.com

ضروری تدبیر کے ساتھ کرنا ضروری تھا نہ کیا یا تو اس لیے کہ وہ سخت حیران اور پریشان تھے اور ان پر اس ذمہ داری کا بوجھ بہت وزنی تھا۔ یا گناہ اور مستقبل کے خوف کی وجہ سے کیا اور ان لوگوں نے استعماریوں کی طرف میلان کیا۔ ان میں سے بعض نے بعض کو وطن اور قوم کے حق میں جرائم کے ارتکاب کی طرف دھکیلا (اور خدا کرے ایسا نہ ہوا ہو) کہ وہ شخص بنیادی طور پر نہ تو ایسا چاہتا تھا اور نہ اس کی اس میں کوئی دلچسپی تھی۔ لیکن اس نے اس تباہ کن سوچ کے تحت ان اجنبی استعماریوں کی مدد کی اور بجائے اس کے وہ ان اجنبی استعماریوں کے لیے بارودی بندوق بن کر ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتا اور فتح یاب لوگوں کا ساتھی بنتا اور اس کو آئندہ کے حالات میں کسی بات کا ڈر نہ ہوتا مگر مستقبل کی پکڑ دھکڑ کے خوف سے اس نے قوم کی بجائے ان استعماریوں کا ساتھ دیا۔

ان سب باتوں کے پیش نظر ہم لوگ یہ طے کرتے ہیں کہ سب گم شدہ گاڑیاں جن کے پاس بھی ہیں وہ ان کے پاس امانت سمجھیں جائیں تا کہ وہ دوبارہ مملکتِ عراق اور حزب البعث کی ملکیت میں آ جائیں گی لیکن اب جس کے پاس وہ ہیں وہ چاہتے تو (جب تک کہ حالات درست نہیں ہو جاتے) انہیں پاس رکھے یا چاہے تو بیچ دے اور اس سے اس کی قیمت کی نہ تو اب اور نہ آئندہ کبھی پوچھ گچھ ہوگی۔

البتہ جوان گاڑیوں کی رضا کارانہ طور پر اس لیے حفاظت کر رہا ہے کہ یہ حکومت یا حزب البعث کی ملکیت ہیں تو انشاء اللہ جب آئندہ حالات اپنی صحیح ڈگر اور نہج پر آ جائیں گے تو وہ شخص خدا اور لوگوں کے سامنے بڑے نصیب والا ہوگا اور انعام کے قابل ہوگا۔ رب کریم نے چاہا تو اس کو بہت بڑا ثواب ملے گا اور وہ اپنے سامنے، اپنے گھر والوں کے سامنے اور سب لوگوں کے سامنے بڑا قابلِ فخر ہوگا۔ اسی طرح وہ شخص بھی ہوگا جو ان گاڑیوں کو اس لیے بیچتا ہے کہ ان کی اصل قیمت مملکت عراق اور حزب البعث کی طرف لوٹ جائے گی اور وہ اس کی قیمت کو جہاد اور مجاہدین میں خرچ کرتا ہے۔ بہر حال صورت حال جو بھی ہو، دونوں صورتوں میں ہم اس بات کو بڑی سختی سے کہتے ہیں کہ اپنی حفاظت ونگہداشت میں موجود گاڑیوں یا ان کی قیمت کو ان غارت گر استعماریوں سامراجیوں کے ہرگز ہرگز حوالہ نہ کرو اور نہ ہی ان کے غدار مددگاروں کو دو۔

اے میرے بھائیو! اور قوم کے نوجوانو! ہم اس وقت درپیش صورتِ حال سے نپٹنے کی

Marfat.com

پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارا بھروسہ ایک اکیلے خدا پر ہے۔ ہم سب متحد ہو کر اس صورت حال سے نپٹ رہے ہیں اور ہمارا پختہ ایمان ہے کہ ہمارا اور ہماری وفادار پرامن قوم کا حامی و ناصر ایک خدا ہے۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جس میں استعماری فوجوں کو شکست ہوگی، اور یہ سامراجی اس حقیقت کو اور اس بات کو جو ہماری قوم گزشتہ کئی برسوں سے چاہتی ہے اور رب کی مرضی بھی یہی ہے جلد ہی تسلیم کر لیں گے اور یہ بات کسی بھی لمحہ ممکن ہونے والی ہے۔ کیونکہ انہیں مجاہدین کی ان شدید چوٹوں کی وجہ سے اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا اور ہماری خوددار قوم نے ان سامراجیوں اور استعماریوں کے عراق پر قبضہ اور ناجائز حملہ سے جو انکار کیا ہے اس کو انہیں جلد ہی تسلیم کرنا پڑے گا اور کہیں ہمارا موقف کمزور نہ پڑ جائے۔

ہم تمہیں امن وامان کو قائم کرنے اور اس کو منضبط کرنے کی طرف بلاتے ہیں۔ انشاء اللہ رب تعالیٰ عنقریب اس کا تمہارے لیے اجر عظیم لکھے گا۔ اور ہمارے لیے اور سب لوگوں کے لیے وہ فیصلہ مقدر فرمائے گا جس کا ایک مصیبت زدہ صابر وشاکر مستحق ہوتا ہے جو اس مصیبت و حادثہ کے بالمقابل اپنے صبر سے کامیاب ہوتا ہے، اس بناء پر میں ہر ایک شخص کو جس نے لوٹ کھسوٹ کی اور دشمنوں کے ساتھ مل کر عداوت کا ثبوت دیا خاص طور پر ان کو بلکہ سب لوگوں کو نظم و ضبط برقرار رکھنے کی اور کسی بھی طرح کا بدلہ نہ لینے کی دعوت دیتا ہوں کہ یہ لوگ نہ تو لوٹ کھسوٹ کریں اور نہ ہی ان سامراجیوں کو اور زیادہ حوصلہ دینے کے لیے ان کے ساتھ مل کر قتل و غارت کریں اور جب رب تعالیٰ تمہیں ان سامراجی دشمنوں پر فتح دے تو بدلہ لینے کے لیے ان کو قتل نہ کرو اور نہ ہی ان کا مال و اسباب لوٹ لو اور نہ ہی ان کے مددگاروں پر دستِ ظلم دراز کرو۔

اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں خاص طور پر اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ ملکی قانون، تمام آسمانی مذاہب اور اپنے دینِ حنیف کا احترام کرو۔ اور دشمنوں کے لشکروں میں سے جو تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دے اس کا بھی احترام کرو۔

اے میری بلند قوم!

اِسی طرح تم لوگ اپنی تاریخی حیثیت اور اپنے وقار کو اور زیادہ بلند کرو گے جس کے تم مستحق ہو گے اور تمہاری تاریخ جس کی مستحق ہوگی اور جتنا تمہارا ایمان عراق میں تمہاری سخاوت

Marfat.com

سے لبریز قربانیوں کے لائق ہوگا اتنا تمہارا وقار بڑھے گا اور ان سخت ترین حالات اور مصائب میں تمہاری صفات اور زیادہ بلند ہوں گیں۔

نیکوکار عراقی مردوں اور سر بلند عراقی عورتوں کو سلام و خراجِ تحسین اور پاکیزہ نفس دلوں اور نیک ہاتھوں والوں کو سلام۔ اور ہم رب تعالیٰ سے دارین کی خیرات و برکات اور رحمت کا سوال کرتے ہیں اور جو لوگ دشمنوں کی طرف جھکے، اور پھر توبہ تائب ہوئے ان کے لیے رب تعالیٰ سے اگر وہ چاہے تو مغفرت و بخشش کا سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے سب بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ اور شہداء کے لیے (جنت میں اعلیٰ درجہ یعنی) علیین ہے۔ شہداء کے لیے علیین ہے اللہ اکبر، عزت اللہ اور مومنوں کے لیے ہے۔

اے عراق، تجھ کو سلام............والسلام

صدام حسین

27 جولائی 2003ء

بمطابق 20 جمادی الاولی 1424ھ

Marfat.com

ایک غم ناک خبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا. (الاحزاب:۲۳)

''مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔''

اے (بلندو) شریف قوم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے میرے بھائیو اور نوجوانو!

مَیں تمہیں یہ غمناک اور بھاری خبر سناتا ہوں جو ہر ایک مومن اور مجاہد فی سبیل اللہ کی آرزو ہے کہ ہمارے فوجیوں کا ایک اور دستہ شہید ہو گیا اور ان کی روحیں ان کے خالق کی طرف پرواز کر گئیں وہ روحیں سبز پرندوں کی شکل میں رب کے آسمان میں اور اس کی ضیافت میں ہیں جہاں جنت ہے اور جہاں صدیقین، شہداء اور وہ لوگ (یعنی ان کی روحیں ہیں) جن سے خدا راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔ اس دستہ کا وہی کردار سامنے آیا ہے جو ہر اس شہید نیکوکار کا ہوتا ہے جو صادق مومن اور راہِ خدا میں جان قربان کرنے والا اور اپنی جان کو مجاہدہ میں ڈالنے والا ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے اس عہد و پیمان کو پورا کیا اور سچ کر دکھایا جس کا انہوں نے اپنے آپ سے اور خدا کے بعد تم لوگوں سے پختہ عہد کر رکھا تھا۔

ہم لوگوں نے راہِ خدا کے جہاد میں اپنی جان مال اور اولاد کو قربان کر دیا ہے اور ہم نے وطن، قوم اور امت کے لیے یہ سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ ہم لوگوں نے اپنے بھائیوں اور اولادوں

Marfat.com

کو قربان کر دیا۔ اے عراقیو! تمہارے بھائیوں عدی، قصی اور مصطفیٰ بن قصی نے اس ایمان کی خاطر جس سے خدا خوش ہو، دوست راضی ہوں اور دشمن کو طیش آئے، جنگوں کی مصیبت زدہ سرزمین موصل کے میدانِ جہاد میں جانیں قربان کردی ہیں۔ ان لوگوں نے دشمنوں کے ساتھ چھ گھنٹے کی زبردست لڑائی اور بہادرانہ جنگ کے بعد جان قربان کی۔ دشمنوں کے یہ اتحادی جتھے ہر قسم کی بڑی فوجی طاقت کے استعمال کے باوجود ان پر قابو نہ پا سکے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک میٹنگ میں فضائی حملہ کرنا طے کیا۔ پھر ان لوگوں نے طیاروں کے ذریعے فضائی بمباری کی۔ یوں ان لوگوں نے رب کی طرف سے شہادت کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ نے اس حسینی گھرانے کو شہادت سے سرفراز فرمایا۔ تاکہ وہاں موجود ہر شخص ایک سچے اور مخلص مومن کی اصل اور روشن شہادت کی حاضری نصیب ہو۔

رب تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں جو لکھا ہے اس پر خدا کا شکر ہے کہ اس کی پاک ذات نے ہمیں اپنی راہ میں شہادت نصیب فرمائی اور رب تعالیٰ سے اس پر امید رکھتے ہیں کہ وہ انہیں اور باقی سب شہداء کو بھی (جنت میں) راضی رکھے گا بعد اس کے کہ انہوں نے ایمان اور حمیتِ اسلام کی خاطر جہاد لڑ کے خدا کو راضی کیا۔ مَیں دوبارہ کہتا ہوں اور اے ہماری قوم، اور ہماری بلند و برتر قوم کے اور ہماری وفادار اور امانت دار قوم کے بھائیو اور نوجوانو! تم سے پہلے مَیں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہماری یہ جانیں اور مال راہِ خدا میں اور عراق اور اپنی قوم کے لیے قربان ہیں اور ہم اس سے پہلے اپنی اولاد کو راہِ خدا میں قربان کر چکے ہیں (خوب سن لو کہ مَیں دوبارہ یہ کہتا ہوں کہ) اگر صدام حسین کی عدی اور قصی کے علاوہ سو اولاد اور بھی ہوتی تو صدام حسین ان کو بھی راہِ خدا میں ہی قربان کر دیتا۔ کیونکہ وہ اسی کے مستحق تھے اور یہ کہ ایمان اور اس کی حق و سچ حمیت اور وہ حق جو ہم سے چھین لیا گیا ہے وہ اپنے مومن اور عہد و وفا کے سچے ماننے والوں کو پکارتا ہے اور ہمارے لیے اہلِ ایمان کے ساتھ ملنے کے علاوہ اور کوئی رستہ نہیں۔ اور ہم اس کی طرف دعوت دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ، انسان اور (انسانوں کی) تاریخ ہم سے راضی ہو۔

ہم رب تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کرتے ہیں اور اس کی حمد بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں شہادت سے سرفراز فرمایا اور شہادت کو ہماری تقدیر میں لکھا اور اس کے عوض میں ہمیں اپنی رضا دی اور غیرت مند عراق کے غیرت مند نوجوانوں او ہماری سربلند قوم کے شریف و کریم نوجوانوں کو ہم

Marfat.com

سے راضی کیا اور ہماری جان و مال اور اولاد کی حفاظت کی تا کہ وہ ایک روشن اور قابلِ فخر زندگی گزار سکیں اور وہ شہیدوں کے خون سے چمک اُٹھے۔

اللہ اکبر

اللہ اکبر، شہداء ایمان، شہداء عراق، اور شہدائے قوم کے لیے بزرگی اور (جنت کا اعلیٰ مقام) علیین ہے۔

اللہ اکبر، شہیدوں کے لیے سربلندی ہے

ہماری بلند و برتر اور باعزت قوم زندہ باد

عراق زندہ باد، عراق زندہ باد

آزاد عربی فلسطین فرات سے لے کر بحیرۂ عرب تک زندہ باد

صیہونیت کے لیے ذلت و رسوائی اور بربادی و سقوط اور زوال و انحطاط ہے

جہاد اور مجاہدین زندہ باد

حق کو سربلندی ہو اور شہداء کی شہادت پر ان کی شان بلند ہو

کہ اگر تم لوگوں نے عدی، قصیٰ مصطفیٰ اور ان کے ساتھ ایک مجاہد کو جان سے مار ڈالا ہے اور شہید کر دیا ہے تو یاد رکھو کہ ہماری امت کا ہر نوجوان اور عراق کا ہر نوجوان جنگ کے میدانوں میں عدی قصی اور مصطفیٰ ہیں۔

اللہ اکبر............عزت اللہ اور مومنین کی ہے

اللہ اکبر، اللہ اکبر

35 جولائی 2003ء بمطابق جمادی الاولی 1424ھ

Marfat.com

مکمل وسائل سے مزاحمت کرو☆

مَیں عراقیوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ استعماریوں کو عراق سے نکال دیں اور ''گوریلا طرز کی مزاحمت'' کریں کہ ان امریکی اور برطانوی استعماریوں کے مقابلہ کا یہی حل ہے۔ چھاپہ مار اور گوریلا مزاحمت ہی اس وقت لڑنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے۔

مَیں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں اس عراق سے ہی بول رہا ہوں اس وقت عرب، کرد، سُنی، شیعہ، مسلمان اور عیسائی سب کے لیے بنیادی اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنے علاقوں سے ان استعماریوں کو نکال دیں۔

مَیں تمام عراقیوں کو خواہ وہ کوئی بھی ہوں اس بات کی بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے سارے وسائل استعمال کر کے ان استعماریوں سے دفاع کریں۔ (جس کی صورت یہ ہو کہ) سب سے پہلے وہ ان کے ساتھ تجارتی بائیکاٹ کریں پھر پرامن مظاہرے کریں اور سول نافرمانی کریں۔ پھر بالآخر (اگر ان ابتدائی کارروائیوں سے کام نہ چلے) ان استعماریوں کے خلاف مزاحمت کریں۔ انشاءاللہ مدد آنے والی ہے، اور ضرور آنے والی ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ مجاہدین کے ساتھ ہے جو اپنے مؤقف پر اور میدانِ جہاد میں ڈٹے ہوئے ہیں اور ان باتوں پر ثابت قدم ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں۔ اسی کی مدد ہوتی ہے جس کی مدد خدا کرے۔ تم لوگ ان حالات میں عزت کے حصول اور جنت کی کامیابی حاصل کرنے کے لیے عمل کرو۔

☆ ''موقع اسلام'' آن لائن نے 2003-07-08 کو یہ بیان جاری کیا۔

Marfat.com

مَیں صدر صدام حسین بول رہا ہوں

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

آج 14 ربیع الثانی 1424ھ بمطابق 14 جون 2003ء ہے۔ عراقی قوم کے سوالات مجھے پہنچے ہیں جو یہ پوچھ رہے ہیں کہ ''ہم نے کتنے عرصہ سے صدر صدام حسین کی آواز تک نہیں سنی۔ چاہیے کہ وہ ان سے بات کریں۔''

سب سے پہلے مَیں یہ کہتا ہوں کہ 'مَیں بھی تم لوگوں سے گفتگو کرنے کا مشتاق ہوں اور مَیں تمہاری صفوں میں ہی موجود ہوں۔ لیکن اے بھائیو اور نوجوانو! اور اے چاہنے والو! تم جانتے ہو کہ اب تمہارے تک یہ صوتی پیغام پہنچانا ہمارے لیے اس طرح آسان نہیں رہا جس طرح کے تم لوگ پہلے عادی تھے۔ اس سے پہلے ہم نے آپ لوگوں تک ان پیغامات کو پہنچانے کی کوشش کی ہے اور خود آپ کو بھی یہ بات اچھی طرح معلوم ہے اس کے باوجود میں آج آپ لوگوں سے خطاب کرر ہا ہوں۔

آخری حملہ سے پہلے اور اس کے دوران مَیں نے آپ لوگوں کو اپنا اور اپنی قیادت کا نام لے کر کہا تھا کہ ہم تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کی مدد سے تنہا نہ چھوڑیں گے اور ہم خود پر خدا کو ناراض نہ کریں گے اور نہ ہی اس کو ناراض ہونے دیں گے اسی لیے ہم نے امریکی صیہونیوں کی دھمکی کے آگے ذلت وعاجزی اور اطاعت اختیار نہیں کی اور ہم نے عراق میں انہیں اپنی من مانی نہیں کرنے دی اور بغیر قتل وقتال کے انہیں عراق کو اپنی استعماری نوآبادی بنانے کی اجازت نہیں دی کہ عراق اپنی آزادانہ زندگی جو اس مومن قوم کا حق ہے نہ گزارے لوو عراقی قوم اپنے وطن میں شرافت و کرامت اور ایمان وسلامتی اور حقیقی وطنیت کے ساتھ نہ گزار سکے (کہ ہم نے ایسا نہ ہونے دیا) ہم نے عراقیوں پر مستقبل کی ترقیوں کے دروازے بند نہیں ہونے دیئے۔ کبھی بھی ہم اس استعماری غلبہ اور حکومت کے تحت ان لوگوں کی طرح زندگی نہ گزاریں گے جن کو تم لوگ جانتے ہو۔

Marfat.com

یہ لوگ اور ان کے سب کرتوت ناکام ونامراد ہو گئے۔ یہ اتحادی فوجیں اور ان کی کارروائیاں ناکام ہوگئیں اور ہم نے اور تمہارے ساتھ کیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا اور ہم نے جو قربانیاں دیں سو دیں اور یہ سب کی سب قربانیاں عظیم ایمان، اونچے بزرگ مقاصد اور امت اور قوم کے لیے دیں۔ ہم نے حکمِ خداوندی سے یہ قربانیاں دیں اور ہم خدا سے باندھے عہد میں جھوٹے نہیں رہے اور ہم ملک وقوم کو پیٹھ پیچھے سے خنجر نہ ماریں گے اور ہر قسم کی خیروں کو پس پشت نہ ڈال دیں گے۔ نہ تو ہم ان استعماریوں کے آگے جھکیں گے اور نہ ہی تم لوگوں کو تنہا چھوڑیں گے۔

اے بھائیو، نوجوانو، باعزت عورتوں، اور بہادر مجاہدو!

مَیں تم سب کو اس بات کی خوشخبری دیتا ہوں کہ جہاد اور مقابلہ کے جتھے ایک وسیع میدان میں پھیل چکے ہیں اور انہوں نے وسیع میدان میں جہاد کی شکلیں بنا دی ہیں۔ یہ سب عراقی مجاہد مرد اور عورتوں کی ہمت سے ہے۔ ان لوگوں نے سامراجی فوجوں کے ٹھکانوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں اور آپ ضرور ان کے بارے میں یہ سب تفصیلات میڈیا سے سُن لیں گے اور ان سامراجیوں استعماریوں کو جو نقصانات ہو رہے ہیں اور ان کافروں کی صفوں میں جو انتشار ہے عنقریب وہ بھی تم سن لو گے اور درحقیقت جو نقصان ہوگا وہ سننے کی نسبت بہت زیادہ ہوگا۔ کیونکہ گزشتہ ہفتوں میں جو دن بھی گزرا ہے اس میں ہماری اس پاک سرزمین پر ان کافروں کا خون بہا ہے اور یہ مجاہدین کے جہاد سبب ہوا ہے اور رب تعالیٰ کی مدد اور اس کی مرضی سے آنے والے دن ان کافروں اتحادیوں پر بڑے دشوار اور بھاری ہوں گے۔

اس لیے مَیں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ بہادر مجاہدین کی مدد کرو اور ان کو گوریلا مزاحمت میں مدد دو اور ان سامراجی کافر استعماریوں اور ان کے اعوان وانصار کو ان کے بارے میں کسی قسم کی معلومات نہ دو۔ اور ان سامراجیوں صیہونیوں کو مجاہدین اور مزاحمت کاروں کی مزاحمتی کارروائیوں کے دوران نہ پہلے اور نہ بعد میں اور ان کے ٹھکانوں اور ان کے پروگراموں کی خبر دو اور ان کے نام تک زبان پر نہ لاؤ اور انکے بارے میں حقیقی معلومات کو زبان پر لاؤ تک نہیں۔ کیونکہ یہ مجاہدین اپنے اس عمل میں رب تعالیٰ اور ملک وقوم کی مرضی کے مطابق اپنی حفاظت اور

Marfat.com

قوم کی حفاظت کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اسی لیے یہ لوگ ایذاء پہنچانے والوں کو وہ سزا دے رہے ہیں جو انہیں واقعی ملنی چاہیے۔ اس بناء پر ہم آپ لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ آپ لوگ ان مجاہدین کی کارروائیوں کا احترام کریں اور ہر جاسوس اور قوم سے الگ ہٹنے والے کے بارے میں ان مجاہدین کو خبر دو اور ان پر اس طرح نگاہ رکھو کہ انہیں خبر تک نہ ہو۔

مَیں یہ بتانا پسند کرتا ہوں کہ مَیں اور میری قیادت کے سب ارکان عراق میں اس وقت بالفعل موجود ہیں۔ چنانچہ مَیں انہیں، تمہیں اور استعماریوں کی قید میں اور میدان قتال میں موجود مجاہدین کو سلام کرتا ہوں اور ان کی مزاحمت، قربانیوں اور ثابت قدمی کو سلام کرتا ہوں۔ اور مَیں رب عزیز و قدیر سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انہیں صبر عطا کرے، ان پر لطف و عنایت کرے جو انہیں عراقیوں کے لیے اور قوم کے نوجوانوں کے لیے نمونہ بنا دے اور یہ لوگ اپنے تصرفات و افعال میں عدل و انصاف کرنے والے بنیں۔

اللہ اکبر (اللہ اکبر)

Marfat.com

عراقیو! اپنے مقدس مقامات کو آزاد کراؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ." (حم سجدہ: ۵۳)

''ہم عنقریب ان کو اطراف (عالم) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔''

عظیم عراقی قوم

امت عربیہ اسلامیہ کے نوجوانو

اور ہر جگہ کے شریف لوگوں کو میرا یہ پیغام ہے!

ہم نے رب تعالیٰ سے اس بات کا عہد کیا ہے کہ ہم مجرم امریکی اور برطانوی فوجوں کو آرام سے نہ رہنے دیں گے کہ یہ (آرام سے) عراقی عظیم قوم کے وسائل کو چرالیں اسی لیے ہماری قوم کی افواج کے نوجوان اور جمہوری محافظ، ''الفاروق بٹالین'' ''التحریر'' ''حزب البعث'' کے کارکنان اور ''الحسنین'' فوج کے دستے حقیقی لڑائی لڑ رہے ہیں اور عراق سے ان کافر استعماری فوجوں کو نکالنے کے لیے اس عظیم حملہ کے سفر کے دوران یہ ایک بڑا معرکہ ہے۔

دشمنوں نے ان (بے گناہ) شہریوں کو مارنا شروع کر دیا جن کا اسلحہ وغیرہ کے اٹھانے سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ یہ بات قوم کے نوجوانوں کو ان اتحادی فوجوں کے خلاف عراق کو استعمار کی غلام سے آزادی دلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہونے پر مجبور کر رہی ہے۔

تم سب اٹھ کھڑے ہو اور دشمنوں کے حالت کو جہنم نظیر بنا دو اور مساجد مدارس اور حضرت علی وحسین وعباس رضوان علیہم اور امام ابوحنیفہؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مقبروں کو ان استعماریوں سے بچاؤ اور آزاد کراؤ۔ اب مقابلہ اس حد تک پہنچ چکا ہے جس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں، اب اس کا دائرہ عمل مزید وسیع ہوگا۔ اس لیے ہم غیر ملکیوں اور ان بزدل استعماریوں کے

Marfat.com

ساتھ آنے والوں کو جو جہاں بھی ہیں اور جو بھی کر رہے ہیں ڈراتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جن کو ہم نے اپنی قیادت کے ذریعے متنبہ کر دیا ہے کہ وہ عراق کو 17 جون سے پہلے پہلے چھوڑ دیں۔ خواہ وہ لڑ رہے ہیں یا نہیں۔ کہ وہ بعد کے حالات کو برداشت نہ کر سکیں گے اور ہم نے انہیں نے ڈرا کر اپنا عذر بیان کر دیا ہے۔

اے ہماری عظیم قوم کے نوجوانو!

اے امت عربیہ اسلامیہ کے نوجوانو اور ہر جگہ کے شریفو!

عراق میں امریکہ کے جرائم کے گھناؤنے پن کو تو ذرا دیکھو، اور مجرم ''شیرون'' کے جرائم کو تو دیکھو۔ یہ دونوں ایک ہی وقت میں (یہ سب کچھ کر رہے ہیں اور) ان کا مقصد اسلام، عربیت، مسلمان وطن اور انسانیت (کو شدید نقصان) پہنچانا ہے۔

ہم دشمن سامراج کو اپنے ملکی وسائل اور تیل کی دولت سے فائدہ نہ اٹھانے دیں گے اور وہ شخص خوش نہ ہو جو یہ تصور کرتا ہے کہ استعمار اپنی کوششوں سے عربوں پر اور اسلام کے مدعیوں پر غلبہ پالے گا جبکہ مغرب ان جرئم سے خاموش ہے۔

ہم دنیا کے سب انصاف پسند ممالک کو کہتے ہیں کہ وہ عراق سے اپنی ناجائز افواج کو لے جائیں کیونکہ ہم آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اگر تم لوگ نہ سنو گے تو ان کی بے رحم قوتوں کے ذمہ دار تم لوگ ہو گے عراق کے لیے کوئی پرواز جنگی جہاز، کوئی گاڑی یا بحری جہاز نہ بھیجو۔ وہ ہمارے نشانہ پر ہوں گے کہ ہم استعماری دشمن کو ان سے محروم کر دیں گے تاکہ دشمن اس کو اپنا ناجائز قبضہ برقرار رکھنے میں استعمال نہ کر لے۔

اب آزادی اور کاری ضرب لگانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ان کے لیے بھاگنے یا قتل ہو جانے کے علاوہ کوئی صورت نہ ہوگی۔ ہم ان میں سے فقط ایک شخص کو زندہ رکھیں گے جو مجرم کافر امریکہ اور کینہ پرور صلیبی برطانیہ کو جا کر فقط یہ بتلائے گا کہ باقی سارے وہ بزدل استعماری کس طرح قتل ہوئے جو قیدیوں کو پھانسیاں دیتے ہیں، عورتیں اور بچے چھینتے ہیں، جو شرافت وحیاء اور فضیلت و بزرگی کو جانتے تک نہیں؟ بش اور اس کا دم چھلا ٹونی بلیئر عنقریب نادم ہوں گے اور جن ملکوں نے ان ظالم امریکیوں کی مدد کے لیے اپنی فوجیں بھیجی ہیں تاکہ ان کی یہ سامراجیت تادیر باقی رہے وہ بھی عنقریب ندامت اٹھائیں گیں۔ اسی طرح باقی وہ عرب حکومتیں بھی شرمسار ہوں

Marfat.com

گی جنہوں نے ان سامراجیوں کی مدد کی اوران سے جنگ بندی کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔

ان سامراجیوں کے 72 گھنٹوں میں دوسو سے زیادہ قیدیوں اور ڈیڑھ سو سے زیادہ شہریوں کے قتل کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اے آزاد عراقیو، عربو، اسلام اور عالم اسلام کے عدل پسندو! ان سب باتوں کا کیا مطلب ہے؟

یہ جنگ کا پہلا مرحلہ ہے جس میں ڈنمارک اور پولینڈ اور دوسرے ملکوں کی کافر فوجیں شامل ہیں اوراس مرحلہ کے بعد اگر دشمن باقی رہے گا تو وہ سب چند نئے واقعات دیکھیں گے۔

اور اگر یہ مرحلہ ان کی واپسی کے بغیر مکمل ہو گیا تو ہمارا حق ہوگا کہ ہم اپنے دفاع (کی جنگ) کو ان کے شہروں اور ان کے طیاروں کی طرف منتقل کر دیں اور جتنے انہوں نے ہمارے عراقی نوجوان قتل کیے ہیں اتنے ہی ہم ان کے ماریں گے۔

یہ ہمارا اللہ اور اپنی قوم سے وعدہ ہے۔

صدام حسین

بوقت فجر 12 ربیع الثانی 1424ھ

بمطابق 12 جون 2003ء

Marfat.com

کٹھ پتلی حکومت کا بائیکاٹ کریں

مَیں عراقی مجاہدین کی اس پر زور مزاحمت کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور مَیں باقی عرب حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ:

''ہمیں ان مجرم استعماریوں کے ساتھ مزاحمت کرنے دو اور ہم تم سے بھی مطالبہ کرتے ہیں تم سب لوگ بھی ان استعماری طاقتوں سے بائیکاٹ کرو اور جو ان کے ساتھ تعاون کرنے والے غدار ہیں ان کو اپنے ملکوں سے نکال باہر کرو۔''

مَیں عرب نوجوانوں کو ''ہر اس شخص سے بائیکاٹ کرنے کی دعوت دیتا ہوں جس کو مجرم جنگی قوتیں عراق کے حکومتی یا عوامی غرض کسی بھی شعبہ کے کسی بھی ادارے کے کسی بھی عہدے پر متعین کریں۔'' ان مجرموں سے مقابلہ کریں اور ان استعماری فوجوں سے ملک آزاد کراؤ۔

مَیں بعث پارٹی کے ارکان اور سب عرب نوجوانوں سے اس بات کی اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں ان امریکی برطانوی مجرم سامراجیوں سے مقابلہ کرنے دو اور ہمارا تم سے جو مطالبہ ہے وہ یہ ہے کہ تم لوگ ہر اس شخص سے جس کو یہ استعماری کسی بھی عراقی حکومتی یا سول محکمہ میں مقرر کریں بائیکاٹ کرو اور ان سامراجیوں کا تعاون کرنے والے غداروں کو نکال پھینکو۔

تم سب اب ان سامراجی فوجوں کے ساتھ مقابلہ شروع کر دو۔ اب یہ جنگ عراق کے مختلف علاقوں اور شہروں میں پھیل جائے گی اور اس میں ہمارا پختہ عزم ہے کہ ہم ان امریکی صیہونی سامراجی ناپاکوں سے عراق کو آزاد کرانے کے لیے مزاحمت کو مسلسل جاری رکھیں گے۔

مَیں سب عربوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ امریکیوں اور برطانیوں کو یہ بتلا دیں کہ وہ سرزمینِ عرب پر جب تک کہ وہ عراق سے نکل نہیں جاتے اور فلسطین کے بارے میں اپنے صیہونی اور استعماری ایجنڈے سے پھر نہیں جاتے خوفزدہ، ہراساں و پریشاں اور مرعوب پھریں گے۔

مصر اور اردن نے استعمار سے زرکثیر لے کر عراق کی تباہی میں حصہ ڈالا ہے۔ لیکن ہم

Marfat.com

شام کے اپنے عرب بھائیوں کو کہتے ہیں کہ تم کمزور نہ پڑو ورنہ ان استعماریوں کا تم پر ظلم وستم اور بڑھے گا اور تم لوگ ایک متحد عرب اور اصلی اسلامی روح (کے اتحاد و یک جہتی) کو ظاہر کرو۔ اور تم لوگ ان باقی جماعتوں اور تنظیموں کی طرح نہ بنو کہ جو دوسروں کو اپنے مسلمان بھائیوں کی (استعماریوں کے خلاف) جنگ میں مدد کرنے سے روکتی ہیں۔"

اے بعث پارٹی کے کارکنو اور مجاہدو! تم سب اِن بزدل امریکیوں کے دلوں میں رُعب ڈالنے، انہیں ڈرانے، خوفزدہ کرنے اور ہراساں کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔"

"الفاروق" بٹالین، "الحسین" کے فوجی دستوں اور "جیش عراقی" کے کارکنوں کو ان کی جنگی کارروائیوں اور استعمار کے خلاف جہاد پر سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

والسلام

مجاہد اسلام حسین

صدر جمہوریہ عراق

Marfat.com

استعمار ہمارے ملک میں خوفزدہ، ہراساں اور مرعوب بن کر رہے گا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سَاحِرٍ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی." (طٰہٰ: ۶۹)

"اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے اس کو نگل جائے گی اور جو کچھ انہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا۔"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم بزدل امریکی اور برطانوی دشمن سے لڑ رہے ہیں اور ان کا شکار کر رہے ہیں اور ہم تمہیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ تم لوگ بھی ان مجرم استعماریوں کے حکومتی یا سول عراقی محکموں میں مقرر کردہ لوگوں سے بائیکاٹ کر کے اپنا سیاسی کردار ادا کرو، خواہ وہ ملک کے کسی بھی حصہ میں ہیں۔" اے مجاہد بھائیو! ہم تمہیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ تم ان سامراجیوں کی مدد کرنے والے ہر شخص کو اور ہر اس شخص کو جو خود کو "معائنہ کار" کہتے ہیں اور عراق میں گھس آئے ہیں ان کو عراق سے نکال دو۔"

ان سے بائیکاٹ کرو اور ہمیں اس مجرم امریکہ اور اس کے ساتھیوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے اسلحہ اٹھانے دو۔ اے مجاہد بھائیو! تم لوگ ہر امریکی اور برطانوی کو بتا دو کہ وہ اگر سرزمین عرب پر رہے گا تو خوفزدہ، ہراساں اور مرعوب بن کر زندہ رہے گا اور ان کا یہ حال اس وقت تک رہے گا۔ جب تک کہ وہ لوگ عراق سے نکل نہیں جاتے اور "عربی فلسطین" کے بارے میں مجرم استعماری صیہونیوں کے مؤقف سے ہٹ نہیں جاتے۔ ہم نے جس بات کا تم لوگوں سے مطالبہ کیا

Marfat.com

ہے وہ نہ تو ناممکن ہے اور نہ ہی دشوار ہے باوجودیکہ چند تنظیموں نے عراق کو مزید ذلیل و رسواء کرنے کے لیے اس کا سودا کر دیا ہے اور اس کو بیچ کر اس کی رقم پر قبضہ کر لیا ہے۔ جیسے ''غدار مبارک، اور غدار اور بزدل اردن اور غدار آلِ اسعود اور سامراجی غدار کویت کے بزدل آلِ صباح (کہ ان سب نے سامراجیوں کے ساتھ مل کر عراق کے ذلیل و رسواء کرنے کا سودا کر کے ان یہودیوں سے رقم لے لی ہے)۔

ہم اپنے شام کے عرب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ''تم لوگ کمزور نہ پڑو ورنہ تم لوگوں پر سامراجی ظلم اور زیادہ بڑھے گا اور تم لوگ اصلی اسلامی عربی اتحاد کی روح کا مظاہرہ کرو اور ان باقی تنظیموں کی طرح نہ بنو جو اپنے مجاہد اور لڑنے والے بھائیوں کی مدد کرنے سے منع کرتے ہیں اور ان لوگوں نے متعدد مجاہدین کو ان دشمنوں کے حوالہ بھی کر دیا ہے۔

اے عرب اور مسلمان مجاہدو، اور میری جماعت حزب البعث کے ہر ہر رکنو! تم چاہے جہاں بھی ہو آج وہ وقت ہے کہ تم لوگ اپنا کردار ادا کرو اور اپنے ملک کی حفاظت کا صحیح لائحہ عمل بناؤ۔

تمہارا عراق تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم اس بزدل امریکہ کی مرعوبیت، خوف و سراسیمگی اور پریشانی کو اور بڑھاؤ اور ان پر مسلسل ضربیں لگاتے رہو۔

ہر شریف مجاہد زندہ باد

صدام حسین

(24 ربیع الاول 1424ھ بمطابق 25 مئی 2003ء)

Marfat.com

ہم یقیناً فتح یاب ہوں گے

مَیں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ''عراقی مجاہدین ان حملہ آور امریکی اور برطانوی فوجوں پر یقیناً فتح یاب ہوں گے۔'' ''عراق کے لوگ'' اہل الدار (گھر والے) ہیں۔اسی لیے ضرور وہ اپنے اور خدا کے دشمنوں سامراجیوں پر فتح پائیں گے۔

ان حملہ آور فوجوں نے جو کیا ہے وہ استعمار اور سامراجیت ہے ان کی نیتیں اور اس کے محرکات جو بھی ہوں مگر ان کی غرض فقط عراق کو اس کی قیادت اور عراقی قوم کو آزادی سے محروم کرنا ہے۔

اعمال اور جزاء کی حقیقی اور واضح تاریخ یہ کہتی ہے کہ ''ہر سامراجیت اور ان کا حملہ اپنے انجام کو ضرور پہنچے گا اور عزت (عرب اور عراقی) قوموں کے لیے ہوگی۔''

ہم پر لازم ہے کہ ہم سینہ سپر ہو جائیں اور ہم اپنے دین و وطن کے دفاع کی جنگ کی فضیلت کو حاصل کریں۔ان کا اشارہ اس بات کی طرف تھا مجھے فخر ہے کہ عراقی قوم، جیش اور عراقی قیادت نے اس جنگ کو جاری رکھنے کا عہد کر لیا ہے اور وہ آخر تک جب تک کہ خدا کا حکم نہیں آجاتا وہ دین و وطن اور ملک و قوم کے دفاع کا ثواب حاصل کریں گے۔

''ہمیں اپنی فتح کا یقین ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں گے۔''

مجھے 9 اپریل کے واقعہ کا بخوبی علم ہے کہ ایک عظیم مجمع میں لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ''اے صدام ہماری روحیں اور ہمارے خون تم پر فدا اور قربان ہوں۔''

ذخیرہ

Marfat.com

مَیں نے خدا سے شہید ہو کر مرنے کا عہد کر رکھا ہے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ." (توبہ: ۱۲۹)

"پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ خدا مجھے کفایت کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

مَیں یہ خط تم لوگوں کو ان دشوار حالات میں لکھ کر بھیج رہا ہوں جن سے یہ قوم گزر رہی ہے اور عراق اس قوم کا جز ہے، مَیں یہ خط تمہیں آج کی رات جب کہ وہ ختم ہونے والی ہے، لکھ رہا ہوں اور یہاں بجلی بھی نہیں اور اس سخت اندھیرے میں لکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن یہ سرفروشی اور مقابلہ ختم نہیں ہوگا اور یہ جنگ بھی ختم نہ ہوگی اور ہر رات کے بعد دن ضرور آتا ہے۔

اے ہماری عظیم عربی قوم!

مَیں نے خدا سے شہید ہو کر مرنے کا عہد کر رکھا ہے اور مَیں بزدل اور قاتل امریکی برطانوی دشمن کے آگے نہ جھکوں گا۔ عراق کا پہلا دوران لوگوں کی خیانتوں سے بھرا ہوا تھا جنہوں نے اپنا دین و ایمان قوم و وطن اور عزت و آبرو بیچ دی ہے۔ پس عراق کا آخری دوران لوگوں کا ہوگا جو رب پر ایمان رکھتے ہیں اور جوان قاتل چوروں استعماریوں کو ملک سے مار بھگائیں گے۔ مَیں نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ان بزدل قاتل دشمنوں کے مقابلہ کے لیے بھیج دیا ہے مَیں عربی اسلامی روشن تاریخ کے سب لمحات کو یاد کرتا رہتا ہوں۔ ان جیسے لوگ ہی مستقبل کو بنائیں گے جیسا کہ عنقریب عظیم مجاہد فلسطینی قوم اپنا مستقبل تعمیر کرے گی۔

عراق کے پڑوسی ممالک اور غیر پڑوسی ممالک نے غداروں کو پناہ دے دی ہے اور جس وقت جنگ چھڑے گی یہ لوگ بھی ان استعماریوں میں شمار ہوں گے ان ملکوں نے ان سامراجیوں

Marfat.com

کے لیے CIA، موساد اور برٹین انٹیلی جینس کے ساتھ رابطوں اور آنے جانے کو آسان کر دیا ہے۔ اسی طرح ایران اور ترکی نے بھی ان کے لیے آنے جانے کو آسان کر دیا ہے اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ایران نے جن لوگوں کو پناہ دی ہے وہ امریکی اور برطانوی فوجوں کی پناہ اور حمایت میں داخل ہوں ایسا ہی کچھ ترکی، اردن اور آلِ سعود نے کیا ہے کہ انہوں نے سرزمین عرب اور اپنی عزت وآبرو کو کویت کے استعماری نظام میں ختم کر کے بیچ دیا ہے۔ مَیں تمہیں زور دے کر کہتا ہوں کہ ہماری اوّل قیادت نے ہتھیار نہیں ڈالے اور نہ ہی انہوں نے خیانت کی ہے البتہ جو کچھ ہوا ہے وہ ان مذکورہ غداروں کی طرف سے ہوا ہے۔ اردن کی حدود پر بھی ان غداروں نے جو کیا ہے سو کیا ہے۔ یہ بات مَیں تمہیں اس لیے کہہ رہا ہوں تا کہ تم لوگ جان لو کے غداروں کی اعانت کے باوجود بغداد میں داخل ہونا آسان نہیں۔ ہم تیرہ سالہ محاصرہ کے باوجود دشمنوں سے لڑتے رہے۔ ہم نے تقریباً 5 لاکھ دشمن فوجوں کا مقابلہ کیا اس وقت اکثر خبر رساں ایجنسیاں ہمارے خلاف چل رہی تھیں بلکہ تقریباً ساری ہی خبر رساں ایجنسیاں خواہ وہ عراق کی تھیں یا عرب کی وہ امریکن انٹیلی جینس کو ہمارے بارے میں مفتا مفتی مکمل رپورٹیں دیتی تھیں اور یوں وہ امریکہ سے اپنے تعلق کو ظاہر کرتی تھیں۔

مزید برآں یہ کہ ہم جدید برقی آلات اور مواصلاتی وسائل سے بھی محروم تھے۔ ان سب باتوں کے باوجود بھی اگر غدار لوگ نہ ہوتے تو ہم مدتوں دشمن کے سامنے سینہ ٹھونک کر کھڑے رہتے اور دشمن کا خون بہا بہا کر اس کو بے حد کمزور کر دیتے چہ جائیکہ وہ بغداد میں داخل ہوتا۔

جو ہونا تھا وہ ہو گیا اَب مَیں ان لوگوں کو جن میں قوم اور دین کی ابھی تک غیرت باقی ہے کہتا ہوں اور انہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ جہاد کے جھنڈے تلے جمع ہو کر کوشش کریں البتہ مَیں ان لوگوں کی تنظیموں کو دعوت نہیں دیتا (کہ وہ غدار ہو چکی ہیں) اللہ اکبر۔ اَب تم میں سے ہر ایک اپنی قدرت واستطاعت اور درجۂ ایمانی کے بقدر مزاحمت کو شروع کرے۔

اس مزاحمت کی مندرجہ ذیل شکلیں ہیں:

1۔ امریکی برطانوی صیہونی دشمن کا بائیکاٹ کرو۔

2۔ ان کے کسی فرد یا ادارے یا بانی کو کسی قسم کی بھی سہولت نہ دو حتیٰ کہ ان لوگوں کو کرائے پر مکان بھی نہ دو اور اپنی سواریوں کو کرایہ پر نہ دو اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک نہ لے جاؤ۔

Marfat.com

3۔ ہر وہ شخص جس کا اسرائیل، برطانیہ اور امریکہ کے سامراج کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق ہے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی گفتگو نہ کرو۔

4۔ ان استعماری ملکوں اور ان کے معاونین ممالک کی اشیاء اور مصنوعات کا بائیکاٹ کرو۔

5۔ کسی ایسے عراقی فرد یا جماعت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ کرو جس کا اس مجرم استعمار کے ساتھ تعلق ہو یا وہ ان کے موافق یا ان کا مددگار ہو۔

6۔ اپنی حکومتوں تک اپنی آواز پہنچاؤ تا کہ وہ سوچیں کہ تم ان کے ساتھ ہو اور تم ایک سرزمین اور ایک قوم کے افراد ہو۔

7۔ حقیقی جنگ میں ضروری ہے کہ ہم عوام اور خواص کی املاک کے درپے نہ ہوں اور جو راہِ خدا اور راہِ قوم میں اپنی جانوں کے ساتھ مزاحمت کر رہے ہیں ان کے طور طریقے اور وسائل و اسباب ہم سب جانتے ہیں۔

اے ہماری عظیم عربی قوم!

مَیں نے جنگ کے شروع میں تمہاری آوازیں اور جرأت و بہادری اور بلندی سے بھرے تمہارے مؤقف اور جذبات سنے۔ لیکن اس بات پر افسوس ہے کہ عربی تنظیمیں تمہارے فہم و احساس کی سطح تک نہ پہنچ سکیں۔

مَیں مصر کے صدر سے اس بات کا مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ میری نیابت میں لڑے، لیکن ہم اس سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نہرِ سویز اور مصر کی فضائی حدود کے ذریعے ان استعماریوں تک اسلحہ کی ترسیل کو بند کرے۔ تقریباً 95% فوجیں اور وہ جنگی آلات جن کے ذریعے عراق میں تمہارے بھائی قتل کیے گئے ہیں وہ نہر سویز کے ذریعے پہنچائے گئے ہیں۔ ان ناگفتہ بہ حالات کا سبب مصر کے نظام کا مسلمانوں کی مدد سے ہاتھ کھینچ لینا ہے۔ تاریخی شخصیت جناب جمال عبدالناصر کے تجربہ سے اگرچہ ہمیں اختلاف ہے لیکن ان کے وقت سے لے کر اب تک ان کی پاک صاف شخصیت کی وجہ سے مصر اپنے ملک کے وسائل سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو گیا ہے انہوں نے مصر کو عرب قوم کا قائد اور استعمار سے آزادی پسندوں کا راہ نما بنا دیا تھا (مگر موجودہ صورتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے) مَیں صاف صاف یہ بات کہتا ہوں کہ امتِ اسلامیہ اور قومِ عربیہ ان غداروں کے ہوتے ہوئے ایک تنظیم نہیں بن سکتی جن کو ہم نے مصر آلِ سعود، آلِ

Marfat.com

صباح، اردن اور قطر کی تنظیموں میں دیکھا ہے۔ان پر لازم ہے کہ یہ لوگ اپنے اوپر سے اس عار (کی گندگی) کو دھوئیں کہ انہوں نے عراق کے خلاف ان مجرموں کو پروگرام بنانے انہیں حملہ کرنے اور ان جرائم کے ارتکاب کی اجازت دی۔اسی طرح امت اسلامیہ عربیہ ایران اور ترکی کے ذلیل نظام اور غداروں کے ہوتے ہوئے کامیاب نہیں ہوسکتی۔

اے ہماری عظیم عربی قوم!

تم ان استعماریوں کی قول وفعل سے کسی بھی طرح کی مدد نہ کرنے کو شعار بناؤ۔اس کی ابتداء سڑک پر چلنے والے ایک پیدل شخص سے ہونی چاہیے اور تم لوگوں نے سب ذرائع ابلاغ استعمال کرنے ہیں۔ان ظالموں کو رسواء کردو، ان جھوٹوں کی جھوٹی باتیں نہ پھیلاؤ یہ سب کے سب قاتل ہیں۔اے وہ شخص جس کا کلمہ اسلحہ ہے! اس سامراجیت اور اس کے حملہ کو رد کردو۔

اے عربی بھائی! چاہے تو ایک تعلیم یافتہ مہذب انسان ہے یا ادیب، صحافی، مصور یا آرکیٹیکٹ انجینئر ہے میں تم سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ تم اس بزدل جرائم پیشہ استعماری کو ٹھکرا دو اور اس کو رسواء کردو اور جو ان سامراجیوں کی مدد کرتا ہے یا ان کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے اس کو اپنی صفوں میں نہ رہنے دو اور اے وہ شخص جو جنگ لڑنے والا ہے تم اس سامراج کو نکال دو، اس کی فوجوں اور جماعتوں کا بائیکاٹ کرو اور ان کے مددگاروں سے بھی اور یہ بائیکاٹ ہر قسم کا ہو اور تم سب کی آواز ان سامراجیوں کے خلاف ہو۔

اور تم ہماری امید ہونا کہ یہ (غدار) تنظیمیں۔اور جب عراقی قیادت ان باتوں کے درپے ہوئی جن کے وہ امپریلزم اور صیہونیت کے خلاف وطنی اور قومی مؤقف کی وجہ سے درپے ہوئی تھی تو اس قیادت کا جہاد کا طریقہ جاری رہے گا جس نے اپنا شعار یہ بنالیا ہے کہ وہ نصرت آ جانے تک راہ خدا میں اور راہِ جہاد میں جامِ شہادت نوش کرتے رہے گی۔

اللہ اکبر عربی قوم زندہ باد

عراقی قوم زندہ باد، جو عربوں کا ایک جدا نہ ہونے والا جز ہے

اور آزاد عربی فلسطین فرات سے لے کر بحیرۂ عرب تک زندہ باد

صدام حسین

8 ربیع الاوّل 1424 بمطابق 9 مئی 2003ء

Marfat.com

جس دھج سے کوئی مقتل گیا
وہ شان سلامت رہتی ہے

Marfat.com

صدام حسین کی اَلم ناک شہادت کے آخری لمحات کی غم ناک تفصیلات

امریکہ نے صدام حسین کے عدالتی قتل کے بعد سکھ کا سانس لیا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ صدام کو پھانسی دی جا سکتی ہے لیکن اس کے نظریے کو موت کے گھاٹ اتارنا ممکن نہیں۔ آپ نے صدام حسین کی آپ بیتی پڑھ لی ہے کیا ان خیالات کے شخص کو موت آسکتی ہے۔

نہیں! نہیں!

وہ آج بھی زندہ ہے، لاکھوں دلوں میں، کتابوں میں اور تاریخ کے مہینے میں۔ آیئے اس جرأت اور بہادری کے پیکر کے وہ لمحات بھی ملاحظہ کریں جب اسے قضا نے آ لیا اور موت اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی لیکن صدام ثابت قدم کھڑا رہا۔ اس کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔

امریکا عراق پر حملہ کرنے کیلیے پر تول رہا ہے۔ برطانوی لیبر پارٹی کے ایک سابق رہنما نے بغداد میں صدام حسین سے بی بی سی کے لیے ایک انٹرویو کیا، جو بعد میں بی بی سی چینل فور سے نشر کیا گیا۔ (کہا جاتا ہے، یہ انٹرویو، صدام حسین کے آئندہ عزائم کا سراغ لگانے کے لیے کیا گیا۔)

صدام حسین سے پوچھا گیا: ''(امریکی حملے کی صورت میں) کیا وہ جلاوطنی اختیار کرنا چاہیں گے؟'' صدام حسین نے بی بی سی کے نمائندے سے اس سوال کے جواب میں جو کچھ کہا، اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ صدام حسین امریکی جارحیت کے خلاف ڈٹ جانے اور اپنے آپ کو امریکی استعمار کے خلاف، بہ طور ایک شہید کے، پیش کرنے کا عزم کر چکے تھے۔

صدام حسین کا کہنا تھا: ''مَیں یہاں عراق میں پیدا ہوا ہوں، اور مجھے اس بات پر فخر ہے۔ مجھے اس بات پر بھی ناز ہے کہ میں غیر اللہ سے نہیں، صرف اللہ سے ڈرتا ہوں۔ مَیں نے

☆ کتاب میں یہ اضافہ مترجم کی طرف سے ہے۔

Marfat.com

اپنے بچوں کو بھی ڈٹ جانے کے لیے کہہ دیا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں، اگر کوئی لیڈر خود، یا کسی کی درخواست پر مشکل حالات میں اپنی قوم کو چھوڑ کر جلاوطنی اختیار کر لیتا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے، اسے اپنے حق پر ہونے کا یقین نہیں۔ اس لیے، مَیں نے اور میرے ساتھیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائیں گے اور یہیں اپنی سرزمین پر جان قربان کریں گے۔ ہم اپنی عزت اور غیرت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔''

19 اکتوبر 2006ء صدام حسین پر دجیل قتل کیس کے مقدمے کی سماعت کا آغاز ہوتا ہے۔ جج روف عبدالرحمٰن صدام حسین سے پوچھتا ہے: ''آپ کون ہیں؟ اپنی شناخت کرائیں؟''

صدام حسین جواباً کہتے ہیں: ''پہلے یہ بتاؤ، تم کون ہو؟ میں واقعتاً جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو؟ اس لیے کہ مَیں تو یہاں صبح آٹھ بجے سے بیٹھا ہوں۔''

جب جج نے طنزاً کہا کہ خاطر جمع رکھیے اور بیٹھ جایئے۔ تو صدام حسین نے مسکرا کر کہا: ''تم جانتے ہو، مَیں تھکتا نہیں ہوں۔''

پھر صدام حسین نے وہاں موجود لوگوں کو گواہ بنا کے کہا: ''مَیں بہ صد احترام اور عراقی عوام کی خواہش کے پیشِ نظر واشگاف الفاظ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مَیں اس نام نہاد عدالت کو نہیں مانتا۔ مَیں اس اتھارٹی کو بھی نہیں مانتا، جس کے احکامات کے تحت عدالت کا یہ سیٹ لگایا گیا ہے۔ امریکا کے ایما پر اس عدالت میں جو الزام مجھ پر لگایا جا رہا ہے، مَیں اس کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔''

13 فروری 2006ء کو صدام حسین کمرہ عدالت میں داخل ہوتے ہی نعرہ مستانہ بلند کر دیتے ہیں؛ ''مَیں تمام عراقیوں سے کہتا ہوں کہ امریکی فوجوں کے خلاف لڑو، اور اپنے وطن کی سرزمین کو آزاد کراؤ۔ بش مردہ باد، عراقی قوم زندہ باد، مجاہدین زندہ باد۔'' کنگرو کورٹ کے جج کو غصہ آ جاتا ہے، اور وہ زور سے عدالتی ہتھوڑا میز پر مارتا ہے۔ صدام حسین کہتے ہیں: ''اس عدالتی ہتھوڑے سے اپنے سر پر ضرب لگاؤ۔ جب صدام حسین سے کہا جاتا ہے کہ ان پر قتل کا مقدمہ چل رہا ہے، تو صدام حسین غضب ناک ہو کر کہتے ہیں: ''یہ جھوٹا مقدمہ ہے، خون تو امریکا کر رہا ہے، معصوم عراقیوں کا، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں عراقی عوام سے مخاطب ہو کر ان سے کہہ رہا ہوں کہ اٹھو اور امریکیوں کو عراق کی مقدس سرزمین سے نکال دو۔'' جج طنزاً کچھ کہتا ہے، تو صدام حسین تمکنت سے بھرپور لہجے میں جواب دیتے ہیں: ''مَیں صدام حسین ہوں، عراق کا صدر: میں

Marfat.com

تم اور تمہارے باپ (امریکا) سے اوپر ہوں۔"

5 نومبر 2006ء کو امریکا کی "کنگروکورٹ" کا سیٹ پھر لگا ہوا ہے۔ حیرت ہے، فیصلہ ابھی نہیں سنایا گیا، مگر اسکے باوجود عدالت میں فیصلہ سننے کے لیے موجود سبھی لوگوں کو معلوم ہے کہ کیا فیصلہ سنایا جانے والا ہے۔ ظاہر ہے، صدام حسین بھی اس سے بے خبر نہیں۔ صدام حسین کے ہاتھ میں قرآن مجید کا وہ نسخہ ہے، جسے قید ہونے کے بعد سے، وہ ہر وقت پڑھتے اور سینے سے لگائے رکھتے تھے۔ صدام حسین مسکراتے ہوئے کمرہ عدالت میں آتے ہیں، اور اپنے لیے مخصوص نشست پر بیٹھ جاتے ہیں۔ صدام حسین نے ہمیشہ کی طرح اپنے پسندیدہ گہرے رنگ کا سوٹ اور سفید قمیص پہن رکھی ہے۔ چہرے پر بشاشت ہے۔ جج فیصلہ سنانے سے پہلے صدام حسین کو کہتا ہے: "کھڑے ہو جائیں۔" صدام حسین بہ دستور بیٹھے رہتے ہیں، جیسے کہہ رہے ہوں کہ اس جج اور اس عدالت کے لیے احتراماً اٹھنا میری غیرت کے منافی ہے۔ جج کے حکم پر عدالتی کارندے صدر صدام حسین کے بازوؤں کو پیچھے سے جکڑ کر انہیں زبردستی کھڑا کر دیتے ہیں۔ پھر جج عجلت میں اپنا فیصلہ پڑھ کر سناتا ہے.......... صدام حسین کو پھانسی دینے کا حکم صادر ہوتا ہے۔ صدام حسین فیصلہ سنتے ہی بلند آواز سے نعرہ لگاتے ہیں: "عراق زندہ باد، عراقی قوم زندہ باد۔ اللہ اکبر۔ امریکی قابضوں سے اللہ بڑا ہے۔ اللہ اکبر۔" ایک عینی شاہد کا کہنا ہے کہ پھانسی کی سزا سننے کے بعد، جب صدام حسین کمرۂ عدالت سے باہر نکلے، تو ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ امریکا کی ہیبت خاک میں ملاتی معلوم ہو رہی تھی۔ ادھر کمرۂ عدالت سے باہر، عراق کے کوچہ و بازار میں کرفیو کی پابندیوں کے باوجود بچے، بوڑھے اور جوان "بالروح بالدم، فدیک یا صدام" (صدام حسین، ہم دل و جان سے تم پر قربان ہیں۔) کے نعرے بلند کرتے ہیں۔

سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد، صدام حسین نے اپنے وکلا کو قانونی معاملات اپنے طریقے سے آگے بڑھانے کی ہدایات دیں، مگر وہ اس نتیجے پر بھی پہنچ چکے ہیں کہ امریکا ان کی جان لیے بغیر ٹلنے والا نہیں۔ چنانچہ صدام حسین نے موت کے استقبال کے لیے ہر طرح سے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہے۔ (یہ بات اہم ہے، امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کی جانب سے صدام حسین کو سزائے موت دینے کا فیصلہ ایک ایسے وقت پر منظر عام پر لایا گیا، جب امریکا میں دو دن بعد، وسط مدتی انتخابات ہونے والے تھے۔ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کا خیال تھا کہ صدام حسین کو سزائے موت دینے کا فیصلہ، ان کے لیے انتخابی طور پر ممد و معاون ثابت ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ بش کی

Marfat.com

یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، اور ڈیموکریٹس نے ان پر واضح برتری حاصل کر لی، مگر صدام حسین کے مقدمے پر اس کا جو فال اوٹ ہوا، اس کے تحت بش نے عجلت میں صدام حسین سے مکمل نجات پانے کے لیے کارروائی شروع کر دی)۔ مقدمے کی سماعت کے دوران، صدام حسین کو ان کے وکلا نے یقین دہانی کرا رکھی تھی کہ عدالت میں ان کو اپنا آخری بیان ریکارڈ کرانے کی سہولت لازماً دی جائے گی، مگر ایسا نہیں ہو سکا تھا۔ چنانچہ صدام حسین نے عراقی عوام کے نام اپنا آخری خط تحریر کیا، اور مسلم امہ اور اہل عراق کو خدا حافظ کہا۔ صدام حسین کے اس آخری خط کے جو مندرجات سامنے آئے ہیں، ان کے مطابق، صدام حسین نے کہا:

''میں نے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی ہے، اور ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ مجھے اپنے سچے بندوں اور شہداء میں شامل کرے گا۔ میری روح ربّ رحیم کی طرف لوٹ رہی ہے۔ میں عوام سے کہتا ہوں، وہ دشمن کے خلاف متحد ہو جائیں۔ امریکی حملہ آور اور ایرانی تمہارے دشمن ہیں، جنہیں تمہارا اتحاد اپنی راہ میں رکاوٹ نظر آتا ہے۔ اس لیے وہ تمہارے درمیان نفرت پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ حملہ آوروں سے نفرت نہ کی جائے، کیونکہ کہ نفرت انسان کو اندھا، اور اس کے سوچنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتی ہے۔ جارحیت کرنے والوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں، جو مداخلت کاروں کے خلاف جدوجہد میں تمہاری مدد کر رہے ہیں، اور کچھ نے تو اپنی خدمات، عراقی قیدیوں کی قانونی امداد کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ جب کہ بہت سے دوسرے لوگ جارحیت کرنے والوں کے سیکنڈل منظر عام پر لانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، اور جارحیت کرنے والوں کی مذمت کر رہے ہیں۔ میں عدالت میں اپنا آخری بیان دینا چاہتا تھا، اور تفصیل کے ساتھ اس سازش کو بے نقاب کرنا چاہتا تھا، جو عراق اور اہل عراق کے خلاف کی جا رہی ہے۔ میرے وکلا نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا موقع دیا جائے گا (مگر ایسا نہیں ہوا اور) جج نے کسی شہادت اور وضاحت کے بغیر جارحیت کرنے والوں کی طرف سے ڈکٹیٹ کردہ سزا سنا دی ہے۔ میں عراقی قوم پر قربان ہونے کے لیے تیار ہوں۔ اللہ اکبر، عراق زندہ باد، عراقی قوم زندہ باد، مجاہدین زندہ باد، فلسطین عربوں کا ہے، امریکا ایران مردہ باد۔''

30 دسمبر 2006ء کو بغداد ائرپورٹ کے قریب امریکی فوجی 'کیمپ کرائز' میں صدام حسین کو ان کے کمرے میں جا کر بیدار کیا گیا۔ یہ کمرہ چوڑائی میں چھ فٹ اور لمبائی میں آٹھ فٹ تھا، جس میں صدام حسین کو ایک چارپائی، ایک میز، دو پلاسٹک کی کرسیاں اور دو واش بیسن مہیا کیے

Marfat.com

گئے تھے۔ صدام حسین کے ایک امریکی نگہبان کے بہ قول، صدام حسین کم ہی کوئی شکایت کرتے تھے، اور تسلیم و رضا کا پیکر معلوم ہوتے تھے۔ صدام حسین کے کمرے کے باہر ایک کیاری تھی جسے وہ باقاعدگی سے پانی دیتے تھے۔ صدام حسین کہا کرتے: مَیں جوانی میں ایک کسان تھا۔ مَیں کبھی نہیں بھولا کہ میرا ماضی کیا ہے۔'' (نگہبان کے مطابق) ایک بار صدام حسین نے بتایا، جب ان کے بچے چھوٹے تھے، تو وہ اکثر بچوں کی فرمائش پر، انہیں سونے سے پہلے کہانیاں سنایا کرتے تھے، اور معدے کی خرابی میں مبتلا اپنی بیٹی کو دوائی دینا نہیں بھولتے تھے۔ نگہبان کا کہنا تھا: ''صدام حسین انتہائی حد تک بے خوف آدمی تھے۔ موت کو تو جیسے وہ کوئی خوف زدہ کرنے والی چیز ہی نہیں سمجھتے تھے۔ نہ وہ کسی پچھتاوے کا شکار معلوم ہوتے تھے۔ وہ مکمل یقین سے کہتے کہ جو کچھ بھی انہوں نے کیا، صرف عراق اور اہلِ عراق کے لیے کیا۔ ایک بار صدام حسین نے مجھ سے (نگہبان سے) پوچھا کہ تم امریکی ہو، تم بتاؤ، امریکا نے عراق پر حملہ کیوں کیا؟ حالانکہ عراق میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا، عوام خوش حال تھے، حکومتی نظام بالکل صحیح طور پر کام کر رہا تھا، اور اسلحہ کے معائنہ کاروں کو بھی کچھ نہیں ملا تھا۔ مَیں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، تو صدام حسین مسکرا دیے۔ جب بسترِ مرگ پر پڑے ہوئے اپنے بھائی کو دیکھنے کے لیے مجھے واپس امریکا جانا پڑا تو صدام نے اٹھ کر مجھے گلے سے لگا لیا، میرے ساتھ اظہارِ ہم دردی کیا اور حوصلہ دیا۔ مَیں یہ کبھی نہیں بھلا سکوں گا۔''

متوفق الربیعہ نے شہادت دی ہے کہ جب صدام حسین کو (عارضی نیند سے اٹھا کر دائمی نیند سلانے کے لیے) جگایا گیا، تو ان کے اعصاب پوری طرح ان کے قابو میں تھے: یہ ایسا منظر تھا، جو کسی بھی دیکھنے والے کو ہلا دینے کے لیے کافی تھا۔ صدام حسین نے وضو کیا اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ نماز ادا کی، شکرانے کے نفل پڑھے۔

صدام حسین کو ناشتہ پیش کیا گیا، جو انہوں نے اطمینان کے ساتھ کھایا اور حکام کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد اپنے اقربا کو خطوط لکھے۔

صدام حسین نے نہایت سکون کے ساتھ اپنے سارے کام نمٹائے، اور پھر پھانسی گھاٹ روانہ ہونے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ادھر وسطِ شب کے لگ بھگ، بغداد کے گرین زون میں قائم ہیلی پیڈ پر دو ہیلی کاپٹر اترے، اور ان میں سے تقریباً 120 افراد اتر کر ''الکاظمیہ'' کی طرف روانہ ہو گئے، جہاں کسی زمانے میں صدام حسین کی انٹیلی جنس کا مرکز قائم تھا، اور جسے آج

Marfat.com

صدام حسین کے لیے پھانسی گھاٹ بنایا جا رہا تھا۔ ان 120 افراد کے بارے میں اب یہ بالکل واضح ہوگیا ہے کہ سبھی مقتدیٰ الصدر کے حامی، اور صدام حسین کے جانی دشمن تھے۔ (کہا جاتا ہے، پھانسی کے انتظامات، نوری المالکی کے معتمد باسم الحسینی کے سپرد کیے گئے اور پھانسی کی ''عکس بندی'' کا کام علی المسدی کے ذمے لگایا گیا، جو نوری المالکی کا سرکاری ویڈیو ریکارڈر اور فوٹو گرافر ہے۔)

30 دسمبر کو علی الصباح 5 بجے کے قریب صدام حسین کو کیمپ جسٹس لا کے انہی 120 افراد کے حوالے کیا گیا۔ یہ بات اہم ہے کہ صدام حسین کو امریکیوں نے پھانسی سے پہلے آخری وقت تک اپنی تحویل میں رکھا، جو یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی کہ ہر کام امریکا کی نگرانی میں ہو رہا تھا۔

بغداد کی یہ صبح ایک عجیب طرح سے طلوع ہو رہی تھی۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے، صدام حسین راضی بہ رضا لگ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ موت کا خوف انہیں چھو کر نہیں گزرا۔ وہ گارڈز کی معیت میں اس طرح چل رہے تھے، جیسے بہ طور صدر کسی *Inauguration* میں جا رہے ہوں۔ صدر دروازے سے صدام حسین کو سرخ ریلنگ والے پھانسی کے کمرے میں لایا گیا، جہاں تین نقاب پوش جلادوں نے ان کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ نقابوں کے پہنے ہونے کے باوجود صدام حسین کے لیے ان کو پہچاننا مشکل نہیں تھا۔ ان کی گہری بھوری جلد اور ان کا لہجہ چغلی کھا رہا تھا کہ ان کا تعلق عراق کے جنوب میں واقع اس علاقے سے ہے، جہاں ان کے دور اقتدار میں غیر ملکی اشارے پر ان کے خلاف دو بغاوتیں ہوئیں۔ یہاں کچھ اور لوگ بھی موجود تھے، مثلاً ڈپٹی پراسیکیوٹر منکٹ، ڈپٹی چیف جج (ہائر ٹریبونل) منیر الحداد، رکن پارلیمنٹ سمیع العسکری۔ کیمپ کراپر سے کیمپ جسٹس کا سفر کچھ زیادہ نہیں تھا، مگر صدام حسین نے سردی کے پیش نظر سر پر اونی ٹوپی پہن لی تھی۔ یہ ٹوپی 1940ء کی دہائی والے سٹائل کی تھی۔ سفید شرٹ، کالا پاجامہ اور کالا کوٹ ماضی کی یادگار معلوم ہو رہے تھے۔

عینی شاہدوں کا کہنا ہے: کمرے میں ایک عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی، اور کمرہ بہت زیادہ ٹھنڈا لگ رہا تھا۔ یہاں صدام حسین نے اپنے اردگرد نظر دوڑائی کہ کس کس کی مہر ہے۔ سر محضر لگی ہوئی۔ صدام حسین کو جج کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ صدام بیٹھ گئے، تو جج نے بلند آواز سے موت کا فیصلہ پڑھنا شروع کر دیا۔ صدام حسین نے پورے جوش سے اور یقین کے ساتھ نعرے لگائے: ''اللہ اکبر، عراق زندہ باد، عراقی عوام زندہ باد، فلسطین عربوں کا ہے۔'' جب تک جج موت کا حکم نامہ پڑھتا رہا، صدام حسین مسلسل نعرے لگاتے رہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ جج

Marfat.com

خاموش ہوا، تو صدام حسین بھی خاموش ہو گئے۔ دیکھنے والوں کے لیے یہ ایک عجیب ولولہ انگیز منظر تھا۔ صدام حسین کی آنکھوں میں ایک چمک، ان کے لہجے میں ایک دمک، اور ان کے اعصاب میں ایک سکون تھا۔ کہنے والے کہتے ہیں: آدمی مجرم ہو تو اسے یہ کچھ نصیب نہیں ہوتا۔

ساڑھے پانچ کا وقت تھا۔ باہر بغداد میں فضا مؤذن کی اذان سے گونج رہی تھی، اور اندر تختہ دار پر صدام حسین امریکا کے خلاف اذان حق اور نعرۂ تکبیر بلند کر رہے تھے۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر............اللہ اکبر، اللہ اکبر

اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ

اشھد ان محمد رسول اللہ، اشھد ان محمد رسول اللہ

پھانسی سے پہلے کی آخری قانونی کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ صدام حسین کو پھانسی گھاٹ کی ریلنگ کی طرف چلنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ صدام حسین نپے تلے قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ متوقع الربیعہ ان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ صدام حسین بہ دستور سر پر اونی ٹوپی پہنے اور ہاتھ میں قرآن پاک کا نسخہ تھامے ہوئے ہیں۔ ان سے کہا جاتا ہے، اب وہ سر سے اونی ٹوپی اتار دیں۔ ان کی جانب سے اجازت ملنے کے بعد، ایک گارڈ خود ہی آگے بڑھ کر اسے اتار لیتا ہے۔ پھر صدام حسین سے کہا جاتا ہے، وہ اپنا قرآن پاک کا نسخہ کس کو دینا چاہیں گے؟ وہ کہتے ہیں، اسے ان کے دوست عودالبندر☆ کے بیٹے کے سپرد کر دیا جائے۔

صدام حسین کے ہاتھ ان کی پشت پر باندھ دیے جاتے ہیں۔ صدام، متوفق الربیعہ کی طرف دیکھتے ہیں، اور مسکرا کر کہتے ہیں: ''ڈرو نہیں۔'' متوفق، جو صدام حسین کی حوصلہ مندی سے مرعوب نظر آتا ہے، اس کی سمجھ میں نہیں آتا، وہ صدام حسین کے اس، اچانک حملے کا کیا جواب دے۔ وہ خاموش ہو رہتا ہے۔ کمرے میں چند منٹوں کے لیے ایک بار پھر گھمبیر خاموشی چھا جاتی ہے۔ صدام حسین بلند آواز سے درود شریف پڑھنے لگتے ہیں۔

اللھم صلی علی محمد ﷺ وعلی آل محمد ﷺ

متوفق الربیعہ آگے بڑھ کر صدام حسین سے سرگوشی کے انداز میں کہتے ہیں: ''ڈر لگ رہا ہے؟'' صدام حسین مڑ کر متوفق کی جانب دیکھتے ہیں اور پھر حیات بخش لہجے میں گویا ہوتے ہیں: ''نہیں، بالکل نہیں! مَیں ایک مجاہد ہوں۔ مجاہد موت سے نہیں ڈرتا۔ مَیں نے اپنی ساری زندگی

☆ یاد رہے چند دن بعد عودالبندر کو بھی پھانسی دے دی گئی تھی۔

Marfat.com

جارحیت کے خلاف لڑتے، اور کافروں کے خلاف جہاد کرتے گزاری ہے، اور جو جہاد کا راستہ منتخب کرتا ہے، اور جہاد کے راستے پر چلتا ہے، اسے موت سے خوف نہیں آتا۔ شہادت کی موت میری آرزو تھی اور مَیں خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ آرزو پوری کردی ہے۔"

متوفق ایک لمحے کے لیے رکتا ہے، اور محمد صادق الصدر کے قتل کے بارے میں پوچھتا ہے۔ مقتدا کا نام سن کر صدام حسین نفرت سے زمین پر تھوک دیتے ہیں۔ مرنے والے کو آخری لمحوں میں اتنا بے خوف دیکھ کر مقتدا کے حامی مشتعل ہونے لگتے ہیں۔ مقتدا کے حامیوں کو کچھ نہیں سوجھ رہا کہ وہ کیا کریں؟ صدام حسین موت کے اتنا قریب پہنچ کر بھی ان پر بھاری پڑ رہا تھا۔ سرخ ریلنگ کے قریب پہنچ کر صدام حسین کے پاؤں کو اس طرح باندھ دیا جاتا ہے کہ وہ صرف چھوٹے چھوٹے قدموں سے چل کر تختہ دار کے عین اوپر پہنچ سکیں، اتنی دیر میں گارڈ چیخنے کے انداز میں مقتدیٰ الصدر کے نام کے نعرے لگانے لگتے ہیں: "مقتدیٰ! مقتدیٰ! مقتدیٰ"

صدام حسین کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ ابھرتی ہے، اور وہ نعرہ لگانے والوں کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں: "کیا تم لوگ اپنی بہادری اسی طرح دکھاتے ہو؟"

ایک گارڈ چلا کر کہتا ہے: "تم نے ہمیں برباد کردیا۔"

صدام حسین اس کے جواب میں کہتے ہیں: "مَیں نے تمہیں بے کسی محتاجی اور غربت سے بچایا، اور تمہارے دشمنوں امریکیوں اور ایرانیوں کو تباہ کیا۔"

ایک گارڈ چلاتا ہے: "سیدھے جہنم میں جاؤ۔"

صدام پورے یقین اور اعتماد سے کہتے ہیں: "جہنم میں تم جاؤ گے، مَیں تو جنت میں جا رہا ہوں۔" مقتدیٰ کا ایک حامی پھر چیختا ہے: "لعنت ہو تم پر............"

صدام حسین ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہیں: (مجھ پر نہیں) "تم پر............"

ہجوم کا شور بلند ہوتا جاتا ہے۔ صدام حسین اب ہجوم سے توجہ ہٹا کے، پھر سے مسنون درود شریف کا ورد کرنے لگتے ہیں:

اللھم صل علی محمد ﷺ وعلی آل محمد ﷺ ....

اس کے بعد صدام حسین بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں:

"اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ ﷺ"

صدام حسین کے اردگرد شور بڑھتے دیکھ کر، ڈپٹی پراسیکیوٹر نے مداخلت کرتے ہوئے

Marfat.com

گارڈز کو دور رہنے کی ہدایت کی۔ اس کا کہنا تھا: ''مَیں تمہیں صدام پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا، اور اگر تم لوگ باز نہ آئے تو مَیں یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

پھر ایک اور آواز بلند ہوتی ہے: ''کچھ تو خدا کا خوف کرو۔''

قانونی طور پر، پھانسی کے وقت پراسیکیوٹر کی موجودگی ضروری سمجھی جاتی ہے، اس لیے شور کچھ دیر کے لیے مدھم پڑ جاتا ہے۔

صدام حسین ریلنگ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں۔ ان کا سر، بلند ہے۔ آنکھوں میں موت کا خوف کہیں دور دور تک نظر نہیں آ رہا۔ وہ اللہ اکبر، عراق زندہ باد، اہل عراق زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں، اور امریکا اور ایران پر ملامت بھیج رہے ہیں۔ صدام حسین کی سرکشی نے پھانسی گھاٹ کے آس پاس موجود ہر آدمی کو دم بخود کر رکھا تھا۔ ایک جلاد آگے بڑھ کر صدام حسین کے چہرے پر کالا نقاب پہنانا چاہتا ہے۔

صدام حسین اسے اشارے سے روکتے ہیں، اور حوصلہ مند آواز میں کہتے ہیں: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں، مَیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا چاہتا ہوں۔''

جلاد پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ پھر جلاد کہتا ہے: ''گردن کے گرد سکارف لپیٹ لیں۔''

صدام حسین سر کے ہلکے سے اشارے سے ہاں کہتے ہیں۔ جلاد ان کی گردن کے گرد سکارف لپیٹ دیتا ہے: اور پھر پھانسی کا رسہ ان کے گلے میں ڈال کر کسنے لگتا ہے۔ صدام حسین کے چہرے پر ایک حیات بخش کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

جلاد کہتا ہے: کوئی آخری خواہش؟

صدام کہتے ہیں: ''نہیں، تم اپنا کام کرو۔''

صدام حسین آخری بار اللہ اکبر، عراق زندہ باد، عراقی قوم زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں اور پوری قوت کے ساتھ بلند آواز میں کہتے ہیں: ''فلسطین عربوں کا ہے۔'' اس کے بعد امریکا اور ایران پر ملالت بھیجتے ہیں اور پھر ہر طرف سے یکسو ہو کر کلمہ طیبہ کا ورد کرنے لگتے ہیں؛

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله ﷺ

ایک بار پھر ان کی آواز گونجتی ہے، اور شاید آخری بار.........

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله ﷺ

اتنے میں کوئی تختہ دار کا لیور کھینچ دیتا ہے۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

Marfat.com

Marfat.com

دارالشعور کی علم و ادب پر مستند کتابیں

شیطان کی آپ بیتی	رفیق انجم
تاریخ اسلام کے ناقابلِ فراموش واقعات	محمد دین فوق
خوداعتمادی بڑھائیے	سی گلبرٹ رین / مترجم عبداللہ الاحد
بچوں کی تعلیم و تربیت	مصنف: میری لارنس، مترجم: محمد افضال
کامیاب زندگی	مصنف: ڈاکٹر یوس ٹیس چیسر، مترجم: اظہر تابش
پُراعتماد زندگی	مصنف نارمن ونسنٹ پیل، مترجم: محمد اظہر تابش
خوشگوار زندگی	مصنف: ہیرالڈ شرمن، مترجم: عبدالغفور بی اے
جدید اسرائیل کی تاریخ	مصنف: محمد احسن بٹ
فتوح الغیب	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
گوتم بُدھ سے دلائی لامہ تک	مصنف: کرسٹوفر رابرٹس / مترجم: محمد احسن بٹ
امریکہ کا اخلاقی بحران	مصنف: جمی کارٹر (سابق صدر امریکہ)
ابنِ خلدون	مصنف: ڈاکٹر طٰہٰ حسین (سابق وزیرِ تعلیم مصر)
عظیم مسلمان فلسفی	تالیف: محمد لطفی جمعہ مصری، مترجم: ڈاکٹر میر ولی الدین
قدیم علوم اور جدید تہذیب	مصنف: جارج سارٹن، مترجم: سیدؔ ہاشمی فرید آبادی
اخوان الصفاء	تالیف: جمعیت اخوان الصفاء، مترجم: اکرام علی
جنگِ عظیم دوم	مصنف: لوئیس سنائیڈر، مترجم: مولانا غلام رسول مہر
WTO کیا ہے؟	مصنف: بھگریت لال داس، مترجم مقصود خالق
حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ (۳ جلدیں)	مترجم: مرتضیٰ انجم / فضیل ہاشمی / اشفاق خان
آنے والے دور کا انسان	مصنف: گرور جنیش، مترجم: صفدر رشید
سرگزشت دہلی	مصنف محمد شجاع منعمی
گناہِ غربت، معیار گناہ	مصنف: ٹالسٹائی
پھول اور کلیاں	مصنف: رابندر ناتھ ٹیگور
مسلم دنیا اور سامراجی یلغار	مصنف پروفیسر طفیل ڈھانہ
100 عظیم مسلم سائنسدان	رفیق انجم / ابراہیم عمادی
خواتین کی صحت	مصنف: ڈاکٹر ثمرین فرید
ملٹی نیشنل کمپنیاں	مصنف: سیدؔ عظیم
تجارتی لوٹ مار کی تاریخ	مصنف: سیدؔ عظیم
ڈبلیو۔ٹی۔او اور گلوبلائزیشن	مصنف: سیدؔ عظیم
ہماری عادتیں اور ہمارے جذبات	مصنف: دیانند ورما
کون کیسے گیا؟	مصنف: مرتضیٰ انجم
کوئی کام ناممکن نہیں	مصنف: بسوا روپ رائے
دولت مند بننے کے 37 اصول	مصنف: ڈاکٹر سموئیل سمائلز

دارُالشعُور

37۔مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور، پاکستان
فون: 042-7239138-8460196

Marfat.com